عُلماء سُوء

رانا محمد حسن خاں

نام کتاب	عُلماءِ سُوء
مُصنّف	رانا محمد حسن خاں
ناشر	محمد ثاقب رشید (لندن)
معاونین	رانا عبدالصمد خاں، محمود الحسن خاں
ایڈیشن	دوم، ترمیم اور اضافہ کے ساتھ
سن اشاعت	اگست ۲۰۱۲ء، رمضان ۱۴۳۳ ہجری
قیمت	-----

علماء سُوء

بسم اللہ الرحمان الرحیم

انتساب

عاجز اپنی اِس کاوش کو کلمہ طیبّ **لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ** سے محبت اور وفا کے جُرم میں قید و بند کی صعوبتیں جھیلنے اور قتل و غارت کو بلالی اور حُسینی رُوح کے ساتھ برداشت کرنے والے تمام کلمہ گو مسلمانوں اور اپنے شفیق والدین کے نام منسوب کرتا ہے۔

مُصنّف

فہرست مضامین

علماء سُوء

☆☆

خُداوند کریم عاجز کی اس کاوش کو
قبول فرمائے۔ آمین۔

عاجز اُن تمام جلیل القدر مُصنّفین کا دِل کی گہرائیوں سے غائبانہ طور پر شُکر گزار ہے جن کی پُر از علوم تصانیف سے خاکسار نے خوشہ چینی کی ہے۔

مُصنّف

پیش لفظ

بسم اللّٰہ الرحمان الرحیم

عاجز اپنے خُداوند کریم کا انتہائی مشکور ہے جس نے یہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خُدا تعالیٰ اُن تمام احباب کو جزاء عطا فرمائے جنہوں نے اِس کتاب کے لکھنے میں عاجز سے تعاون فرمایا اور دُعاؤں جیسی انمول سوغات سے مدد فرمائی۔ اور اُن حقیقی مسلمان عُلماءِ کرام پر اللہ تعالیٰ محبت اور شفقت کی نگاہ ڈالے اور اپنے پیار کی گود میں بٹھائے جن کی کتابوں سے لی گئیں تحریریں اِس کتاب کے سَر کا تاج ہیں۔ مکرم و محترم ڈاکٹر سُلطان احمد مبشر صاحب کا تہہ دِل سے مشکور ہوں جنہوں نے اپنے والد محترم حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہدؔ کی ایک کتاب ''بیسویں صدی کے علمی شاہکار'' سے موتی چننے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اِسی طرح دوسرے محققین اور عُلماءِ کرام کی انمول تحریرات کو اس کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہایت قابل قدر اساتذہ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

عاجز کو قطعاً ایک عالم ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ ادنیٰ درجے کے ایک طالب علم کی حیثیت سے کچھ گذارشات پیش کرنے کی وجہ وہ دُکھ ہے جو کم و بیش تمام کلمہ گو مسلمانوں کو اسلام جیسے حسین و جمیل مذہب کے آورگانِ اُمّت کے ہاتھوں تماشہ بن جانے کی وجہ سے لاحق ہے۔ جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماءِ سُوء جو اُمّتِ مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتوؤں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ یہ کارِ گناہ اب بھی ہو رہا

ہےفرق یہ ہے کہ آج کل یہ دنگل ٹیلی ویژن پر بھی گھر بیٹھے بیٹھے تمام دُنیا میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اِن دنگلوں میں جیتنے والے اور ہارنے والے علماءِ سُوء مزید گندگی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ علماءِ سُوء اُس طبقے کا نام ہے جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور نام ہے علماءِ سُوء اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ علماءِ سُوء لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ’علماءِ سُو‘ میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بددیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ علماءِ سُوء میں جہاں فرقہ بندیوں، فتاویٰ کُفر اور دوسرے بہت سے مسائل کا ذکر ہوگا وہیں اسلام کی سچی تصویر سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں دکھانے کی کوشش کی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

اِس کتاب میں ’علماءِ سُو‘ نام نہاد علماء کو کہا گیا ہے۔ یہی وہ بد بخت طبقہ ہے جس کی نحوست کے سائے انسانیت کو درد اور دُکھ کی کالی فصل کاٹنے پر مجبور کیے ہوئے ہیں۔ یہ علماءِ سُوء ہی ہیں جو وارثانِ ابوجہل اور وارثانِ ابولہب بنتے ہوئے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپؑ کی قائم کردہ جماعت کے خلاف محاذ قائم کیے ہوئے ہیں، ان کی زندگی کا مقصد لوگوں کو گُمراہی کے راستے پر ڈال کر شیطان کو خوش کرنا اور مذہب کے نام پر لُوٹنا ہے۔

نوٹ : سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُر شفقت ارشاد مبارک پر لبیک کہتے ہوئے ’آوارگانِ اُمّت‘ کا نام تبدیل کر کے ’علماءِ سُوء‘ کر دیا گیا ہے۔

قرآن کریم فرقان حمید کی مقدّس آیات کا اُردو ترجمہ مختلف مترجمین کا پیش کیا گیا ہے۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے ترجمہ قرآن کو اولیّت دی گئی ہے۔

طالب دُعا

رانا محمد حسن

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

علماءِ سُوء نے جو حال اُمتِ مسلمہ کا کر دیا ہے اِس سے کون واقف نہیں۔ اغیار تو اغیار خود مسلمان بھی محوِ حیرت ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے محوِ تماشہ ہیں۔ دُنیا کے تمام فسادات کا ذمہ دار مسلمان ہی بنا ہوا ہے۔ اب تو شریف النفس مسلمان بھی شک میں مُبتلا ہوتے نظر آتے ہیں کہ شاید مذہب اسلام ہی دُنیا میں تمام فسادات، بُرائیوں اور خباثتوں کا ذمہ دار ہے۔ مگر یقیناً یہ خیال اتنا ہی غلط ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ آج سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکلا ہے۔ مذہب اسلام تو امن اور سلامتی کی ضمانت دینے والا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔

اور تُو ذکر کرتا چلا جا۔ پس یقیناً نصیحت مومنوں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ اور میں نے جِنّ و اِنس کو پیدا نہیں کیا مگر اِس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔ (اس آیت کریمہ میں جنّ سے مراد بڑے لوگ اور بڑی قومیں ہیں) (سورۃ الذاریات آیت ۵۶، ۵۷)

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۔لَّسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ۔ (سورۃ الغاشیۃ آیت ۲۲، ۲۳)

پس بکثرت نصیحت کر، تُو محض ایک بار بار نصیحت کرنے والا ہے۔ تُو ان پر داروغہ نہیں

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْن ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۰)

(اے نبی!) عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاء كُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِیْ لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَاْ عَلَيْكُم بِوَكِيْل۔

تُو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق آ چکا ہے۔ پس جو ہدایت پا گیا وہ اپنے نفس کی خاطر ہی ہدایت پاتا ہے اور جو گُمراہ ہوا وہ اپنے نفس کے خلاف ہی گُمراہ

ہوتا ہے۔اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰۹)

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاء فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاء فَلْيَكْفُرْ ۔

اور کہہ دے کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو پس جو چاہے وہ ایمان لائے اور جو چاہے سو انکار کردے۔ (سورۃ الکھف آیت ۳۰)

لا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

دین میں کوئی جبر نہیں۔یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی۔پس جو کوئی شیطان کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے تو یقیناً اُس نے ایک ایسے مظبوط کڑے کو پکڑ لیا جس کا ٹوٹنا ممکن نہیں۔اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۷)

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۔

اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اُس کا تقویٰ اختیار کرے تو یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ النور آیت ۵۲)

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحاً إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ۔ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ۔ اور (نخوت سے) انسانوں کے لیے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر ومباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیما رکھ۔یقیناً سب سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔ (سورۃ لقمان آیت ۱۹،۲۰)

آج کے مولوی کی تقریر کا انداز نہایت متکبرانہ اور بے باکانہ ہے۔اونچی آواز میں چیختے ہیں اور منہ سے جھاگ نہ صرف اُڑ رہا ہوتا ہے بلکہ ہونٹوں کے کناروں پر جم کر کراہت پیدا کرتا ہے۔

فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيْبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاء هُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ۔ (سورۃ القصص آیت ۵۱)

پس اگر وہ تیری دعوت قبول نہ کریں تو جان لے کہ وہ محض اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے

ہیں، اور اُس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کرے، اللہ ہرگز ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔اگر یہ تیری بات نہ مانیں تو تُو یقین کرلے۔

پھر اللہ ایمان لانے والوں کو شیطان کے متعلق فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ ادْخُلُواْ فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْن ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۸)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیچھے نہ چلو۔یقیناً وہ تمہارا کھلا کھلا دُشمن ہے۔

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''یقیناً اُسے (شیطان کو) اُن لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ (سورۃ النحل آیت ۱۰۰)

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِيْنَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ۔ اس کا (شیطان کا) غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اسے دوست بناتے ہیں اور اُن پر جو اُس (یعنی اللہ کا) کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ (سورۃ النحل آیت ۱۰۱)

وَالَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَـاء النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَن يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِيْناً فَسَاء قِرِيْناً۔ (سورۃ النساء آیت ۳۹)

اور وہ لوگ جو اپنے اموال لوگوں کے سامنے دکھاوے کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ یوم آخر پر۔اور وہ جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔

وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيّاً مِّن دُونِ اللّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَاناً مُّبِيْناً۔ اور جس نے بھی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنایا تو یقیناً اس نے کھلا کھلا نقصان اٹھایا۔ (سورۃ النساء آیت ۱۲۰)

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُوراً۔ وہ انہیں وعدے دیتا ہے اور اُمیدیں دلاتا ہے، اور دھوکے کے سوا شیطان اِن سے کوئی وعدہ نہیں کرتا۔'' (سورۃ النساء آیت ۱۲۱)

معزز قارئین! عصر حاضر میں جب ہم مسلم دُنیا کو مندرجہ بالا آیات کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو اس کڑوی سچائی سے نظر چرانا ممکن نہیں رہتا کہ مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے احکامات اور

ہدایات کو نظر انداز کر کے شیطان کی غلامی اختیار کر چکی ہے ۔اور نتیجے کے طور پر ذلّت اور نامُرادی کی پھٹکار پڑ رہی ہے۔عام مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انہوں نے نام نہاد علماء کو جو شیطان پر توکل کرتے ہیں اور شیطانی لشکر کا ہراول دستہ ہیں،اپنا نجات دہندہ ،راہنما اور پیر و مرشد تسلیم کر رکھا ہے ۔فرقہ واریت، دہشت گردی، انتہا پسندی، عقائد عقائد اور کافر کافر کا کھیل ، بھتہ خوری، مسلمانوں اور اقلیتوں کی جان و مال سے دُشمنی وغیرہ وغیرہ جیسے شیطانی اعمال جن کا اوڑھنا بچھونا ہیں، اُن نام نہاد خود غرض علماء سُوء اور اُن کے چیلوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خود ساختہ محبت کے نام پر نہ صرف مسلم دُنیا بلکہ تمام دُنیا میں بسنے والے انسانوں کی زندگیوں کو اجیرن کر رکھا ہے ۔ایک دوسرے کے بزرگوں کو گالیاں دینا، دوسروں کے مذہب کو بُرا بھلا کہنا، خود کو جنّتی سمجھنا اور دوسروں کو جہنمی بتانا اور اپنوں اور غیروں سے ناانصافی کرنا علماء سُوء اور ان کے چیلوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّواْ الَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّهِ فَيَسُبُّواْ اللّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ۔ اور تم اُن کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دُشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے،اسی طرح ہم نے ہر قوم کو اُن کے کام خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں۔پھر اُن کے ربّ کی طرف اُن کو لوٹ کر جانا ہے۔تب وہ اُنہیں اُس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۹)

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً۔ اور وہ موقف اختیار نہ کر جس کا تجھے علم نہیں، یقیناً کان اور آنکھ اور دِل میں سے ہر ایک سے متعلق پوچھا جائے گا۔'' (سورۃ بنی اسرائیل ۳۷)

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَن صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَن تَعْتَدُواْ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳)

اور تمہیں کسی قوم کی دُشمنی اِس وجہ سے کہ اُنہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا اِس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی

(کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔اور اللہ سے ڈرو۔یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِيْنَ لِلّهِ شُهَدَاء بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُواْ اعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَاتَّقُواْ اللّهَ إِنَّ اللّهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دُشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔یقیناً اللہ اِس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۹)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں مندرجہ بالا سورۃ المائدۃ کی دونوں آیات پر اگر مسلمان صدق دل سے عمل کرتے تو گُمراہی سے بچ سکتے تھے۔ان آیات میں دُشمن سے بھی کامل عدل کا حکم فرمایا ہے۔خواہ وہ دُشمنی دنیاوی وجوہات کی بناء پر ہو یا مذہبی وجوہات کی بناء پر۔چنانچہ آیت نمبر ۳ میں فرمایا ہے کہ اگرچہ کسی دُشمن نے آپ کو خانہ کعبہ جانے سے روک دیا ہو تب بھی اس مذہبی دُشمنی کی بناء پر اس سے ناانصافی کی اجازت نہیں ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُونَ عُلُوّاً فِيْ الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم اُن لوگوں کے لیے بناتے ہیں جو زمین میں نہ (اپنی) بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد۔اور انجام تو متّقیوں ہی کا ہے۔ (سورۃ القصص آیت ۸۴)

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِيْنَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً۔ (سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''رحمان کے (اصل بندے) وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں 'سلام'۔

إِنَّمَاالْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔

مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۱)

پھر اللہ فرماتا ہے اگر تم میرے کہے پر عمل کرو گے تو تمہیں مندرجہ ذیل انعامات مل سکتے ہیں:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ۔ (سورۃ المومنون آیت ۲)

وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔ (یہ) اللہ کا وعدہ (ہے۔اور) اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (سورۃ الروم آیت ۷)

وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقاً۔ اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، اور صدیقوں میں سے اور شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (سورۃ النساء آیت ۷۰) پھر اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں فرماتا ہے کہ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّهِ وَكَفَى بِاللّهِ عَلِيماً۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

اللّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُواْ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوُرِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُوْلَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۸)

اللہ اُن لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ اُن کو اندھیروں سے نُور کی طرف نکالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا اُن کے دوست شیطان ہیں۔ وہ اُن کو نُور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اِس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

سَلاَمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ (سورۃ الرّعد آیت ۲۵)

سلام ہو تم پر بسبب اُس کے جو تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا ہے گھر کا انجام۔

اِن آیاتِ مقدسہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان والوں کے لیے اللہ کا وعدہ ہے کہ کافر اُن کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ ایسے مومنوں کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ اللہ کے ہو جاؤ اور شیطان کی غلامی اختیار نہ کرو۔ فساد کرنے والے بھی شیطان کے چیلے ہی کہلا سکتے ہیں۔ فساد پیدا کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو فتنہ میں ڈالا پھر توبہ نہیں کی تو اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لیے آگ کا عذاب (مقدر) ہے۔ (البروج آیت ۱۱)

وَاللّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۔ اور اللہ فساد کرنے والے کا اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔ (یقیناً خُدا تعالیٰ کو فساد کرنے والے دھوکہ نہیں دے سکتے) (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۱)

إِنَّ اللّهَ لاَ يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ۔ (سورۃ یونس آیت ۸۲)

یقیناً اللہ مفسدین کے عمل کو صحیح قرار نہیں دیتا۔

فَرِيقاً هَدَى وَفَرِيقاً حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلاَلَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ اللّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ ۔ (سورۃ اعراف آیت ۳۱)

ایک گروہ کو اس نے ہدایت بخشی اور ایک گروہ پر گُمراہی لازم ہو گئی۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خُدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا اور یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

إِنَّ اللّهَ لاَ يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّهُ بِقَوْمٍ سُوءاً فَلاَ مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ۔ (سورۃ الرعد آیت ۱۲)

''یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بد انجام کا فیصلہ کر لے تو کسی صورت اُس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ اور اِس کے سوا اِن کے لیے کوئی کارساز نہیں''

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۴۴)

اور جو اُس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی لوگ ہیں جو کافر ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۔ (سورۃ الممتحنۃ آیت ۱۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسی قوم کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ کا غضب ہوا۔ وہ آخرت سے مایوس ہو چکے ہیں جیسے کفّار اصحابِ قبور سے مایوس ہو چکے ہیں۔

وَلَا تُفۡسِدُواْ فِى ٱلۡأَرۡضِ بَعۡدَ إِصۡلَٰحِهَا وَٱدۡعُوهُ خَوۡفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحۡمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۵۷)

اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔ یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔

قُلۡ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَفۡتَرُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلۡكَذِبَ لَا يُفۡلِحُونَ۔ (سورہ یونس آیت ۷۰)

تُو کہہ دے یقیناً وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں کامیاب نہیں ہونگے۔

إِنَّ الَّذِيۡنَ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ آمَنُواْ ثُمَّ كَفَرُواْ ثُمَّ ازۡدَادُواْ كُفۡراً لَّمۡ يَكُنِ اللّهُ لِيَغۡفِرَ لَهُمۡ وَلاَ لِيَهۡدِيَهُمۡ سَبِيۡلاً ۔ (سورۃ النساء آیت ۱۳۸)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور پھر انکار کر دیا، پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا، پھر کُفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ اِنہیں معاف کر دے اور اِنہیں راستہ کی ہدایت دے۔

وَإِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لاَ تُفۡسِدُواۡ فِي الأَرۡضِ قَالُواۡ إِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُونَ۔ أَلا إِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَاء وَلَـكِن لاَّ يَعۡلَمُونَ۔ (البقرہ سورۃ آیت ۱۲،۱۳)

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو محض اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! وہی ہیں جو فساد کرنے والے ہیں لیکن وہ شعور نہیں رکھتے۔

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الأَرۡضِ لِيُفۡسِدَ فِيۡهَا وَيُهۡلِكَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ۔ اور جب وہ صاحبِ اختیار ہو جائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۶)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: صُمٌّ بُكۡمٌ عُمۡيٌ فَهُمۡ لاَ يَرۡجِعُونَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۹)

(وہ) بہرے ہیں گونگے ہیں (اور) اندھے ہیں۔ پس وہ (ہدایت کی طرف) نہیں لوٹیں گے۔

پھر فرماتا ہے: إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللّهِ الصُّمُّ الۡبُكۡمُ الَّذِيۡنَ لاَ يَعۡقِلُونَ۔ (سورۃ الانفال آیت ۲۳) یقیناً خُدا کے نزدیک تمام جانداروں میں بدترین وہ بہرے اور گونگے ہیں جو عقل نہیں کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آپ ﷺ اِس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ

دیجئے۔ ہم اُن کو ایسے طریقہ سے آہستہ آہستہ تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ اُن کو خبر بھی نہ ہوگی۔ میں اُن کی رسّی دراز (ڈھیلی) کر رہا ہوں، بیشک میری تدبیر بڑی زبردست ہے۔

وَاتَّقُوا فِتۡنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُم خَاصَّةً۔ اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر۔ (اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ ظالم ہی فساد کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہر وہ شخص جو فتنے کا باعث بنتا ہے وہ خُدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم ہے)

معزز قارئین! عصر حاضر میں علماء سُوء اور ان کے چیلوں نے جس طرح کا فساد اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے نام پر دُنیا میں پھیلا رکھا ہے اُس کے نتیجے میں دُنیا کا امن تباہ ہو گیا ہے۔ فساد کا دوسرا نام مولوی اور ان کے نام نہاد مسلمان چیلے بن چکے ہیں۔ یقیناً اِن کو خُدا اِس دُنیا میں اور آخرت میں سزا دے گا۔ مسلمانوں کو چاہیے اِن فسادیوں سے اپنی جان چھڑا کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی پُر امن چھتری کے نیچے آنے کی کوشش دُعا اور سیرت محمد ﷺ پر عمل کر کے کریں۔

ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی اُمّت کی رہنمائی کے لیے جو بے شمار انمول اور مقدّس نصائح بیان فرمائی ہیں اُن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جنہیں اگر تم تھامے رہو تو کبھی گُمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور سُنّت“ (مشکوۃ بحوالہ موطا۔ کنز العمال جلد ا، حدیث نمبر ۸۷۷، ۹۴۹، ۹۵۵، ۱۰۰۱)

جو قوم ہدایت سے ہٹ کر گُمراہ ہو جاتی ہے اُسے جھگڑا دے دیا جاتا ہے۔

(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ نفرت اور عداوت اللہ تعالیٰ کو اُس آدمی سے ہے جو بڑا جھگڑالو ہو“

(بخاری جلد ا پارہ ۹ صفحہ ۵۵۲ قصاص کا بیان، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ حدیث ۸۳۵ سورۃ البقرہ کی تفسیر)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ ہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال کو کوئی خطرہ نہ ہو۔“ (ترمذی حدیث نمبر ۲۶۲۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دِل

اورتمہارے اعمال دیکھتا ہے'' (تفسیر ابن کثیر،مسلم،ابن ماجہ جلد۴ صفحہ ۲۱۷ مطبعۃ مصطفیٰ محمد مصر ۱۹۳۷ء)

رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔جس نے عصبیت کے لیے قتال کیا وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مَر گیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم،نسائی،ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا مسلمان،مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظُلم کرے اور نہ اُسے بے یارومددگار چھوڑے اور نہ ہی اُس کو حقیر سمجھے۔تقویٰ یہاں ہے (تین بار) آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔مزید آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے لیے اتنا شَر کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خُون، مال اور آبرو تمام مسلمانوں پر حرام ہے۔ (مشکٰوۃ باب الشفقۃ)

عصرِ حاضر میں علماءِ سُوء ایک دوسرے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔

اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو کہتے ہوئے سُنا ''کیا میں تمہیں تم میں سے بہتر لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا: ''کیوں نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں بہتر لوگ وہ ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آئے۔'' (مشکٰوۃ کتاب الحب)

نام نہاد علماء اور اُن کے چیلوں کی شیطانی حرکات کو دیکھ کر تو شیطان ہی یاد آتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''جس نے میری اُمّت کے فساد کے وقت میری سُنت کو مضبوطی سے تھاما، اُس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' (بیہقی باب الاعتصام)

معزز قارئین! علماءِ سُوء ان آیات اور احادیث مبارکہ کا ذکر تو کرتے ہیں مگر خود عمل نہیں کرتے۔ایسے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو، آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے ہو؟ (سورۃ البقرۃ آیت ۴۵)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لاَ تَفْعَلُونَ۔ (سورۃ الصف آیت ۳)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لاَ تَفْعَلُونَ۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گُناہ ہے

کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔ (سورۃ الصف آیت ۴)

اِن فسادی مُلّاؤں نے جنّت کا عجیب و غریب تصور بنا رکھا ہے برائیوں اور فساد کا بدلہ جنّت بتاتے ہیں۔لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ خودکش حملے کرو مَرنے کے بعد جنّت میں آنکھ کھلے گی۔کہتے ہیں بس مسلمانوں کو نیکیوں کا بدلہ ملے گا باقی تمام لوگ یہودی، عیسائی، ہندو اور تمام دوسرے مذاہب والے جہنم میں جائیں گے چاہے وہ کتنے ہی نیکی اور فلاح کے کام کریں جہنم اُن کا مقدّر رہو گی۔

اِس نام نہاد تعلیم کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالُواْ لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلاَّ مَن كَانَ هُوداً أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُواْ بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۲)

اور وہ کہتے ہیں کہ ہر گز جنّت میں کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے اُن کے جو یہودی یا عیسائی ہوں۔یہ محض اُن کی خواہشات ہیں۔تُو کہہ کہ اپنی کوئی مضبوط دلیل تو لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ عیسائیوں اور یہودیوں کے اِس دعوے کا رَدّ فرما رہا ہے کہ صرف اِن کے مذاہب کو ماننے والے جنّت میں جائیں گے۔اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُواْ وَالَّذِينَ هَادُواْ وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ یہودی ہیں اور نصاریٰ اور دیگر الٰہی کتب کو ماننے والے، جو بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور نیک عمل بجالائے اُن سب کے لیے اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۶۳)

جیسے عیسائیوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ صرف وہی جنّت میں جائیں گے اُسی طرح تمہارا یہ دعویٰ کہ صرف مسلمان جنّت میں جائیں گے بالکل غلط ہوگا۔

مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعاً وَلَقَدْ جَاء تْهُمْ رُسُلُنَا بِالبَيِّنَاتِ ثُمَّ إِنَّ كَثِيراً مِّنْهُم بَعْدَ ذَلِكَ فِي الأَرْضِ لَمُسْرِفُونَ۔

اِسی بناء پر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کر دیا کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اُس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا اور یقیناً اُن کے پاس ہمارے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آ چکے ہیں پھر اِس کے بعد بھی اِن میں سے کثیر لوگ زمین میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳۳)

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيْما۔ اور جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اُس کی سزا جہنم ہے، وہ اُس میں لمبا عرصہ رہنے والا ہے، اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اُس پر لعنت کی، اور اُس نے اُس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۹۴)

مندرجہ بالا آیات میں کسی معصوم کو قتل کی سزا جہنم، اللہ کی لعنت بیان ہوئی ہے ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا ہے۔ اور سورۃ البقرہ میں اللہ فرماتا ہے فتنہ قتل سے بھی بڑی چیز ہے۔ یقیناً اِس کی سزا قتل کی سزا سے بہت زیادہ ٹھہرتی ہے۔ فتنہ وفساد پھیلانے والے ہی دراصل معاشرے کو بربادی کی طرف لے جاتے ہیں جس کی زندہ مثال اسلامی ممالک کے بدنصیب معاشرے ہیں۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۲)

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔ اور فتنہ قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۸)

إِنَّمَا جَزَاء الَّذِيْنَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِيْ الأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُواْ أَوْ يُصَلَّبُواْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلافٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِيْ الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيْ الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ یقیناً اُن لوگوں کی جزا جو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ اِن کے لیے دُنیا میں ذلّت اور رُسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو اُن کے لیے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۳۴)

وَالَّذِيْنَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللّهِ مِن بَعْدِ مِيْثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّهُ بِهِ أَن

يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِيْ الأَرْضِ أُوْلَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پختگی سے باندھنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اُسے قطع کرتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حُکم دیا ہے اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے لعنت ہے اور اُن کے لیے بدتر گھر ہوگا۔ (سورۃ الرّعد آیت ۲۶)

مندرجہ بالا قرآن حکیم کی مقدّس آیات اور احادیث حضرت محمد ﷺ کو عصرِ حاضر کے حالات پر چسپاں کریں تو یہ پتہ چلے گا کہ علماءِ سُو کی راہ قطعاً اسلام اور فلاح کی طرف نہیں جاتی۔ آج اگر مسلمان عزت وتوقیر سے جینا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت چاہتا ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل صرف حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھ کر کرنا ہوگا۔ حضرت محمد ﷺ بانیٔ اسلام کی سیرت اس پُرامن مذہب کی مکمل تفسیر ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ صرف مسلمانوں یا کافروں کے لیے ہی سراپا رحمت نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں مکّہ کے ظالم جابر کفّار نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ماننے والوں پر بے انتہا ظُلم کیے مگر آپ ﷺ اِنہیں صبر کی تلقین کرتے رہے۔ اور جب آپ ﷺ مکّہ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ داخل ہوئے، سب دُشمنان کو معاف کر دیا۔ اُس ہندہ کو بھی معاف کر دیا جس نے آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔ آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق، سچی ہمدردی، بنی نوع انسان سے محبت اور سچائی کے نُور جیسے اعلیٰ اوصاف نے تمام عرب کو آپ ﷺ کی زندگی میں ہی روشن کر دیا۔ تمام مسلمان بھائی بھائی بن گئے۔ یہ نورِ مصطفیٰ سے مستفید ہونے والے عرب آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے بحرِ ظلمات کی تاریک گہرائیوں میں کیڑوں کی مانند پڑے ہوئے تھے۔ جب مذہب اسلام کے اُجالے نے اُن کے چہرے منور کر دیے تو اُنہوں نے صرف اپنے افعال کو ہی درست نہیں کیا بلکہ زمانے کے اُستاد بن گئے بلکہ یوں کہنا چاہیے عرب کے جاہل کہلانے والے تمام دُنیا کے لیے ہدایت کے مینار بن گئے۔ اِس دور کا دردِ دِل رکھنے والا انسان انتہائی دُکھ میں ہے اور سوچتا ہے کہ وہ ہدایت کے مینار کہاں کھو گئے، اُمّت مُسلمہ کے بہادر جرنیل کہاں ہیں جن کے سینے نُورِ ایمان سے فروزاں تھے ناکامی کا خمیر جن کی سرشت میں نہ تھا اور وہ مبلغ جو اعلیٰ اخلاق اور

روشن دلائل سے لیس تھے کہاں ہیں جنہوں نے پیغامِ حق پہنچانے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی، کہاں ہیں وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں جن کی وجہ سے اسلام شش جہت پھیل گیا؟

یہ بھی درست ہے مغرب کی نا انصافیوں کی وجہ سے اسلامی ممالک میں بے چینی پیدا ہوئی جس کے نتیجے میں ایک طبعی ردِعمل مغرب سے نفرت کی صورت میں ظاہر ہوا۔اس کے علاوہ کبھی تحریر اور تقریر کی صورت میں، کبھی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے کارٹون بنا کر اور کبھی شعائر اسلام مثلاً پردہ کو شدید تنقید کا نشانہ بنا کر براہِ راست اسلام پر حملے کیے گئے۔جس کے نتیجے میں مسلمان غم و غصے کی تصویر بن گئے (اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتے تھے) یہ بھی درست ہے کہ مغرب کے تعصّب کی وجہ سے عراق وافغانستان کی زمین پر آج تک خُونی کھیل جاری ہے۔ردِعمل کے طور پر کچھ لوگوں نے مزاحمت شروع کی اور دہشت گردوں کا خطاب حاصل کیا۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ذلّت کا یہ جواء مغرب نے ہمارے گلے میں ڈالا ہے ہم تو بڑے معصوم ہیں تو وہ خود فریبی میں مُبتلا ہے۔کیا فرقہ واریت، جھوٹ، بے ایمانی، نا انصافی، قول وفعل میں تضاد، چالبازی، مکاری، فریب دہی، ریاکاری، منافقت اور کیا گروہی، مسلکی، جماعتی اور طبقاتی اختلاف مغرب نے پیدا کیے ہیں؟ مغرب کے خلاف پائی جانے والی تمام نفرت ہم دیکھتے ہیں مسلمانوں کو مغربی عیسائی ممالک میں رہائش اختیار کرنے میں قطعاً مزاحم نہیں ہوئی۔تمام اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی ایک بڑی بھاری تعداد مغربی ممالک میں آباد ہو کر جنّت کے مزے لینا چاہتی ہے۔اس رجحان کی وجہ اسلامی ممالک میں انصاف کرنے والی نا انصاف عدالتیں، کمزور معیشت، جان و مال کا عدم تحفظ اور مذہبی اور سیاسی آزادی کا نہ ہونا جیسے بڑے مسائل ہیں۔کہنے کو تو مغربی ممالک غیر مسلم ہیں لیکن مغربی ریاستوں کو فلاحی کہا جاسکتا ہے۔ان ریاستوں میں انصاف کی فراوانی ہے، دولت کی ریل پیل ہے، انسانوں کے جان و مال کو تحفظ حاصل ہے اور مذہبی آزادی اور سیاسی آزادی حاصل ہے۔اسی لیے لارڈ نذیر احمد کو کہنا پڑا کہ جو حقوق بطور شہری ہمیں برطانیہ اور یورپ میں حاصل ہیں، اپنے ملکوں اور عرب دُنیا میں ہم اُن کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔یہاں ہمیں مکمل مذہبی، سیاسی اور معاشی آزادی حاصل ہے لیکن مسلمان ملکوں میں ہم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے ہیں اور ایک دوسرے کی عبادت گاہوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ (جنگ ۱۳ اپریل ۲۰۱۱ء)

یہ بات یاد رکھنی چاہیے یہ مادہ پرست قومیں ہیں ان کے معاشرہ کی بنیاد مذہب پر نہیں ہے۔ اِس کے باوجود اِن ممالک میں بسنے والے چین کی نیند سوتے ہیں۔ہمارے پاس لازوال کتاب ہے اور تمام نبیوں سے افضل نبی ہمارا ہے۔پھر بھی اُمّتِ مسلمہ کراہ رہی ہے۔مسجدوں میں بم پھینکنے والے، گھروں کو جلانے والے، مخالف فرقوں کی مساجد جلانے والے، مذہب کے نام پر خُون بہانے والے، عورتوں کی بے حُرمتی کرنے والے، بچوں کو مدرسوں میں ہلاک کرنے والے اور دوسرے بہت سے فساد برپا کرنے والے علماءِ سُوء کا وجود اُمتِ مسلمہ بالخصوص پاکستان کی ہر گلی اور محلّے میں کلبلاتا نظر آتا ہے۔بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہ تمام ظالمانہ فساد اللہ اور اُس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیے جاتے ہیں۔پھر عوام النّاس بڑی آسانی سے اِن مذہبی اور سیاسی مسخروں کے آلہ کار بن کر اپنی بربادی کا سامان کر لیتے ہیں۔آج کل اِن مسخروں نے صرف احتجاج جیسا مبارک کام شروع کیا ہوا ہے اور عوام کا ایک مخصوص طبقہ اس کارِ بد میں علماءِ سُوء کا خوب ساتھ دیتا ہے۔

قارئین کرام! علماءِ سُوء کے بنائے ہوئے فرقے ہی تمام نحوستوں کی بنیاد ہیں اِن سے الگ ہونا ضروری ہے اِن فرقوں کے گرو کہلانے والوں سے چھٹکارا ضروری ہے۔آخری زمانہ میں آنے والے مسیحؑ کی جماعت ہی عظمت رفتہ کو بحال کر سکتی ہے ورنہ دوسرے تمام فرقوں کو حضرت محمد ﷺ نے ناری قرار دیا ہے۔بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔''جو خود ہی مردودِ بارگاہ ہو اُس کو میں کیسے مقبول بنا سکتا ہوں''۔ (تذکرۃ الاولیاء از حضرت فرید الدین عطارؒ صفحہ ۹۹)

خُدا اِن علماءِ سُوء کے شَرّ سے اُمّت محمدیہ کو بچائے۔آمین۔اور جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، انہیں یہی کہا جاسکتا ہے

اے عزیزو! اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خُدا
(دُرِّثمین)

حالات حاضرہ پر ایک نظر

معزز قارئین! یہ نہیں ہے کہ آج کے مسلمان دانشور اور عام عوام ''لُٹ گئے، لُٹ گئے'' کا شور مچا رہے ہیں بلکہ یہ شور گزشتہ کئی صدیوں سے اُمّت مسلمہ کو جھنجوڑ رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس وقت منگول بادشاہ ہلاکو خان بغداد کو تہس نہس کرنے کے لیے بغداد میں داخل ہوا مسلمان علماء غیر اسلامی اور غیر حقیقی بحثوں سے جی بہلا رہے تھے۔ مثال کے طور پر مرغی پہلے آئی یا انڈہ۔ پھر منگول بادشاہ نے مسلمانوں کے سَروں کے مینار بنائے۔ روایت ہے کہ آخری عباسی خلیفہ ابو احمد مستعصم باللہ عبداللہ بن منصور (۱۲۱۳ء تا ۱۲۵۸ء) جس کا سولہ سالہ دور خلافت زیادہ تر عیش وعشرت اور غفلت میں گزرا تھا، اُس کا وزیر ابن العلقمی اُس کے پہلو میں بیٹھ کر منگولوں سے خط وکتابت کرتا رہا اور بغداد پر یلغار کی ترغیب دیتا رہا۔

مستعصم باللہ کو کئی دن قید میں بھوکا رکھنے کے بعد عباسی سلطنت کے پانچ سو سالہ دور میں اکٹھی کی گئی کثیر دولت کے انبار کے ساتھ پابجولاں ہلاکو خان کے سامنے پیش کیا گیا تو ہلاکو خان نے سونے کے کچھ ڈلے اُٹھا کر خلیفہ کو دیئے اور اسے کہا کہ یہ کھاؤ۔ خلیفہ نے کہا ''میں یہ کیسے کھا سکتا ہوں''؟ اِس پر ہلاکو خان نے جواب دیا کہ ''اگر تم یہ کھا نہیں سکتے تو یہ ساری دولت اپنے دفاع کے لیے استعمال کر لیتے تا کہ تمہیں آج کا دن نہ دیکھنا پڑتا''۔ منگول، خلیفہ کے خُون کا زمین پر گرنا بدشگونی سمجھتے تھے اس لیے مستعصم کو قالین میں میں لپیٹ کر گھوڑوں کی سموں سے ہلاک کیا گیا۔ مستعصم باللہ کی چہیتی بیوی نسیم سحر کو گلی کے کتے گھسیٹتے اور چاٹتے پھرتے تھے۔ ڈاکٹر اسرار کہتے ہیں کہ ۱۴۹۲ء میں سقوط غرناطہ کے بعد مسلم سپین کا وجود ختم ہو گیا اور ۱۶۰۲ء تک جزیرہ نما آئبیریا میں ایک مسلمان بھی باقی نہیں چھوڑا گیا۔ یا تو قتل کر دیئے گئے یا جلا دیئے گئے یا پھر جہازوں میں بھر بھر کر شمالی افریقہ کے ساحل پر پھینک دیئے گئے۔

خوارزم شاہ، محمد بن قاسم اور دوسرے بہت سے بہادر جرنیلوں کو اپنے مسلمان بھائیوں نے ہی زیر کیا ورنہ ان بہادروں کی شجاعت اور غیرت کو غیر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمود غزنوی کو بُت شکن کہا جاتا ہے آج تاریخ کا طالب علم پوچھتا ہے کہ محمود نے سومنات پر سترہ حملے کیوں کیے؟ اگر محمود غزنوی کو بُتوں سے نفرت تھی تو اُس نے افغانستان میں موجود بدھوں کے مجسمے جنہیں طالبان نے تباہ کیا، سومنات

کے مندروں میں رکھے بُتوں کو تباہ کرنے سے پہلے یا بعد میں کیوں تباہ نہیں کیا؟

ماضی قریب میں مغل بادشاہوں نے اپنی عیّاشیوں، نالائقیوں اور آپس کی لڑائیوں کے نتیجے میں ہندوستان کی بادشاہت کو کھو دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جہانگیر بادشاہ نے ایک انگریز ڈاکٹر کی خدمات کے صلے میں اُسکے ہم وزن سونا عنائت کرنا چاہا جس پر اُس انگریز نے درخواست کی کہ مجھے سونا نہیں چاہیے بلکہ ہندوستان میں تجارت کی اجازت اور تحفظ چاہیے۔ اس طرح انگریز تجارت کے بہانے ہندوستان میں داخل ہوئے اور آخر کار مغلوں کی سلطنت پر مکمل طور پر قابض ہو گئے۔ آخری مغل بادشاہ تو انگریزوں کا وظیفہ خوار بن کر بھی انگریزوں کی نظر میں پسندیدہ نہ رہا آخر کار اسے رنگون جلا وطن کر دیا گیا جہاں مغل بادشاہ اپنی بے بسی اور بے کسی پر روتا ہوا مر گیا۔ پھر نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے بھی مسلمانوں کے درد میں اضافہ ہی کیا۔ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی غلط پالیسیوں کے نتیجے میں انگریزوں کو ہندوستان میں داخل ہونے اور بالآخر قابض ہونے کا موقع ملا۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں فتاویٰ عالمگیری مرتب کی گئی جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی فرقہ واریت نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کا موقع فراہم کیا اور غیر مسلموں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہوا۔ عالمگیر ہی کے زمانے میں گجرات کے ہندوؤں کے زبردستی ختنے کیے گئے اس کے علاوہ سکھوں کے دو گروؤں کو قتل کر دیا گیا جس کا بدلہ سکھوں نے اپنے دور حکومت اور ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں سے جی بھر کر لیا۔ پھر سلطان ٹیپو اور سراج الدین الدولہ جنہیں بہادر اور عظیم لیڈر کہا جاتا ہے یقیناً وہ جہاں بعض صلاحیتوں کی وجہ سے ہیرو کہلانے کے مستحق ہیں وہاں یہ بھی حقیقت ہے کہ اِن کی رعایا اِن سے خوش نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ اِن سے غدّاری کرنے والے صرف میر جعفر اور میر صادق ہی نہ تھے بلکہ سلطان ٹیپو کی تو ساری فوج ہی غدّاری کی مرتکب ہوئی تھی۔ مسلم حکمرانوں سے غدّاری کی وجہ ہمیشہ ہی حکمرانوں کا پُرتکبّر ہونا، ظالم ہونا، انصاف نہ کرنا اور خاص طور پر رعایا سے مخلص نہ ہونا بنا۔ جب بھی ایسے حکمرانوں پر کڑا وقت آیا عوام کی رائے کو غدّاری کا نام دے دیا گیا۔ (عصر حاضر میں نالائق سیاسی اور مذہبی رہنما بنگالیوں کو غدّار کہتے ہیں)

مسلمانوں کی آپس کی لڑائیوں اور نفرتوں کی بدولت سلطان صلاح الدین ایوّبی کی سپاہیانہ زندگی کا فخر وحاصل یروشلم پھر سے غیروں کے قبضہ میں جا چکا ہے۔ مسلمان حکمرانوں کی عیّاشیوں اور

بداخلاقیوں کی وجہ سے انیسویں صدی عیسوی کے پورا ہونے سے قبل ہی بہت سے مسلمان ممالک عیسائی طاقتوں کے قبضے میں جا چکے تھے۔

معزز قارئین! لطف کی بات یہ ہے کہ جس انصاف اور امن وامان کے لیے مسلمان اپنے مسلمان حکمرانوں کا منہ دیکھتے رہے وہ انہیں غیر مسلم عیسائی حکمرانوں سے ملا تقریباً تمام مسلمان تنظیمیں اس کے لیے انگریزوں کی شکرگزار تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ انگریزوں کے دورِ حکومت میں لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور انصاف کی فراوانی تھی۔

ترکی میں ٹوٹی پھوٹی خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے ساتھ ہی اُمّت مسلمہ کا بچا کھچا اتحاد بھی پارہ پارہ ہوگیا۔ ہندوستان میں خلافت کی بحالی کے لیے مولویوں نے تحریک چلائی، اِس تحریک کی امارت کرنے والا کوئی مسلمان مولوی نہیں تھا بلکہ بُت پرست ہندو گاندھی تھا۔ ۱۹۴۷ء میں آزاد ہونے والے پاکستانیوں نے ۱۹۷۱ء میں ایک بُت پرست قوم کے ہاتھوں ذلّت کا ہار پہنا۔ بے حسی اور کاہلی کا بُت عصر حاضر میں جوان ہو چکا ہے۔ ستاون اسلامی ممالک میں رہنے والے تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان اپنے ایمان اور یقین کی اصلیت کو بھول چکے ہیں۔ اور اِس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مذہبی فرقہ بندیوں، سیاسی غنڈہ گردیوں اور معاشی ناہمواریوں نے مسلمانوں کا سُکھ چین چھین لیا ہے۔ مذہبی اور سیاسی ظالم تنظیمیں مسلم ریاستوں میں عوام النّاس کا خُون چوس رہی ہیں۔ اور بعض ریاستوں کو جیسے پاکستان، افغانستان، شام، لیبیا، فلسطین اور عراق وغیرہ کو بارود دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنْ اللّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ۔ اُن پر ذلّت (کی مار) ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے ۔سوائے اُن کے جو اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد (کی پناہ) میں ہیں۔ اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے اور اُن پر بے بسی (کی مار) ڈالی گئی، یہ اِس لیے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ انبیاء کی ناحق سخت مخالفت (لسان العرب میں قتل کے معنے سخت

مخالفت اور بائیکاٹ کے بھی ملتے ہیں) کرتے تھے۔ یہ اس سبب سے ہوا جو انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدِ اعتدال سے گزر جایا کرتے تھے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۳)

سورۃ آل عمران کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے سرسید احمد خان لکھتے ہیں۔

’’بے شک دُنیا میں قومی ذلّت خُدا کے غضب کی نشانی ہے۔ دُنیا میں غریب مسکین اور محتاج ہر قوم میں ہوتے ہیں مگر جب قومی ذلّت اور قومی مسکنت دُنیا میں ہو جاتی ہے تو وہ ٹھیک نشانی خُدا کے غضب اور خُدا کی لعنت کی ہوتی ہے۔‘‘ (مقالات سرسید احمد خان از مولوی محمد اسماعیل پانی پتی ص ۲۸۴)

صورت حال خراب و خستہ — خود کریں ہم کہ کوئی غیر کرے
انتشار اور بدامنی کے سبب — ہے بُرا حال ، خُدا خیر کرے

(انور شعور صاحب جنگ گیارہ فروری ۲۰۱۰ء)

مندرجہ ذیل مضامین میں صاحب مضمون حضرات نے تفصیل سے اسلامی معاشرے بالخصوص پاکستانی اسلامی معاشرے کی بربادحالی کو بیان کیا ہے۔

فریب خوردہ شاہین:

مسجدیں، امام بارگاہیں، مدرسے، اسکول اور یونیورسٹیاں نفرت وانتقام کی بارُود سے لہولہو ہیں تو اسپتالوں اور بازاروں میں عفت مآب خواتین اور بچوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ نہ نمازی محفوظ ہیں، نہ امام، نہ عورتیں مامون ہیں نہ بچے نہ بزرگ، نہ قبروں کو اماں ہے نہ مدفونوں کو۔

ہمارے واعظ سراپا گفتار اور شعلہ مقال ہو گئے ہیں۔ ہمارے ناصح فرقہ بندی اور کافرگری کی دُھن میں تارک آئین رسول مختار کیوں ہوتے جا رہے ہیں۔ پوری ملت ختم رُسل شعلہ بہ پیراہن کیوں ہے۔ ارضِ پاک کی حُرمت پر کٹ مرنے والے نفرت کی فصل کیوں کاٹ رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ ہمارے دِل قلت سوز سے محروم ہیں اور ہماری رُوح زیاں کار اور سود فراموش ہے۔ بُلبل کے نالے بھی اس کی خاموشی کے سکوت مرگ کو کیوں نہیں توڑتے۔

پھر سوچتا ہوں کہ میں کہیں عجلت پسند تو نہیں، میں بے صبری کا اظہار تو نہیں کر رہا۔ تو میں تو

کرب و بلا سے گزرتی ہی رہتی ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری درسگاہوں نے سچ اور سوچ کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ سکولوں میں دونی دونی کے پہاڑوں کے شور میں، مدرسوں میں ضرب یضرب کی گردانوں کی تکرار میں اور خانقاہوں میں اللہ ہُو کی ضربوں کی گونج میں **لا الہ الا اللہ** کی صدا سُنائی نہیں دے رہی۔

اقبالؔ سے معذرت کے ساتھ کہ ہم پر خود فریبی کی نیند طاری ہے۔ اس کی بانگِ درا اس قافلے کو بیدار نہیں کر پارہی۔ اس کی بالِ جبریل ہمارے انفس و آفاق میں کہیں گم ہوگئی ہے۔ اب کے پَر تو موجود ہیں لیکن طاقت پرواز نہیں رہی۔ یہ فریب خوردہ شاہین اب چٹانوں سے اُتر آیا ہے۔ طائر لاہوتی کی نگاہ دُور بین کمزور ہو چکی ہے۔ اب کسی بھی رزق سے نہ موت کا ڈر ہے نہ پرواز میں کوتاہی کا خوف۔ ارمغانِ حجاز میں نہ نغمہ ہندی سنائی دیتا ہے نہ حجازی لے۔ نہ عرب ہمارا رہا نہ چین۔

میں اقبالؔ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں کہ نہ اب میرا نالہ بے باک رہا ہے اور نہ اِس میں آسمان چیرنے کی ہمت ہے۔ میرے شکووں پر نہ گردوں توجہ دیتا ہے، نہ چاند ستارے۔ اب تو اِس جنّت سے نکالے کو نہ رضوان پہچانتا ہے نہ فرشتے۔ اِن کے تبسم ہائے پنہائی سے طنز نمایاں ہے کہ اس مسجد و ملائک کو خلافت راس نہیں آئی۔ یہ بھی مخلوق قدیم کی طرح خونخوار اور فسادی بن گیا ہے۔ خاک کی چُٹکی میں آگ اور بارود کا خمیر شامل ہو چکا ہے۔ عجز کے اسرار سے نامحرم مٹی کا یہ پُتلا اپنی طاقت گفتگو سے خود ہی مسحور ہو چکا ہے۔ نعروں کی توپوں کی گھن گرج میں سرمست، خودکشی کی بے خودی میں مخمور، خلافت عرضی کا یہ وارث نفرت اور تکفیر کے ہتھیاروں سے فتح عالم پر مصر ہے۔

(چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل ڈاکٹر محمد خالد مسعود جنگ اخبار ۳ دسمبر ۲۰۰۹)

مفتی اعظم سعودی عرب:

ناخواندگی، عزت اور افلاس کے ساتھ ساتھ بدعنوانی، جھوٹ، سود، خیانت، دھوکہ دہی اور ملاوٹ معاشرے میں عام ہو چکے ہیں۔ معاشرے میں ظُلم اِس حد تک بڑھ چکا ہے کہ اب اِن محروم طبقات کی فکر اور مظلومین کو اِن کے حقوق دلانے چاہئیں۔ (روزنامہ جنگ ۳ دسمبر ۲۰۱۰ء مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز)

مِیرؔ کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو — قشقہ کھینچا دَیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

کشتی اسلام کی غرقابی:

لیکن آج کے مسلمان تو عملاً یہود سے بھی آگے گزر گئے ہیں کہ اپنے گروہی، مسلکی، جماعتی اور طبقاتی مفادات کی خاطر انھیں رسول اکرم ﷺ کی تعلیم وحدت کا اتنا بھی پاس نہیں رہا کہ اسلام کی کشتی میں سوار ہر فرقہ کشتی ملت کے تختوں کو اکھاڑ اکھاڑ کر سمندر میں پھینک رہا ہے۔ اور کسی کو اتنا بھی خیال نہیں کہ اگر خدانخواستہ یہ کشتی ڈوب گئی تو وہ بھی اِس کے ساتھ غرق ہو جائیں گے۔

قول و فعل میں تضاد، منافقت، ریاکاری، تصنع، کذب و افتراء، روزمرہ معاملات میں فریب دہی، عیاری مکاری اور چالبازی نے ہماری پوری کی پوری زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے از ڈاکٹر طاہر القادری صفحہ ۳۳ اور ۳۹)

انوار عزمیؔ نے اس دردناک صورت پر کہا ہے کہ:

رات دن لڑ رہے ہیں آپس میں — کن محاذوں پر ڈٹ گئے ہیں لوگ
تھے کبھی ایک قوم کے افراد — اب گروہوں میں بٹ گئے ہیں لوگ

گوجرہ کی آگ:

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات کی آیت ۶ میں فرماتا ہے۔ (**يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِن جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوماً بِجَهَالَةٍ فَتُصبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ** ۔)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہارے پاس اگر کوئی بدکردار کوئی خبر لائے تو (اُس کی) چھان بین کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم جہالت سے کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کیے پر پشیمان ہونا پڑے۔

یہ ہے وہ قرآنی تعلیمات کا ایک موتی جس میں اللہ اپنے بندوں کو نصیحت کرتا ہے کہ کسی بھی اطلاع یا خبر کی تصدیق کیے بغیر کوئی فیصلہ مت کرو۔ لیکن گوجرہ اور اِردگرد کے کچھ لوگوں نے اِس آیت مبارکہ میں بیان کی گئی قرآنی تعلیمات کو پس پُشت ڈال کر آ

ٹھ انسانوں کو جن میں معصوم بچے اور عورتیں بھی شامل تھیں، آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی مزدوریاں کر کے اپنا رزق تلاش کرتے تھے، ان کے گھروں کو جلا کے بھسم کر دیا، اور یہ ظُلم اُن لوگوں نے کیا جو خود کو ربّ العالمین اور رحمۃ للعالمین (ﷺ) کے پیروکار کہتے ہیں۔

دین مُلّا فی سبیل اللہ فساد کوئی شاعرانہ مبالغہ نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ مُلّا ئیت، مذہب کے نام پر فسادات کو لازم وملزوم بنا دیا گیا ہے۔ گوجرہ اور اِرد گرد کے علاقوں میں مُلّا حضرات نے یہ جانے بغیر کہ اصل واقعہ کیا ہے، مساجد سے اشتعال انگیز اعلانات شروع کرا دیئے کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ قرآن میں عدل و انصاف اور تعزیرات کے واضح احکامات موجود ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن پاک کی سورۃ النساء میں فرمان باری تعالیٰ ہے ''اور جب لوگوں کے درمیان تم فیصلے کرو تو تمہارے فیصلے عدل و انصاف پر مبنی ہوں۔'' اور عدل و انصاف حدیث نبوی کے مطابق یہ ہے کہ ''دونوں فریقوں کو (مستغیث اور ملزم) کو بولنے اور اپنی اپنی پوزیشن واضح کرنے کا پورا پورا موقع دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کے ساتھ بے انصافی ہو جائے۔''

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جب فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

گوجرہ کے مذہبی جنونیوں نے پاکستان کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی بھی بے حُرمتی کی ہے۔ قرآن پاک کی بے حُرمتی اس لئے کہا ہے کہ بغیر انصاف کے بیگناہ بچوں اور عورتوں کو زندہ جلا کر قرآن کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی کی ہے۔ اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر ڈالیں تو ہم سب میں کون ہے جو توہین قرآن کا مجرم نہیں ہے؟ ہمارا حکومتی نظام، ہماری سیاست، معاشرت اور مذہبی نظام میں ہر وقت قرآن کی توہین جاری ہے۔ چوریاں، ڈاکے، تاجروں دکانداروں کی لوٹ کھسوٹ، اشیائے خوردنی میں ملاوٹ، ناپ تول میں دھوکہ بازی، جعلی ادویات، دو نمبر مصنوعات کی تیاری، راہ چلتی عورتوں پر آوازے کسنا، فحش ڈانس دیکھنا، معصوم بچے اور بچیوں کو ہوس کا نشانہ بنانا، رشوت لینا، یتیم غریب اور لاوارث

لوگوں کی جائیدادوں پر قبضہ وغیرہ۔ وہ علماء جنہوں نے یہ آگ بھڑکائی، وہ قرآن کی حکم عدولی اور توہین کے سب سے بڑے مجرم ہیں۔

قرآن کی سورۃ اٰل عمران میں اللہ فرماتا ہے ''اور فرقوں میں نہ بٹ جانا'' لیکن یہ علماء قرآن کا یہ حکم بھی نہیں مانتے اور ہر گلی میں ہر فرقے نے اپنی اپنی الگ مسجدیں بنائی ہوئی ہیں، جہاں اکثر اوقات ایک دوسرے کے عقائد پر لعن طعن کی جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس خود کو محمد مصطفٰی ﷺ کا پیروکار کہلوانے والے بھول گئے کہ سرکار دو عالم پر روزانہ کوڑا کرکٹ پھینکنے والی عورت جب ایک دن نہ پہنچی تو آپ ﷺ خود اس کے گھر اس کی خیریت دریافت کرنے پہنچ گئے۔ مذہبی جنونیو، یہ ہے اسلام، یہ ہے قرآن پاک اور تم ہو کہ بتّوں کو پوجتے ہوئے زندہ انسانوں کو جلا رہے ہو۔

گوجرہ کے معصوم بچوں اور عورتوں پر ڈھائی گئی قیامت کے منظر کو ذرا تصور میں لائیں۔ جب یہ آٹھ بے گناہ لوگ جن میں بچے عورتیں اور بوڑھے شامل تھے، آگ میں جل رہے تھے، ان کی کیا حالت ہو گی؟ کس تکلیف اور اذیّت سے گزر رہے ہوں گے؟ کتنی چیخیں ماری ہوں گی؟ کس قدر تڑپے ہوں گے؟ ایک لمحہ کے لیے ماچس کی تیلی جلا کر اپنی اُنگلی پر رکھ کر دیکھیں۔۔ (جنگ لندن یکم ستمبر ۲۰۰۹ء)

آر پی او فیصل آباد نے بتایا ہے کہ سانحہ گوجرہ میں کالعدم تنظیم سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے ہوا دی۔ مولانا نفیس الرحمان اور ساتھی ریلوے ٹریک سے ہجوم پر فائرنگ کرتے رہے اور نقاب پوش (علماءِ سُو کے چیلے) عیسائی گھروں کو آگ لگاتے رہے۔ معاملہ ٹھنڈا ہونے لگتا تو مسیحی برادری اور مسلمانوں کے ہجوم پر فائرنگ کی جاتی۔ اس کے ساتھ ہی حمید مسیح کے گھر کو تالا لگا کر جلا دیا گیا جس سے سات افراد مارے گئے۔ (دسمبر ۲۰۰۹ء ماہنامہ طلوع اسلام منیر احمد بلوچ)

علماء چُپ کیوں ہیں؟

آگ ہی آگ، خُون ہی، خُون، مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان کا قتل، نوجوانوں کے لاشے اور علماء کی رمز آمیز خاموشی۔۔۔ یہ اچھا نہیں۔ یہ مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ اسلام میں جائز نہیں۔ پھیکے پھیکے جملے، دبی دبی خاموشیاں اور جلتا ہوا وطن۔ بات بات پر فتوے جاری کرنے والے علماء، دایاں

پاؤں پہلے اُٹھایا جائے یا بایاں، خواب میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں جیسے بیسیوں فتوے جاری کرنے والے علماء قوم کے نوجوانوں کو اگر ''جہاد'' پر لگانے کی ذمہ داری قبول نہیں کرتے تو کھل کر فتویٰ دیں۔ مذہب کی غلط تعبیروں میں اُلجھے اور بھٹکے ہوئے اذہان کو بتائیں کہ خودکش حملے اسلام میں جائز نہیں یہ راہ مسافت نہیں انہیں جہنم میں لے جائے گی، اگر وہ اس قدر تابعدار ہیں تو وہ صحیح اسلام پر بھی غور کریں گے۔ جس طرح شجرِ محبت اطراف میں نُور کی بارش کر دیتا ہے اِسی طرح نفرت اطراف کے پودوں حتیٰ کہ کونپلوں کو بھی کھا جاتی ہے، نفرت کا زہر محبت کے اَمرت کو بھی کسیلا کر دیتا ہے۔ ایسے میں ہمارے مذہبی علماء جنہیں میں بچپن سے بات بات پر فتوے دیتے، اچھے بھلے ایمان والوں کو کافر قرار دیتے، شرعی معاملات پر چینل پر بیٹھے گھنٹوں مسئلے مسائل کرتے دیکھتی چلی آ رہی ہوں، کبھی یہ تحریک کی صورت میں ٹرکوں پر چڑھ کر بھٹو صاحب کی جدیدیت کا خاتمہ کر رہے ہیں، کبھی شرح کے مسائل میں مختلف فرقوں پر پابندی یا پھر اقلیت قرار دلوانے کے لیے سڑکوں پر نکل آتے ہیں، اب بھی اپنی الیکشن مہم میں سڑکوں، چوراہوں پر دھرنا دیتے ہیں، پولیس کے ہاتھوں دریدہ پیراہن بھی ہو چکے ہیں، لاٹھیاں کھائیں، سَر پھڑوائے اور جب واقعتاً مُلک پر اتنا کڑا وقت آیا ہے تو پھر یہ سب دھرنے دینے والے کہاں ہیں؟ انسانی لاشوں پر خاموش کیوں ہیں؟ مذہب اِس بارے میں کیا کہتا ہے؟ جمعہ کے خطبوں میں عوام کو کیوں نہیں اِس بارے میں بتایا جاتا؟ اسلام کی اصل رُوح، دین کا تقاضہ آنے والی نسلوں کو کیوں نہیں سمجھاتے؟ صبر اور شُکر کا کیا مقام ہوتا ہے، کیوں آگاہی نہیں دیتے؟ اس قدر خُون بہہ چکا ہے، اپنوں ہی سے انتقام کی یہ کون سی رِیت ہے؟ اپنے آنگن میں نفرت کے پودے لگانا کہاں کی دانشمندی ہے، کل کو اس زہر کی پرورش ہوگی تو کسی کا بھی دامن نہ بچ پائے گا۔ (روزنامہ خبریں ۲۴ ستمبر ۲۰۰۸ صوفیہ بیدار)

حسن نثار کا نُوحہ:

مزید کتنی صدیاں یا باب عزّت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم پر بند ہو چکا؟

کب تک یہ کھوکھلے احتجاج، بے معنی ماتم، بے مغز نعرے، فضول دعوے، رونا، پیٹنا، چیخنا چلّانا اور پھر ڈھیٹوں کی طرح روزمرہ کے کاموں میں مصروف ہو کر سب کچھ بھول جانا۔۔۔ پھر نئی

ٹھوکر، کوئی زوردار ٹھڈا، کوئی زنّاٹے دار تھپڑ کوئی تیز دھار کچوکہ، کوئی گندی گالی، پھر کسی تحقیر و تمسخر کا مظاہرہ اور پھر سے ہمارا روتا پیٹتا ردِعمل جسے ردِعمل کہنا بھی اِس لفظ کی توہین ہے۔

یہ سب کب تک چلے گا یا یہی کچھ قیامت تک کے لیے ہمارا مقدّر بن چکا اور ہم دل و جان سے اِسے قبول کر کے اجتماعی طور پر طے کر چکے کہ ہر تذلیل، ذلت، تحقیر، رسوائی اور بے عزتی کے بعد ہم اپنے اپنے حصہ کا ماتم کر کے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔ اپنی ٹریفک میں خلل ڈال کر، جھنڈے اور پُتلے جلا کر اپنی ہی فضا آلودہ کر کے، مخصوص لفظوں کی جگالی کرنے کے بعد ہم اپنے تئیں سارے حساب برابر کر کے اپنا سا انتقام لینے کے بعد ''فارغ'' ہو جاتے ہیں جیسے کوئی قلعہ فتح کر لیا ہو حالانکہ سوائے اِس کے صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہوتی کہ ہم اپنا کچھ مزید وقت اور انرجی ضائع کر چکے ہوتے ہیں۔

وقت وقت کی بات ہے کبھی کسی گمنام عورت کی پکار پر حجاج بن یوسف جیسے شخص نے لبیک کہا اور راجہ داہر کے لیئے اپنا راج، زندگی اور لاج بچانا ناممکن ہو گیا۔ ایک ٹین ایجر لڑکے نے جو حجاج کا بھتیجا اور داماد تھا۔۔۔ داہر کو عبرت کی مثال بنا کر یہ پیغام عام کر دیا کہ مسلمان کی نہ آبرو سستی ہے نہ زندگی۔ ایک بحری جہاز لوٹو گے تو قیمت ایک سلطنت کی صورت میں چکانی پڑے گی۔

اور اب؟؟؟

کیا آج پچاس سے زائد آزاد مسلمان ملک مل کر بھی ایک حجاج بن یوسف۔۔۔ صرف ایک حجاج بھی پیش نہیں کر سکتے تو اس کا سبب کیا ہے؟ کیا ماضی کا اکیلا بدنام حجاج آج کے ڈیڑھ عرب مسلمانوں سے زیادہ غیرت مند تھا تو ایسا ہرگز نہیں کیونکہ یہ کھیل غیرت اور بے غیرتی، حمیت اور بے حمیتی کا نہیں، طاقت اور کمزوری کا ہے۔

کل ایک جہاز کے بدلے ایک مُلک ہم لے سکتے تھے تو آج دو عمارتوں کے عوض دو مُلک وہ رُوند رہے ہیں تو ہمیں طاقت کا توازن تبدیل کرنا ہوگا اور یہ ماتم کرنے، رونے پیٹنے اور نعرے مارنے سے نہیں ہوگا۔

ہماری تو عادت ہی بن گئی سرکوبی نہیں صرف سینہ کوبی کہ سرکوبی کے لیے کچھ اور لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے جن میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں حالانکہ عزت کی زندگی کے لیے زندگی میں تبدیلی

ضروری ہے۔

سلمان رشدی کے ہذیان پر طویل احتجاج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نتیجہ؟

نعلین مبارک کی چوری پر بڑے بڑے نعرے اور دعوے۔۔۔۔۔۔نتیجہ؟

خاکوں پر ردِ عمل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نتیجہ؟

اور اب عافیہ صدیقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نتیجہ؟

مزید کتنی صدیاں یا باب عزت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم پر بند ہو چکا۔ کاش ڈیڑھ ارب میں سے صرف ڈیڑھ سو ہی ایسے مل جائیں جو سر جوڑ کر بیٹھیں اور توڑ کی تلاش شروع کریں کہ اس دلدل سے باہر نکل کر دُنیا کے برابر آنے کے لیے مسلمانوں کو کیا کیا چھوڑنا ہوگا اور کیا کچھ اپنانا ہوگا۔ ہماری مسلسل پسپائی اور ہزیمت بذات خود اس ہولناک حقیقت کا ناقابل تردید ثبوت ہے کہ ہم بہت بڑی اور بھیانک غلطیوں بلکہ بلنڈرز کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

جب تک امراض کی صحیح تشخیص اور پھر علاج نہیں ہوتا تب تک لیکن کب تک مزید کتنی صدیاں یا درِ آبرو ابد تک ہم پر بند ہو چکا؟ (حسن نثار گیارہ فروری ۲۰۱۰ جنگ لندن)

مذہبی درندے:

معزز قارئین! جناب محمد اشرف ظفر صاحب کا ایک فکر انگیز اقتباس پیش خدمت ہے:۔

جب قومیں یا اُمتّیں یا قومیں خُدا سے دوری کے نتیجے میں باطل نظاموں کا شکار ہو جاتی ہیں تو فرعونیت، نمرودیت اور ہامانیت کے ظالم پنجے انہیں دبوچ لیتے ہیں جس کے نتیجے میں سرکشی اور بدحالی جنم لیتی ہے اور منافقت، خوشامد، بے غیرتی، ذلت نفس، بے حمیتی اور حسد، انتقام، کینہ، مکاری اور حرص و ہوس انسانیت کا گلا گھونٹ کر قوموں یا اُمتّوں کو نسل، رنگ، وطن، قوم، قبیلہ، خاندان اور زبان پرست بنا دیتی ہے جس کے نتیجے میں دُشمنیاں پروان چڑھتی ہیں۔ نیکی بدی، گناہ ثواب کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ ایسا ماحول مذہبی ٹھیکیداروں کو خوب پنپنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور وہ بڑی آسانی سے لوگوں کو مذہبی فرقوں کے جال میں جکڑ لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں بات صرف مذہبی منافرت تک محدود نہیں رہتی بلکہ ان

مذہبی درندوں کے خونی پنجے عوام الناس کو آدم خور بنا دیتے ہیں۔ (مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر)

آفتابِ صبح نکلا اب بھی سوتے ہیں لوگ — دِن سے ہیں بیزار اور راتوں سے کرتے ہیں پیار

مولانا سعید احمد جلال پوری کا جلال:

ہمارے دلوں سے ایمانی غیرت اور دینی حمیت رُخصت ہو چکی ہے، اور ہماری ایمانی رُوح مَر چکی ہے۔ ہم ذلّت وادبار کی گہرائی میں گر چکے ہیں۔

(دار العلوم مارچ ۲۰۰۸ صفحہ ۳۶، ۳۷ مصنف مولانا سعید احمد جلال پوری)

اِس وقت مسلمان من حیث القوم مجموعی اعتبار سے تقریباً بدعملی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اِس وقت مسلمانوں میں ذوقِ عبادت اور شوقِ شہادت کا فقدان ہے، بلکہ مسلمان بھی الا ماشاء اللہ۔۔ کُفّار اور مشرکین کی طرح موت سے ڈرنے لگے ہیں۔ اس وقت تقریباً مسلمانوں کو، دین مذہب، ایمان، عقیدہ سے زیادہ اپنی اپنی اولاد اور اپنے خاندان کی دُنیاوی راحت و آرام کی فکر ہے۔ آج کل مسلمان الا ماشاء اللہ۔۔۔ موت، مابعد الموت، قبر، حشر، آخرت، جہنم اور جنّت کی فکر و احساس سے بے نیاز ہو چکے ہیں اور اُنہوں نے کافر اقوام کی طرح اپنی کامیابی و ناکامی کا مدار دُنیا اور دُنیاوی اسباب و ذرائع کو بنا لیا ہے۔ اِس وقت مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد، بھروسہ اور توکل نہیں رہا، اِس لیے وہ دُنیا اور دُنیاوی اسباب و وسائل کو سب کچھ باور کرنے لگے ہیں۔ جب سے مسلمانوں کا اللہ کی ذات سے رشتہ عبدیت کمزور ہوا ہے، انہوں نے عبادات اور اعمال کے علاوہ قریب قریب سب کچھ ہی چھوڑ دیا ہے حتیٰ کہ بارگاہِ الٰہی میں رونا، بلبلانا اور دُعائیں مانگنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح کُفر و شرک کے معاشرہ اور بے خُدا قوموں میں بدکرداری، بدکاری، چوری، ڈکیتی، شراب نوشی، حرام کاری، حرام خوری، جبر، تشدد، ظلم اور ستم کا دور دورہ ہے ٹھیک اسی طرح نام نہاد مسلمان بھی اِن بُرائیوں کی دلدل میں سرتا پا غرق ہیں۔

اب (شاید ہی) کوئی مسلمان حلال وحرام کی تمیز کرتا ہو، اس لیے مسلم معاشرہ میں بھی، سود، جواء، رشوت، لاٹری اور انعامی سکیموں کا دور دورہ ہے۔ جو معاشرہ عموماً چوری، ڈکیتی، مار دھاڑ، اغوا برائے تاوان، جوئے، لاٹری، انعامی سکیموں اور رشوت پر پل رہا ہو، اور جہاں ظلم اور تشدد عروج پر ہو،

جہاں کسی غریب کی عزت و ناموس اور مال و دولت محفوظ نہ ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوگی یا اللہ کا غضب؟ پھر یہ بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ کُفر کے ساتھ حکومت چل سکتی ہے، مگر ظُلم کے ساتھ نہیں چل سکتی، اِس لیے کہ اللہ کی مدد مظلوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو، اور ظالم چاہے مسلمان ہی کیوں نہ ہو، اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے۔

جس قوم اور معاشرہ کی غذا، لباس، گوشت، پوست حرام مال کی پیداوار ہوں، اُن کی مدد اللہ کیسے کرے۔ کیا ایسا معاشرہ جہاں دین، دینی اقدار کا مذاق اڑایا جاتا ہو، جہاں قرآن وسنت کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں اس میں تحریف کی جاتی ہو، جہاں ان میں من مانے مطالب، مفاہیم اور معانی پہنائے جاتے ہوں، جہاں حدود اللہ کا انکار کیا جاتا ہو، جہاں سود کو حلال اور شراب کو پاک کہا جاتا ہو، جہاں زنا کاری اور بدکاری کو تحفظ ہو، جہاں ظلم و تشدد کا دور دورہ ہو، جہاں مسلمان کہلانا دہشت گردی کی علامت ہو، جہاں بے قصور معصوموں کو کافر اقوام کے حوالے کیا جاتا ہو، جہاں بدکار اور مجرم معزز اور معصوم ذلیل ہوں، جہاں توہین رسالت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا جاتا ہو، جہاں باغیانِ نبوّت کو اقتدار کی چھتری میسر ہو، جہاں محافظین دین و شریعت پابند سلاسل کیا جاتا ہو، جہاں کلمہ حق کہنے والوں کو گولیوں سے چھلنی کیا جاتا ہو، جہاں مسلمان طالبات اور پردہ نشین خواتین کو درندگی کا نشانہ بنایا جاتا ہو، ان کی لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی ہو، ان کے جسم کے چیتھڑے اُڑائے جاتے ہوں، اِن کو دفن کرنے کے بجائے اِن کی لاشوں کو جلایا جاتا ہو، جہاں دینی مدارس بند اور قحبہ خانے کھولے جاتے ہوں، جہاں عوام نانِ شبینہ کے محتاج ہوں اور اربابِ اختیار ۲۰، ۲۰ لاکھ روپے ایک رات ہوٹل کے قیام کا کرایہ ادا کرتے ہوں، جہاں اپنے اقتدار اور حکومت کے تحفظ کے لیے دین و مذہب، اور شرم و حیا کی تمام حدود کو پھلانگا جاتا ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوگی؟ یا اللہ کا عذاب وعقاب؟؟؟

بلاشبہ آج کا دور دجّالی فتنے اور نئے نئے نظریے کا دور ہے، زمانہ بوڑھا ہو چکا، ہم جنس پرستی کو قانونی جواز حاصل ہو چکا، ناچ گانے کی محفلیں عام ہو چکیں، دیکھا جائے تو یہ قرب قیامت کا وقت ہے، اس وقت مسلمانوں سے اللہ کی حفاظت اور مدد اُٹھ چکی ہے، مسلمانوں کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، سچی بات یہ ہے کہ اللہ کی ناراضگی، چاپلوسی، انانیت، خود پسندی اور اُمّت کے زوال کا وقت ہے، فتنہ وفساد

عروج پر ہیں، خیر سے محروم لوگوں کی کثرت ہے لعنت وغضب کا وقت ہے، اور یہود و نصاریٰ کی نقالی کامیابی کی معراج شمار ہونے لگی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگوں اور معاشرہ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا قدر و قیمت ہوسکتی ہے؟ (مولانا سعید حمد جلال پوری مدیر ماہنامہ بینات دار العلوم جون ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۱، ۲۲)

معزز قارئین! اِس دور کے نام نہاد مولویوں کو بھی رسول اللہ ﷺ نے آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق کے علاوہ بندر اور خنزیر بھی کہا ہے۔ مولانا اگر تمام نامُرادیوں کی کہانی سنانے کے بعد اُس خوشخبری کا بھی ذکر کردیتے تو برباد حال مسلمان کے دِل کو سکون ہوتا میری مراد مسیح محمدیؐ سے ہے جن کی آمد سے متعلق احادیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مولانا نے جن بُرائیوں کا ذکر کیا ہے وہ مسیح محمدیؐ کی آمد کی علامات ہیں۔ ان بُرائیوں کا خاتمہ مسیح محمدیؐ کی اطاعت سے مشروط ہے۔ کوئی مولوی ایسا اعجاز نہیں دکھا سکتا جس سے امّت مسلمہ کی خشک رگوں میں خُون دوڑنے لگے اگر کوئی مولوی یہ دعویٰ کرتا ہے تو وہ احمقوں کی جنّت میں رہتا ہے۔ اس آخری دور کی تمام نحوستوں کا علاج صرف اور صرف مسیح محمدیؐ کی اطاعت میں ہے۔

قارئین کرام! سعید احمد جلال پوری کا دلچسپ مضمون آپ نے ملاحظہ فرمایا صاحب مضمون نے کس صفائی کے ساتھ اپنے جیسے علماءِ سُو کا دامن دینی، قومی، ملی اور معاشرتی بیماریوں سے پاک صاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ بھول گئے کہ اُمّت مسلمہ کے بگاڑ کے اصل ذمہ دار نام نہاد مسلمان یا نام نہاد مسلمان حکومتیں نہیں بلکہ نام نہاد علماء ہی ہیں۔ علماء کا کام معاشرے کی تربیت کرنا ہوتا ہے۔ اگر ان جیسے علماء صراطِ مستقیم پر ہوتے تو یقیناً ہمارا معاشرہ ذلّت کی اتھاہ گہرائیوں کی بجائے عزّت کی بُلندیوں کی طرف گامزن ہوتا۔ کینسر ایک دن میں جوان نہیں ہوتا بلکہ آخری حد تک پہنچنے کے لیے طویل وقت درکار رہتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی انحطاط بھی ایک دن میں نہیں ہوتا بلکہ طویل مدت کے بعد انتہائی ذلّت کا طوق معاشرے کا نصیب بن جایا کرتا ہے۔

وقت کرتا ہے پرورش برسوں حادثہ ایک دم نہیں ہوتا

معزز قارئین! کاش کذب بیانی علماء کا دلچسپ مشغلہ نہ ہوتا۔ کاش یہ نقاب پوش خواتین کے ہاتھوں میں ڈنڈے اور اساتذہ کے ہاتھوں میں بندوقیں دیکھ سکتے۔ وہ منظر بھی دیکھ سکتے جب مولانا

عبدالعزیز امام جامعہ حفصہ بُرقع پہن کر فرار ہو رہے تھے، بچوں اور بچیوں کو بے یارو مدد گار چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی کوشش میں مصروف تھے۔ سبھی کو بُرقع بھی نظر آیا اور بُرقع پوش بھی مگر جلال پوری صاحب اور ان کے ہم خیال حضرات کو کچھ بھی دکھائی نہیں دیا، اور آج تک دکھائی نہیں دے رہا۔ یہاں مجھے شیخ سعدیؒ کا ایک شعر یاد آ رہا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں۔

نینی کہ جایی کہ برخاست گرد   نبیند نظر گرچہ بیناست مرد

فرماتے ہیں ''کیا تجھے معلوم نہیں جس جگہ گرد و غبار بلند ہوتا ہے، اگرچہ آدمی آنکھیں رکھتا ہے لیکن وہاں دیکھ نہیں سکتا۔''

قارئین جہاں آنکھوں میں تعصب، جھوٹ اور فرقہ واریت کا دُھواں بھرا ہوا ہو، وہاں سچائی کا نُور نظر نہیں آیا کرتا۔ قارئین کرام! مختلف مکاتب فکر کے مضامین جو گزشتہ صفحات میں بیان کیے گئے، انتہائی دردناک صورت ہمارے معاشرے کی پیش کرتے ہیں۔ یوں دکھائی دیتا ہے گزشتہ تمام زمانوں کی بُرائیاں ہمارے اسلامی معاشرہ میں دَر آئی ہیں۔ مذہب کے ٹھیکیدار بڑی ڈھٹائی سے اپنے آپ کو اسلام کے امین بتاتے ہیں اور عوام الناس کو جو مسلمان کہلاتے ہیں کو کافر بنا دیتے ہیں۔ تمام فرقے اپنے آپ کو سچا گردانتے ہیں اور دوسروں کو کافر۔ آنے والے صفحات میں ان کُفر کے کارخانوں کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں:۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

''اے لوگو! بہت سے شیطان انسان کی شکل بنائے پھرتے ہیں اس لیے بغیر سوچے سمجھے ہر ایک کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔''

نیست چیرہ چوں ترا چیرہ کند   نُور ندھد مر ترا تیرہ کند

''جو کہ خود ہی اچھا اور نیک نہیں ہے۔ وہ تجھے کیا درست کرے گا۔ وہ تجھے نُور تو کیا دے گا بلکہ اور زیادہ سیہ دل بنا دے گا۔''

وائے آں طالب کہ در دمش فتاد   ہر چہ بودش نقد او برباد داد

''اس طالب پر افسوس ہے کہ جو اس کے جال میں پھنس گیا۔ پھر خواہ کچھ بھی ہو، اس کا نقد مال و دولت

سب برباد ہو جاتا ہے۔''

(تعلیم غوثیہ المعروف مراۃُ الوحدت مصنف سید گل حسن قلندر قادری صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، اشاعت اگست ۲۰۰۳ء ناشر شبیر برادرز)

توہین رسالت

نسلِ انسانی کے لیے جورُوحانی خزائن کا بے حد و کنار سمندر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک صورت میں عنائت فرمایا ہے وہ صرف عربوں کو مالا مال کرنے کے لیے ہی نہیں تھا بلکہ وہ تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے لیے ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: "**وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا رَحمَةً لِّلعٰلَمِينَ**" یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں اور تمام قوموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کسی بھی دور اور زمانے کا انسان آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہو کر رُوحانیت کے انتہائی مدارج حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کی اصل تفسیر آپ ؐ کی ذات مقدّسہ تھی جسے دیکھ کر عربوں جیسی بھٹکی ہوئی اور سرکش قوم ایسی اللہ تعالیٰ کی مطیع ہو گئی کہ اُن کے مرنے جینے، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے اور دوسرے تمام امورِ زندگی میں اللہ کی خوشنودی اوّلیت حاصل کر گئی۔ آج بھی اگر مسلمان بلکہ تمام دُنیا امن اور سلامتی چاہتی ہے تو اِسے سیرت حضرت محمد ﷺ کے دلکش اور انمول پھولوں کو گلے کا ہار بنانا ہو گا۔ یہی وہ واحد حل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کو اپنا بنایا جا سکتا ہے اور اُس کے پیار اور رحمت کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

جناب محمد راغب الحسن صاحب لکھتے ہیں:۔

مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے رسول اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے بارے میں ایسے ایسے افسانے تراشے کہ ان افسانوں کی بنیاد پر ''رنگیلا رسول'' اور ''شیطانی آیات'' جیسی بدنام زمانہ کتابیں لکھی گئیں، ایسی کتابوں کے لیے مواد کا کام مسلم قوم میں موجود ''غیر از قرآن'' کُتب نے ہی سر انجام دیا۔ (مھجور القرآن از محمد راغب الحسن صفحہ ۲۵ ادارہ کتاب گھر)

معزز قارئین! یہ حقیقت ہے کہ سلمان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' ہو یا جے پال کی کتاب ''رنگیلا رسول'' ہو سبھی نے اپنی کتابوں میں اُن کتابوں کے مواد کو بنیاد بنایا ہے جنہیں

مسلمان عالم کہلانے والوں نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔یقیناً ان نام نہاد مُصنّفین نے اپنی کتابوں میں وہ کچھ بیان کیا ہےجس کے نتیجے میں مسلمانوں کے دل زخمی ہوئے۔مولوی لوگ جو ایسے مُصنّفین کوواجب القتل قرار دیتے ہیں، کیوں اسلامی کتابوں سے وہ گند صاف نہیں کرتے جن کو بنیاد بنا کر مذہب اسلام کا مذاق اُڑایا جاتا ہے اورعلم دین ترکھان اور ممتاز قادری جیسے عام مسلمانوں کوقتل کرنے جیسے قبیح فعل کی وجہ سے پھانسی پرلٹکنا پڑتا ہے، اور دنگا فساد کچھ اور معصوم لوگوں کی جان بھی لے لیتا ہے۔اگر عام مسلمانوں کوکتابیں پڑھنے کا شعور حاصل ہوجائے تو لوگ نام نہاد مولویوں کو آڑے ہاتھوں لیں اور مطالبہ کریں کہ اس گند کو اسلام کے حسین چہرے سے صاف کیا جائے جسے مولوی کہلانے والوں نے اسلامی لٹریچر میں شامل کر دیا ہے۔اصل میں مولوی کا کاروبار ہے کہ مسلمانوں کو اسلام کی سچی اورنُورانی تصویر سے دور رکھا جائے۔تاکہ پیٹ کا دھندہ چلتا رہے۔

معزز قارئین! آج کا مولوی اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ سے محبت کے نام پر بے گناہوں کے،خُون سے اپنے گندے ہاتھ صاف کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہا ہے۔ضیاء الحق نے قانون توہینِ رسالت نام کا کلہاڑا مولویوں کے ہاتھ میں تھما دیا ہے۔اور ناہنجار مولوی اِس کا استعمال صرف مظلوم اقلیتوں پر ہی نہیں کر رہا بلکہ عام مسلمان بھی اِس کا شکار ہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جو رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ ؐ کے جانثار اصحاب رُوحانی آسمان پر چمکنے والے ستارے ہیں۔ہمیں تلاش کے باوجود ایک بھی ایسا واقع نہ دورِ مکّہ میں نظر آتا ہے اور نہ ہجرت کے بعد مدینہ کے دور میں نظر آتا ہے یہی نہیں بلکہ صحابہؓ کے دور میں بھی اِس کی مثال نہیں ملتی کہ توہین رسالت کے جُرم میں موت کی سزا دی گئی ہو۔ہاں فساد اور شر پھیلانے والوں کو سزا دینے کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں۔یقیناً فتنہ قتل سے زیادہ سنگین جُرم ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ۔ "فتنہ قتل سے بدتر ہے۔(۱۹۲۔۲) آج کے دور میں جس قدر اسلامی معاشرے میں بگاڑ ہے اورقتل وغارت گری ہے اس کی وجہ مولوی کا فتنہ اور فساد ہے۔اگر توہین رسول اللہ ﷺ کی سزا موت ہی ہوتی تو اِس کے سب سے زیادہ حق دار کفّار مکّہ، کفّار طائف اور مدینہ

کے کفّار تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔إِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً ۔یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کو اذیّت پہنچاتے ہیں اللہ نے اُن پر دُنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اُس نے اُن کے لیے رُسوا کُن عذاب تیار کیا ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۵۸)

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْم۔اور وہ لوگ جو اللہ کے رسول کو دُکھ دیتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب (مقدّر) ہے۔ (سورۃ توبہ آیت ۶۱)

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الْأَذَلِّيْنَ۔یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ (سورۃ مجادلہ آیت ۲۱)

إِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔ (سورۃ المجادلہ آیت ۶)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ ہم کھلے کھلے نشانات نازل کر چکے ہیں، وہ اُسی طرح ہلاک کر دیے جائیں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ہلاک کر دیے گئے اور کافروں کے لیے ایک بہت رُسوا کن عذاب (مقدّر) ہے۔

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّواْ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللّهَوَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔یہ اس لیے ہے کہ اُنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی سخت مخالفت کی اور جو بھی اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (سورۃ الانفال آیت ۱۴)

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُواْ أَذًى كَثِيْراً وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ۔

تم ضرور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے معاملہ میں آزمائے جاؤ گے اور تم ضرور اُن لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور اُن سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دِہ باتیں سنو گے۔اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ ایک بڑا باہمت کام ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۷)

معزز قارئین ا مندرجہ بالا آیات میں اللہ نے توہین رسالت کے مرتکب لوگوں کی سزا بھی تجویز فرمادی ہے اور رسول اللہؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو صبر کی تلقین بھی کی ہے۔ان آیات میں قطعاً کسی کو بھی قتل کرنے کی ترغیب نہیں دی گئی ہے بلکہ گستاخان کو جہنم کی رُسوائی کی وعید سنائی گئی ہے ۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو حُکم تھا کہ ڈٹے رہو، قائم رہو، ماریں کھاؤ لیکن مدافعت میں بھی ہاتھ نہیں اُٹھا سکتے ۔(مولانا اسرار احمد کا یہ بیان بھی یوٹیوب پر موجود ہے جس میں آپ نے کہا ہے کہ تمام احمدیوں کو ۱۹۷۴ء میں جب انہیں کافر قرار دیا گیا تھا توبہ کی مہلت دے کر قتل کر دینا چاہیے تھا۔یقیناً صبر کرنے والے ہی خُدا کی نظر میں معزز ہوتے ہیں، ماریں کھانے والے ہی ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں۔ان کے بالمقابل فتنہ وفساد قتل وغارت اور ناحق معصوم صبر کرنے والوں کو مارنے پیٹنے والوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑتی ہے اور ذلّت ورُسوائی اُن کا نصیب بن جاتی ہے)

پھر ڈاکٹر صاحب قربانی کرنے والے مسلمانوں کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت ٦٩ میں فرماتا ہے کہ تمہیں اُن لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگئی ہے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے تم انبیاء کرام ،صدیقین ،شہداء اور نیکو کاروں کے ساتھ اُٹھائے جاؤ گے اور اُن کے ساتھ جنّت الفردوس میں ان کا داخلہ ہوگا۔اللہ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمائے **و ادخلنا الجنة مع الابرار یا عزیز یا غفار**!!(یقیناً قتل کی ترغیب دینے والے اور فتنہ فساد کا باعث بننے والے قرآنی تعلیمات کے مطابق بہت بُرے لوگ ہیں اور انہیں سزا ملے گی اور قربانی کرنے والے اعزاز پائیں گے) (اہل ایمان کے لیے ابتلاء وامتحان سے گزرنا از ڈاکٹر اسرار احمد سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع کی روشنی میں صفحہ ۲۷،۳٦)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خُدا ﷺ نے احد کے دن فرمایا الٰہی !ابوسفیان پر لعنت بھیج۔الٰہی !حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔الٰہی !صفوان بن ربیہ پر لعنت بھیج۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ١٦٦ حدیث ٨٦٣ سورۃ ال عمران کی تفسیر میں)

محمد پالن حقانی صاحب گجراتی فرماتے ہیں (اس پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لَيۡسَ لَكَ مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ اَوۡ يُعَذِّبَهُمۡ فَاِنَّهُمۡ ظٰلِمُوۡنَ۔** (سورۃ ال عمران آیت ١٢٩)

(اے پیغمبر) تمہارے اختیار میں کچھ نہیں خُدا چاہے تو اُن کی توبہ قبول کرے چاہے تو عذاب

کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔مزید تفسیر کرتے ہوئے پالن صاحب لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ سارے جہاں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں آپ ﷺ کو زیبا نہیں کہ کسی پر لعنت بھیجیں کیونکہ اگر میں چاہوں تو اِن کی توبہ قبول کرلوں اور چاہوں تو عذاب کروں کیونکہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، ظلم کرتے ہیں، سچوں کا سامنا کرتے ہیں، لڑتے ہیں اور آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ترمذی جلد۲ صفحہ ١٦٦ حدیث ٨٦٣ کی شرح میں اور سورۃ ال عمران کی آیت ١٢٩ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جن جن لوگوں پر حضور ﷺ نے نام لے کر لعنت فرمائی تھی وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ان کا اسلام اچھا ہوا یعنی پکے مسلمان اور مومن ہو کر دُنیا سے رحلت فرمائی۔ (شریعت یا جہالت صفحہ ١٩٦ از محمد پالن گجراتی)

معزز قارئین ! آج مولوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار تھا کہ وہ آپؐ کی توہین کرنے والوں کو معاف کر دیں مگر ہم کسی کو معاف نہیں کر سکتے اور ہم توہین رسالت کے الزام میں گرفتار ملزم کو بھی قتل کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی ظالم پر لعنت بھیجنے کا بھی اختیار نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے اختیار فرما رہا ہے اور یہ بد بخت مولوی لوگ خود کو با اختیار قرار دے کر اللہ اور اللہ کے رسول کے پُرامن دین کو آڑ بنا کر خونی مقاصد کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔اشرف الفتاویٰ کے صفحہ ٢٤٨ پر لکھا ہے کہ جو بھی توہین رسالت کا مرتکب ہو، قرآن و سُنّت کے دلائل کی روشنی میں اس کی سزا سزائے موت ہے۔البتہ نبی کریم ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی شان میں گستاخی کرنے والے کو معاف کر دیتے یا قتل کر دیتے لیکن اُمّت کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اِن پر اِس کا قتل کرنا واجب ہے اور یہی صحابہ کرامؓ کا فتویٰ اور تعامل تھا۔

(اشرف الفتاویٰ زیر سرپرستی مولانا محمد عبیداللہ ناشر معہد ام القریٰ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور)

اور مفتی رفیق فرماتے ہیں کہ گستاخی رسول کا مرتکب شخص خُدا ،رسول ،پوری اُمّت اور ہمارے آئین وقانون کا ایسا سنگین مجرم ہے جس کے بعد معذرت ومعافی ،تسامح وتوبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ایسے لعین مجرم کے ناسوری جسم سے خُدا کی دھرتی کو پاک کیا جائے اور اسے واصل جہنم کر دیا جائے۔کبیرہ گناہوں اور جرائم میں سب سے بڑا گناہ خُدا تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ہے اگر کوئی شخص شرک جیسے عظیم گناہ سے توبہ کرتے ہوئے رحمت خُداوندی کے سایہ میں آنا چاہے تو

رحیم ذات اپنے عفوو درگزر سے نواز دیتی ہے مگر محقق علماء شریعت کے بقول رسول اکرم کی گستاخی (جو بالا جماع کفر ہے) کے بعد ''توبہ'' کی کوئی صورت نہیں۔ (مضمون از مُفتی رفیق احمد بیّنات جون ۲۰۰۸ء جلد ۷۱ شمارہ ۵۔ مدیر مولانا جلال پوری)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً ۔ اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو پھر اپنے معاملہ میں اُن کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گُمراہی میں پڑ گیا۔'' (الاحزاب آیت ۳۶)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً ۔ نہیں! تیرے ربّ کی قسم وہ کبھی ایمان نہیں لاسکتے جب تک وہ تجھے ان امور میں منصف نہ بنالیں جن میں ان کے درمیان جھگڑا ہوا ہے۔ پھر تُو جو بھی فیصلہ کرے اس کے متعلق وہ اپنے دِلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور کامل فرمانبرداری اختیار کریں۔ (سورۃ النساء آیت ۶۶)

ایک مسلمان کو ان آدم خوروں کے ارادوں کو سمجھنا چاہیے اور ان خود ساختہ با اختیار لٹیروں سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے۔ اگر مسلمانوں نے اِن کے چنگل سے چھٹکارہ حاصل نہ کیا تو یہ جبہ و دستار میں ملبوس آدم خور آئندہ نسلوں کا بھی خُون چوسیں گے۔

معزز قارئین! آیئے دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس قسم کی سختیاں جھیلیں اور ظُلم برداشت کیے اور ردِ عمل کے طور پر آپ ﷺ نے اپنے دُشمنوں سے کیا سلوک کیا؟

تمام انبیاء کرام ہی اپنے ادوارِ نبوّت میں معاندین کے مظالم کا نشانہ بنے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خُدا ﷺ نے فرمایا! اللہ کی راہ میں جتنا مجھے ڈرانے کی کوشش کی گئی کسی اور کے لیے ایسی کوشش نہیں ہوئی۔ اور راہِ مولا میں جتنی اذیّت مجھے دی گئی اُتنی کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اور مجھ پر تیس دن ایسے گزرے کہ میرے اور بلالؓ کے لیے کوئی کھانا نہیں تھا جسے کوئی زندہ وجود کھا سکے، سوائے معمولی سے کھانے کے جو بلالؓ کی بغل کے نیچے آسکتا تھا۔ (جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامت حدیث نمبر ۲۳۹۶)

آپ ﷺ جب نماز پڑھا کرتے تو مشرکین مکہ اِن کی ہنسی اُڑاتے تھے۔ آپؐ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو آپؐ کو گالیاں دیتے اور ساحر و مجنون کہہ کر پکارتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کعبہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے۔ قریشی بھی اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے، اتنے میں ایک قریشی کہنے لگا 'ذرا اس محمدؐ کی طرف دیکھو! قریشیو! تم میں سے کون ہے جو جائے، کوڑا کرکٹ اور اونٹ کی خُون آلود اوجڑی لائے اور پھر جب محمد ﷺ سجدے میں جائیں تو ان کے کاندھوں کے درمیان رکھ دے۔ اُن میں سے جو بد بخت ترین شخص تھا، اس نے یہ رذیل حرکت کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اسی طرح کیا کہ جناب محمد ﷺ جب سجدے میں تشریف لے گئے تو اُس نے وہ بھاری گند آپؐ کے کاندھوں کے درمیان لا رکھا، نبی ﷺ (بوجھ کی وجہ سے) سجدے کی حالت ہی میں پڑے رہے۔ یہ دیکھ کر قریشی اس قدر زور سے ہنسنے لگے کہ گویا ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں گے۔ اتنے میں کسی نے حضرت فاطمہؓ جگر گوشہ رسول ﷺ کو خبر دی، آپؓ ابھی چھوٹی بچی ہی تھیں، دوڑتی ہوئی تشریف لائیں، اپنے بابا کے کاندھوں سے وہ بھاری بوجھ اُٹھایا اور پھر اُس مجلس میں بیٹھے قریشیوں کی طرف رُخ فرما کے انہیں لعنت ملامت کی۔ (صحیح البخاری صفحہ ۴۹۸)

رسول اللہ ﷺ کا چچا ابولہب اسلام کا اتنا سخت دُشمن تھا کہ جہاں جہاں نبیؐ جاتے، وہیں یہ بھی پیچھے پیچھے چلا جاتا اور نبی کریمؐ کی تکذیب کرتا۔ اگر یہ شخص دیکھتا کہ نبی کریم ﷺ کسی اجنبی کے پاس کھڑے بات چیت کر رہے ہیں تو وہ اُس وقت تک کھڑا رہتا جب تک آپؐ اِس اجنبی کے پاس کھڑے رہتے، جب آپؐ چلے جاتے تو اُس اجنبی کو آپؐ کے بتائے ہوئے پیغام کے بالکل اُلٹ بتاتا۔

منیب الاذدیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دورِ جاہلیت میں اللہ کے نبی ﷺ کو دیکھا، آپؐ لوگوں سے کہہ رہے تھے: ''اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو اِس بات کی گواہی دو کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں'' اُس دن لوگوں نے آپؐ کے مبارک چہرے پر مٹی بھی پھینکی، کچھ نے آپ ﷺ کے چہرے پر۔۔۔ (نعوذ باللہ) اور کچھ نے دیگر بدتمیزی کی۔ یہاں تک کے سورج نصف النہار تک آن پہنچا۔ پھر ایک چھوٹی بچی پانی کا ایک برتن لے کر آئی، آپؐ کا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، تب محمد ﷺ نے فرمایا: ''اے بیٹی! مت گھبرا کہ تیرا باپ رُسوا ہو گا نا بھوک کے ہاتھوں مارا جائے گا'' (معجم الکبیر صفحہ ۸۰۵)

ایک دفعہ آپؐ ایک راستہ پر چلے جاتے تھے کہ ایک شریر نے برسرِعام آپؐ کے سَر پر خاک ڈال دی۔ ایسی حالت میں آپ گھر تشریف لائے۔ آپؐ کی صاحبزادی (فاطمہؓ) نے یہ دیکھا تو جلدی سے پانی لے کر اُس سے آپؐ کا سر دھویا۔ اور زار زار رونے لگیں۔ آنحضرتؐ نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا: بیٹی رو نہیں اللہ تیرے باپ کی خود حفاظت کرے گا اور یہ سب تکلیفیں دور ہو جائیں گی۔ (تاریخ طبری جلد۲ صفحہ ۸۰)

آپ ﷺ کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ جادوگر اور دیوانہ کہا جاتا تھا۔ اُمِ جمیل ابولہب کی بیوی اور معاویہؓ کی پھوپھی آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی۔ بد بخت عقبہ بن ابی معیط نے حالت سجدہ میں آپؐ کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر اس قدر دبایا کہ آپؐ کو اپنی آنکھیں باہر نکلتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ اِسی نابکار نے طواف کعبہ کرتے ہوئے اپنا عمامہ آپؐ کی گردن میں لپیٹ دیا اور گھسیٹتا ہوا خانہ کعبہ سے باہر لے گیا۔ مشرکین مکہ گلی کے لونڈوں کو اُکساتے کہ وہ آپؐ پر پتھر ماریں۔ آپؐ کے اصحابؓ پر بھی بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ بلالؓ کو سخت تکلیفیں دینے کے بعد بچوں کے حوالے کر دیتے جو اِنہیں رسّی سے باندھ کر زمین پر گھسیٹتے پھرتے۔ یاسرؓ اور سمیعہؓ کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے آخر یاسرؓ کو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر انہیں مخالف سمت دوڑا دیا جس سے آپؓ شہید ہو گئے۔ حضرت سمیعہؓ کو بھی ابوجہل نے نیزے سے دردناک طریقے سے شہید کر دیا۔ خبابؓ بن ارت کو زرہ پہنا کر دھوپ میں بٹھا دیا جاتا۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھی تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ (بحوالہ شیعہ اور جابر حکمران)

ایک دفعہ ایک یہودی آپ ﷺ کے پاس مہمان کے طور پر ٹھہرا۔ نظام ہضم کی خرابی کی وجہ سے اُس کو اسہال شروع ہو گئے اور رات کو بستر کی چادر خراب ہو گئی۔ صبح وہ شرم کے مارے ملے بغیر ہی چلا گیا، اتفاق سے وہ اپنی تلوار حضور ﷺ کے گھر بھول آیا تھا۔ جب اُسے یاد آیا تو واپس لوٹا اور دیکھا کہ حضورؐ اپنے ہاتھوں سے اُس چادر کو دھو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

قارئین! آوارگانِ اُمّت کہتے ہیں کہ غیر مسلموں کو السلام علیکم کہنا بھی گناہ ہے اور ہمارے آقا حضرت محمدؐ کافر کو اپنے گھر ٹھہراتے ہیں اور اُس کی خدمت کرتے ہیں اور یہاں تک کے اُس کی گندگی بھی خود صاف کرتے ہیں۔ محبت کا نُور ہی دِلوں کے زنگ دور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، نفرت کی سیاہی دِلوں کو مُردہ کر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ’’محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہی تو تھی

۔تب بھی دِل محبت سے جیتے گئے تھے اب بھی محبت کے ترانے گانے والے ہی دِل جیت رہے ہیں۔

عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا کہ کفّار مکّہ نے نبی ﷺ کے ساتھ سب سے بُرا سلوک کیا روا رکھا تھا؟ یہ سُن کر عبداللہؓ بولے: ’’نبی ﷺ کعبۃ اللہ کے نزدیک نماز ادا فرما رہے تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط وہاں آیا اور آپ ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے بَل دینا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ یہ دیکھ کر جلدی سے پہنچے اور عقبہ کو پکڑ کر پرے دھکیلا اور فرمانے لگے’’ تم ایک آدمی کو محض اِس وجہ سے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اُس کا ربّ ایک اللہ ہے اور تمہارے ربّ کی طرف سے واضح نشانیاں پہنچ چکی ہیں۔‘‘ (صحیح البخاری،۳۴۶۳)

غورث بن الحارث نے جب آپؐ پر تلوار تان لی اور کہا اے محمدؐ! اب کون ہے جو آپؐ کو مجھ سے بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ’اللہ‘ اس پر غورث کی تلوار ہیبت سے نیچے گر گئی جسے آپ ﷺ نے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ بول اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے؟ غورث بن الحارث کے گڑگڑانے پر آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ غورث اپنی قوم میں آ کر کہنے لگا کہ اے لوگو! میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام دُنیا کے انسانوں میں سب سے بہتر ہے۔ (شفاء قاضی عیاض جلد۱ صفحہ۴۲)

جنگ اُحد میں عتبہ بن ابی وقاص نے آپ ﷺ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا اور عبداللہ بن قمیہ نے چہرہ انور کو زخمی اور خُون آلود کر دیا مگر آپ ﷺ نے اِن لوگوں کے لیے اِس کے سوا کچھ بھی نہ فرمایا کہ **"اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون"** یعنی اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لوگ مجھے جانتے نہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر جب مُجرم دہشت اور انتقام کے خوف سے کانپ رہے تھے، حرم کعبہ میں ان کے بدن کا ایک ایک بال لرز رہا تھا، رسول اللہ جو سراپا رحمت تھے ان مجرموں کو معاف فرما دیا اور فرمایا **"لَاتَثْرِیبَ عَلَیکُمُ الیَوم..."** کہ جاؤ مَیں تمہیں چھوڑتا اور معاف کرتا ہوں۔ (بھیج درود اس محسن پر تُو دن میں سو سو بار، پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار)

ایک کافر کو صحابہؓ پکڑ کر لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اِس نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ شخص خوف اور ہیبت سے لرزہ براندام ہو گیا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ’’تم کوئی خوف نہ رکھو، بالکل مت ڈرو اگر تم نے میرے قتل کا ارادہ کر لیا تھا تو کیا ہوا؟ تم کبھی میرے اُوپر غالب نہیں ہو

سکتے تھے کیونکہ خُدا تعالیٰ نے میری حفاظت کا وعدہ فرما لیا ہے‘‘۔ (شفاء قاضی عیاض جلد ا صفحہ ۱۶۳)

معزز قارئین! یہ وہ نقطہ ہے جو آوارگانِ اُمّت کے نکمّے ذہنوں میں نہیں گُھستا۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ کوئی میرے اُوپر غالب نہیں آ سکتا۔ کیونکہ خُدا نے میری حفاظت کا وعدہ فرما لیا ہے۔ جس کی زندگی اور عزّت کی حفاظت کا وعدہ خُدا نے کیا ہوا ہو اُسے کسی مولوی یا مولوی کے بنائے ہوئے قانون سے کیا مطلب۔ یاد رہے خُدا تعالیٰ شاتم رسول کو ضرور سزا دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بھی سب دُشمنوں کے غرور خُدا نے توڑ دیئے تھے جن کے غرور نہیں ٹوٹے ان کی گردنیں توڑ دی تھیں۔ آج بھی توہینِ رسالت کے مرتکب ہونے والے خُدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔

لبید بن اعصم نے آپ ﷺ پر جادو کیا۔ بذریعہ وحی معلوم ہو جانے پر آپ ﷺ نے اُس سے کچھ مواخذہ نہیں فرمایا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار اور حضور ﷺ کا دلی دُشمن تھا مگر جب وہ بیمار ہوا تو حضور ﷺ اُس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ (سنن ابوداؤد)

عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح کاتب وحی تھا مگر بغاوت اور ارتداد اختیار کرتے ہوئے کفّار مکّہ سے جاملا اور وہاں جا کر کُھلے بندوں یہ کہنے لگا کہ جو میں کہتا تھا اس کے مطابق وحی بنا کر لکھ دی جاتی تھی (نعوذ باللہ)۔ اُس کی ایسی حرکتوں پر اُسے واجب القتل قرار دیا گیا اور بعض مسلمانوں نے یہ نذر مانی کہ اِس دُشمنِ خُدا اور دُشمنِ رسول ﷺ کو قتل کریں گے مگر اُس نے اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان غنیؓ کی پناہ میں آ کر معافی کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے پہلے تو اعراض فرمایا مگر حضرت عثمانؓ کی بار بار کی درخواست پر کہ میں اُسے امان دے چکا ہوں حضور ﷺ نے بھی اُسے معاف فرما دیا اور اُس کی بیعت قبول فرمائی۔ بیعت کی قبولیت کے بعد عبداللہ اپنے جرائم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آنے سے کتراتا تھا۔ مگر جب معاف کر دیا تو پھر دیکھیں کیا رویہ ہے۔ آپ ﷺ نے نہایت محبت سے پیغام بھجوایا کہ اسلام قبول کرنا اس سے پہلے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اِس لیے تم شرمندہ ہو کے نہ گھبراؤ نہ چھپو۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۲،۱۰۴)

غزوہ طائف کے بعد جب حضرت حمزہؓ کے قاتل ’’وحشی‘‘ کو جنگِ اُحد کے بعد رسول اللہ

ﷺ کے سامنے لایا گیا تو آپ ﷺ نے اُسے معاف تو فرما دیا مگر اپنے چچا کی محبت کا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ وحشی میرے سامنے نہ آیا کرے۔ اِس پر حضرت وحشیؓ نے اپنے دِل میں عہد کیا کہ جس ہاتھ سے میں نے رسولِ خُدا ﷺ کے چچا کو قتل کیا ہے جب تک اُس ہاتھ سے کسی بڑے دُشمنِ اسلام کو تہہ تیغ نہ کرلوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں اُس نے جنگ یمامہ میں نبوّت کے جھوٹے مُدعی مسیلمہ کذّاب کو قتل کر کے اپنا عہد پورا کیا۔ (بخاری کتاب المغازی حالات جنگ اُحد)

بنو اسعد کا رئیس طلیحہ بن خویلد مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر مُرتد ہو گیا بلکہ نبوّت کا جھوٹا مدعی بن کر فتنہ وفساد کا موجب بنا مگر شکست کھا کر عرب سے بھاگ گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ تائب ہوا اور آخر کئی اسلامی جنگوں میں حصہ لے کر اسلام پر وفات پا گیا۔ (زرقانی حالات سریہ ابوسلمہ و اصابہ حالات طلیحہ بن خویلد)

جب جنگِ اُحد میں آپؐ کے زخموں سے بہت خُون بہہ رہا تھا اور آپؐ اِس خُون کو دیکھ کر حسرت کے ساتھ فرماتے تھے ’’**کیف یفلح قوم خضبو ا وجه نبیهم بالدم وهو یدعو هم الی ربهم** ‘‘ کس طرح نجات پائے گی وہ قوم جس نے اپنے نبی کے مُنہ کو اُس کے خُون سے رنگ دیا اس جُرم میں کہ وہ انہیں خُدا کی طرف بُلاتا ہے۔ (طبری و ابن ہشام) اِس کے بعد آپؐ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا: ’’**اللهم اغفر لقومی مانهم لا یعلمون** ‘‘یعنی اے میرے اللہ! تُو میری قوم کو معاف کر دے۔ (صحیح مسلم حالات اُحد و زرقانی جلد ۲ صفحہ ۴۹) روایت ہے اس موقع پر سورۃ آلِ عمران کی آیت ۱۲۹ نازل ہوئی: **لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ**۔ یعنی عذاب اور عفو کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے اِس سے تمہیں کوئی سروکار نہیں خُدا جسے چاہے گا مُعاف کرے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ (بخاری حالات اُحد)

معزز قارئین! ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا جیسا اللہ نے کہا تھا عکرمہؓ، خالد بن ولیدؓ اور وحشیؓ کے علاوہ بہت سے دُشمنانِ خُدا اور دُشمنانِ رسول بعد میں عاشقانِ خُدا اور عاشقانِ رسول بن گئے اور اسلامی جھنڈے کے سائے تلے عظیم کارنامے سرانجام دیئے اور آسمانِ عظمت پر چمکنے والے ستارے بن گئے۔ اسی طرح ایسے بدبخت بھی تھے جن کے جُرائم بڑھتے گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں عبرت کا نشان بنا دیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے جنّت میں داخل کرتا ہے اور دُنیا میں عزّت واحترام کے عظیم خزانے عطا

کر دیتا ہے اور جسے چاہے جہنم میں داخل کرتا ہے اور ایسے لوگوں کی اِس فانی دُنیا میں عزّت کو ذلّت کے اندھیروں میں دھکیل دیتا ہے۔ کسی کو نوازنا اور چھین لینا صرف خُدا تعالیٰ کو زیبا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ کو اُداس دیکھ کر فرمایا: کہ جب تمہارے والد شہید ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے بے حجاب ہو کر کلام فرمایا اور فرمایا جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ تمہارے باپ نے عرض کیا۔ اے میرے اللہ! تیری کسی نعمت کی کمی نہیں ہے، لیکن خواہش ہے کہ پھر دُنیا میں جاؤں اور تیرے دین کے رستہ میں پھر جان دوں۔ خُدا تعالیٰ نے فرمایا: ہم تمہاری اس خواہش کو بھی پورا کر دیتے لیکن ہم یہ عہد کر چکے ہیں کہ ''**انھم لا یرجعون**۔۔۔'' یعنی کوئی مُردہ پھر زندہ ہو کر اس دُنیا میں نہیں آ سکتا۔ (دیکھ لیجیے رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ کو خوشخبری ہی سُنائی نفرت اور غصے کی تعلیم نہیں دی) (ترمذی وابن ماجہ وزرقانی)

طائف کے وفد کا رئیس عبد یالیل وہی شخص تھا (یہ وہی جاہل تھا جس نے سفر طائف میں اپنے دو بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کو طائف سے نکال دیا تھا جب ایک جگہ آپ ﷺ زخموں سے چور ہونے اور تھکان کی وجہ سے بیٹھ گئے تو آپؐ کو بغلوں سے پکڑ کر اُٹھا دیا تھا) جو رسول اللہ کی ایذاء رسانی میں پیش پیش تھا۔ اس گُستاخ رسول، بدتہذیب اور آزار رساں دُشمن اور کافر کو آنحضرت ﷺ نے دُنیا کے مقدّس مقام مسجد نبوی میں اُتارا اور اُس کے ساتھیوں کو مسجد نبوی کے صحن میں خیمے نصب کروا کر ٹھہرایا۔ اِس پر صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ پلید مُشرک قوم ہے مسجد میں اِن کا ٹھہرانا جائز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس آیت میں (**یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ** ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین تو ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکیں۔ سورۃ توبہ آیت ۲۸) دِل کی بُلندی کی طرف اشارہ ہے، جسموں کی ظاہری گندگی مُراد نہیں، اور نہ کوئی انسان ان معنوں میں پلید ہے۔ کیونکہ سب انسان پاک ہیں اور وہ ہر مقدّس سے مقدّس جگہ پر جا سکتے ہیں۔ (احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۹۰)

سورۃ توبہ کی آیت ۲۸ کی تفسیر میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مشرکین کے نجس ہونے سے مُراد اُن کے عقیدہ کی نجاست ہے، جسمانی نجاست مُراد نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں

مشرکین ننگے ہو کر اور اپنے بُتوں کو ساتھ لے کر حج کرتے تھے۔ پس مشرکوں کو حج سے روکنے سے مُراد یہ ہے کہ ان کو اپنی مشرکانہ رسومات ادا کرتے ہوئے حج نہ کرنے دیا جائے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے بعض فقہا کے نزدیک بھی مشرکین مسلمانوں کی ہر مسجد میں حتیٰ کہ مسجد حرام میں بھی داخل ہو سکتے ہیں، البتہ انہیں وہاں اپنی مشرکانہ رسومات کے ساتھ حج یا عمرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ، تالیف الدکتور وھبۃ الزحیلی جلد ۶ صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵ دار الفکر۔ دمشق)

جب نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اُسے آپؐ نے مسجد نبوی کا مکین بنا لیا۔ یہی نہیں بلکہ جب مسیحی عبادت کا وقت آیا تو اُن لوگوں نے مسجد میں نماز ادا کرنی چاہی تو صحابہ کرامؓ نے منع کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔

معزز قارئین! ہمارے حبیب آقا کے دور میں کافر بھی مسجد نبوی جیسی مقدّس جگہ پر قیام کر سکتے تھے اور بوقت نماز، نماز بھی پڑھ سکتے تھے، اپنے طریقوں سے اور مشرق کی طرف منہ کر کے۔ آوارگانِ اُمّت نے مسجدوں کو بھی ذاتی ملکیت بنا لیا ہے صرف اُن کے پسند کے لوگ ہی اِن مساجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مثلاً دیوبندی مسجد میں دوسرے فرقوں کے لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اسی طرح دوسرے تمام فرقوں کا بھی یہی رویہ ہے، ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو کیا سوال ایک دوسرے کے جنازے تک نہیں پڑھتے بلکہ جنازوں میں جاتے ہی نہیں۔ اگر کوئی مخالف فرقے کا شخص نماز پڑھ لے تو ایسی مسجد ناپاک ہو جاتی ہے جسے پاک کرنے کے لیے دھویا جاتا ہے۔

ابن اسحٰقؒ فرماتے ہیں جب نصاریٰ کا گروہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے۔ اُن کی نماز کا بھی وقت آیا یہ مسجد سے جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا: نماز یہیں پڑھ لو۔ تو اُن لوگوں نے مشرق کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھی۔ (اسباب النزول صفحہ ۳۵)

روایت ہے حضرت علیؓ شام کی نماز ادا کرنے مسجد نبوی کو تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک ضعیف العمر آتش پرست بڑھاپے کی کمزوری کے باعث نہایت آہستگی سے آنحضرت ﷺ کے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ آنجناب ﷺ نے اُس وقت تک اُس سے پیش قدمی نہ فرمائی جب تک وہ حدِ مسجد سے نہ گزر گیا۔ حالانکہ ادائیگی نماز میں اِس توقف کی وجہ سے تاخیر واقع ہوگئی۔

(تذکرہ قادریہ صفحہ ۲۵۴ از طاہر علاؤالدین قادری گیلانی البغدادی دربارغوثیہ شارع الگیلانی کوئٹہ)

آج کا مولوی دوسرے مذاہب اور اُن مذاہب کے ماننے والوں سے کیا سلوک کرتا ہے اور اُن سے نفرت کا کیا سلوک روا رکھا جاتا ہے؟ سب جانتے ہیں۔ اِن کی نفرت مسلمان فرقوں سے بھی اتنی شدید ہے کہ ایک دوسرے کو واجب القتل گردانتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی مساجد کی پیشانیوں سے اور دوسری عمارتوں کی جبینوں سے کلمہ طیّبہ کو ہتھوڑیوں سے تڑواتے ہیں اور بعض نے کلمہ طیّب کو سفیدی سے مٹایا اور بعض جگہوں پر تو حد کر دی گئی مقدّس ترین الفاظ پر گندگی کا لیپ کیا گیا۔ جب مولویوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا یہ بے ہودہ حرکت نہیں؟ تو کہتے ہیں کہ ایسا کرنا ویسے ہی ہے جیسے بیت الخلاء پر کلمہ لکھا دیکھ کر مٹا دیا جائے۔ وہ مولوی جو بیت الخلاء اور بیت اللہ کے فرق کو نہیں سمجھتا وہ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کے ربّانی پیغام کو سمجھا ہی نہیں۔ احترام انسانیت کے خاتَم کا مذہب بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی سے ہی سے شروع ہوتا ہے۔ جس کے دل میں احترام انسانیت نہیں وہ کلمہ طیّب کی اصلیت سمجھ ہی نہیں سکا۔ خُدا بنی نوع انسان کو مولوی کے شَر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ (پاکستان میں احمدیہ مساجد کے چھوٹے بڑے مینار بھی توڑے جا رہے ہیں)

میرے آقا حضرت محمد ﷺ جب مرض الموت میں آخری سانس لے رہے تھے تو حضرت عائشہؓ سے فرمانے لگے ''اے عائشہؓ! میں اب تک اُس زہر کی اذیت محسوس کرتا رہا ہوں جو خیبر میں یہودیوں نے مجھے دیا تھا، اور اب بھی میرے بدن میں اُس زہر کے اثر سے کٹاؤ اور جلن کی کیفیت ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اِس پر بھی یہود کو بخش دیا اور اُس عورت کو معاف کر دیا۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ وفاتہ)

ھبار بن الاسود نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت نیزے سے قاتلانہ حملہ کیا تھا اور اِس کے نتیجہ میں اُن کا حمل ضائع ہو گیا اور بالآخر یہی چوٹ اُن کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی۔ اِس جُرم کی بناء پر رسول اکرم ﷺ نے اُس کے قتل کا فیصلہ فرمایا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ بھاگ کر کہیں چلا گیا مگر بعد میں جب نبی کریم ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو ھبار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رحم کی بھیک مانگتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے تو میں آپؐ سے

ڈر کر فرار ہو گیا تھا مگر پھر آپؐ کے عفو اور رحم کا خیال مجھے آپ ﷺ کے پاس واپس لے آیا ہے۔ اے خُدا کے نبیؐ! ہم جاہلیت اور شرک میں تھے خُدا نے ہمیں آپؐ کے ذریعے ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ میں اپنی زیادتیوں کا اعتراف کرتا ہوں پس میری جہالت سے صرف نظر فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی صاحب زادی کے اِس قاتل کو معاف فرمایا، بخش دیا اور فرمایا جا اے ھبار! میں نے تجھے معاف کیا۔ اللہ کا یہ احسان ہے جس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ بیروت)

کعب بن زھیر ایک مشہور عرب شاعر تھا۔ رسول اکرم ﷺ اور مسلمان خواتین کی عزت پر حملہ کرتے ہوئے گندے اشعار کہا کرتا تھا۔ اِس بناء پر رسول اللہ نے اُس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ کعب کے بھائی نے اُسے لکھا کہ مکّہ فتح ہو چکا ہے اِس لیے تم آ کر رسول اللہ سے معافی مانگ لو، چنانچہ وہ مدینے آ کر اپنے جاننے والے کے پاس آ کر ٹھہرا اور فجر کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں جا کر ادا کی۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا تعارف کرائے بغیر یہ کہا کہ یا رسول اللہ! کعب بن زھیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی کا خواستگار ہے اگر اجازت ہو تو اُسے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ (آپ ﷺ اس کو شکل سے نہیں پہچانتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ تو وہ کہنے لگا میں ہی کعب بن زھیر ہوں یہ سنتے ہی ایک انصاری کیونکہ اُس کے قتل کا حکم تھا اِس کو قتل کرنے کے لیے اُٹھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں اب چھوڑ دو یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اُس نے ایک قصیدہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے اپنی چادر انعام کے طور پر اس کے اوپر ڈال دی اور اس طرح یہ دُشمن بھی معافی کے ساتھ ساتھ انعام لے کر واپس آیا۔ (السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، ۲۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے جنگی قیدیوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ کھانا کھلایا، بھاگتے دُشمن کا کبھی تعاقب نہ کیا۔ عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو کبھی جنگ میں نشانہ نہیں بنایا، جو فدیہ نہیں دے سکتا تھا اُس سے وعدہ ایسے کرتے کہ آئندہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرے گا اور عبادت گاہوں کو مسمار نہیں کرے گا۔

وائل بن حجرؓ سے روایت ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس تھا کہ ایک قاتل کو پیش کیا گیا جس کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مقتول کے وارث کو بلوایا اور فرمایا

کیاتم معاف کرتے ہو؟ اس نے کہانہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیاتم دیت لوگے؟ اُس نے کہانہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیاتم اُسے قتل کروگے؟ اُس نے کہاجی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِسے لے جاؤ۔ جب وہ شخص قاتل کو لے کر جانے لگا تو آنحضرت ﷺ نے دوسری بارفرمایا کیاتم معاف کرتے ہو؟ اُس نے کہانہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کیادیت لوگے؟ اُس نے کہانہیں،آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اِسے قتل ہی کروگے؟ اُس نے کہا جی حضور! آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِسے لے جاؤ۔ تیسری بار آنحضرت ﷺ نے عفو کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اگرتم اِسے معاف کردیتے تو یہ اپنے گناہ اور اپنے مقتول ساتھی کے گناہ کے ساتھ لوٹتا۔ (سنن ابی داؤد کتاب الدیات باب الامام یامر بالعفو)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ''آنحضرت ﷺ کو کہا گیا کہ وہ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس تشریف لے جائیں پس حضورؐ گدھے پرسوار ہوکر صحابہؓ کے ساتھ اس کے پاس پہنچے تو اِس منافق نے حضور ﷺ سے کہا کہ مجھ سے دور ہو جایئے بخدا آپ کے گدھے نے مجھے اذیت دی ہے۔ایک انصاری صحابیؓ نے اُس کو کہا حضور ﷺ کے گدھے کی خوشبو تجھ سے زیادہ پاکیزہ ہے اِس پر ایک صحابیؓ نے ہم قوم ہونے کی بناء پر عبداللہ بن ابی کی حمایت میں غصہ دکھایا اِس سے اِن کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور چھڑیوں، تھپڑوں اور جوتیوں سے ایک دوسرے کو مارا پیٹا گیا تو حضور ﷺ نے اُن کے درمیان صلح کرادی۔'' (صحیح البخاری جلد۱صفحہ۱۷، ۳۷۰طبع دہلی، مسلم جلد۲صفحہ۱۱۰طبع دہلی)

ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کو گالیاں دیتا رہا اور آنحضرت ﷺ بیٹھ کر خوش ہوتے رہے اور مسکراتے رہے۔ جب اُس شخص کی زبان درازی بڑھ گئی تو ابوبکرؓ نے اُس کی رَد کردی۔ اِس پر آنحضرت ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیئے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا حضور ﷺ جب تک وہ مجھے گالیاں دیتا رہا آپ ﷺ بیٹھے رہے۔اور جب میں نے اُس کی رَد کی تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے؟ حضور ﷺ فرمایا۔اے ابوبکرؓ! جب وہ تمہیں گالیاں دے رہا تھا تو ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اُس کی رَد کررہا تھا اور جب تُو نے خود رَد کردی تو شیطان آگیا، میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔''

(مسند امام احمد جلد۲صفحہ۴۳۶طبع المیمنیہ مصر، مشکوۃ المصابیح باب الرفق صفحہ۴۳۲مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

رسول اللہ ﷺ نے دُکھوں کے پہاڑ توڑنے والوں کو بھی کبھی بددُعانہیں دی۔آنحضورؐ نے

دُشمن کے حق میں بددُعا کرنے والوں کو کہا میں دُنیا میں لعنت کے لیے نہیں بلکہ رحمت کے لیے آیا ہوں۔ (صحیح البخاری کتاب البعث النبی ﷺ)

معزز قارئین! میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے ابوسفیان کے گھر پناہ لینے والوں کو بھی معافی کا حقدار بنادیا،منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول جو جنگِ اُحد کے موقع پر میدان جنگ سے اپنے تین سو سواروں کو لے کر بھاگ گیا تھا کا مرنے کے بعد جنازہ پڑھایا اور قبر تک تشریف لے گئے اور اپنا کُرتہ پہنا کر دفنایا۔(بخاری کتاب الجنائز) اسی کے لیے فرمایا تھا کہ اگر اس کے لیے مجھے ستّر ہزار مرتبہ بھی استغفار کرنا پڑے تو مَیں کروں گا۔غزوہ حنین میں اپنی رضائی بہن شیما کو نا صرف معاف کردیا بلکہ اِس کی سفارش پر چھ ہزار قیدیوں کو عزت و احترام کے ساتھ آزاد کردیا۔ ہوازن کا سردار جو طائف بھاگ گیا تھا، اُسے واپس بلوا کر اُس کی سرداری برقرار رکھی۔اس بڑھیا کو بھی معاف فرمایا جو آپؐ کے رستے میں کانٹے بچھاتی اور ذلّت آمیز سلوک کرتی تھی۔

عمیر بن وہب اور صفوان نے مل کر آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی اور صفوان نے عمیر کو رسول اللہ ﷺ کے قتل پر آمادہ کیا اور کہا کہ کیونکہ تمہارا بیٹا محمد ﷺ کی قید میں ہے اِس لیے تم اُس سے ملنے کے بہانے جاؤ اور محمد ﷺ کو قتل کردو۔ چنانچہ عمیر زہر میں بُجھی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے دربار میں آیا۔ اِس کی مشکوک حالت پر اُس سے پوچھا گیا کہ کیا تُو نے کوئی سازش تو تیار نہیں کی؟ پہلے تو اُس نے انکار کیا بعد میں تمام منصوبہ گوش گزار کردیا۔اور کہا کہ اِس منصوبہ کا علم صرف صفوان کو تھا۔مگر رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو گیا اِسی بات پر وہ مسلمان ہو گیا اور کچھ دیر مدینہ میں رہنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے مکّہ واپس چلا گیا اور خفیہ طور پر کچھ لوگوں کو مسلمان بھی کرلیا۔صفوان لوگوں کو ایک خوشخبری کا مژدہ سناتا رہا اُس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو بے خود سا رہ گیا۔(ابن ہشام وطبری) صفوان کے قتل کا حکم جنگ بدر سے پہلے جاری کیا گیا تھا۔اِسے معاف کر دیا گیا تھا۔جنگ حنین کے بعد جب اسلام کی حقّانیت اُس پر کھل گئی مسلمان ہو گیا تھا۔غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کُفر کی حالت میں شریک ہوا تھا اور بھی مشرک اِس جنگ میں شریک ہوئے تھے۔(فتح مکہ کے موقع پر سینکڑوں مشرک مسلمان نہیں ہوئے تھے)

جنگ بدر کے قیدیوں میں سے صرف نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ (یہ روایت بھی ہے کہ وہ غزوہ حنین کے بعد مسلمان ہو گیا تھا) (زرقانی حالات غزوہ بدر اور اسد الغابہ ذکر نضر بن حارث) اِس کی بہن نے بھائی کی موت پر دردناک شعر کہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ شعر پہلے پہنچ جاتے تو میں نضر بن حارث کو معاف کر دیتا۔ (ابن ہشام)

سہیل بن عمرو جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف لیکچر دیا کرتا تھا اور نہایت زبردست مقرر تھا جب بدر میں قید ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اِس کے اگلے دانت نکال دیے جائیں تا کہ آپؐ کے خلاف زہر نہ پھیلا سکے۔ مگر آپؐ نے اس تجویز کو سخت ناپسند کیا اور فرمایا اے عمرؓ! تمہیں کیا معلوم کہ خُدا آئندہ اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جو قابل تعریف ہو۔ چنانچہ سہیل بن عمرو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کی وفات پر اُس نے متزلزل مسلمانوں کو بچانے کے لیے اسلام کی تائید میں نہایت پُر اثر خُطبے دیے جس کے نتیجے میں کئی مسلمان ڈگمگانے سے بچ گئے۔ (اصابہ و اسد الغابہ حالات سہیل بن عمرو)

ایک بار حضورؐ تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے رضائی والد آئے، حضورؐ نے اُن کے لیے چادر کا ایک پلّو بچھا دیا۔ پھر آپؐ کی رضاعی والدہ آئیں تو آپؐ نے دوسرا پلّو بچھا دیا۔ پھر آپؐ کے رضاعی بھائی آئے تو آپؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ (جنگ حنین میں بنو ہوازن کے قریباً چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے، اُنہیں چھوڑ دیا گیا تھا) (سنن ابوداؤد کتاب الادب)

ہجرت کے بعد جن جائیدادوں پر کفّارِ مکّہ نے قبضہ کر لیا تھا۔ فتح مکّہ کے موقع پر کفّار کا خیال تھا، مسلمان اپنی جائیدادیں واپس لے لیں گے، مگر آپؐ نے منع فرما دیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند نے اسلام کے خلاف جنگوں کے دوران کفّار قریش کو اُکسانے اور بھڑکانے کا فریضہ خوب ادا کیا تھا۔ وہ جذبات اُبھارنے کے لیے اشعار پڑھتی تھی۔ مردوں کو انگیخت کیا کرتی تھی کہ اگر فتح مند ہو کے لوٹو گے تو تمہارا استقبال کریں گے ورنہ نہیں ہمیشہ کی جُدائی اختیار کر لیں گے۔ (السیرۃ النبویہ ابن ھشام جلد ۲ صفحہ ۱۵۱ دارالمعرفۃ بیروت) جنگ اُحد میں اسی ہند نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کی نعش کا مثلہ کیا، اُس نے اُن کے ناک، کان اور دیگر اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑ دیا اور ان کا کلیجہ نکال کر چبالیا۔ فتح مکّہ کے بعد جب رسول اللہ عورتوں کی بیعت لے رہے تھے تو یہ ہند بھی نقاب اُوڑھ کر آ گئی۔ کیونکہ اِس کے

جُرائم کی وجہ سے اُسے واجب القتل قرار دیا گیا تھا۔ بیعت کے دوران اُس نے بعض شرائط بیعت کے بارے میں استفسار کیا۔ نبی کریم ﷺ پہچان گئے کہ ایسی دیدہ دلیری ہند کے علاوہ کوئی اور نہیں کر سکتی تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اُس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب تو میں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں جو پہلے گزر چکا آپؐ اِس سے درگذر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپؐ کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک فرمائے گا۔ رسول کریم ﷺ نے ہند کو بھی معاف فرما دیا اور ہند پر آپؐ کے عفو و کرم کا ایسا اثر ہوا کہ اُس کی کایا ہی پلٹ گئی۔ واپس گھر جا کر اُس نے تمام بُت توڑ دیے۔

اُسی شام جب اُس نے بیعت کی ہندؓ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ضیافت کا اہتمام بھی کیا اور خاص طور پر دو بکرے ذبح کروائے اور بھون کر حضور ﷺ خدمت میں بھجوائے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ آج کل جانور کم ہیں اِس لیے حقیر سا تحفہ بھیج رہی ہوں اِس پر آنحضرت ﷺ نے اُس کو دُعا دی اور عفو کا یہ سلوک دیکھیں کہ نہ صرف معاف کیا بلکہ اُس کو دُعا بھی دی۔ کہ اے اللہ! ہند کے بکریوں کے ریوڑ میں بہت برکت ڈال دے، چنانچہ اِس دُعا کے نتیجہ میں بہت برکت پڑی اور اُس سے بکریاں سنبھالی نہ جاتی تھیں۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ بیروت)

یہ وہی ہند تھی جس نے ایک لفظ بھی نُوحہ کا اپنے منہ سے نکلنے نہیں دیا تھا جبکہ کفّارِ مکّہ غزوہ بدر میں مارے جانے والے اپنے عزیزوں کو رو رہے تھے۔ جب ہند سے پوچھا گیا کہ تُو کیوں خاموش ہے؟ ہند جواب دیتی تھی کہ اگر آنسو میرے غم کی آگ کو بجھا سکتے تو میں روتی لیکن میں جانتی ہوں کہ آنسو میری آگ کو نہیں بجھا سکتے اب یہ آگ اُسی وقت بجھے گی کہ تم لوگ پھر محمدؐ کے خلاف میدان میں نکلو اور بدر کا بدلہ لو۔ (ابن ہشام) بدر کے میدان میں ہند کا باپ قریش کا رئیس عتبہ اور اُس کا لڑکا ولید اور اُس کا بھائی شیبہ خاک میں مل گئے تھے۔ جنگ بدر میں ۷۰ کفّار ہلاک اور ۱۴ مسلمان شہید ہوئے تھے۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب ایک اعرابی ذوالخویصرہ نے مسجد نبوی میں پیشاب کیا تو صحابہؓ اُسے مارنے کے لیے دوڑے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اِسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ڈول بہا دو کیونکہ تمہیں نرمی کے لیے بھیجا گیا ہے تنگی کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ (بخاری کتاب الوضوء صفحہ ۲۰ حدیث ۲۲۰)

مکّی دور میں ابولہب اور عقبہ بن معیط حضور ﷺ کے پڑوسی تھے جو آپؐ کے دونوں طرف

آباد تھے۔اورانہوں نے شرارتوں کی انتہا کی ہوئی تھی۔یہ لوگ بیرونی مخالفت کے علاوہ گھر میں بھی ایذاء پہنچانے سے باز نہ آتے تھے اور اذیت دینے کے لیے غلاظت کے ڈھیر حضور ﷺ کے دروازے پر ڈال دیتے تھے حضورؐ باہر نکلتے تو خود اِس غلاظت کو راستے سے ہٹاتے اور صرف اتنا فرماتے ''اے عبد مناف کے بیٹو! یہ تم کیا کررہے ہو؟ کیا یہی حق ہمسائیگی ہے؟ (طبقات ابن سعد جلد ا صفحہ ۲۰۱ بیروت ۱۹۶۰ء)

جنگ بدر کے موقع پر جب مکّہ کے قیدی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان لوگوں کی سفارش کرتا تو میں ان کو یونہی چھوڑ دیتا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

معزز قارئین! مطعم بن عدی مکّہ کا ایک شریف آدمی تھا۔ گو اُسے اسلام قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی مگر اُس کو بعض مواقع پر حضورؐ کی مدد کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔خاص طور پر طائف سے واپسی کے موقع پر مطعم بن عدی اور اِس کے بیٹوں نے مدد کی تھی۔جس کو حضورؐ نے ہمیشہ یاد رکھا اور اس کی قدر کرتے رہے۔قارئین کرام! ہمارے مولوی کے نزدیک تو بیشک کافر یا مولوی کا بنایا ہوا مسلمان کافر کتنا بھی شریف ہو اور احسان کرنے والا ہو بس نفرت کے قابل ہوتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان نے عالمی عدالت انصاف (ہیگ) کے چیف جج بن کر قوم کا نام روشن کیا اسی طرح پاکستان کے عظیم مسلمان سپوت ڈاکٹر عبدالسلام نے دُنیائے اسلام کے پہلے سائنس دان ہیں جنہوں نے طبیعات میں نوبل انعام حاصل کر کے نا صرف پاکستان بلکہ دُنیائے اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا، ان کے ساتھ ہم وطنوں نے کیا سلوک کیا سبھی جانتے ہیں۔

جب آپ ﷺ کوئی فوجی دستہ روانہ فرماتے تو اِنہیں چلتے ہوئے یہ نصیحت فرماتے تھے کہ جب تم دُشمن کے سامنے ہو تو اُنہیں تین باتوں کی طرف دعوت دو اور اگر اِن تین باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی مان لے تو اُسے قبول کر لو اور لڑائی سے رُک جاؤ۔سب سے پہلے اِسے اسلام کی دعوت دو اگر وہ مسلمان ہوں لیں تو پھر انہیں ہجرت کرنے کی تحریک کرو۔اگر وہ ہجرت کرنا قبول نہ کریں، تو اُن سے کہو کہ اچھا تم مسلمان رہو اور اپنے گھروں میں ٹھہرو، اور اگر وہ مسلمان ہونا ہی پسند نہ کریں تو پھر اُن سے کہو کہ اپنے مذہب پر رہو، لیکن مسلمانوں کی عداوت اور اِن سے جنگ کرنا چھوڑ دو اور اسلامی حکومت

کے ماتحت آجاؤ۔اگر وہ لوگ یہ بھی نہ مانیں تو پھر اِس کے بعد تمہیں اُن سے لڑنے کی اجازت ہے۔ا۔

نیز جب آپ ﷺ کوئی فوجی دستہ روانہ فرماتے تھے تو فرمایا کرتے: اے مسلمانو! نکلو اللہ کا نام لے کر اور جہاد کرو حفاظتِ دین کی نیّت سے۔مگر خبردار! مالِ غنیمت میں بددیانتی نہ کرنا اور نہ کسی قوم سے دھوکہ کرنا۔اور نہ دُشمنوں کے مقتولوں کا مثلہ کرنا اور نہ بچّوں اور عورتوں اور مذہبی عبادت گاہوں کے لوگوں کو قتل کرنا اور نہ بہت بوڑھوں کو قتل کرنا اور مُلک میں اصلاح کرنا۔اور لوگوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا کیونکہ خُدا تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔۲۔ (۱۔مسلم و ابوداؤد) (۲۔مسلم، طحاوی، ابوداؤد)

حضرت ابوبکر صدیقؓ فوج کو روانہ کرتے وقت فوج کے امیر کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے۔وہ لوگ جنہوں نے اپنے خیال میں اپنے آپ کو خُدا کی عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے، اُن کو کچھ نہ کہنا اور اسی طرح جس چیز کو وہ مقدّس سمجھتے ہوں اُسے بھی کچھ نہ کہنا اور پھلدار درخت کو نہ کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو ویران کرنا۔(آوارگانِ اُمّت کی نظر میں یہ نصائح قابل تقلید نہیں ہیں) (موطا امام مالک)

معزز قارئین! گلستانِ سیرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ان گنت پھول زمین و آسمان کو مہکا رہے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے چند پھول پیش کیے گئے ہیں۔اگر نام نہاد مذہب کے ٹھیکیدار جو رسول اللہ ﷺ کی محبت کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں نے رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو اُن کی سیرت کی صورت میں سمجھا ہوتا تو کبھی بھی معصوم انسانوں کے گلے نہ کاٹتے۔

معزز قارئین! آئیے اب دیکھتے ہیں کہ خُدا نے آپ ﷺ کے دُشمنوں سے کیا سلوک کیا؟

عتبہ، شیبہ، اُمیہ بن خلف، ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ جنگ بدر میں مرنے والے بڑے سردار تھے۔جنگ بدر کے بعد ۲۴ روساء کفّار کو اکٹھا دفن کیا گیا تھا اور باقی لاشوں کو اپنی اپنی جگہ پر دفن کیا گیا تھا۔رسول اللہ ﷺ کا یہ طریق تھا کہ حتی الوسع کسی لاش کو کھلا نہیں رہنے دیتے تھے خواہ وہ دُشمن ہی کی کیوں نہ ہو۔(عصر حاضر میں نام نہاد عاشقانِ رسول قبریں اُکھاڑتے ہیں اور قبروں سے لاشوں کو نکال کر بےحُرمتی کرتے ہیں) (دار قطنی بحوالہ روض الاناف)

بدر سے واپسی سے قبل آپ ﷺ اُس گڑھے کے پاس تشریف لے گئے جس میں روٗساء قریش دفن کیے گئے تھے اور پھر اُن میں سے ایک ایک کا نام لے کر پُکارا اور فرمایا: کیا تم نے اس وعدہ کو

حق پایا جو خُدا نے میرے ذریعہ تم سے کیا تھا۔تحقیق میں نے اُس وعدہ کو حق پالیا ہے جو خُدا نے مجھ سے کیا تھا۔(بخاری کتاب المغازی) نیز فرمایا: اے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگو! تم اپنے نبی کے بہت بُرے رشتہ دار بنے۔تم نے مجھے جُھٹلایا اور دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔تم نے مجھے وطن سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔تم نے میرے خلاف جنگ کی۔اور دوسروں نے میری مدد کی۔ (طبری)

حضرت محمد ﷺ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں لیکن ابولہب کے مجبور کر دینے سے بدنصیب عتیبہ نے اُن کو رُخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی اور اِس ظالم نے بارگاہِ نبوّت میں اِنتہائی گستاخی بھی کی۔ یہاں تک کہ بدزبانی کرتے ہوئے حضور ﷺ پر جھپٹ پڑا اور آپ ﷺ کے مقدس پیراہن کو پھاڑ ڈالا۔ اِس گستاخ کی بے ادبی سے آپ ﷺ کے قلب نازک پر انتہائی رنج اور صدمہ گزرا اور جوشِ غم میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ ''یا اللہ اپنے کتّوں میں سے کسی کتّے کو اِس پر مسلط فرما دے'' اس دُعا نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کے لیے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے اور مقام ''زرقا'' میں ایک راہب کے پاس رات میں ٹھہرے۔ راہب نے قافلہ والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں۔ یہ سن کر ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ ''اے لوگو! محمد ﷺ نے میرے بیٹے عتیبہ کے لیے ہلاکت کی دُعا کر دی ہے۔لہٰذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے ارد گرد چاروں طرف سو رہو، تاکہ میرا بیٹا درندوں کے حملہ سے محفوظ رہے'' چنانچہ قافلہ والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا لیکن رات میں بالکل ناگہاں ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا۔لوگوں نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا؟ اور کدھر چلا گیا۔

(زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸ بحوالہ سیرۃ مصطفیٰ کتاب نمبر ۲۵۹ شائع کردہ فیضان مدینہ کراچی)

عتیبہ کے بھائی عتبہ نے بھی رسول اللہ کی صاحبزادی کو اپنے باپ ابولہب کے کہنے پر طلاق دی تھی۔عتیبہ نے شان رسول اقدس ﷺ میں گستاخی کی جس کا پھل اُس نے پایا۔عتبہ نے گستاخی نہیں کی تھی اس لیے فتح مکّہ کے موقع پر عتبہ اور اِس کے ایک بھائی معتب نے اسلام قبول کر لیا اور صحابیت کے

شاندار لقب کو حاصل کیا۔

ابوجہل جس نے رسول اللہ ﷺ کو اور صحابہؓ کو بے انتہا اذیت پہنچائی تھی حضرت سمیعہؓ کو دردناک طریقے سے شہید کیا تھا۔جنگ بدر میں دو ننھے مجاہدوں معاذؓ اور معوذؓ کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

ابولہب کا بھی دردناک انجام ہوا۔فتح مکہ کے سات روز بعد ہلاک ہوا۔ایک روایت کے مطابق ابولہب طاعون سے ہلاک ہوا اور دوسری روایت کے مطابق ایک پھوڑے سے ہلاک ہوا۔ مرنے کے بعد اِس کی لاش دو تین دن گھر میں پڑے رہنے کی وجہ سے بدبودار ہو گئی جسے لکڑی سے دھکیل کر گڑھے میں پھینکا گیا اور گڑھے کو پتھروں سے بند کر دیا گیا۔

کچھ لوگوں کو قتل کیا گیا تھا ان کے قتل ہونے کی بنیادی وجہ فتنہ وفساد اور جنگ وجدال کا بازار گرم رکھنا تھا۔چنانچہ معاویہ بن مغیرہ کی اسلام دُشمن حرکتوں کی وجہ سے اسے کہا گیا کہ تین دن کے اندر اندر مدینہ سے چلا جائے۔مگر یہ شخص نہیں گیا اس پر اسے جاسوسی کے جُرم میں قتل کر دیا گیا۔

مشہور شاعر ابوعزّہ کو بھی موت کی سزا دی گئی۔جنگ بدر میں قید ہوا تھا۔اسے معافی مانگنے اور یہ وعدہ کرنے پر کہ وہ پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف نہیں نکلے گا آنحضرت ﷺ نے اِسے بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا۔مگر وہ غدّاری کرتے ہوئے دوبارہ مسلمانوں کے خلاف جنگ اُحد میں نہ صرف شریک ہوا بلکہ اپنے اشتعال انگیز اشعار سے دوسروں کو بھی ابھارا۔اُس کے زبانی معافی مانگنے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :مومن ایک سوراخ میں سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔(ابن ہشام) کعب بن اشرف کو بھی مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرنے کی بناء پر قتل کیا گیا۔کچھ اور لوگوں کو بھی ان کی خباثتوں کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی بھی عظیم شان تھی وہ اپنے محبوب آقا کے رنگ میں اس قدر رنگین تھے کہ میدان جنگ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے زریں اصولوں کو نہیں بھولتے تھے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

حضرت ابودجانہؓ نے جنگِ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی تلوار کا خوب حق عطا کیا اور دُشمنوں کو مارتے کاٹتے ہوئے دُشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے کفّار کے عقب میں پہنچ گئے جہاں ابوسفیان کی بیوی ہندا پنی ساتھیوں کے ساتھ اپنے مردوں کو بھڑکانے والے اشعار گا رہی تھیں۔حضرت

ابو دجانہؓ نے ہند کو مارنے کے لیے تلوار اُٹھائی مگر نیچے کر لی کہ رسول اللہ ﷺ کی عطا کی ہوئی تلوار کا یہ حق نہیں کہ ایک ایسی عورت پر اُٹھے جس کا مرد محافظ بھی نہ ہو۔ (ابن ہشام، زرقانی، خمیس)

کفّارِ مکّہ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دیں مگر کسی ایک صحابیؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر کسی کافر کو قتل نہیں کیا۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا واقعات سے ایک بات اظہر من الشّمس ہے کہ رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت تھے اور انسانیت کے سچے خیر خواہ تھے۔ اُن کے دیئے ہوئے انسانیت کے سبق اور اعلیٰ اخلاق نے دُنیائے عرب کو آپ ﷺ کی زندگی میں ہی آپ ﷺ کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے غلاموں نے آپ ﷺ کی سیرت کے درخشاں باغ کی رعنائیوں سے خوب جی بھر کر حصہ لیا جس کے نتیجے میں وہ دُنیا کے امام بن گئے۔ آج کا مولوی کہتا ہے کہ رسول اللہ کی سیرت کو آج کا مسلمان مشعل راہ نہیں بنا سکتا۔ مثال کے طور پر مولوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حق تھا کہ وہ اپنے دُشمنوں کو معاف کر دیں مگر آج مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کر دے۔ جیسا کہ سُنّی اتحاد کونسل کے چیئرمین حاجی فضل کریم نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا حق تھا کہ جس کو چاہیں مُعاف کر دیں، ہم میں سے کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ توہینِ رسالت کے مُجرم کو معاف کر دیں۔ اُنہوں نے کہا کہ ادارہ صراط مستقیم، ممتاز قادری کو غازی علم دین شہید ایوارڈ دینے کا اعلان کرتا ہے جبکہ تجدید عہد کے لیے ۱۵ جنوری کو غازی علم دین کے مزار پر ممتاز قادری کی جانب سے حاضری اور چادر چڑھائے گا۔ اور غازی عامر عبدالرحمان جس نے ڈنمارک میں توہین آمیز خاکے بنانے والے کو جہنم واصل کیا تھا کے مزار پر ۱۳ جنوری کو قادری کی جانب سے حاضری اور چادر چڑھائی جائے گی۔ (جنگ ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

اس کا سادہ سا جواب تو یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں قطعاً وہ پھل نصیب نہیں ہو سکتے جو سیرت محمدیؐ کو اپنا کر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

برصغیر میں علم دین ترکھان سے پہلے بھی اِکا دُکا لوگوں نے غیر مسلموں کو توہین رسالت کے جُرم میں خود ہی قاضی بنتے ہوئے قتل کیا تھا اور عدالتوں سے سزائے موت کے حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ سب سے زیادہ شہرت علم دین کو ملی کیونکہ مولوی نے اِس کو ہیرو کے طور پر پیش کیا۔ آج بھی اِس کے مزار

پر چادریں چڑھائی جاتی ہیں۔ اور لوگوں کو بھڑکایا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کے جُرم میں جو بھی قتل کرے وہ سچا عاشق رسولؐ ہے۔ مگر یہ کارِ خیر مولوی خود انجام نہیں دیتے، گلے پھاڑ پھاڑ کر صرف تقریریں کرتے ہیں۔ قاتلوں کو عاشق رسول ﷺ قرار دیتے ہیں اور خود قطعاً عاشق رسول بننا نہیں چاہتے۔ عاشق رسول قرار دیے جانے والے قاتل عام لوگ تھے۔ ایسے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دم تو بھرتے ہیں مگر سیرت مصطفیٰ ﷺ سے نا آشنا ہیں۔ ممتاز قادری جو سلمان تاثیر گورنر پنجاب کا قاتل ہے نے بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ ''میرا تعلق دعوت اسلامی کے ساتھ ہے، یہ تبلیغ اور قرآن وسُنّت کی تنظیم ہے، اِس کے سربراہ مولانا الیاس قادری ہیں، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ء کو میرے گھر کے سامنے مسلم ٹاؤن میں اِس تنظیم نے تحفظ ناموس رسالتؐ اور شان اہل بیت کے عنوان سے ایک اجتماع کیا، اِس اجتماع میں امتیاز حسین شاہ کاظمی اور علامہ حنیف قادری نے عشق رسول ﷺ اور شان رسولؐ پر انتہائی پُر اثر اور جذباتی تقاریر کیں، اِن دونوں حضرات کی تقریریں جذبات میں ڈوبی ہوئی تھیں، علامہ حنیف قریشی اپنے بیان کے دوران اِس قدر جذبات میں آ گئے کہ اِن کا عمامہ اُن کے سَر سے گر گیا، اِن کے بال بکھر گئے اور اِن کا مائیک گر گیا، اِن کے اِس بیان اور اِن کی حالت سے اجتماع پر رقت طاری ہوگئی اور تمام حاضرین عشق رسول ﷺ میں دھاڑیں مار کر رونے لگے، اُنہوں نے جب غازی علم دین اور حضرت بلالؓ کے عشق کی بات کی تو جذبات کی شدّت سے میرا دل بھی رو پڑا اور میں نے اُسی وقت وہاں بیٹھے بیٹھے فیصلہ کیا میں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو ضرور قتل کروں گا کیونکہ اُنہوں نے ناموس رسالت قانون کو ''کالا قانون'' قرار دیا ہے اور یہ گستاخ رسول آسیہ بی بی کی حمایت بھی کر رہا ہے۔ (صحابہؓ کی موجودگی میں کفّار رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے تھے کبھی کسی صحابیؓ نے کسی کافر کو توہین رسالت کے جُرم میں جذباتی ہو کر فوراً یا بعد میں قتل نہیں کیا تھا۔ (تین سیکنڈ کا فاصلہ از جاوید چوہدری ۱۴ اپریل ۲۰۱۱ء ibitians.com)

جناب سلمان تاثیر کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے جب مولویوں سے رجوع کیا گیا تو تمام مولویوں نے اِن کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ آخر کار پیپلز پارٹی علماء ونگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا افضل چشتی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مذہبی جنونیوں کی نظر میں اُن کا یہ اقدام بھی جُرم ٹھہرا۔ مسلسل خطرناک نتائج کی دھمکیاں ملنے کے بعد مولانا افضل چشتی کو بمعہ اہل وعیال وطن چھوڑنا پڑا۔ اُن

کے بیٹے نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کروایا ہوا ہے۔مولانا صاحب نے لندن میں سیاسی پناہ کی درخواست دے دی ہے۔ (جنگ لندن ۱۸ اگست ۲۰۱۱ء)

آیئے دیکھتے ہیں پاکستان میں توہین رسالت کے نام پر کیسے گُل کھلائے گئے ہیں۔

تعزیرات پاکستان کی شق ۲۹۵، جسے کالا قانون کہا جارہا ہے،کو ۱۸۶۰ء میں متحدہ ہندوستان کے آئین میں شامل کیا گیا۔تب اس کا اطلاق تمام مذاہب اور افراد پر ہوتا تھا۔زیادہ سے زیادہ سزا قابل ضمانت دوسال قید تھی۔اس قانون کے مطابق مذہبی اجتماعات میں افراتفری پھیلانا بھی جرم تھا۔

توہین رسالت قانون پاکستان میں جنرل ضیاء الحق (ضیاء الحق ایک امام مسجد کا بیٹا تھا یعنی بچپن ہی سے مانگے تانگے کے کھانے پر پلا تھا، ذات کا ارائیں تھا، پرسنلٹی ایک آنکھ میں ٹیڑھ ہونے کے باعث کچھ تھی ہی نہیں ۔جس طرح امام حسینؓ کے تذکرے میں یزید کا ذکر لازمی ہوتا ہے اسی طرح ذوالفقار بھٹو کے تذکرے میں ضیاء الحق کا ذکر ناگریز ہوجاتا ہے۔پاکستان پہ کیا گزری ؟ازعرفان احمد) نے ۱۹۸۰ء میں متعارف کرایا تھا۔پاکستان میں توہین رسالت قانون کے تحت درج ہونے والے کل مقدمات کی تعداد ۹۶۴ ہے۔اس قانون کا نشانہ بننے والے مسلمانوں کی تعداد ۴۷۹، احمدی مسلمانوں کی تعداد ۳۴۰ ہے، عیسائی ۱۱۹، ہندو ۱۹ اور متفرق مذہبوں کے لوگوں کی تعداد دس ہے۔۲۹۵ سی اِس دفعہ کا نام ہے۔عقائد کے اختلاف، جائیداد کے تنازعے، ذاتی دشمنی اور احمدیوں کے خلاف کلمہ طیّب پڑھنے، بسم اللہ پڑھنے، اذان دینے وغیرہ پرتوہین رسالت کے مقدمے بنتے ہیں۔لاہور ہائی کورٹ کے جج نے کہا ہے کہ کلمہ طیّب پڑھنے پراحمدی توہینِ رسالت کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔اگرکوئی احمدی درود پڑھتا ہےتو بھی توہینِ رسالت کا مرتکب ہوتا ہے۔یہ قانون بننے کے بعد صرف دس سال میں تقریباً ایک ہزار توہین رسالت کے جُرم میں مقدمات قائم کیے گئے۔اِس سے پہلے ساٹھ سال میں صرف دس مقدمات درج کیے گئے۔گزشتہ پندرہ سوسال میں کسی اسلامی حکومت نے اِس طرح کا کوئی قانون نہیں بنایا۔اگر کسی نے توہین رسالت کے ملزم کوکسی مسلمان نے قتل کردیا تو اُسے قتل کے جُرم میں سزائے موت دی گئی۔جیسا کہ علم دین ترکھان کے مقدمے کی پیروی محمد علی جناح نے کی مگر بچانہ پائے۔ ۱۹۲۹ء میں ''غازی''علم دین نے جے پال نام کے ہندوکوقتل کردیا تھا۔اس جرم میں اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا

تھا۔۱۹۳۵ء میں سوامی شردانند متعصب سادھوکو''غازی''عبدالرشید نے ہلاک کردیا تھااور پھانسی کی سزا پائی تھی۔سابق وفاقی مذہبی امور کے وزیر اعجاز الحق صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۹۰ء تک توہین رسالت کے سلسلے میں صرف نومقدمات درج ہوئے تھے مگراس کے بعد پانچ ہزار سے بھی زائد مقدمات درج کرائے گئے۔(یادرہےاس قانون کے موجد جناب اعجاز الحق کے والد جنرل ضیاء الحق تھے)

(جنگ ۳۱ جولائی ۲۰۰۴ء)

اس لحاظ سے پاکستان وہ پہلا ملک ہے جس نے سلمان تاثیر کے مطابق توہین رسالت جیسا کالا قانون بنایا۔ جب تک بندرنما مولویوں کو سیاستدان اپنے کندھوں سے نہیں اتاریں گے، پاکستان عالمی برادری کے علاوہ خُدا کی نگاہ سے گرتا جائے گا۔سلمان تاثیر پہلے مقتول نہیں ہیں جنہیں مولویوں کی شہ پر کسی نے قتل کیا ہے بلکہ اِس سے پہلے بھی قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے توہین رسالت کے ملزموں کو قتل کیا گیا ہے۔چندایسی ہی دردناک وارداتوں کا حال پیش خدمت ہے۔

۱۹۹۳ء میں ۱۱ سالہ سلامت مسیح، ۳۸ سالہ منظور مسیح اور ۴۴ سالہ رحمت مسیح پر مسجد کی دیوار پر توہین آمیز کلمات لکھنے کا الزام لگا،سیشن کورٹ سے اپنی سُنوائی کے بعد باہر آتے ہوئے منظور مسیح کو قتل کر دیا گیا۔اورسلامت مسیح اور رحمت مسیح کو سیشن کورٹ نے موت کی سزا سُنائی ۔۱۹۹۵ء میں ہائی کورٹ نے انہیں بری کردیا کہ یہ لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔عربی زبان سے مکمل طور پر نابلد ہیں۔اہم بات یہ ہے کہ فیصلہ کرنے والے جج عارف حسین بھٹی کو ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۷ء کوان کے دفتر میں قتل کردیا گیا۔جب قاتل سے پوچھا گیا کہ اُس نے جج صاحب کو کیوں قتل کیا؟ جواب تھا، کیونکہ اس نے توہین رسالت کے ملزموں کو بری کردیا تھا۔

مئی ۲۰۰۴ء میں بھی لاہور میں توہین رسالت کے زیر حراست ملزم سموئیل مسیح کو بھی ایک کانسٹیبل نے قتل کردیا تھا۔اس پرالزام تھا کہ اُس نے مسجد کی دیوار پر تھوکا تھا۔ (جسارت ۱۷ جون ۲۰۰۷ء)

جون ۲۰۰۶ء میں ایک کانسٹیبل نے گرفتار ملزم کو ہلاک کردیا تھا۔

کھاریاں میں کانسٹیبل نے توہین رسالت کے ملزم میاں قاسم کوقتل کردیا۔ڈی۔پی۔او کے مطابق ملزم کو جذبہ ایمانی کے تحت قتل کیا گیا۔

ڈیرہ غازی خان سنٹرل جیل میں سزائے موت کے قیدی نے تیز دھار آلے سے توہین رسالت کے ملزم بشیر احمد کو ذبح کر دیا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے الزام عائد کیا کہ زخمی بشیر احمد دو گھنٹے ایمرجنسی وارڈ میں تڑپتا رہا۔ (روزنامہ جنگ ۲۶ جون ۲۰۰۹ء)

لاہور کے قریب ایک عیسائی پر توہین آمیز کلمات لکھنے کا مقدمہ قائم ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا وہ تو لکھنا پڑھنا جانتا ہی نہیں۔ (ناکردہ جرم میں لمبا عرصہ قید میں رہنے کے بعد رہائی ہوئی)۔ گوجرہ میں بھی یہی صورت حال پیش آئی جس پر توہین رسالت کا الزام لگایا گیا تھا، وہ ان پڑھ تھا۔

گوجرانوالہ میں ایک شخص کو توہین قرآن کے الزام میں مُلّاؤں کے اشتعال دلانے پر (تھانے سے نکال کر) لوگوں نے زندہ جلا دیا تھا، بعد میں معلوم ہوا وہ مسلمان تھا بلکہ حافظ قرآن تھا۔

۴ اگست ۲۰۰۹ء کو شیخوپورہ میں مشتعل مزدوروں نے فیکٹری مالک نجیب اللہ کو قتل کر دیا اور بعد میں اُس پر توہین رسالت کا الزام لگا دیا۔ بعد میں جماعت اسلامی کے سابق امیر نے بتایا میں اسے جانتا تھا وہ اچھے مسلمان تھے۔ الزام جھوٹا ہے۔ اِس کے ساتھ ہی موصوف نے توہین رسالت قانون کا دفاع کرنا بھی ضروری سمجھا۔ یہ تضاد سمجھ سے بالاتر ہے۔

توہین رسالت سے متعلق چند دلچسپ الزامات پیش خدمت ہیں:۔

الزام لگایا گیا کہ دیوار پر عربی زبان میں توہین آمیز کلمات لکھے گئے۔ ماں نے کہا کہ میرے بیٹے ان پڑھ ہیں۔ عدالت کو ماں کی بات سچ ماننے میں تین سال کا عرصہ لگا، اس دوران اس کا ایک بیٹا منظور مسیح مذہبی جنونیوں کے ہاتھوں قتل بھی ہو گیا تھا۔

ایوب مسیح کی گرفتاری کی وجہ اُس کے مسلمان پڑوسی محمد اکرم کا یہ بیان بنا: ''ایوب مسیح نے عیسائی مذہب کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔''

گل مسیح کے مسلمان پڑوسی محمد ساجد نے ۱۹۹۲ء الزام لگایا کہ گل مسیح نے کہا: میں نے پڑھا ہے کہ نبی محمدؐ کی گیارہ بیویاں تھیں جن میں ایک کم عمر تھیں۔'' لُطف کی بات یہ ہے کہ اس الزام پر گل مسیح کو سزائے موت سُنا دی گئی۔ اور پھر چھ سال بعد ۱۹۹۸ء میں لاہور ہائی کورٹ اسے بری کر دیتی ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۲ء میں یونس شیخ نامی ایک فزیشن پر اپنے ایک لیکچر کے دوران یہ کہنے پر کہ نبی محمدؐ

کے والدین غیر مسلم تھے کیونکہ وہ اسلام کی آمد سے قبل ہی وفات پا چکے تھے، طلبہ نے مقدمہ درج کروا دیا۔ کورٹ میں جج نے فیصلہ سُنایا کہ یونس ایک لاکھ روپے جُرمانہ ادا کرے اور اس کو پھانسی دی جائے ۲۰۰۳ء کو ایک کورٹ نے یونس کو بری کر دیا۔ یونس ہمیشہ کے لیے یورپ چلا گیا۔

سیموئیل کو مسجد کی دیوار پر تھوکنے پر گرفتار کیا گیا۔ ایک مذہبی جنونی کانسٹیبل نے اسپتال میں زیرِ علاج سموئیل کو ہتھوڑے کے وار کر کے قتل کر دیا۔

زیب النساء کو قرآن کی بے حُرمتی کے الزام میں ۲۰۱۰ء کو گرفتار کیا گیا۔ لاہور ہائی کورٹ نے جُرم ثابت نہ ہونے کی وجہ سے بری کر دیا۔ (بحوالہ روشنی)

معزز قارئین! آپ نے ملاحضہ فرمایا کہ ناکردہ گناہ کے جُرم میں کئی برس جیل میں گزارنے کے بعد متاثرین بری ہو گئے، کچھ مذہبی جنونیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ مگر کسی الزام لگانے والے اور قانون ہاتھ میں لے کر قتل کرنے والے مذہبی جنونی کو سزا نہیں ہوئی۔

جناب سبطِ حسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں کہ قانون توہین رسالت بذاتِ خود مذہب اور بانیٔ مذہب کی عمدہ تعلیمات کی رُوح کے منافی ہے۔ مذہب اسلام نے سچائی کی بنیاد دلیل و برہان کو قرار دے کر جبر کی ہر صورت کو مسترد کر دیا ہے۔ بانیٔ اسلام کی اپنی زندگی میں متعدد بار ان کے مخالفین نے اِن سے بدسلوکی کی، اِن کے احترام کے منافی حرکتیں کیں لیکن اُنہوں نے اِس رویے کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ وہ ایک طاقتور قبیلے کے فرد تھے اور ہجرت کے بعد ایک ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ وہ چاہتے تو ایسے توہین آمیز اقدامات کا انتقام لے سکتے تھے لیکن ایسا اس لیے نہیں ہوا کہ یہ اُن کی تعلیمات کے خلاف ہوتا۔ بعد میں بڑی بڑی طاقتور اسلامی سلطنتوں میں بھی ایسا کوئی قانون نہیں بنا ہے۔ جب تک ایسے امتیازی قوانین موجود ہیں اور ان پر عمل درآمد کا ٹھیکہ مُلّاؤں کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری بستیاں دُھواں اُگلتی رہیں گی۔ (روزنامہ آج کل ادارتی صفحہ ۹ اگست ۲۰۰۹ء)

اقبال حیدر (سابق وزیر قانون) نے کہا ہے کہ گوجرہ اور مرید کے جیسے واقعات روکنے کے لیے توہین رسالت قانون ختم کیا جائے۔ آمر ضیاء کے نافذ کردہ اس قانون کا انتہا پسند اور با اثر عناصر نے ہمیشہ منفی استعمال کیا، غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ مسلم شہری بھی ایسے عناصر کا نشانہ بنے۔

عاصمہ جہانگیر صاحبہ (صدر بار کونسل) فرماتی ہیں کہ توہین رسالت کے قانون کو مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنا تشویشناک ہے۔ (آج کل ۱۰ اگست ۲۰۰۹ء)

جبار مرزا اپنے مضمون آن دی ریکارڈ میں لکھتے ہیں کہ وفاقی وزیر رحمان ملک نے بہت عرصے بعد کوئی واضح بات کہی ہے کہ ”کوئی اِن کے سامنے شان رسولؐ میں گستاخی کرے تو وہ اُسے گولی ماردیں گے“ اِسی جذبے کا عملی مظاہرہ قادری نے کیا ہے پھر اِس کے والدین کی پکڑ دھکڑ کا مقصد کیا ہے؟ جنگ ۱۰ جنوری ۲۰۱۱ء)

اسپیکر افضل ساہی نے رولنگ دیتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے اُن کا کہنا ہے کہ اگر اُن کے سامنے کوئی شاتم رسول آیا تو وہ ضرور اُسے قتل کریں گے۔ (جنگ۔کام۔پی کے ۲۱ جون ۲۰۰۷ء)

مولوی لوگ اور مولویوں کے چیلے کیا کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

مُلّا سراج الحق نے کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت تحریک سے حکومت نہیں بچے گی۔وزیر اعظم اسمبلی فلور پر تحفظ ناموس رسالت قانون میں ترمیم نہ کرنے کا اعلان کرے۔ (نوائے وقت ۲۲ دسمبر ۲۰۱۰ء)

لیاقت بلوچ نے کہا ہے کہ دوسو پچانوے سی کو جس نے چھیڑا اُسے سرِ عام ریزہ ریزہ کردیں گے۔حافظ حسین احمد نے کہا: عوام نے فیصلہ دے دیا ہے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے اسے کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔جو تبدیل کرے گا اُس کی سزا بھی موت ہوگی۔ (جنگ ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

مولانا عباس قادری فرماتے ہیں۔قانون توہین رسالت میں ترمیم کی بات عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ (جنگ کراچی ۱۸ مئی ۲۰۰۷ء)

علامہ احمد میاں حمادی صاحب فرماتے ہیں کہ گستاخ رسول اگر صدقِ دِل سے بھی توبہ کرے تو اسلامی حکومت کے ذمے فرض ہے کہ وہ اُسے قتل کرے۔یہ توہین رسالت اسلامی حدود میں سے ایک حد ہے۔(عجب حد ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنی توہین کرنے والوں پر کبھی جاری نہیں کیا تھا) اگر کسی شخص سے غلطی میں بھی توہین رسالت سرزد ہوجائے وہ معافی کا حق دار نہیں۔ (جسارت ۲ دسمبر ۲۰۰۷ء)

توہین رسالت قانون میں تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔(مجلس احرار) مرزائیوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکا جائے۔عبدالحفیظ مکی، زاہد الراشدی۔ (اُمّت ۲ مارچ ۲۰۱۰ء)

توہین رسالت کے ملزمان کی رہائی قانون کی خلاف ورزی ہے۔کنری میں اسم ”محمدؐ“ لکھنے والے قادیانی ملزم کی رہائی پر شدید احتجاج کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر علامہ احمد میاں حمادی نے کہا ہے کہ یہ مولویوں کی بات نہیں پاکستان کی سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان اپنے نبیؐ کی توہین جو مرزا غلام احمد قادیانی نے کی، سُن کر کوئی قادیانی کو قتل کردے تو اُس پر کیا فردِ جُرم عائد کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا حکومت ایسے قادیانیوں کو رہا کر کے فساد نہ پھیلائے۔

(جسارت ۱۲ جون ۲۰۰۹ء)

معزز قارئین! قرآن آپ ﷺ کے اخلاق کی گواہی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ **وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ**۔اور یقیناً تُو بڑے خُلق پر فائز ہے۔ (سورۃ القلم آیت ۵)

ایک حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”اے عائشہؓ! تم نے مجھے بدگو کب پایا؟ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شرّ کے ڈر سے لوگ اُس سے ملنا چھوڑ دیں۔“ (بخاری اخلاق کا بیان ۶۰۳۲ سے ۶۰۴۶)

معزز قارئین! آپ ﷺ انسانوں کے لیے ہی رحمت نہ تھے بلکہ جانوروں کے لیے بھی باعثِ رحمت تھے۔جانور روتی آنکھوں سے آتے اور مقصود پا کر لوٹتے تھے۔چنانچہ آپؐ ایک انصاری صحابیؓ کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ حضور ﷺ کو دیکھ کر بلبلایا اور اُس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔آپؐ نے شفقت سے اُس پر ہاتھ پھیرا تو وہ پُرسکون ہوگیا۔پھر آپؐ نے پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نے بتایا کہ میرا اونٹ ہے۔فرمایا: اس اونٹ نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور طاقت سے بڑھ کر کام لیتے ہو۔خُدا نے تمہیں اِس کا مالک بنایا ہے۔اِس کے بارے میں خُدا سے ڈرو۔(سنن ابوداؤد) حضرت سہیلؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ ایک اونٹ کے پاس سے جس کا پیٹ بھوک کی وجہ سے کمر کے ساتھ لگ چکا تھا۔اُسے دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: اِن بے زبان جانوروں کے متعلق خُدا سے ڈرو۔اِن پر سواری بھی اُس وقت کرو جب یہ صحت مند ہوں اور اِن کا گوشت کھاؤ جب یہ صحت مند ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ سفر میں تھے۔راستے میں ایک جگہ ایک پرندے نے انڈہ دیا ہوا تھا

ایک شخص نے وہ انڈہ اُٹھالیا۔ پرندہ آیا اور آنحضرت ﷺ کے اوپر اضطراب اور تکلیف کے ساتھ اُڑنا شروع کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا: تم میں سے کس نے اس کا انڈہ چھین کر تکلیف پہنچائی ہے۔ اُس شخص نے کہا میں نے اِس کا انڈہ اُٹھالیا ہے۔ فرمایا: اِس پر رحم کرو اور انڈہ واپس رکھ دو۔ آج کے نام نہاد مولوی ماؤں کو دکھ دے کر تسکین محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ ایک دفعہ میرے ہاں استراحت فرمارہے تھے کہ ہمسایہ کی پالتو بکری آئی اور روٹی کی طرف بڑھی جو میں نے حضورؐ کے لیے پکا کر رکھی ہوئی تھی، اُس نے روٹی اُٹھائی اور واپس جانے لگی۔ مجھے اِس پر سخت غصہ آیا اور میں اُسے روکنے کے لیے دروازے کی طرف جلدی سے جانے لگی تو حضورؐ نے فرمایا: اِس بکری کو تکلیف دے کر ہمسائے کو اذیت نہ دینا۔ (الادب المفرد از امام بخاری) ابوشریح عدویؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کون؟ فرمایا جس کے شر سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (یہاں مسلمان پڑوسی ہی مراد نہیں بلکہ ہر مذہب کا پڑوسی مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ دُنیا کے ہر فرد اور تمام مخلوقات کے لیے سراپا رحمت ہیں۔ آج کا مولوی کہتا ہے کہ ہمیں اختیار نہیں کہ سیرت محمد ﷺ پر عمل کریں۔ ایسے لوگ نہ جانے کیوں شرمندہ نہیں ہوتے؟ صد حیف! آوارگانِ اُمّت نے دوسری مخلوقات کے حقوق کی کیا بات کرنی ہے؟ یہ تو اپنی خواہشوں کی غلامی اختیار کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے نام پر انسانیت کا خُون چوسنے والے درندے بن چکے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے کیا خوب فرمایا ہے

بسیار دیدہ ام کہ یکی راہ دو کرد تیغ　　　شمشیر عشق بین کہ دو کس راہ یکی کند

یہ تو بہت دیکھا ہے کہ تلوار ایک کے دو ٹکڑے کرتی ہے لیکن دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ عشق کی تلوار دو کو ایک کر دیتی ہے۔

اسلامی فرقے

معزز قارئین! فرقوں اور گروہ بندیوں نے اُمّت مُسلمہ کی طاقت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور اسلام کے وہ سنہری ادوار جن میں مُسلمان زمانے کے راہبر سمجھے جاتے تھے اب قصّہ پارینہ بن چکے

ہیں۔ مُسلمان اُن ادوار کے ذکر پر آہ بھر کر رہ جاتے ہیں مگر کوئی بھی وہ راہ اختیار نہیں کرتا جس کے نتیجے میں خُدا کی سچی محبت نصیب ہوتی ہے۔ خُدا تعالیٰ سے سچے تعلق کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اور مُتقی انسان کو خُدا تعالیٰ رُسوا نہیں کیا کرتا۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے اٹھائیس غزوات میں حصہ لیا ہمیشہ فتح وظفر نے آپؐ کے قدم چومے۔ پھر آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے صحابہؓ نے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ عالم میں اُس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ زمینی اور دِلوں کی فتوحات کسی گروہ یا فرقے نے نہیں کیں تھیں بلکہ غیرت ایمانی سے بھرے یہ دِل صرف خُدا کی خاطر حضرت محمد ﷺ کے ایک جھنڈے کے نیچے براجمان ہوگئے تھے اور آپؐ کی تعلیمات سے اپنے افعال اور کردار کو خُدا کی رضا کے تابع کرنے میں کامیاب ہوگئے، آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور اتحاد واتفاق کی علامت بن کر دُنیا پر چھا گئے اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی رُوحانی بارش نے بہت سی قوموں کے چہروں کی سیاہی کو دھو دیا۔

جب قرآن کریم اور رسولِ خُدا کی تعلیمات کو مُسلمانوں نے نظر انداز کرنا شروع کیا اور گروہوں اور فرقوں میں تقسیم ہونے لگے تو خُدا تعالیٰ نے بھی اپنی تائید اور محبت بھرا ہاتھ کھینچنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں اُمّت مُسلمہ ذلّت کی گہرائیوں میں ڈوبنے لگی۔ آج تک ان تباہیوں اور بربادیوں کے باوجود نئے نئے گروہ بن رہے ہیں۔ عرب قوم جو مختلف قبائل میں تقسیم تھی اسلام نے انہیں ناقابل تسخیر قوم میں تبدیل کر دیا تھا۔ حرارت ایمانی نے انہیں وہ طاقت اور قوت بخش دی تھی کہ اُنہوں نے تھوڑے عرصے میں ہی بڑی بڑی طاقتوں کے غرور اور تکبر خاک میں ملا دیے۔ اِن سرفروشوں نے نا صرف عربوں کے تکبر کو پارہ پارہ کر دیا بلکہ قیصر وکسریٰ جیسی طاقتور حکومتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ہندوستان، افریقہ، کاشغر، سمرقند، سپین اور ویانا تک کے علاقے نعرہ تکبیر سے گونج اُٹھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اِن مجاہدوں کے بڑھتے قدموں کو اُس وقت تک کوئی طاقت نہ روک سکی جب تک مسلمانوں کے دِلوں میں قوت ایمانی کا سمندر ٹھاٹیں مارتا رہا اور اتحاد کی مالا سیسہ پلائی دیوار کی مانند دُشمنوں کے لیے خوف اور دہشت کی علامت بنی رہی۔ جب آپس میں نفاق پیدا ہوا اور مُلاّؤں نے اتحاد جیسی قیمتی مالا کو توڑ دیا تو مختلف فرقوں کی صورت میں یہ مالا کے بکھرے موتی زمانے کی ٹھوکروں کا نشانہ بن گئے اور مسلمان ذلیل وخوار ہوگئے۔

قارئین کی دلچسپی کے لیے ایک روایت جو رابعہ بصریؒ سے منسوب ہے بیان کیے دیتا ہوں۔ ایک دفعہ رابعہ بصریؒ نے کسی کو چار درہم دیئے اور اُسے کمبل خرید لانے کو کہا۔ تو اُس نے پوچھا ''سفید لاؤں یا کالا''۔ رابعہ بصریؒ نے بے ساختہ کہا ''لو! کمبل ابھی خریدا نہیں گیا کہ اِس کا رنگ وجہ اختلاف بن گیا'' پیسے واپس دے دو، مجھے کمبل نہیں چاہیے۔

کاش ہمارے فرقہ بازوں کو بھی کچھ عقل ہوتی اور وہ اختلافات کے نتیجے میں اُمّت کی وحدانیت کو پارہ پارہ نہ کرتے۔ معمولی معمولی اختلافات کی وجہ سے کئی فرقوں کا جنم ہوا ہے۔ اِس کی وجہ یقیناً انانیت کا ناگ ہے۔

قارئین کرام! آیئے دیکھتے ہیں کہ گروہوں اور فرقوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کیا فرماتے ہیں اور فرقوں کی کہانی کا مختصر جائزہ بھی لیتے ہیں۔

قرآن کریم فرقان مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُواْ دِيْنَهُمْ وَكَانُواْ شِيَعاً لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا اُن سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ان کا معاملہ خُدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۶۰)

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعاً يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءهُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءهُمْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔

فرعون نے یقیناً زمین میں سرکشی کی اور اُس کے باشندوں کو گروہ در گروہ بانٹ دیا۔ وہ اِن میں سے کسی ایک گروہ کو بے بس کر دیتا تھا۔ اُن کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا۔ اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا۔ یقیناً وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ (سورۃ القصص آیت ۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِيْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيْمَ وَمُوسَى وَعِيْسَى أَنْ أَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيْهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِيْ إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِيْ إِلَيْهِ مَن**

يُنِيْبُ۔ اُس نے تمہارے لیے دین میں سے وہی احکام جاری کیے ہیں جن کا اس نے نوح کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا۔ اور جو ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی تاکیدی حکم دیا تھا، وہ یہی تھا کہ تم دین کو مظبوطی سے قائم کرو اور اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ کرے۔ بہت بھاری ہے مشرکوں پر وہ بات جس کی طرف تُو انہیں بلاتا ہے۔ اللہ جسے چاہے چُن لیتا ہے اور اپنی طرف اُسے ہدایت دیتا ہے جو (اس کی طرف) جُھکتا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۴)

وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُون۔ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُراً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتَّى حِيْنٍ۔ (المومنون آیت ۵۳،۵۴)

اور یقیناً یہ تمہاری اُمّت ایک ہی اُمّت ہے اور میں تمہارا ربّ ہوں۔ پس مجھ سے ڈرو۔ پس اُنہوں نے اپنے معاملہ کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا۔ سب گروہ اِس پر جو اُن کے پاس تھا اترانے لگے۔ پس انہیں ان کی جہالت میں کچھ مدت کے لیے چھوڑ دے۔

اس آیت کی تشریح میں تفسیر عثمانی میں ہے کہ یعنی اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء کا دین و ملّت ایک اور سب کا خُدا بھی ایک ہے۔ جس کی نافرمانی سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔ لیکن لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اصل دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ اور جدی جدی راہیں نکال لیں۔ اس طرح آراء واہواء کا اتباع کر کے سینکڑوں فرقے اور مذہب بن گئے۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہماری ہی راہ سیدھی ہے۔ یہ تفریق انبیاء نے نہیں سکھائی۔ (تفسیر شبیر احمد عثمانی ترجمہ مولانا محمود الحسن)

معزز قارئین! حُبِّ خُدا اور حُبِّ رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والے نام نہاد مذہبی رہنماؤں نے اِس حُکمِ خُدا کی توہین کس طرح کی ہے آنے والے صفحات میں اِس کی تفصیل درج ہے۔ چھوٹے بڑے ٹولوں کی نمائندگی کرنے والے علماء سُوء امتیازی لباسوں اور مخصوص ٹوپیوں اور رنگ برنگے جبہ دستار والے آپ کو گلی محلوں میں خود ساختہ پارسائی کا چہروں پر لیپ کیے ہوئے نظر آئیں گے۔ ان کے چہروں سے نافرمانی کی نحوست صاف نظر آتی ہے بلکہ بعض لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جہاں پر ایسے نام نہاد مولویوں کا جمگھٹا ہو وہاں سے گزرتے ہوئے خُون کھول اُٹھتا ہے اور دِل بے ساختہ شیطان سے پناہ مانگتا ہے۔ یہ اِس قدر بدبخت ہیں کہ ایک ادنیٰ سے فرق پر بھی ایک نیا مذہب گھڑنے کے لیے تیار ہو

جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اوران لوگوں کی طرح نہ ہوجو الگ الگ ہو گئے اورانہوں نے اختلاف کیا۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلے کھلے نشانات آچکے تھے۔ اور یہی ہیں وہ جن کے لیے بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔" (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۵)

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَن يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَاباً مِّن فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعاً وَيُذِيقَ بَعْضَكُم بَأْسَ بَعْضٍ۔ انظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۔ کہہ دے کہ وہ قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں شکوک میں مبتلا کر کے گروہوں میں بانٹ دے اور تم میں سے بعض کو بعض دوسروں کی طرف سے عذاب کا مزہ چکھائے۔ دیکھ کس طرح ہم نشانات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ وہ کسی طرح سمجھ جائیں۔ (قرآنی تعلیمات کے مطابق گروہوں میں بٹ جانا بھی عذاب الٰہی ہے۔ عصر حاضر میں دیکھ لیجیے اُمّت مسلمہ کی بربادحالی کی بنیادی وجہ مذہبی گروہ اور مذہبی فرقے ہی ہیں) (سورۃ الانعام آیت ۶۵)

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۔
(یعنی) اُن میں سے (نہ ہو) جنہوں نے اپنے دین کو تقسیم کر دیا اور وہ فرقہ فرقہ (ہو چکے) تھے۔ ہر گروہ (والے) جو اُن کے پاس تھا اُس پر اِترا رہے تھے۔ (سورۃ الرّوم آیت ۳۳)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "تم میں جو شخص میرے بعد رہے تو بہت اختلافات دیکھے گا تو تم لوگوں پر لازم ہے کہ میری سُنّت اور خلفاء راشدین کی سُنّت کو اختیار کرو۔ اِس کو دانتوں سے مضبوط تھامو اور نو ایجاد اعمال سے پرہیز کرو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔" (رواہ الامام احمد وسنن ابی داؤد وترمذی وابن ماجہ۔ سفارینی صفحہ ۲۸۰)

جناب سہیل عمر صاحب فرماتے ہیں:۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اُمّت کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ اِن میں سب سے نمایاں وہ اختلاف تھا جو آپؐ کی خلافت کے معاملے میں مسلمانوں کی اکثریت کو چند لوگوں کی طرف سے

پیش آیا۔ جمعیت اسلام اس مسئلے پر دولخت ہوئی۔ ایک گروہ سُنّی اور دوسرا شیعی کہلایا۔ حضرت علیؓ کے گرد جو حامیوں کا گروہ تھا اِس کی طرف سے شروع میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو جائز تسلیم کرنے میں پس وپیش کیا گیا مگر آخر کار جب حضرت علیؓ نے خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی تو شیعان علی نے بھی اِن کی پیروی میں اِسے قبول کر لیا۔ تاہم حضرت علیؓ نے اپنا یہ مطالبہ ترک نہیں کیا۔ (یہ بات درست نہیں دکھائی دیتی کہ حضرت علیؓ جیسا مردِ حق بیعت بھی کرتا جائے اور مطالبہ بھی کرتا جائے)۔ شیعہ حضرات کے نقطہ نظر کے مطابق خلافت کی صحیح ترتیب اُس روز قائم ہوئی جب اُمّت مسلمہ نے حضرت علیؓ کو پینتیس ۳۵ ہجری میں آنحضور ﷺ کا چوتھا خلیفہ منتخب کیا"۔ (اسلام اپنی نگاہ میں از سہیل عمر حصہ اول)

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک یہ ملّت تہتّر فرقوں (تہتّر فرقوں سے مُراد فرقوں کی کثرت بھی مُراد لیا جاتا ہے، ناری فرقوں کی تعداد سینکڑوں بھی ہوسکتی ہے لیکن ناجی جماعت بہر حال ایک ہے) میں بٹ جائے گی۔ بہتّر فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنّت میں داخل ہوگا اور وہ الجماعت ہوگا۔" (سنن ابی داؤد، السنۃ، باب شرح السنۃ حدیث ۴۵۹۷)

یاد رکھنا چاہیے کہ آپؐ کے ارشاد کے مطابق ناجی فرقے کا جماعت ہونا ضروری ہے اور اس جماعت کا امام ہونا بھی ایک شرط ہے۔ جس طرح دو نمازیوں میں سے ایک امام ہوتا ہے۔ ثابت ہوا جماعت امام کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اگر ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ جماعت ہو رہی ہے۔

بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک فرقہ کے سوا باقی سب ناری ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا یہ ناجی فرقہ کونسا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا جو میری اور میرے صحابہؓ کی سُنّت پر قائم ہوگا۔ (ترمذی کتاب الایمان باب افتراق ہذہ الامۃ)

مولانا مودودی صاحب اس پیشگوئی کی وضاحت یوں کرتے ہیں:۔

اس حدیث میں اس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کر دی گئی ہیں ایک تو یہ کہ وہ آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے طریق پر ہوگی (جس طرح کے مصائب انہیں درپیش تھے وہی ظلم ناجی فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کو برداشت کرنا ہوں گے اور اِس کے نتیجے میں خُدا کا رحم اور پیار حاصل کرنے والے ہوں گے) اور دوسری یہ کہ یہ جماعت نہایت اقلیت میں ہوگی (تمام بڑے بڑے

گروہوں کے لیے لمحہ فکر ہے جو اپنی اکثریت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ ہم ناجی فرقہ ہیں کیونکہ ہم اکثریت میں ہیں) (ترجمان القرآن جنوری، فروری ۱۹۴۵ء صفحہ ۱۷۶۔ مرتبہ مودودی)

حضرت محمد ﷺ نے حضرت حذیفہؓ سے فرمایا: (اے حذیفہؓ) ہمیشہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ وابستہ رہنا۔ اس پر حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا" (یا رسول اللہ) اگر کسی زمانہ میں نہ جماعت ہو اور نہ امام ہو تو پھر کیا کیا جائے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: **فاعتزل تلك الفرق كلّها** تمام فرقوں کو چھوڑ دینا۔ (مسلم کتاب الامارت و بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذالم تکن جماعۃ)

معزز قارئین! حقیقت ہے کہ ان فرقوں سے خیر کی توقع عبث ہے۔ ان فرقوں کا حصہ بننا ایسے ہی ہے جیسے سانپ کے منہ میں اُنگلی دینا۔ جناب نسیم لکھنوی کا ایک خوبصورت شعر پیش خدمت ہے۔

جاناں یہ زُلف کف میں لینی   ہے سانپ کے مُنہ میں اُنگلی دینی

خُدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بناء پر اہلحدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور سنی وغیرہ الگ الگ اُمتیں بن سکیں۔ یہ اُمتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ (خطبات مودودی حصہ چہارم)

ایک دیوبندی عالم مولوی احمد علی جنہیں شیخ التفسیر اور امام الاولیاء کہا جاتا ہے فرماتے ہیں۔"برادران اسلام! سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے۔ اے مسلمانو! تم پہلوں کے طریقوں کی بالشت کے بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ کی تابعداری ضرور کرو گے۔"

دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آپؐ کی اُمّت میں سے جو ۷۲ فرقے پہلوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلیں گے وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ (ہفت روزہ ختم النبیین لاہور ۲۲ تا ۳۰ جنوری ۱۹۹۸ء صفحہ ۸)

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم کی تعلیمات سے منہ موڑنے کے نتیجے میں اُمّت مسلمہ فرقوں میں تقسیم ہو کر ذلّت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی جارہی ہے۔

جناب محمد راغب الحسن صاحب فرماتے ہیں:۔

مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے کرہ عرض پر کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی جو صرف اللہ کے نام پر ہو اور جہاں تفرقہ بازی نہ ہوتی ہو۔۔۔ غرض القرآن کے ہر اصول، ہر نظریے سے بغاوت کی گئی، اِس کے ہر حُکم کے برخلاف عمل کیا گیا، اِس کے دیے ہوئے ہر تصور کو بدل ڈالا گیا اور اِس کے باوجود دعویٰ

ایمان کا! دعویٰ اسلام کا!! یاللعجب !!!

مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے لوگوں کی زبانیں بند کرنے کے لیے ایک تصور عام کیا کہ دین میں عقل کا استعمال حرام ہے، عقل ہے کیا؟ ایک طاقت یا صلاحیت جو حواس انسانی کے ذریعہ حقائق کو معلوم کرتی ہے، قرآن نے اُن لوگوں جہنمی قرار دیا ہے جو ان حواس کا استعمال نہیں کرتے۔ (آیت ۱۷۹ سورۃ ۷، آیت ۱۰ سورۃ ۶۷) مسلم قوم کی مذہبی پیشوائیت نے مسلم قوم میں نہ آشداء علی الکفار کی صفت باقی رہنے دی اور نہ ہی رحماء بینھم کی خوبی۔ انہوں نے فرقہ بندیوں کی ایسی فضا پیدا کر دی کہ مسلم قوم آپس میں ہمیشہ سے دست و گریباں ہے لیکن غیر مسلموں سے نا صرف بے جا مفاہمت کرتے ہیں بلکہ ان کی بالادستی بھی بخوشی قبول کر لیں۔ اب تو مسلم قوم کا یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ دو فرقوں کی لڑائی میں بھی مدد کے لیے غیر مسلموں کا تعاون حاصل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ (محور القرآن صفحہ ۱۴۱، ۲۰۱ کتاب گھر)

قائد اعظم نے فرمایا: "صوبہ پرستی ایک لعنت ہے جس طرح مذہبی فرقہ بندی شیعہ، سُنّی وغیرہ بہت بڑی لعنتیں ہیں۔ (بحوالہ تقاریر بحیثیت گورنر جنرل صفحہ ۸۴)

بےنظیر بھٹو صاحبہ فرماتی ہیں کہ مسلم دُنیا کے اندر فرقوں، نظریوں اور اسلام کی تشریحات کے مابین ایک اندرونی خلیج، ایک متشدد محاذ آرائی موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہی ہے۔ اس تباہ کن کشیدگی نے بھائی کو بھائی کے خلاف لاکھڑا کیا ہے۔ آج مسلمانوں کے مابین یہ فرقہ وارانہ تشدد اس مجنونانہ اور اپنی ہی جڑوں کو کاٹنے والی فرقہ ورانہ خانہ جنگی میں پوری طرح نظر آتا ہے اور مسلم دُنیا میں فرقہ واریت ہر موڑ پر نظر آتی ہے۔ (مفاہمت از بےنظیر بھٹو صفحہ ۲)

معزز قارئین! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد کے عین مطابق اُمّت محمد یہ فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے فوراً بعد در پردہ اُمّت دو فرقوں شیعہ اور سُنّی میں تقسیم ہونا شروع ہو گئی تھی، حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ تقسیم واضح ہوتی چلی گئی اور پھر دیکھتے دیکھتے بڑی تیزی سے فرقے بنتے چلے گئے۔ بنیادی طور پر ہندوستان و پاکستان میں تین بڑے گروہوں اہل سنت و الجماعت، اہل حدیث اور اہل تشیعہ سے گروہوں کا سیلاب بنا ہے۔ ایک عام مسلمان حیران ہے کہ کس فرقے کو اپنا کر خُدا کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے؟

اِسی حیرانگی کا اظہار رسالہ معارف اسلام کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

''سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ صحیح تعلیم کہاں سے ملے؟ اسلام میں اتنے فرقے ہو گئے ہیں کہ اگر کوئی شخص تعلیم اسلام کی تلاش کرنے نکلے تو ڈر ہے کہ کہیں پہلا ہی قدم دلدل میں نہ پھنس جائے۔ اب ہمیں جناب رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا یاد آیا کہ جس نے صحیح امام زمانہ کی معرفت حاصل نہ کی وہ کافر مرا۔'' (یقینی طور پر رسول خُدا کے ارشاد کے مطابق تمام فرقے ناری ہیں سوائے امام مہدی و مسیح موعود کی الٰہی جماعت کے۔ بانی جماعت احمدیہ ہی امام زمانہ ہیں) (معارف اسلام نومبر دسمبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۱۱)

معزز قارئین! اب ایک سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب بہتّر فرقے ناری ہیں تو ناجی فرقہ کونسا ہے؟ تو عرض ہے کہ قرآن اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری دور میں ایک مسیح و مہدی کے آنے کی خبر ہے اُس پر ایمان لانے والے ناجی ہوں گے۔ تمام فرقوں سے کنارہ کشی ضروری ہے۔ کیونکہ اِن میں وہ امام موجود نہیں جس کی پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

معزز قارئین! عصرِ حاضر میں ان گنت فرقے معرض وجود میں آچکے ہیں بنیادی طور پر جو بہتّر فرقے بتائے جاتے ہیں ان سے نکل کر بہت سے فرقے نئے ناموں اور عقیدوں کے ساتھ اُمّت مسلمہ کو تماشہ بنا رہے ہیں۔ قارئین کی خدمت میں بہتّر فرقوں کی تفصیل پیش ہے۔ علماء اسلام نے مسلمانوں کے فرقوں کی تفصیل بیان کی ہے چنانچہ ابو محمد علی بن احمد بن حزم الاندلسی نے اپنی تالیف الملل والنحل میں اِن فرقوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے اپنی تالیف ''اسلامی انسائیکلو پیڈیا'' میں ان کی تفصیل دی ہے۔ فرقوں کے یہ نام پرانے زمانہ کے لحاظ سے اُس دور کی اصطلاحوں کے مطابق ہیں۔ آج کل یہ فرقے بعض مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ اِن کی بڑی شکلیں وہابی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ کے عنوان سے معروف ہیں جن کے آگے گروہ در گروہ ہیں۔ مُصنّف ''انسائیکلو پیڈیا'' کے مطابق بہتّر فرقے یہ ہیں۔

یہ فرقے چھ بڑے گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں ۱۔ روافضؔ ۲۔ خوارجؔ ۳۔ جبریہؔ ۴۔ قدریہؔ ۵۔ جہمیہؔ ۶۔ مرجیعہؔ آگے ان میں سے ہر ایک گروہ کے بارہ بارہ فرقے ہیں۔

۱۔ روافضؔ : روافضؔ کے بارہ فرقے حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ علویہؔ: حضرت علی کو نبی مانتے ہیں۔ ۲۔ اجریہؔ: حضرت علیؓ کو شریکِ نبوّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں ۳۔ شیعہؔ: اِن کے نزدیک جو شخص حضرت علیؓ کو تمام صحابہؓ سے افضل نہ سمجھے وہ کافر ہے۔ ۴۔ اسحاقیہؔ: اِن کا عقیدہ یہ ہے کہ نبوّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہیں ہوئی۔ ۵۔ زیدیہؔ: اِن کے نزدیک نماز کی امامت بجز اولادِ علیؓ کسی کے لیے جائز نہیں۔ ۶۔ عباسیہؔ: جو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے سوا کسی کو امام نہیں سمجھتے۔ ۷۔ امامیہؔ: جو دُنیا کو امام غیب (مہدی) سے خالی نہیں جانتے اور نماز صرف بنو ہاشم کے پیچھے ہی پڑھتے ہیں۔ ۸۔ نادسیہؔ: اِن کے یہاں رُوحانی پیشواؤں کے تصرفات باطنی اپنا کام برابر کر رہے ہیں اور کچھ عالم بھی اِس شان کے ہیں جو عبدالدرہم نہیں ہیں اور سچ پوچھو تو نزدیک جو شخص اپنے آپ کو دوسرے سے افضل سمجھے وہ کافر ہے۔ ۹۔ متناسخیہؔ: کہتے ہیں کہ جب رُوح جسم سے نکل جاتی ہے تو جائز ہے کہ دوسرے جسم میں چلی جائے۔ ۱۰۔ لاعنیہؔ: جو حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ پر لعنت کرتے ہیں۔ ۱۱۔ راجعیہؔ: جو حضرت علیؓ کے دوبارہ دُنیا میں آنے کے قائل ہیں۔ ۱۲۔ مرتضیہؔ: اِن کے نزدیک مسلمان بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنا جائز ہے۔

۲۔ خوارجؔ : دوسرا بڑا گروہ خوارجؔ کا ہے اِس کے بھی بارہ فرقے ہیں۔

۱۳۔ ازرقیہؔ: اِن کے نزدیک کوئی شخص اچھی خواب نہیں دیکھ سکتا کیونکہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ ۱۴۔ ریاضیہؔ: ان کے نزدیک ایمان قول صالحہ اور عمل صالح اور نیّت اور سنّت ہے۔ ۱۵۔ ثعلبیہؔ: اِن کا عقیدہ ہے کہ ہمارے کام خُدا تعالیٰ کی خواب میں حاصل ہوتے ہیں نہ اُس کی قدرت اور خواہش سے۔ ۱۶۔ خازمیہؔ: کہتے ہیں کہ فرضیت ایمان معلوم نہیں ہوئی۔ ۱۷۔ خلیفہؔ: کہتے ہیں کہ کفّار کے مقابلے سے بھاگنا جو دو چند ہو کُفر ہے۔ ۱۸۔ کوزیہؔ: یہ کہتے ہیں کہ زیادہ مَلنے کے سوا بدن پاک نہیں ہوتا۔ ۱۹۔ کنزیہؔ: اِن کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۲۰۔ معتزلہؔ: اِن کا عقیدہ ہے کہ شرّ تقدیر الٰہی سے نہیں ہے اور فاسق کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی اور ایمان کسبی ہے اور قرآن مخلوق ہے اور مُردوں کو دُعا اور صدقہ سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ معراج بیت المقدس کے آگے ثابت نہیں اور حساب کتاب و میزان کچھ نہیں ہے اور فرشتے مومنین سے افضل ہیں۔ اور اولیاء کی کرامت کوئی چیز نہیں اور اہل جنّت کے لیے سونا اور مرنا ہے اور مقتول اپنی موت سے نہیں مرتا اور قیامت کی علامات مثل دجّال وغیرہ کے کچھ نہیں ہیں۔ ۲۱۔ میمونیہؔ: اِن کے

نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے۔۲۲۔محکمیّہ:ان کا عقیدہ ہے کہ خُدا تعالیٰ کا خلقت پرکوئی حکم نہیں ہے۔ ۲۳۔سراجیہ: کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کے احوال ہمارے لیے حجت نہیں ہیں بلکہ اُن کا انکار کرنا واجب ہے۔۲۴۔اخنسیّہ : کہتے ہیں کہ بندے کو اعمال کی جزا نہیں ملتی۔

۳۔جَبریّہ: جبریّہ فرقے حسبِ ذیل ہیں۔

۲۵۔مضطریّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ خیر وشر خُدا کی جانب سے ہے اور بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں۔۲۶۔افعالیّہ: ان کے نزدیک بندہ فعل تو کرتا ہے مگر اُسے قدرت واختیار نہیں ہے۔۲۷۔معیّہ: یہ کہتے ہیں کہ آدمی کے لیے فعل وقدرت ہے لیکن وہ طاقت اور قدرت خُدا نے نہیں دی۔۲۸۔تارکیّہ: اِن کے نزدیک ایمان کے بعد اور کوئی چیز فرض نہیں ہے۔۲۹۔بحشیّہ : کا عقیدہ ہے کہ ہر شخص اپنا حصّہ کھاتا ہے پس کسی کو کچھ دینا ضروری نہیں ہے۔۳۰۔متمنیّہ: کہتے ہیں کہ خیر وہ خیر ہے جس سے دِل تسلی پاوے۔۳۱۔کستارنیّہ: کہتے ہیں کہ ثواب وعقاب عمل سے زیادہ نہیں ہوتا۔۳۲۔حبیبیّہ: اِن کے نزدیک دوست اپنے دوست کو ہرگز عذاب نہیں کرتا۔۳۳۔خوفیّہ: کہتے ہیں کہ دوست ہرگز نہیں ڈراتا۔۳۴۔ فکریّہ: اِن کے ہاں معرفتِ حق میں فکر کرنا عبادت سے بہتر ہے۔۳۵۔حسبیّہ: کہتے ہیں کہ عالم میں قسمت نہیں ہے۔۳۶۔حجتیّہ: کہتے ہیں کہ جب کام خُدا کی تقدیر سے ہوتے ہیں تو بندے پر کوئی حجّت نہیں ہے جس کے سبب وہ گرفتار ہو۔

۴۔قدریّہ: قدریّہ کے بارہ فرقے درج ذیل ہیں۔

۳۷۔احدیّہ: کہتے ہیں کہ فرض کا تو ہمیں اقرار ہے مگر سنّت سے انکار ہے۔۳۸۔ثنویّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ نیکی یزداں سے ہے اور بدی اہرمن سے۔۳۹۔کیسانیّہ: اِن کے نزدیک انسان کے افعال مخلوق ہیں۔۴۰۔شیطانیّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا وجود نہیں ہے۔۴۱۔شیرکیّہ: اِن کے نزدیک ایمان غیر مخلوق ہے کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔۴۲۔وہمیّہ: کہتے ہیں کہ ہمارے افعال کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا۔۴۳۔رویدیّہ: اِن کے نزدیک دُنیا فانی نہیں ہے۔۴۴۔ناکسیّہ: کہتے ہیں کہ امام کے ساتھ لڑنا جائز ہے۔۴۵۔متبریّہ: اِن کے نزدیک گناہ گار کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔۴۶۔قاسطیّہ: یہ کہتے ہیں کہ علم، مال، حکمت اور ریاضت کو حاصل کرنا فرض ہے۔۴۷۔نظامیّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو

شئے کہنا جائز ہے۔۴۸۔متوقیّہ: کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ شر مقدر ہے یا نہیں۔

۵۔جھمیّہ: اس گروہ کے حسبِ ذیل بارہ فرقے ہیں۔

۴۹۔معطلیّہ: ان کا عقیدہ ہے کہ خُدا کی صفات مخلوق ہیں۔۵۰۔مترابصیّہ: اِن کے نزدیک علم، قدرت اور مشیت مخلوق ہیں مگر خلق غیر مخلوق ہے۔۵۱۔متراقبیّہ: کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ مکان میں ہے۔۵۲۔واردیّہ: ان کے نزدیک جو دوزخ میں جائے گا وہ پھر وہاں سے نہیں آئے گا اور مومن دوزخ میں نہ جائیں گے۔۵۳۔حرقیّہ: یہ کہتے ہیں کہ اہل دوزخ اِس طرح جلیں گے کہ اُن کا نشان تک دوزخ میں نہ رہے گا۔۵۴۔مخلوقیّہ: کہتے ہیں کہ قرآن، تورات، انجیل اور زبور مخلوق ہیں۔۵۵۔عبریّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمدؐ ایک عاقل وحکیم شخص تھے۔رسول نہیں تھے۔۵۶۔فانیّہ: یہ کہتے ہیں کہ جنّت و دوزخ دونوں فنا ہو جائیں گے۔۵۷۔زنادقیّہ: اِن کے نزدیک معراج رُوح سے ہوا ہے نہ بدن سے اور خُدا کو دُنیا میں دیکھ سکتے ہیں اور عالم قدیم ہے اور قیامت کوئی چیز نہیں۔۵۸۔لفظیّہ: اِن کے نزدیک قرآن قاری کا کلام ہے نہ کہ کلامِ الٰہی۔ہاں قرآن کے معنی کلام الٰہی ہیں۔۵۹۔قبریّہ: عذاب قبر کے منکر ہیں۔۶۰۔واقفیّہ: کہتے ہیں کہ قرآن کے مخلوق ہونے کے بارے میں ہمیں توقف ہے۔

٦۔مرجیّہ: اس گروہ کے مندرجہ ذیل فرقے ہیں۔

٦۱۔تارکیّہ: جو کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد اور کوئی چیز فرض نہیں۔٦۲۔شائیّہ: جو کہتے ہیں کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جو چاہے کرے اُس پر کوئی عذاب نہیں ہے۔٦۳۔راجیّہ: اِن کا عقیدہ ہے کہ بندہ اطاعت سے مقبول اور معصیت سے عاصی نہیں ہوتا۔٦۴۔شاکیّہ: جو اپنے ایمان میں شک رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رُوح ایمان ہے۔٦۵۔نہمیّہ: یہ کہتے ہیں کہ ایمان علم ہے جو شخص جمیع اوامر و نواہی کو نہیں جانتا وہ کافر ہے۔٦٦۔عملیّہ: کہتے ہیں کہ ایمان عمل ہے۔٦۷۔منقوصیّہ: اِن کے نزدیک ایمان کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ۔ ٦۸۔مستثنیّہ: یہ کہتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ مومن ہیں۔٦۹۔اثریّہ: کہتے ہیں کہ قیاس باطل ہے اور صلاحیتِ دلیل نہیں رکھتا۔۷۰۔مدعیّہ: کہتے ہیں کہ امیر کی طاقت واجب ہے اگرچہ وہ معصیت کا حکم ہی کرے۔۷۱۔مشبہیّہ: کہتے ہیں کہ خُدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔۷۲۔حشویّہ: ان کا عقیدہ ہے کہ واجب سنّت اور مستحب سب ایک ہیں۔

(اسلامی سائیکلوپیڈیا جلد دوم)

یہ کسی قدر تفصیل ہے اُمّت محمدؐیہ کے فرقوں کی۔ امام ابن حزم اندلسی نے اپنی کتاب ''الملل والنحل جلد دوم'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

بہتّر فرقے باوجودیکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن یہ مسلمان نہیں۔ فرماتے ہیں ''اسلام کے تمام فرقوں نے اپنے آپ کو اسلام کے نام سے نامزد کیا۔ باوجودیکہ وہ سب مسلمان نہیں۔''

مولانا سیّد مسعود احمد کراچی اپنے مضمون بعنوان ''مسلمانوں کے تہتّر فرقے ہونے کی وجہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''یہ فرقے بھی بعد میں بنے اور فرقہ ورانہ فقہ کی کتابیں بھی بعد میں جمع ہوئیں۔ ان فرقوں میں شامل ہونا حدیث مذکورہ (۷۳ فرقوں والی حدیث) کی روشنی میں دوزخی بننا ہے۔ (مولانا صاحب کا مشورہ یا نصیحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آنے والے مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لوگ ہی ناجی ہو سکتے ہیں باقی سب ناری ہیں)

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۲ مئی ۱۹۷۵ء)

معزز قارئین! جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تہتّر فرقوں سے مراد فرقوں کی کثرت مراد ہے۔ جن فرقوں کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا گیا ہے اِن سے کہیں زیادہ تعداد فرقوں کی بیان کی جاتی ہے۔ ایک بات جو فرقوں والی حدیث میں بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک جماعت بہرحال ناجی ہوگی۔ دوسرے فرقے ہزاروں بھی ہوں ناجی جماعت بہرحال ایک ہی ہوگی۔ اس لیے باقی فرقوں کا کام یقینی طور پر لوگوں کو جہنم کی طرف لے جانا ہی معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں کو تحقیق کا چسکا ڈالنے کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذرا تفصیل سے فرقوں کی کہانی بیان کر دی جائے اور مختصر اِن فرقوں کی منظر کشی بھی کر دی جائے۔

تاریخی لحاظ سے شیعہ سب سے پُرانا فرقہ ہے۔ اس کے بعد خوارج، معتزلہ اور مرجیئہ ہیں۔

شیعوں کے بڑے بڑے ضمنی فرقے تین ہیں۔ الامامیہ۔ الزیدیہ۔ الکیسانیہ

الامامیہ سے تعلق رکھنے والے فرقے یہ ہیں۔ المحمدیہ: یہ فرقہ امام محمد کو امام مانتا ہے۔ اِس فرقہ کے نزدیک امام محمد قتل ہوئے ہیں نہ طبعی عُمر مرے ہیں بلکہ نجد کے پہاڑ میں مقیم ہیں۔ اِن کے دو بھائی ابراہیم اور ادریس اور خود، عباسی خلیفہ ابو منصور جعفر کے زمانے میں بہت سی فتوحات کے بعد قتل کر دیے

گئے تھے۔ امام محمد کی شہادت کے بعد اِن کے ایک عقیدت مند المغیرہ بن سعید نے دعویٰ کیا کہ امام محمد قتل نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور مناسب وقت پر ظاہر ہوں گے۔ الباقریہ: یہ فرقہ امام محمد باقی کو آخری امام اور ''مہدی منتظر'' مانتا ہے۔ الناؤوسیہ: یہ فرقہ امام محمد باقر کے بعد اُن کے بیٹے امام جعفر صادقؒ کو آخری امام اور ''مہدی منتظر'' مانتا تھا۔ اِس فرقے کا نظریہ تھا کہ امام جعفر صادقؒ تمام علوم کے جامع اور ماہر ہیں۔ الشمیطیہ: یہ فرقہ امام جعفر صادقؒ کی موت کا قائل تھا۔ یہ امام جعفر صادقؒ کے بیٹے محمد بن جعفر کی امامت کا قائل ہے۔ الموسویہ: اِس فرقے کو العماریہ اور الممطوریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ امام موسیٰ کاظم کو آخری امام اور ''مہدی منتظر'' مانتا تھا۔ القطعیہ یا الاثناء عشریہ: اِس فرقے کا ایک نام اصحاب الانتظار بھی ہے۔ اس فرقہ کو القطیعہ اِس لیے کہتے ہیں کہ یہ امام موسیٰ کاظم کی وفات کا قائل ہے۔ یہ اماموں کی ترتیب اِس طرح مانتے ہیں حضرت علیؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام موسیٰ کاظم، علی الرضا، محمد الجواد، علی الہادی، الحسن العسکری اور آخری امام محمد بن الحسن العسکری الاثناء عشریہ کے نزدیک امام غائب، یا مہدی منتظر تسلیم کیے گئے ہیں۔ یہ عباسی حکومت کی مشہور چھاؤنی 'سرمن رائی' میں اپنے والد کے ایک تہہ خانہ میں غائب ہوئے اور اب تک غائب ہیں، آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور دُنیا کو ظُلم و جور سے پاک کر کے عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جب یہ آخری امام غائب ہوئے اُن کی عُمر بعض کے نزدیک اڑھائی سال، بعض کے نزدیک ۴ سال اور بعض کے نزدیک ۸ سال تھی۔ غیوبیت صغریٰ ۲۶۰ھ ہجری تا ۳۶۹ھ ہجری میں امام غائب کے ۴ سفیر ان کی قائم مقامی کرتے رہے۔ آخری سفیر نے اپنی وفات سے پہلے اعلان 'توقیع' جاری کیا۔ جس میں کہا کہ اب غیوبتہ کبریٰ کا دور شروع ہو رہا ہے جو مہدی منتظر کے ظہور تک جاری رہے گا، اِس دوران علماء اور مجتہد امام غائب کی قائم مقامی کریں گے۔ یہی فرقہ امامیہ اثناء عشریہ اِن دنوں ایران میں برسر اقتدار ہے۔ یہ فرقہ امامیہ اثناء عشریہ عراق، ہندوستان، شام اور پاکستان وغیرہ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

الاثناء عشریہ اور الامامیہ کے غلو پسند فرقے یہ ہیں:

الاسماعیلیہ: یہ فرقہ حضرت امام جعفر صادقؒ کے بیٹے امام اسماعیل کو امام منصوص مانتا ہے۔ امام جعفر صادقؒ نے اِنہیں امام بنانے کا اعلان کیا تھا لیکن امام اسماعیل آپؒ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے۔

اِن کے ماننے والوں نے اِن کی نسل میں امامت کو جاری رکھا۔ اِس متفقہ نظریہ کے بعد یہ فرقہ کئی شاخوں میں بٹ گیا۔ ایک گروہ کے نزدیک امام اسماعیل فوت نہیں ہوئے، وہ آخری امام اور مہدی منتظر ہیں، وہ بے اولاد تھے۔ آخر زمانہ میں امام مہدی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ دوسرے گروہ کے نزدیک امام اسماعیل کے بیٹے محمد بن اسماعیل مہدی منتظر اور القائم صاحب الزمان ہیں وہ روم کے علاقہ میں زندہ موجود ہیں، آخری زمانہ میں نئی شریعت ظاہر کریں گے۔ ایک تیسرے گروہ کے نزدیک امام محمد بن اسماعیل کی اولاد میں امامت جاری ہے۔ موجودہ آغا خانی شیعہ اور بوہرے بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ اسماعیلیہ باطنیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ الھاشمیہ: اس فرقہ کے دو گروہ ہیں ایک گروہ کے قائد ہشام بن الحکم اور دوسرے کے ہشام بن سالم ہیں۔ ہشام بن الحکم کے نزدیک انبیاء معصوم نہیں اور اُن کے گناہوں تدارک وحی کے ذریعے ہو جاتا ہے۔ ہشام بن الحکم کا نظریہ تھا کہ اللہ کا جسم ہے۔ اِنہیں بعض لوگ پارسا، صحیح العقیدہ، نقطہ رس اور عالم باعمل مانتے ہیں بعض علماء اہل سُنّت بھی اِن کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں، بعض دوسرے علماء خاص طور پر شیعہ اثناء عشریہ اسے خبیث العقیدہ اور کافر سمجھتے ہیں۔ اِس کے برعکس ہشام بن سلم کے نزدیک آئمہ معصوم اور غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ اِن کے نزدیک خُدا تعالیٰ کی شکل ایک اِنتہائی حسین وجمیل انسان کی طرح ہے لیکن یہ شکل نوری ہے مادی نہیں، اِس نظریہ کے تحت اِس فرقہ کے لوگ جب کسی حسین عورت یا مرد کو دیکھتے تو یہ خیال کرتے ہوئے اُس کے سامنے سجدہ میں گِر جاتے کہ اُس میں انہیں خُدا کا جلوہ نظر آیا ہے۔ یہ آئمہ پر وحی کے قائل نہیں۔ الزاریہ: یہ فرقہ امام جعفر کے بڑے بیٹے عبداللہ کو امام مانتے تھے بعد میں امام موسیٰ کاظم کو امام ماننے لگے۔ یہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بے وصف تھا اس کے لیے کوئی صفت ثابت نہ تھی بعد میں اُس نے اپنی صفات کو پیدا کیا اور اُن سے متصف ہوا۔ شیعہ اثناء عشریہ اِس عقیدے کو نہیں مانتے۔ الیونسیہ: یہ فرقہ یونس بن عبدالرحمان القمی کا پیرو تھا۔ یہ اثناء عشریہ کی ایک شاخ ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہے اور اُسے آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوئے ہیں، یہ فرشتے کمزور ہیں مگر ''کرکی'' پرندہ کی طرح جس کا جسم بہت بڑا ہوتا ہے اور ٹانگیں پتلی اور کمزور ہوتی ہیں، وہ اپنا جسم اُٹھاتا ہے، اِسی طرح یہ آٹھ فرشتے بھی عرش اُٹھائے ہوئے ہیں۔ الشیطانیہ: یہ فرقہ محمد بن النعمان شیطان الطاق کا پیرو ہے۔ بعض اُسے ولی اللہ مانتے تھے اور بعض اُسے کھلا

کھلا شیطان کہتے تھے۔ الکاملیہ: یہ فرقہ ابو کامل کا پیرو تھا۔ اُن کا نظریہ تھا تمام صحابہؓ نعوذ باللہ کافر ہیں، عام صحابیؓ اِس لیے کہ انہوں نے علیؓ کو خلیفہ ماننے کی بجائے ابوبکرؓ کو خلیفہ چُن لیا۔ یہ ابلیس کے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے حق میں ہیں کیونکہ آگ زمین سے افضل ہے۔

الزیدیہ فرقے کے لوگ حضرت امام زین العابدین کے بیٹے محمد باقر کی بجائے اُن کے دوسرے بیٹے زین بن زین العابدین کو اپنا امام مانتے ہیں اور حضرت زید کی شہادت کے بعد اُن کے بیٹے یحییٰ کی امامت کے قائل ہیں۔ یہ کہتے ہیں امام کا حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ہونا ضروری ہے۔ امام اقتدار کا مالک ہو یا مسلح جدوجہد میں مصروف ہو۔ امامت کے لیے نص اور وصیّت ضروری نہیں۔ یہ فرقہ اصولی طور پر امام غائب یا مہدی منتظر کا بھی قائل نہیں۔ الزیدیہ کے ذیلی فرقے تین ہیں۔ الجارودیہ: یہ فرقہ ابو الجارود کا پیرو تھا۔ اِن کا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو جانشین مقرر نہیں کیا تھا بلکہ ایسے اوصاف بیان کیے تھے جو حضرت علیؓ میں پائے جاتے تھے۔ اِس لیے صحابہؓ اِس ہدایت کی پابندی نہ کر کے کافر ہوئے۔ جارودیہ کی ایک شاخ کا یہ نظریہ ہے کہ ''امام محمد بن عبداللہ مہدی منتظر'' ہیں۔ السلیمانیہ: یہ فرقہ سلیمان بن حیریر کا پیرو ہے۔ یہ صحابہؓ کو حضرت علیؓ کے منتخب نہ کرنے پر کافر نہیں کہتے۔ یہ فرقہ ابوبکرؓ، عمرؓ کو امام برحق اور خلیفہ مانتا ہے تاہم یہ فرقہ حضرت عثمانؓ کی تکفیر کرتا ہے۔ البتریہ یہ فرقہ صالح بن حی کثیر النداء الابتر کا پیرو ہے۔ یہ حضرت عثمانؓ کی تکفیر نہیں کرتے۔

زیدیہ کے تینوں گروہ خوارج کی طرح کبیرہ گناہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی مانتے ہیں۔ یہ فرقہ یمن میں برسراقتدار ہے اور دوسرے شیعہ فرقوں کی نسبت اہل سُنّت کے زیادہ قریب ہے۔ فقہ زیدیہ مطالعہ کے لائق فقہ ہے۔

الکیسانیہ فرقہ کا بانی مختار بن عبید ثقفی ہے۔ مختار نے امام حسینؓ کے قاتلوں کو چُن چُن کر قتل کیا۔ آخری قاتل محمد بن الاشعت کندی کو قتل کرنے کے بعد اِسی جنگ کے تسلسل میں مختار بھی مارا گیا۔ شیعہ مختار کے کارنامے کی وجہ سے اُس کی دِل سے قدر کرتے ہیں۔ کیسان مختار کا خفیہ نام تھا۔ مختار وحی والہام کا بھی مُدعی تھا، جو پیشگوئی پوری ہوتی اسے اپنی صداقت کے طور پر پیش کرتا، نہ پوری ہونے والی پیشگوئی کے بارے میں کہتا تھا کہ خُدا نے ارادہ بدل لیا ہے۔ اِس کا اصطلاحی نام بداء رکھا گیا تھا۔

بداء نظریہ بعد میں شیعوں میں جاری رہا۔ اِس کے گروہ دو ہیں ایک کہتا ہے امام محمد بن الحنفیہ زندہ ہیں وہ ''مہدی منتظر ہیں۔ وہ فوت نہیں ہوئے رضوی پہاڑ میں پناہ گزین ہیں دوسرے کہتے ہیں کہ امام محمد بن الحنفیہ فوت ہوگئے ہیں اور اُن کے وصی اور جانشین اُن کے صاحب زادے ابو ہاشم عبداللہ ہیں۔ اُنہوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا جانشین بنایا۔ بنو اُمیہ کے خلاف عباسیوں کی کامیابی کے بعد ابوالعباس سفاح اور اُس کے بعد ابوجعفر منصور خلیفہ ہوئے۔ علوی، عباسیوں کی تحریک کا ساتھ دینے کے باوجود دولت عباسیہ کے مظالم کا نشانہ بنے۔ ایک گروہ یہ بھی کہتا تھا کہ امام ابو ہاشم نے اپنے بعد حضرت جعفرؓ بن ابوطالب کے پڑپوتے عبداللہ بن معاویہ کو جانشین بنایا تھا۔ عبداللہ کچھ کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد قید ہوگیا اور قید ہی میں فوت ہوگیا۔ عبداللہ کے پیرو عبداللہ کی الٰہیت کے قائل ہیں اور تناسخ کے نظریہ کو مانتے ہیں۔

الامامیہ کے غلو پسند فرقے جو امامیہ میں شمار نہیں ہوتے یہ ہیں:

السبئیہ: یہ فرقہ عبداللہ بن سبا کا پیرو تھا۔ اِس فرقہ کے بعض لوگ حضرت علیؓ کو نبی اور بعض خُدا مانتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ نے یہ کہنا شروع کردیا کہ علیؓ قتل نہیں ہوئے بلکہ شیطان قتل ہوا ہے، جس نے علیؓ کی شکل اختیار کرلی تھی۔ عبداللہ کہتا تھا کہ علیؓ مہدی منتظر ہیں، بادلوں میں جو بجلی کوندتی ہے وہ علیؓ کا کوڑا اور گرج علیؓ کی آواز ہے۔ علیؓ کے وصی ہونے کا موجد عبداللہ بن سبا ہے۔

البیانیہ: یہ فرقہ بیان بن سمعان کا پیرو تھا۔ امام ابو ہاشم کو مہدی منتظر مانتے ہیں۔ اِس گروہ کا نظریہ ہے کہ رُوحِ الٰہ علیؓ سے منتقل ہوکر محمد بن الحنفیہ میں پھر ابو ہاشم کے بعد بیان بن سمعان میں حلول کرگئی۔ کہتے ہیں کہ چہرہ کے سوا خُدا کا سب وجود فنا ہوجائے گا۔ بیان نے نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور شریعت کو منسوخ قرار دیا تھا۔ عراق کے اُموی حاکم خالد بن عبداللہ القسری نے اسے پھانسی دی تھی۔

المغیریہ: یہ فرقہ مغیرہ بن سعید العجلی کا پیرو تھا۔ یہ کہتا تھا محمد ہی مہدی منتظر ہیں۔ یہ بھی کہتا تھا کہ اسم اعظم کی طاقت سے مُردے زندہ کرسکتا ہے۔ کہتا تھا خُدا تعالیٰ ایک نورانی انسانی شکل رکھتا ہے۔ مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کو خالد بن عبداللہ القسری نے تار کول سے جلادیا تھا۔

الاذلیہ: یہ فرقہ علیؓ اور عمرؓ دونوں کے ازلی ہونے کا قائل تھا۔ البتہ وہ علیؓ کو نُور اور نمائندہ خیر

مانتا تھا، اور عمرؓ کو ظُلمت اور نمائندہ شر جو علیؓ کو پریشان کرنے کے لیے مقرر ہے۔

المنصوریہ: یہ فرقہ ابومنصور العجلی کا پیرو تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ سات نبی بنی قریش سے مبعوث ہوئے تھے اِس طرح سات ہی اِس کے قبیلہ بنو عجل سے مبعوث ہوں گے۔ اپنے ماننے والوں کو تلقین کرتا تھا کہ مخالفین کا گلا گھونٹ دیا کرو۔

الجناحیہ: یہ فرقہ عبداللہ بن معاویہ کا پیرو تھا۔ اِن کا نظریہ تھا کہ خُدا کی رُوح مختلف انبیاء اور آئمہ میں حلول کرتی اور منتقل ہوتی ہوئی عبداللہ میں آبسی ہے۔ یہ شراب، زنا، لواطت اور دوسرے محرمات کو جائز سمجھتے تھے۔ ہر قسم کی عبادت سے کنارہ کش ہوگئے تھے۔ یہ فرقہ صحابہؓ سے شدید بُغض رکھتا اور تناسخ کا قائل تھا۔

الخطابیہ: یہ فرقہ ابوالخطاب محمد بن ابی زینب کا پیرو تھا۔ اہل بیت کو نبی کہا اور پھر الٰہ بھی کہا۔ حسنؓ، حسینؓ اور ان کی اولاد ابناء اللہ ہیں بھی کہا۔ ابوجعفر نے اُسے ملعون قرار دے کر مجلس سے نکال دیا اور عباسی والی عیسیٰ بن موسیٰ نے سولی چڑھادیا۔ یہ منکر قیامت اور تناسخ کے قائل تھے۔ الغرابیہ: اِن کا نظریہ تھا کہ حضرت جبرائیلؑ نے غلطی سے محمد ﷺ پر وحی نازل کردی، دراصل وہ علیؓ پر وحی لائے تھے۔

المفوضہ: کہتے تھے کہ تدبیر عالم آنحضرت ﷺ کے سپرد ہے اِس لیے وہ مُدبّر اولیٰ اور خالق کائنات ہیں۔ حضرت علیؓ مدبر ثانی ہیں۔

الذمیہ: یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ خُدا ہیں اس نے محمدؐ کو اِس لیے رسول بنا کر بھیجا کہ وہ علیؓ کے اقتدار کی مُنادی کریں۔

الشریعیہ: یہ فرقہ شریعی نامی ایک زندیق کا پیروکار تھا۔ اِن کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پانچ آئمہ میں حلول کیے ہوئے ہے۔

یہ فرقے اِس قسم کے عقائد پھیلاتے تھے جن کا آئمہ تصور بھی نہ کرسکتے تھے۔ معلوم ہونے پر جب آئمہ کرام اِن عقائد کی تردید کرتے تو یہ موالی قسم کے لوگ کہا کرتے کہ یہ آئمہ تقیہ کرتے ہیں۔

روافض میں درج ذیل فرقے کسی نہ کسی رنگ میں حلول اور آئمہ کے الٰہ ہونے کے قائل ہیں۔ السبئیہ، البیانیہ، الجناحیہ، الخطابیہ اور الشریعیہ

بنواُمیہ کی شکست کے بعد بنوعباس کے خلاف باطنی تحریکات کا آغاز ہوا مہدی کے عہد خلافت میں یعنی ۱۵۸ھ ہجری کے قریب الرزامیہ کی شورش اُٹھی، اِس کا لیڈر رزام تھا۔ المقفیعیہ فرقہ اسی رزامیہ کی شاخ ہے۔ پھر الخرمیہ تحریک کا بانی بابک خرمی تھا۔ عباسی خلیفہ المعتصم نے اس بغاوت کو بیس سال مقابلہ کرنے کے بعد کچل دیا۔ ہسٹری آف سیریا کے مطابق اس تحریک کے ماننے والے بہنوں اور پوتیوں سے نکاح جائز سمجھتے تھے۔ (قدیم مصری اور سیریانز بابل اور ایرانی تہذیب میں تحفظ وخاندان کی خاطر بھائی بہن کی شادی کو عیب نہیں سمجھا جاتا تھا ہسٹری آف سیریا صفحہ ۳۰۳)

ابرامکہ بھی ہارون الرشید کے زمانے میں باطنی تحریک کی طرف مائل تھے۔ ابرامکہ نے کوشش کی تھی کہ خانہ کعبہ کے اندر خوشبو جلانے کی ایک بھٹی بنائی جائے جس میں بخور اور عود ہمیشہ جلتی رہا کرے۔ ہارون الرشید نے اِس تحریک کو سختی سے کچل دیا تھا۔

القرامطہ: عبداللہ بن میمون الاسماعیلی نے اپنے عارضی مرکز اہواز سے اپنے ایک داعی الحسین الاہوازی کو دعوت اسماعیلیہ کی اشاعت کے سلسلہ میں سواد کوفہ کی طرف بھیجا جہاں وہ حمدان بن الاشعت قرمط سے ملا جس نے اسماعیلی تحریک میں شمولیت اختیار کر لی، بعد میں انچارج داعی بن گیا۔ اگلے سال لوٹ مار کو پیشہ بنایا، لوگوں کو ہتھیار بند کیا، الفطرہ کے نام سے چندہ لینا شروع کر دیا۔ بالآخر ابوسعید الحسن بہرام القرمطی بحرین میں قرامطہ کی حکومت کا بانی بنا۔ بعد میں دمشق پر بھی قابض ہو گیا اور فاطمی والی کو قتل کر دیا۔ قرامطہ ابن القاسم اور ابوطاہر کی قیادت میں حاجیوں کے قافلوں پر حملے کرتے، اُن کے اموال لوٹتے اور قتل وغارت کرتے ۳۱۷ھ ہجری میں ابوطاہر قرمطی نے حج کے ایام میں مکّہ پر حملہ کیا اور حاجیوں کو بکثرت قتل کیا، سینکڑوں لاشیں چاہ زم زم میں پھینکوا دیں، اموال لوٹ لیے اور حجراسود کو اکھیڑ کر اپنے ساتھ لے گیا۔ اِس وجہ سے سارا عالم اسلام ہل کر رہ گیا، سخت شور پڑا۔ فاطمی خلیفہ نے پچاس ہزار دینار کی پیشکش کی جسے ٹھکرا دیا گیا۔ ہر طرف سے زور ڈالنے پر قریباً بائیس سال کے بعد ۳۳۹ھ ہجری میں حجراسود واپس کرنے پر قرامطہ مجبور ہو گئے۔ تقریباً ایک سو سال اُمّت مُسلمہ کو نقصان پہنچانے کے بعد باہمی نزاعوں اور حربی دھچکوں کے ہاتھوں کمزور ہو کر آخر عباسی فوجوں سے جنگوں میں نابود ہو گئے۔ (الجمیعات السریہ صفحہ ۳۶، ۳۷۔ الفرق بین الفرق صفحہ ۲۱۹)

الدروزؔ یا الدرذیہ: فاطمی خلیفہ حاکم بامراللہ اِس بات کو پسند کرتا تھا کہ لوگ اُس کے سامنے سجدہ کریں۔ چنانچہ اِسی وجہ سے اسماعیلیوں کا ایک گروہ اِس بات کا دعوے دار ہوا کہ الحاکم الٰہ ہے یا الٰہ نے اُس میں حلول کیا ہے اِس نظریہ کے سرگرم داعی حمزہ بن علی الزوزنی اور محمد بن اسماعیل الدرزی وغیرہ تھے۔ دوز ظہور توحید کے طور پر اپنا سال ۴۰۸ھ ہجری سے شروع کرتے ہیں۔ دروز فرقہ کے دو گروہ ہیں روحانیوں اور جثمانیوں، روحانیوں کے ۳ درجے ہیں، رؤسا، عقلا اور اجاوید۔ رؤسا الدرزیہ کے کلید بردار امین ہوتے ہیں۔ عقلاء کے پاس داخلی اسرار کی مفاتیح ہوتی ہیں جن کا تعلق دروز کی تنظیم اور مذہبی تربیت ہے۔ اجاوید کے پاس اسرار خارجیہ کی چابیاں ہوتی ہیں۔ دروز کا دوسرا گروہ جثمانیوں کی دو قسمیں ہیں ایک الامراء الجثمانیوں اور دوسرے العامہ (الجہال)۔ پہلی قسم حرب وضرب اور زعامہ وطنیت کے انچارج ہوتے ہیں۔ اور جہّال سے مراد وہ طبقہ ہے جو صرف مذہب کا نام جانتا ہے اِس کے مسائل اور اِس کے فلسفہ سے ناواقف محض ہوتا ہے۔ یہ رُوحانی طبقات کا مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

دروز قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کے قائل ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں آیات قرآنیہ کا ظاہر مراد نہیں بلکہ باطن مراد اور مطلوب ہے۔ نماز سے مراد حفظ الاخوان اور روزہ سے مراد صدق اللسان ہے اور رُوحیں تناسخ کے چکر میں سرگرداں رہتی ہیں اِسے وہ تقمص کہتے ہیں یعنی وہ چولے بدلتی رہتی ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کائنات قدیم ہے اور ابدی بھی ہے، کبھی نابود نہیں ہو گی۔

النزاریہ: آٹھویں فاطمی خلیفہ المستنصر کی وفات کے بعد اِس کے جانشین کے بارہ میں نزاع پیدا ہو گیا۔ المستنصر کی خواہش تھی کہ اِن کا بڑا بیٹا ابومنصور نزؔار جانشین بنے مگر اُس کے وزیر الافضل نے اِن کے چھوٹے بیٹے ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ کی بیعت کرادی۔ بعض امراء نے بُرا منایا اور سزا کے طور پر دیوار میں چنوا دیے گئے۔ الحسن بن الصباح نے نزاریہ کے لیے تحریک چلائی اور ایران کے محفوظ پہاڑوں میں اپنا مرکز بنایا یہ ۴۸۳ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ یہاں سے دعوت مستعلیہ کے مقابلے میں دعوت نزاریہ کا آغاز ہوا۔ الحسن تقریباً پینتیس سال خلافت عباسیہ کے لیے خوف و ہراس بنا رہا۔ اِس کے فوت ہو جانے کے بعد اِس کی دہشت پسند باطنی تحریک جاری رہی۔ صلیبی جنگوں میں اُنھوں نے صلیبیوں کی موثر مدد کی۔ آخرکار ہمدان کے ایلتمش، جلال الدین خوارزم شاہ اور ہلاکو خان کے حملوں کی

وجہ سے فارس کے علاقہ میں الحسن کی تحریک دم توڑ گئی۔شام کے علاقہ میں اُن کا زور سُلطان صلاح الدین ایوبی کے ذریعہ ختم ہوا۔

عصرِ حاضر میں نزاری اور مستعلی اسماعیلیوں میں سے مختصر سے گروہ ہیں جو امن پسند شمار ہوتے ہیں۔اِن کی آبادیاں شام اور ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر ہیں۔اور آغا خانی اسماعیلی اور بوہرہ اسماعیلیوں کے نام سے مشہور ہیں۔آغا خانی اسماعیلیوں کے سربراہ آغا کریم خان ہیں، یہ نزاری مسلک کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور بوہرہ اسماعیلیوں کے سربراہ مولانا سیف الدین طاہر ہیں، یہ مستعلیہ مسلک کی نمائندگی کرتے ہیں۔اِن کا مرکز ممبئی میں ہے۔

معزز قارئین! اِن باطنی تحریکات کی تباہ کاریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ بغدادی فرماتے ہیں کہ "باطنی تحریک سے جو نقصان اُمّت مُسلمہ کو پہنچا وہ یہود، نصاریٰ، مجوس اور دہریہ تحریکات سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔کیونکہ باطنی تحریک سے جو کمزوری پیدا ہوئی اُسی نے اِن طاقتوں کے آگے بڑھنے کے لیے راہ ہموار کی"۔ (الفرق صفحہ ۲۱۳)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو شیعہ تحریک اُٹھی تھی وہ مختلف انداز کی باطنی تحریکات کی شکل اختیار کرتی ہوئی اقصائے مغرب سے لے کر ہندوستان اور ترکستان کے کناروں تک ایک لمبا عرصہ ذہنی انتشار اور سیاسی خلفشار کا باعث بنی رہی۔خصوصاً چوتھی اور پانچویں صدی میں باطنی تحریکات کی وجہ سے ممالک اسلامیہ میں سیاسی استحکام مفقود ہو کر رہ گیا۔اِن تحریکوں کے نتیجے میں فلسطین اور شام کے علاقوں میں صلیبیوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور مشرق میں خوارزم کی حکومت تاتاری یلغار کا شکار بنی اور بعد میں سلطنت عباسیہ کے خاتمہ اور بغداد کی تباہی پر منتج ہوئی۔مغلوں اور عثمانی ترکوں کے زمانے میں یہ باطنی تحریکات کسی حد تک دب گئی تھیں لیکن مغربی استعمار کے بعد پھر سے اِن تحریکات میں جان پڑ گئی۔بہائیت بھی باطنی تحریکات کا ہی ایک شاخسانہ ہے۔دوسری طرف ایران، شام اور لبنان اور ایک حد تک عراق اور پاکستان بھی انہی فتنوں کی زد میں ہے۔عرب کے دوسرے علاقے بھی اِن فتنوں کے مضمرات سے محفوظ نہیں۔

قارئین کرام! عصر حاضر میں خودکش حملے ہو رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان بمباروں کا برین

واش کیا جاتا ہے۔یہاں الحسن بن الصباح کے فدائیوں کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔اِن فدائیوں کو مختلف انداز میں تیار کیا جاتا تھا ایک طریقہ یہ تھا کہ بھنگ کے ذریعہ یا عمل تنویم کے ذریعہ اُن کو مدہوش کر کے انتہائی خوبصورت باغوں میں لے جایا جاتا جو پہاڑی قلعوں کے اردگرد کے چشموں کے پانی سے سیراب ہوتے تھے اِن باغوں میں محل نما مکانوں کو ہر قسم کی نعماء نغمہ وسرور، خوبصورت عورتوں اور حسین لڑکوں سے مزین رکھا جاتا اور جن فدائیوں کو اِن میں لایا جاتا اُن کو کہا جاتا کہ یہ جنّتیں اُن کو ملتی ہیں جو امام یا نائب امام کے حُکم کی دِل و جان سے اطاعت کرتے اور اپنی جان پیش کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں، کچھ عرصہ ان باغوں اور محلات میں اُن کو رکھ کر پھر سے بذریعہ عمل تنویم اُن کو باہر لایا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ تو ایک عارضی نظارہ تھا جب تم امام کے حُکم کی تکمیل میں اپنی جان قربان کرو گے تو دائمی طور پر اِن جنّتوں میں تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔غرض اِس طرح کے مختلف طریقوں سے کام لے کر الحسن نے جو دہشت گردی کی نفسیات کا ماہر تھا فدائیوں کے ایسے گروہ تیار کیے جنہوں نے اُس زمانہ کے عظیم علماء، قابل امراء اور عسکری قائدین کو موت کی نیند سُلا دیا اور وہ خود بھی نزاری تحریک پر قربان ہو گئے۔الحسن قلعہ الموت میں رہتا تھا۔

روافض اور معتزلہ کے بعض فرقے جو تناسخ کے قائل تھے درج ذیل ہیں۔

الحایطیۃ: یہ فرقہ احمد بن حایط کا پیرو تھا۔احمد کا شمار معتزلہ میں ہوتا ہے۔اِن کا ایک نظریہ یہ تھا کہ تمام حیوانات بشمول انسان ایک ہی جنس کی اور ایک جیسی رُوح رکھتے ہیں۔ازل میں جو رُوحیں فرمانبردار رہیں اِن کو ہمیشہ کے لیے دارالنعیم میں رہائش ملی اور جن رُوحوں نے نافرمانی کی وہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دی گئیں۔جنہوں نے اللہ کے بعض احکام کو مانا اور بعض کی تعمیل نہ کی انہیں دُنیا میں بھیج دیا گیا۔ہر ایک کو اچھے یا برے اعمال کی مقدار اور نوریت کے مطابق مختلف شکلیں دی گئیں، کوئی انسان بنا، کوئی گھوڑا، کوئی گدھا، کوئی شیر، کوئی سؤر یا کتا اور کوئی پانی کا جانور مچھلی یا مگرمچھ۔جن کے اعمال کسی لحاظ سے اچھے تھے انہیں خوبصورت اور دیدہ زیب جسم ملے اور جن کی برائیاں زیادہ تھیں انہیں برے اور مکروہ قوالب دیے گئے۔

ابو مسلم خراسانی: تناسخ کے بارہ میں ابو مسلم خراسانی کا نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت

تمام ارواح کو پیدا کیا اور اِن سب کو مکلّف بنایا لیکن اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اِن ارواح میں سے کون اطاعت گزار ہوں گے اور کون نافرمانی کریں گے اِس طرح جن ارواح کی تقدیر میں نافرمانی لکھی تھی اِن کو اُن کے مقدرہ اور مفروضہ گناہوں کی نوعیت اور مقدار کے لحاظ سے مختلف جونوں اور قوالب میں ڈالا گیا۔

(الفرق صفحہ ۲۰۸)(اعتقادات الصدوق،معرفتہ اخبار الرجال)

خوارج اور ان کے بڑے ضمنی فرقے

مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں کہ خوارج کی ابتداء دورِ نبوی میں ہی ہو گئی تھی۔بعدازاں دورِ عثمانؓ میں ان کی فکر پروان چڑھی اور پھر دورِ مرتضوی میں ان کا عملی ظہور منظّم صورت میں سامنے آیا۔

امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی خوارج کی تعریف میں لکھتے ہیں:۔

ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا؛خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام کے زمانہ میں خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانہ کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔ (شہرستانی،الملل والنحل صفحہ ۱۱۴)

علامہ ابن نجیم خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:۔

خوارج سے مُراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت اور (نام نہاد) دینی حمیّت ہو اور وہ حکومت کے خلاف بغاوت کریں، یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ کُفر یا نافرمانی کے ایسے طریق پر ہے جو اُن کی خود ساختہ تاویل کی بناء پر حکومت کے ساتھ قتال کو واجب کرتی ہے۔وہ مسلمانوں کے قتل اور اُن کے اموال کو لُوٹنا جائز سمجھتے ہیں۔

مولوی طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب فتنہ خوارج: تاریخی،نفسیاتی،علمی اور شرعی جائزہ میں احادیث نبویہ کی روشنی میں خوارج کی علامات بیان فرمائی ہیں۔چند علامات پیش خدمت ہیں۔

۱۔وہ کفّار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔(بخاری)

۲۔مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔(بخاری)

۳۔غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔(حاکم المستدرک جلد۲)

۴۔عبادت میں بہت متشدد اور غلو کرنے والے (Extremist) ہوں گے۔(المسند)

۵۔ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔(الملل)

۶۔یہ لوگ کم عمر ہوں گے اور دہشت گردی کے لیے دماغی طور پر ناپختہ کم عمر لڑکوں کو استعمال کیا جائے گا۔وہ بڑی اچھی باتیں کریں گے۔

مولوی طاہر القادری مزید لکھتے ہیں:۔وہ بڑی اچھی باتیں کریں گے،دینی نعرے بلند کریں گے اور اسلامی مطالبے کریں گے مگر وہ کردار کے لحاظ سے بڑے ظالم اور گھناؤنے لوگ ہوں گے۔(ابوداؤد)وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہوں گے۔(مسلم)وہ حکومتِ وقت کے خلاف خوب طعنہ زنی کریں گے اور ان پر گُمراہی اور ضلالت کا فتویٰ لگائیں گے۔وہ ناحق خُون بہائیں گے یعنی مسلم اور غیر مسلم کا قتل جائز سمجھیں گے۔(مسلم) یہ(دہشت گرد خوارج) جہنم کے کُتے ہوں گے(ترمذی) وہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔(ترمذی)

معزز قارئین! مندرجہ بالا احادیث کے مطالعے کے بعد کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ ہم بھی ایسے ہی کرداروں کے جُنگل میں ہیں؟ کیا مسلمان ممالک میں ان کی کاروائیاں مسلمانوں کے لیے سوہان رُوح نہیں بن چکیں؟ خاص طور پر پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں بشمول منہاج القرآن میں، کیا خوارج کی علامتیں نہیں پائی جاتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کیا مسلمانوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے پیش نظر ان سے کنارہ کشی اختیار کریں اور آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود و امام مہدی کی ناجی جماعت میں شامل ہونے کے لیے دُعا کریں؟ جب تک دُعا قبول نہ ہو درختوں کی کھوہ یا پہاڑیوں کی چوٹیوں پر چلے جائیں،کم از کم ان تمام فرقوں اور گروہوں سے الگ تھلگ ہو جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آخری دور میں ۷۲ فرقے جہنمی اور ایک جنّتی ہوگا۔

علامہ کعبی خوارج کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔خوارج باوجود باہمی اختلاف کے مندرجہ ذیل باتوں میں متفق ہیں۔

علیؓ،عثمانؓ اور دونوں حکم اور جنگ جمل میں شامل ہو کر علیؓ کے خلاف لڑنے والے اور وہ جو حکم مقرر کرنے کے فیصلہ کو درست مانتے ہیں یہ سب کافر ہیں۔اسی طرح جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ظالم حاکم کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا اور اس سے لڑنا بھی واجب ہے۔یہ تھا خوارج کا

آغاز بعدازاں آہستہ آہستہ یہ باغی گروہ کئی ضمنی فرقوں میں بٹ گیا جن میں سے چند بڑے بڑے فرقے المُحَکّمَۃُ الاولیٰ، الازارقہ، النجدات، الصفریہ، العجاردہ، اباضیہ ہیں۔ العجاردہ کے ذیلی فرقے یہ تھے الخازمیہ، الشیعبیہ، المعلومیہ، المجھولیہ، المعبدیہ، الرشیدیہ، الکرمتہ، الحمزیۃ، الشیبانیہ، الابراھیمیۃ، الواقفیۃ، المیمونیۃ۔ اباضیۃ کے ذیلی فرقے یہ تھے الشبیبیہ، الحارثیۃ، الزیدیۃ، المیومنیہ۔

المُحَکّمَۃُ الاولیٰ: خوارج کا یہ پہلا گروہ ہے جو بحیثیت فرقہ تاریخ کے صفحات پر ریکارڈ ہوا۔ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ بنویتکر کے ایک آدمی نے تحکیم کے فیصلہ کے خلاف بطور احتجاج نعرہ لگایا کہ میں علیؓ، معاویہؓ اور اِن کے مقرر کردہ حکموں سے بیزار اور الگ ہو گیا ہوں۔ اِس قسم کے خیالات کے تقریباً بارہ ہزار لوگ صفین سے واپس آ کر حروراء نامی علاقہ میں جمع ہو گئے۔ حرواء مقام کی وجہ سے ہی خوارج کو حروریّہ کہا جاتا ہے۔ اِن کے استیصال کے لیے حضرت علیؓ نہروان پہنچے۔ جب آپؓ نے اِن سے پوچھا کہ وہ کیوں مخالفت پر آمادہ ہیں؟ جواب دیا گیا کہ جنگ جمل کے شکست خوردہ لوگوں کو غلام بنانے کی اجازت کیوں نہ دی گئی؟ آپؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مسلمان کو غلام بنانا جائز نہیں۔ آپؓ نے ان کو شرمندہ کرنے کے لیے فرمایا اگر میں غلام بنانے کی اجازت دیتا تو عائشہؓ کو کس کے سپرد کرتا۔ (الفرق بین الفرق صفحہ ۵۳) آپؓ کے سمجھانے پر آٹھ ہزار لوگ واپس چلے گئے باقی چار ہزار حضرت علیؓ کی فوج کے ہاتھوں مارے گئے۔ آپؓ کی فوج کے نو سپاہی شہید ہوئے اور نو خارجی بھاگ کر کرسبجتان، یمن، الجزیرہ اور تل موزن وغیرہ علاقوں میں چلے گئے اور خارجی فتنہ کے بیج بوئے۔

الازارقہ: یہ نافع بن الازرق کے پیرو تھے۔ یہ فرقہ گناہ کے مرتکب کو مُشرک قرار دیتا تھا۔ مخالفین کی عورتوں اور بچوں کے قتل کو جائز سمجھتا تھا۔ یہ لوگ رجم کے مُنکر تھے اور صرف عورت پر تہمت لگانے والے کو قذف کی سزا دینے کے قائل تھے۔ نصاب سرقہ کے بھی قائل نہ تھے۔ انہوں نے کئی بار حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شکست دی آخر کا آپؓ کے ساتھی مہلب بن ابی صغراہ نے اُنہیں شکست دی نافع بن الازرق اور اُس کا جانشین مشہور شاعر قطری بن الفجاۃ بھی مارا گیا۔

النجدُات: خوارج کا یہ فرقہ نجدہ بن عامر الحنفی کا پیرو تھا۔ اِس کی فوجوں نے ایک دفعہ مدینہ پر حملہ کر کے لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈیاں بنا کر لے گئے اِن عورتوں میں حضرت عثمانؓ کی ایک

نواسی بھی تھی۔ ایک جنگ میں فتح کے بعد اِس فرقہ کے لوگوں نے مال غنیمت سے خمس نکالے بغیر خرچ کیا اور قیدی عورتوں سے مباشرت کی۔ بعد میں پریشان ہوئے کیونکہ ان کا نظریہ تھا گناہ کا مرتکب دائمی جنمی ہوتا ہے۔ لیڈر نجدہ نے اسے اجتہادی غلطی قرار دیا۔ اِن کا یہ نظریہ بھی تھا کہ جس جرم کی سزا حد ہو اور یہ سزا نافذ ہو گئی ہو تو ایسے سزا یافتہ مجرم کو دائمی عذاب نہیں ہوگا۔ یہ فرقہ بھی باہمی اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوا اور مزید فرقوں میں بٹ گیا۔

الصفویّہ: یہ فرقہ زیاد بن الاصفر کا پیرو تھا۔ اِس فرقہ کے عقائد الازارقہ سے ملتے جلتے تھے۔ یہ مخالفین کے بچوں کے قتل کے قائل نہ تھے۔ یہ کہتے تھے کہ جس جُرم کی سزا بصورت حد نہیں اس کا ارتکاب کُفر ہے اور جن جُرائم کے مرتکب کو حد کی سزا ملی ہو اُسے کافر کہنے کی بجائے اُس جُرم کے نام کی مناسبت سے پکارا جائے گا مثلاً زنا کرنے والے کو زانی، چوری کرنے والے کو سارق کہا جائے گا۔ صفریہ کا ایک لیڈر عمران بن حطان حضرت علیؓ سے شدید بغض رکھتا تھا۔ اُس نے علیؓ کے قاتل کا مرثیہ لکھا تھا۔

العجاردّہ: یہ فرقہ عبدالکریم بن عجر کا پیرو تھا۔ عقائد میں یہ ازارقّہ سے متفق تھا۔ اِن کا نظریہ تھا کہ بالغ ہونے کے بعد ہر انسان کو نئے سرے سے کلمہ پڑھنے کی دعوت دینی چاہیے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اگر وہ یہ بات نہ مانے تو کافر ہوگا اور اگر مان لے تو مومن۔ اِس فرقہ کے نزدیک مخالف مسلمانوں کے اموال بطور غنیمت لُوٹنا جائز نہیں تھا۔ یہ فرقہ دس ضمنی فرقوں میں بٹ گیا تھا۔

الخازمیّہ: یہ عام عقائد میں جماعت اہل سُنّت سے متفق تھا البتہ عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کی تکفیر کرتا تھا۔

الحمزیّہ: یہ فرقہ حمزہ بن اکرک کا پیرو تھا۔ خوارج اور معتزلہ دونوں اِس کو کافر کہتے تھے۔ یہ فتنہ ایک لمبے عرصہ تک خلافت عباسیہ کے لیے دردسر بنا رہا۔ انہوں نے خراسان، کرمان، سجستان اور کوہستان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں (۱۷۹ھ) حمزہ نے بغاوت کی اور مامون الرشید کے عہد میں اِس کے فتنہ نے تباہی مچائی۔ مامون الرشید کے فوجی سردار طاہر بن الحسین نے اِس کی سرکوبی کی۔ حمزہ بھی مارا گیا اور اُس کے ساتھی بھی۔

الشیبانیّہ: یہ فرقہ شیبان بن سلمہ الخارجی کا پیرو تھا۔ ابو مسلم خراسانی کی مدد کرنے پر

اسے خارجی فرقے کافر کہتے تھے۔ بنوامیہ اور کئی خارجی گروہوں کے خلاف ابومسلم خراسانی نے جنگیں لڑی تھیں اور شیبان نے مدد کی تھی۔

الاباضیّہ: یہ فرقہ عبداللہ بن اباض کا پیرو تھا۔ یہ کہتے تھے کہ مخالف مسلمان نہ مومن ہیں نہ مشرک بلکہ کافر ہیں۔تاہم اِن کی شہادت مقبول ہے اور اِن کے خُون حرام ہیں نیز اِن سے نکاح جائز ہے اور باہمی توارث بھی درست ہے اور اِن کے اموال لوٹنا جائز نہیں تاہم اِن کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ میں لیے جاسکتے ہیں۔اباضیہ کئی فرقوں میں بٹ گئے تھے۔اِن میں باہمی تکفیر اور تفرقہ بازی کی تصویرکشی یہ واقع کرتا ہے۔ایک اباضی خارجی ابراہیم نے کچھ لوگوں کو دعوت پر گھر بلایا۔اُس نے اپنی لونڈی کو کسی کام سے بھیجا،اُس نے واپس آنے میں دیر کردی،ابراہیم کو بہت غصہ آیا اُس نے قسم کھائی کہ وہ اِس لونڈیا کو بدوؤں کے پاس بیچ دے گا۔ایک مہمان میمون نے اعتراض کیا کہ ایک مومن لڑکی کو کافروں کے ہاتھ بیچنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ابراہیم نے اصرار کیا کہ یہ جائز ہے۔اس مسئلہ پر کچھ مہمان غیر جانبدار رہے۔ابراہیم کے حمائتی ''ابراہیمیہ'' کہلائے اور میمون کے حمائتی ''میمونیہ'' کہلائے (میمونیہ فرقہ اس فرقے سے الگ ہے)اور غیر جانبدار''واقفیہ'' کہلائے۔ یہ سب ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے۔اباضیہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر فرقے کا قائد گناہ کا مرتکب ہوا اور لوگ اسے قیادت سے برطرف نہ کریں تو وہ قائد اور اس کے متبع سب کے سب کافر ہو جائیں گے۔

الشبیبیہ: یہ بھی اباضی خوارج کا ہی ایک ذیلی فرقہ ہے۔اِس فرقہ کا بانی شبیب بن یزید الشیبانی تھا۔حجاج بن یوسف کی فوج کے ہاتھوں ندی میں ڈوب مرا۔اِس کے بعد اس کی بیوی غزالہ کو لیڈر بنایا گیا مگر وہ اور اُس کی والدہ بھی ماری گئی۔یہ فرقہ کہا کرتا تھا کہ حضرت عائشہؓ کا جنگ جمل میں فوجوں کی قیادت کرنا قرآن کے احکام کی خلاف ورزی ہے،مگر خود اس فرقہ نے شبیب کی بیوی اور ماں کو فوجوں کا لیڈر بنایا۔

الحفصة: یہ غلو پسند خارجی فرقہ اباضی خوارج کا ذیلی فرقہ تھا۔ یہ فرقہ علیؓ کے بغض میں دیوانگی کی حد تک بڑھا ہوا تھا۔اِس فرقہ کا یہ نظریہ تھا کہ جسے معرفت الٰہی حاصل نہیں وہ مشرک ہے اور جسے معرفت الٰہی تو حاصل ہو لیکن وہ آنحضرتﷺ اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

المیمونیة: یہ ابراہیم اور اس کی لونڈی والے واقعے والا میمون نہیں ہے۔ یہ میمون وہ ہے جس کا جھگڑا شعیب خارجی سے قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہوا تھا اور جس کی وجہ سے دوفرقے شعبیہ اور میمونیہ بن گئے۔یہ کہتے ہیں کہ پوتیوں اور نواسیوں سے نکاح جائز ہے کیونکہ ان کی حرمت کا ذکر قرآن میں نہیں۔ یہ بھی کہتے تھے کہ مشرکین کے بچے جنّت میں جائیں گے نیز یہ فرقہ اس کا بھی قائل تھا کہ سورة یوسف قرآن کا حصہ نہیں کیونکہ یہ ایک عشقیہ داستان ہے۔

معتزلہ اور ان کے فرقے

بنیاد کے لحاظ سے اِن کے تین بڑے فرقے ہیں معتزلہ قدریہ،معتزلہ جبریہ اور معتزلہ مرجیئہ۔ چونکہ اکثریت قدریہ کی ہے اس لیے بالعموم قدریہ کو ہی معتزلہ سمجھا جاتا ہے۔معتزلہ قدریہ کے مندرجہ ذیل فرقے تھے۔

الواصلیہ: یہ فرقہ واصل بن عطا معتزلی کا پیرو تھا۔کہا جاتا ہے کہ واصل پہلا شخص تھا جسے معتزلی کہا گیا۔ کہتے ہیں واصل حسن بصریؒ کا شاگرد تھا۔ اِسے اختلاف پیدا ہوا تو اُس نے مسجد کے ایک کونہ میں اپنا الگ حلقہ درس بنا لیا۔ اِس پر حسن بصریؒ نے فرمایا "**اعتزل عنا**" یعنی اِس نے ہم سے علیحدگی اختیار کر لی۔ یہاں سے اس کا نام معتزلی یعنی الگ ہونے والا مشہور ہو گیا۔

یہ کہتے تھے اُمّت مسلمہ کا جو شخص گناہ اور نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے وہ مومن ہے اور نہ کافر بلکہ وہ فاسق ہے۔ اگر اُس نے مرنے سے پہلے توبہ نہ کر لی تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ واصل کہتا تھا کہ حضرت علیؓ اور اُن کے حامی بمقابلہ حضرت طلحہؓ وحضرت زبیرؓ وحضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی اِن دونوں گروہوں میں سے ایک گروہ لاعلی التعیین فاسق ہے۔ اگر اِن دونوں گروہوں کا ایک ایک شخص گواہی دے تو قاضی کو چاہیے کہ رَد کر دے کیونکہ ان میں ایک لازماً فاسق ہے۔ اگر ایک ہی گروہ کے دو آدمی مل کر گواہی دیں تو اِن کی گواہی مقبول ہوگی۔ کیونکہ یہ یقین نہیں کہ یہی لازماً فاسق ہے۔ (الفرق ۸۳)

الھُذَلِیّہ: یہ فرقہ ابوالہذیل کا پیرو تھا۔ یہ قبیلہ عبدالقیس کا مولیٰ تھا۔ اِن کا نظریہ تھا اللہ تعالیٰ کے سارے مقدورات یعنی ساری کائنات بشمول جنّت دوزخ فنا ہو جائیں گے اور خُدا اُن کے

اعادہ پر قادر نہ ہوگا۔ یہ ایک سکون کا دور ہوگا جس میں سب کچھ حالت سکون میں ہوگا۔ (الفرق صفحہ ۸۵) اگلے جہان میں جنتی اور دوزخی دونوں اپنے اپنے افعال پر مجبور محض ہوں گے یعنی جنتی کھانے پینے اور عیش اڑانے پر مجبور ہوں گے اور دوزخی چیخنے چلاّنے اور واویلا کرنے پر مجبور ہوں گے۔ وہاں اُن کی مرضی نہیں چلے گی بلکہ یہ سب کچھ اِن سے خُدا تعالیٰ کرائے گا جبکہ جہمیہ فرقہ اسی دُنیا میں اس قسم کے جبر کا قائل ہے اِس کے نزدیک انسان بلکہ ہر چیز مجبور محض اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں کھلونا ہے۔ اِسی نظریہ کی وجہ سے اِس فرقہ کو جبریہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں تقرب الٰہی کی نیّت نہ بھی ہو تب بھی اچھے کام کرنے والوں کو ثواب ملے گا اور ایسا کرنے والے کو مطیع اور فرمانبردار کہا جاسکتا ہے۔ (الفرق صفحہ ۸۸)

النظامیہ: یہ فرقہ ابواسحاق بن سیار النظام معتزلی کا پیرو تھا۔ نظام ابوالہذیل کا بھانجا اور عجمی النسل تھا۔ اِس فرقے کا نظریہ ہے کہ جو باتیں انسان کی بہبود اور اس کی مصلحت سے تعلق رکھتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ عادل ہے۔ نظام کے نزدیک نعیم الجنت میں سے ایک ذرہ بھی کم نہیں ہوسکتا اور جہنمیوں کے عذاب میں سے ایک ذرہ کا بھی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن کو دوزخ میں نہیں ڈال سکتا مثلاً ایک بچّہ دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہے وہ خود دوزخ میں کود سکتا ہے فرشتے اسے دوزخ میں دھکا دے سکتے ہیں لیکن خُدا ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اس کی صفت عدل کے خلاف ہے۔ اسی طرح وہ نہ بینا کو اندھا کرسکتا ہے اور نہ تندرست کو لولا۔ اِس کے برعکس بصری معتزلہ کہتے ہیں کہ خُدا قادر مطلق ہے۔ نظام کا یہ بھی نظریہ تھا کہ ایک جنس بیک وقت دو متضاد کام نہیں کرسکتی مثلاً یہ ممکن نہیں کہ آگ گرم بھی کرے اور ٹھنڈا بھی۔ نظام کے نزدیک خُدا معاً مصدر خیر و شر نہیں ہوسکتا۔ ان کے نزدیک ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک جسم آناً فاناً ایک جگہ سے بیسویں جگہ تک درمیانی حصوں کو عبور کیے بغیر پہنچ جائے اور بغیر اس کے کہ وہ پہلے مکان سے مفقود ہو دوسرے مکان میں جا موجود ہو۔ اسی طغرہ کے نظریہ کے مطابق بعض صوفیاء جائز سمجھتے ہیں کہ ایک شخص دو مکانوں میں خواہ وہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں بیک وقت موجود نظر آسکتا ہے۔ (بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ ایک شخص بہت سی جگہوں پر بیک وقت موجود ہوسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بیک وقت بہت ساری جگہوں پر موجود ہوتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ ہزاروں مقامات پر بیک وقت موجود ہوسکتے ہیں) نظام کہتا تھا کہ ساری کائنات جنّ و انس، چرند پرند

بیک وقت پیدا ہوئے۔ انسان کے ساتھ بچھو، سانپ، مکھیاں، کیڑے مکوڑے غرض ہر قسم کے چرند پرند جنّت میں جائیں گے وہاں ان سب کا درجہ فضل و احترام کے لحاظ سے برابر ہوگا۔ نظام دوسرے معجزات کا منکر تھا اور قرآن کو بھی معجزہ نہ مانتا تھا۔

العمریۃ: یہ فرقہ معمر بن عباد کا پیرو تھا۔ معمر کا نظریہ تھا کہ اعراض کو خُدا نے پیدا نہیں کیا بلکہ ان کا ظہور طبعی ہے یعنی یہ اجسام کی طبیعت کے تقاضہ ہیں۔ گویا موت و حیات اور دوسرے اعراض جسم کے طبعی تقاضے اور کوائف ہیں اس لیے خُدا نہ محی ہے اور نہ ممیت۔ اعراض لامتناہی ہیں۔ معمر کے نزدیک انسان صرف رُوح کا نام ہے جسم انسانی رُوح سے زائد چیز ہے۔ جزا سزا بھی رُوح کو ملے گی۔

الثمامیۃ: یہ فرقہ ثمامۃ بن اشرس النمیری کا پیرو تھا۔ ثمامہ مامون الرشید معتصم اور واثق کے عہد میں حکومت کا مانا ہوا لیڈر اور درباری تھا۔ اسی نے مامون الرشید کو اُکسایا تھا کہ جو لوگ خلق قرآن کے عقیدہ کو نہیں مانتے اِن پر سختی کی جائے۔ یہ کہتا تھا کہ جاہل، دیوانے اور مجذوب ایسے جہلا خُدا کی معرفت کے اہل نہیں اِس لیے دوسرے حیوانوں کی طرح ان کا حشر بھی نہیں ہوگا بلکہ وہ فنا ہوکر نابود ہو جائیں گے یہی حال نابالغی میں مرنے والے بچوں کا ہوگا کیونکہ جن کا کوئی عمل نہیں ان کا حشر لغو اور بے معنی ہوگا۔ ثمامہ نے واثق کے ذریعہ ایک بزرگ احمد کو خلق قرآن کا نظریہ رکھنے پر قتل کروادیا۔ بعد میں واثق کو افسوس ہوا۔ اُسے تسلی دینے کے لیے ترغیب دینے والوں نے کہا کہ اگر یہ غلط ہوا ہے تو خُدا ہمیں اس اِس طریق پر قتل کرے۔ ہر ایک نے جو طریق اپنی موت کے لیے تجویز کیا وہ اُسی طرح پر ہلاک ہوا۔ ثمامہ کو مکّہ میں قتل کرکے اِس کی نعش حرم کے باہر پھینک دی۔ جہاں کُتّے اور گِدھ اسے کھا گئے۔

الجاحظیہ: یہ فرقہ عمرو بن بحر الجاحظ کا پیرو تھا۔ اِس کا نظریہ تھا کہ عجمی عربوں سے افضل ہیں۔ جاحظ کا خاص نظریہ یہ تھا کہ انسان کے جملہ افعال اس کے طبعی تقاضے ہیں۔ اِس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر انسان کو سزا کیوں مل سکتی ہے۔ کیا کسی انسان کو اس بناء پر سزا دی جاسکتی ہے کہ وہ کالا کیوں ہے، وہ لمبا کیوں ہے، وہ موٹا کیوں ہے؟ (الفرق صفحہ ۱۳۰)

الکعبیہ: یہ فرقہ ابوالقاسم عبداللہ الکعبی البلخی کا پیرو تھا۔ کعبی کا نظریہ تھا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کا ارادہ کیا تو یہ ایسے ہی ہے جیسا قرآن کریم میں آیا ہے۔ **جداراًیرید**

ان یقض یعنی اس قسم کے استعمالات مجاز اور استعارات ہیں۔نظام معتزلی کا بھی یہی نظریہ تھا جبکہ باقی سب معتزلہ کہتے ہیں کہ خُدا کا ارادہ ایک حقیقت مئوثرہ ہے تاہم وہ حادث ہے۔اہل سنّت کے نزدیک ارادۃ اللہ ایک حقیقت بھی ہے اور ازلی اور ابدی بھی۔ (الفرق صفحہ۱۳۴)

الجبائیہ: یہ فرقہ ابو علی الجبائی کا پیرو تھا۔اس کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''مطیع'' بھی ہے یعنی وہ اپنے بندوں کی اطاعت کرتا ہے ان کے کام کرتا اور دُعائیں قبول کرتا ہے۔یہ بھی مانتا تھا کہ خُدا کی ایک صفت ''محبل'' بھی ہے یعنی وہ عورتوں کا حاملہ کرتا ہے۔

البھشمیہ: یہ فرقہ ابو ہاشم الجبائی کا پیرو تھا۔ابو ہاشم کا عقیدہ تھا کہ جُرم کے عملی ارتکاب کے بغیر بھی انسان مستوجب سزا ہوسکتا ہے۔مثلاً ایک شخص نماز پڑھنے پر قادر تھا، سارے وسائل مہیا تھے اور وہ نماز ادا کرنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ اجل نے اُسے آلیا تو یہ شخص ترک نماز کی سزا پائے گا۔کیونکہ قدرت کے باوجود اُس نے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ابو ہاشم کہتا تھا کہ اسباب وشروط بجائے خود عبادت نہیں۔معتزلہ کے اور بھی غیر اہم ضمنی فرقے ہیں۔جن کی کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو قابل بیان ہو۔

اَلجَبریّہ فرقے

معتزلہ کا یہ حصہ قدَر کی بجائے جبر کا قائل ہے۔اس فرقہ کا نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنے افعال اور اعمال میں خود مختار نہیں بلکہ وہ مجبور محض ہے۔خُدا جس طرح چاہتا ہے کرواتا ہے۔جبریہ کے ضمنی فرقے یہ ہیں۔الجُھمیّہ ،النّجاریّہ،البکریّہ،الضَّراریّہ۔

الجَھمیّہ: یہ فرقہ جھم بن صفوان کا پیرو تھا۔یہ پہلا معتزلی ہے جس نے خلق قرآن کا عقیدہ ایجاد کیا۔اِس کا نظریہ تھا انسان مجبور محض ہے،خُدا کے ہاتھ میں ایک کھلونا ہے۔جھم کے نزدیک جنّت و دوزخ فانی ہیں۔جھم بنواُمیہ کے خلاف کئی جنگیں لڑا اور آخر انہی جنگوں میں مارا گیا۔آج کل جھم کے پیرو نہاوند میں پائے جاتے ہیں۔اکثر اہل سُنّت میں شامل ہوگئے ہیں۔

النّجاریّہ: یہ فرقہ حسین بن محمد النجار کا پیرو تھا۔اس کا عقیدہ تھا کہ افعال،العباد کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اکتساب بجائے خود ایک فعل ہے۔کائنات میں وہی کچھ ہوتا ہے جس کا خُدا ارادہ کرے اور

جو چاہے۔کہتا تھا کہ گناہ گار کی مغفرت ہوسکتی ہے۔نجار کے نزدیک اعراض کی دو قسمیں ہیں۔ایک وہ جو جسم کا حصہ اور اس کی جُز ہیں۔مثلاً رنگ، بُو اور مزہ، یہ خُدا کے مقدور نہیں بلکہ طبعی ہیں۔دوسری قسم کے اعراض وہ ہیں جو کبھی ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے۔مثلاً علم، جہالت، حرکت، سکون، قیام، قعود اس قسم کے اعراض جسم کا حصہ اور صفت کی جُز نہیں اس لیے وہ مقدور ہیں۔نجاریہ کے کئی ضمنی فرقے تھے مثلاً بَرغوثیّہ، زَعفَرانیّہ وغیرہ۔بَرغوثیّہ کے نزدیک طبعی افعال بھی خُدا کی مخلوق اور اس کے اختیار سے ہیں۔اہل سُنّت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔اگر کوئی چیز اوپر سے نیچے کی طرف گرتی ہے تو معتزلہ کے نزدیک یہ جسم کا طبعی تقاضہ ہے۔لیکن برغوثیہ اور اہل سُنّت کہتے ہیں کہ خُدا نے اسے نیچے گرایا ہے۔اس طرح اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو مارتا ہے اور اسے درد ہوتا ہے یا اس کا کوئی عضو کٹ جاتا ہے تو دراصل مار، درد اور کٹنا یہ خُدا کا فعل ہے گویا خُدا نے اسے مار دیا، درد پیدا کی یا عضو کاٹ دیا۔

البَکریّہ: یہ فرقہ بکر بن اُخت عبدالواحد بن زیاد کا پیرو تھا۔اس کا نظریہ تھا کہ قیامت کے دن خُدا اپنی ایک صورت اختیار کرے گا اور اسی صورت میں وہ بندوں کو نظر آئے گا اور اُن سے ہم کلام ہو گا۔بِکر کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب کو مسلم، مومن، منافق، مکذب سب کچھ کہا جاسکتا ہے اور وہ دائمی جہنمی ہے۔اِس کے خیال میں پیاز اور لہسن حرام ہے اور پیٹ میں گڑگڑ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

الضَّراریّہ: یہ فرقہ ضرار بن عمرو کا پیرو تھا۔یہ کہتا تھا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک ''چھٹی حِس'' عطا کرے گا۔جس کی وجہ سے وہ اسے دیکھ سکیں گے۔

مرجیئہ فرقے

مرجیئہ مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جو اعمال کو جزو ایمان نہیں مانتا بلکہ زائد الایمان تسلیم کرتا ہے۔مرجیئہ کی تین قسمیں ہیں۔ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ ایمان تصدیق اور اقرار باللسان کا نام ہے۔رہے اعمال تو ایمان سے اِن کا کوئی خاص تعلق نہیں۔نیز انسان اعمال میں مختار اور آزاد ہے۔دوسرے گروہ کا نظریہ ایمان کی تعریف کے بارے میں وہی ہے جو پہلے گروہ کا ہے لیکن وہ اعمال اور افعال میں انسان کو مختار اور آزاد نہیں مانتا بلکہ مجبور سمجھتا ہے۔یہ گروہ وہ ہے جو قدر اور جبر کا قائل نہیں۔یہ کہتے ہیں کہ ایمان نہ ہو تو نجات ممکن نہیں، لیکن اگر عمل نہ ہو تو نجات ممکن ہے اللہ چاہے تو ایسے شخص کو جنّت میں لے جائے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں نہ اِس میں فرق مراتب ہے۔اَی **اِنّ الایمانَ لا یزیدُ ولا یَنقُصُ ولا یتفاضلُ الناس فیه۔** اسی نظریہ کو اپنانے کی وجہ سے بعض نے امام ابوحنیفہؒ کو مرجیئہ کہا ہے۔جبکہ عام محدثین کا نظریہ یہ ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ اور جزو ہیں اور **الایمان یزید و ینقص و یتفاضل الناس فیه۔**

الکرامیه: یہ فرقہ ابوعبداللہ محمد بن کرام سجستانی کا پیرو تھا۔مشہور فاتح ہند محمود غزنوی بھی کرامیہ فرقہ سے عقیدت رکھتا تھا۔اِس فرقہ کے کئی ذیلی گروہ ہیں مثلاً حقالیہ،طرائقیہ،اسحاقیہ یہ سب ضمنی گروہ بعض اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کو کافر نہیں کہتے۔اِس لیے یہ اِس لحاظ سے ایک ہی فرقہ کی ذیلی شاخیں ہیں اور اِن کا بطور الگ الگ ذکر چنداں ضروری نہیں۔ابن کرام کے مخصوص نظریات یہ تھے۔ا۔خُدا کا جسم ہے۔ اِس کا جو حصہ عرش سے متصل اور ملاتی ہے وہ محدود ہے ، البتہ باقی اطراف سے خُدا لامحدود ہے۔۲۔خُدا جوہر ہے،اہل سُنّت خُدا کو جوہر سے بالا سمجھتے ہیں۔۳۔خُدا محل حوادث ہے یعنی اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ازل میں ایسا نہیں تھا ایسا تب سے ہونے لگا جب خُدا نے تخلیق کا ارادہ کیا اور آئندہ خُدا کبھی تغیرات،حوادث اور اعراض سے خالی نہ ہوگا۔۴۔قرآن جو کلام اللہ ہے نہ مخلوق ہے اور نہ محدث۔۵۔ابن کرام افلاک اور کواکب کو غیر فانی مانتا تھا۔اللہ ہمیشہ سے رزاق اور خالق ہے۔٦۔ابن کرام کا کہنا تھا کہ خُدا ایسے بچے کو نابالغی میں نہیں مار سکتا جس کے بارے میں اسے علم ہو کہ وہ نیک ہوگا۔کیونکہ ایسے بچے کو مار دینا اس کے حکیم ہونے کی صفت کے خلاف ہے۔۷۔نبوۃ اور رسالت دوسرے ملکات کی طرح ایک ملکہ ہے جس میں یہ ملکہ ہو اسے نبی اور رسول بنانا اللہ تعالیٰ پر واجب اور فرض ہے۔ (الفرق بین الفرق،فرق الشیعہ)

معزز قارئین! مندرجہ بالا مضمون جناب ملک سیف الرحمان صاحب (مرحوم) کے مضمون اُمّت مسلمہ کے مختلف فرقے سے ماخوذ ہے۔خُدا تعالیٰ ملک صاحب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے آمین۔

معزز قارئین! یہ تھی اسلامی فرقوں کی مختصر کہانی۔ یہ کہانی کا وہ حصہ تھا جو گزر چکا ہے مگر اس کہانی کے کرداروں کے افعال اور اقوال کی جھلک نئی کہانی کے جدید مذہبی اداکاروں میں بلکہ یہ کہنا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی مسخروں میں دیکھ سکتے ہیں۔آئندہ صفحات میں جدید فرقوں اور گروہوں کا ذکر ہوگا۔جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ پرانے پوسٹر کو نئے رنگوں سے سجایا گیا ہے۔اور لوگ اِن کے ظاہری رنگوں سے متاثر ہو کر سرابوں میں جنّت ڈھونڈ رہے ہیں۔اکثر لوگ پُرفریب صحراؤں میں بھٹک بھٹک کر مَر رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو نخلستان کے باغات اور ٹھنڈے پانی سے لُطف اندوز ہونے کی سعادت حاصل کر پاتے ہیں۔آج ہم مذہب کی دُنیا میں خُدا کی لازوال ہستی کو ایسی ہستی کے طور پر پاتے ہیں جو نہ بول سکتا ہے اور نہ سُنتا ہے۔بدقسمتی سے اسلام کے نام نہاد ٹھیکیدار مولوی حضرات نے عام مسلمانوں کو بھی یہ باور کروا دیا ہے کہ وہ خُدا جو پہلے بولتا بھی تھا اور سُنتا بھی تھا اب اِن صفات کا حامل نہیں رہا اِس عقیدے نے حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بعد اُس وقت راہ پائی جب بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے خُدا سے اطلاع پا کر نبوّت کا دعویٰ فرمایا،خُدا نے آپ سے بکثرت کلام فرمایا۔آپؑ نے اللہ سے علم پا کر غلط عقائد اور بدعات کی سرکوبی کی،اور بڑے زور سے اعلان فرمایا کہ خُدا کی تمام صفات لازوال اور غیر فانی ہیں وہ اب بھی بولتا ہے اور سُنتا ہے۔بانی جماعت احمدیہ کا یہ فرمانا کوئی اجنبی بات نہ تھی زمانہ قریب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ کے الہامات شائع ہو چکے تھے اور دونوں عظیم بزرگان نے اللہ سے الہام پا کر مجدد ہونے کا دعویٰ بھی فرمایا اور قبولیت دُعا کے نمونے بھی دکھائے۔حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ کے الہامات بھی شائع ہو چکے تھے۔بانی جماعت احمدیہ جن کا دعویٰ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جس مہدی و مسیح موعود نے آخری زمانہ میں آنا تھا وہ میں ہوں۔حسبِ روایت مولوی حضرات نے آپؑ کی شدید مخالفت کی جس کے نتیجے میں مولوی کے گلے میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا طوق اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا اور گزشتہ تقریباً ایک سو پچیس سال سے قعرِ مذلت میں گرتے چلے جا رہے ہیں،اور وہ خوش نصیب جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو حرزِ جان بنایا وہ خُدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث قرار پائے۔ **وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ۔** اور اللہ فساد کرنے والے کا اصلاح کرنے والے سے فرق جانتا ہے۔(سورۃ البقرہ آیت ۲۲۱) ہر شخص دونوں طبقوں میں فرق کو باآسانی ملاحضہ کر سکتا ہے۔ایک طرف کے حضرات سے خُدا تعالیٰ بولتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے اور دوسرے طبقے کے لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسا ہونا ممکن نہیں خُدا

تو اب نہ بولتا ہے نہ سنتا ہے۔یقیناً اللہ تعالیٰ اُن سے کلام نہیں کرتا اور نہ اُن کی دُعائیں سُنتا ہے جو اپنے نفس کے غلام ہوں، جن کی تمام توانائیاں دُنیا کے حصول کے لیے خرچ ہوں اور جنہوں نے دین کو اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لیے اپنایا ہو۔۔

جناب محمد راغب الحسن کی کتاب مہجور القرآن کے صفحہ ۲۷ سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

جب القرآن کو مہجور بنا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے دین کی خود تصوراتی تشکیل کر لی گئی، وہ بھی اس انداز میں کہ ہر فرقے اور ہر گروہ کا رسول الگ الگ دکھائی دیتا ہے، تو ذلّت وخواری، پستی اور محکومی کے باقی ماندہ اسباب تو ازخود مہیا ہوتے چلے گئے۔ ملّت کی تقسیم در تقسیم ہوتی چلی گئی اور ہنوز ہوتی چلی جا رہی ہے۔ فرقوں پر فرقے، سیاسی فرقے، مذہبی فرقے، فقہوں کا ہجوم، اہل طریقت کے دیو مالائی فلسفے، تقلید آباء کی دُھن، ہر گروہ اپنے حال میں مست تیزی سے نیچے ہی نیچے لڑھکتا چلا جا رہا ہے۔ ہر آستانے سے، ہر بارگاہ سے، ہر عبادت خانے سے ایک ہی صدا سُنائی دیتی ہے کہ ہم تو اُسی پر کاربند رہیں گے جس پر ہمارے بزرگ رہے ہیں، خواہ اُن کے بزرگ عقل سے عاری اور ہدایت سے بے بہرہ ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ (آیت ۱۷۰ سورۃ ۵) پھر اللہ فرماتا ہے (کہتے ہیں) ہمارے لیے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو چلتے ہوئے دیکھا ہے، خواہ اِن کے بزرگ نہ تو کسی بات کا علم رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پر رہے ہوں۔ (آیت ۱۰۴ سورۃ المائدہ)

برصغیر میں اسلامی فرقے

معزز قارئین! برصغیر پاک و ہند دُنیا کا وہ علاقہ ہے جس میں بے شمار اسلامی فرقے پائے جاتے ہیں۔ اہل سُنّت مقلد اور غیر مقلد، اہل حدیث اور اہل تشیع کے ذیلی گروہوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمان مسلسل ذلّت اور رُسوائی کی دلدل میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔

مقلد حضرات امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی تقلید کو ضروری خیال کرتے ہیں، مقلد حضرات اس قدر پُرتعصّب اور پُرتشدد ہیں کہ غیر مقلد حضرات کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اسی طرح غیر مقلد بھی اسی طرح کے غیر اسلامی خیالات رکھتے ہیں۔

مسلمانوں کے فقہی مکاتب فکر کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی وفات سے تقریباً سو ڈیڑھ سو سال بعد ہوا۔ فقہی مکاتب فکر کی تعداد چار ہے۔ یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ حنفی مکتب فکر کے بانی حضرت امام ابوحنیفہ بن ثابتؒ ہیں آپ ۸۰ ہجری بمطابق ۶۹۹ء کو بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ آپ کے پیروکاروں کی تعداد دُنیا میں کم وبیش چونتیس کروڑ ہے۔ عراق، شام، ترکی، افغانستان، ایران، ترکستان، چیچنیا، سودیت یونین، سودیت یونین کی دیگر ریاستیں، انڈونیشیا، پاکستان، چین ہندوستان، برما اور سیلون میں اس مکتبہ فکر کا اثر ہے۔ امام ابوحنیفہؒ ۱۵۰ ہجری بمطابق ۷۶۷ء کو کوفہ میں فوت ہوئے۔

مالکی فقہ کے بانی حضرت امام مالک بن انس ابن مالکؒ ہیں آپؒ ۹۳ ہجری بمطابق ۷۱۲ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے آپؒ کے پیروکاروں کی تعداد کم وبیش ساڑھے چار کروڑ ہے۔ ان کے فقہ پر عمل کرنے والے حجاز، مصر، شام، لبنان، اندلس، شمالی ومغربی افریقہ کے بعض حصوں میں آباد ہیں۔ حضرت امام مالکؒ نے ۱۷۹ ہجری بمطابق ۷۹۵ء کو مدینہ میں وفات پائی۔

شافعی فقہ کے بانی امام محمد بن ادریس شافعیؒ ہیں۔ آپؒ ۱۵۰ ہجری بمطابق ۷۶۷ء کو غزہ یا فلسطین میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے پیروکاروں کی تعداد کم وبیش ۱۰ کروڑ ہے۔ اور حلقہ اثر مصر، سوڈان، لیبیا، شمالی افریقہ، ملایا اور ہندوستان میں ہے۔ آپؒ نے ۲۰۴ ہجری بمطابق ۸۲۱ء مصر میں وفات پائی۔

حنبلی فقہ کے بانی حضرت ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل ۱۶۴ ہجری بمطابق ۷۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے پیروکاروں کی تعداد کم وبیش دس کروڑ ہے اور حلقہ اثر نجد، حضرموت، یمن، حجاز، فلسطین اور آل سعود میں ہے۔ آپؒ ۲۴۱ ہجری بمطابق ۸۵۵ء کو بغداد میں فوت ہوئے۔ ان چاروں بزرگوں کو ماننے والے مقلد کہلاتے ہیں۔ (بحوالہ نام نہاد اہل حدیث یا شیعہ از مولانا فضل الرحمان دھرم کوٹی)

قارئین کرم: ان چاروں مسالک میں فقہی مسائل میں شدید **اختلاف** پایا جاتا ہے۔ یہاں چند امثال پیش خدمت ہیں۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ اس پر فقہا کا اتفاق ہے کہ اپنی فرج کو ہاتھ کے علاوہ کسی اور عضو سے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی اپنا ذَکر اپنے ہاتھ سے چھوئے تو ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں مطلق وضو نہیں ٹوٹے گا، اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں ہتھیلی میں پکڑنے

سے ٹوٹے گا، اوپر والے حصے سے چھونے سے نہیں ٹوٹے گا خواہ شہوت ہو یا بلا شہوت ہو۔ اور احمدؒ سے یہ مشہور ہے کہ ہتھیلی کے اندرونی حصے اور بیرونی حصے، دونوں سے ذَکر کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۲۲۷)

بی اے اسلامیات کی نصابی کتاب کے مسئلہ نمبر ۹۶ کے تحت لکھا ہے کہ ابوحنیفہؒ کے نزدیک فرض نماز کی صرف پہلی رکعتوں میں قرات فرض ہے لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک تمام رکعات میں قرآت فرض ہے۔ امام مالکؒ پہلی تین رکعتوں میں قرآت فرض قرار دیتے ہیں۔ جبکہ امام حسن بصریؒ کے نزدیک صرف پہلی رکعت میں۔

جہاں تک نماز جُمعہ کا تعلق ہے، اس کے متعلق مسئلہ نمبر ۱۳۹ کے تحت تحریر ہے 'دیہات میں جُمعہ جائز نہیں' یہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے۔

اس سلسلہ میں مسئلہ نمبر ۱۴۰ یہ ہے: جُمعہ صرف سُلطان پڑھا سکتا ہے یا وہ عالم جو سُلطان کی طرف سے جُمعہ پڑھانے کے لیے مامور ہو، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک جُمعہ سُلطان کے اِذن کے بغیر بھی منعقد ہوسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۴۱ ہے کہ جُمعہ ظہر کے وقت جائز ہے اور اِس کے بعد نہیں، امام حنبلؒ کے نزدیک جُمعہ زوال سے پہلے بھی جائز ہے۔

پھر مسئلہ ۱۱۳ کے تحت تحریر ہے کہ سجدہ تلاوت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک پڑھنے اور سُننے والے کے لیے سُنّت ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

حاضرین میں سے جس شخص نے سجدہ کی آیت نہ سُنی اُس کے لیے سجدہ کرنا تینوں اماموں کے نزدیک ضروری نہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضروری ہے۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قرآن کریم میں کُل چودہ سجدے ہیں۔ اِن کے نزدیک سورۃ حج میں دو سجدے ہیں۔ اور سورۃ ص میں سجدہ نہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ سورۃ حج میں صرف پہلے سجدے کو تسلیم کرتے ہیں، اِن کے نزدیک سورۃ ص میں بھی سجدہ ہے۔ (مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر)

اِس کتاب میں اِس قسم کے تقریباً ۱۵۰ مسائل درج ہیں جن کے پڑھنے کے بعد شاید ہی کوئی

طالب علم یہ فیصلہ کر سکے کہ عملی زندگی میں اسے کون سی بات صحیح تسلیم کر لینی چاہیے۔ اسی لیے جنگ ادارے میں یہ فقرہ لکھا تھا کہ ''مذہبی اور اخلاقی اقدار کے بارے میں عُلماء متفق نہیں۔

درندوں اور شکاری پرندوں کے معاملے میں امام ابوحنیفہؒ مطلق حُرمت کے قائل ہیں۔ امام مالکؒ درندوں کو حرام سمجھتے ہیں مگر شکاری پرندوں مثلاً کرگس، عقاب، گدھ وغیرہ کو حلال قرار دیتے ہیں، خواہ وہ مردار کھاتے ہوں یا نہ کھاتے ہوں۔ امام اوزاعی صرف گدھ کو مکروہ سمجھتے ہیں باقی ہر قسم کے پرندے ان کے نزدیک حلال ہیں۔ لیث بلی کو حلال سمجھتے ہیں اور بجّو کو مکروہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک صرف وہ درندے جو انسان پر حملہ کرتے ہیں یا وہ شکاری پرندے جو انسان کے پالتو جانوروں پر حملہ کرتے ہیں حرام ہیں بجّو اور لومڑی اس تعریف میں نہیں آتے۔

ابوحنیفہؒ تمام حشرات الارض کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ ابن ابی لیلیٰؒ ذبح کی شرط پر سانپ کو کھانا حلال سمجھتے ہیں۔ امام مالک کی بھی یہی رائے ہے اور اوزاعیؒ ذبح کی شرط کو بھی اُڑا دیتے ہیں۔ لیثؒ کے نزدیک خار پشت جائز ہے۔ مالکؒ کے نزدیک مینڈک جائز ہے۔ شافعیؒ کہتے ہیں اہل عرب بجّو اور لومڑی کھاتے تھے اس لیے یہ دونوں حلال ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص حصہ سوم صفحہ ۲۰، ۲۱ بحوالہ رسائل ومسائل از مودودی صفحہ ۷۱، ۷۲)

حنبلیوں اور حنفیوں میں سورۃ بنی اسرائیل کی ایک آیت پر فتنہ وفساد برپا تھا۔ شافعیوں اور حنبلیوں میں وجہ فساد نماز میں بسم اللہ کی قرآت تھی، امام شافعیؒ کے ماننے والوں اور امام ابوحنیفہؒ کے ماننے والوں کے درمیان اختلاف اِس بات پر تھا مقتدی امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کرے یا نہ کرے۔ (مندرجہ بالا اختلافات کے نتیجے میں اِس دور میں بھی مقلد، غیر مقلد کے اور غیر مقلد، مقلد کے بلکہ مقلد، مقلد کے اور غیر مقلد، غیر مقلد کے بھی سر پھوڑتے ہیں) (نقش جیلانی از محمد ابوخلدون ادارہ کتاب گھر)

معزز قارئین! یہ بھی حقیقت ہے کہ ان بزرگ ہستیوں نے کبھی بھی ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا۔ ان بزرگ آئمہ کرام نے فرمایا کہ اگر ان کا کوئی فتویٰ قرآن وسُنّت کے منافی ہو تو اس کو دیوار پر دے مارو۔ اقبالؔ نے مقلد حضرات کے فتنہ وفساد اور فقہی مسائل پر لڑائی جھگڑے پر کہا

گر نہیں ہے جستجوئے حق کا تجھ میں ذوق وشوق
''اُمّتی'' کہلا کے پیمبر کو رُسوا نہ کر!!!!
ہے فقط توحید وسُنّت امن وراحت کا طریق
فتنہ و جنگ وجدل ''تقلید'' سے پیدا نہ کر

معزز قارئین ! آیئے دیکھتے ہیں کہ اُمّت محمدیہ میں بننے والے فرقے برصغیر پاک و ہند میں کن نئے ناموں سے مسلمانوں کو بانٹ رہے ہیں اور کاٹ رہے ہیں۔ پاک و ہند میں شیعہ، اہل حدیث، اہل سنّت والجماعت کہلانے والے حنفی، بریلوی اور پھر اُن سے پھوٹنے والے بے رنگ و بو شگوفے خوب پھل پھول رہے ہیں کیونکہ عام مسلمان اِن کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہیں اور اپنے بنجر اذہان کو قرآن وسُنّت اور اسوہ حضرت محمد ﷺ سے شاداب کرنے کے بجائے نام نہاد علماء کی آنکھ سے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں اگر یہ عام مسلمان کہلانے والے قرآن پر اور سیرت محمد ﷺ پر غور کرتے تو یقیناً نام نہاد علماء کے بنائے ہوئے طلسم کدے ویران ہو جاتے اور اِن کی بنائی ہوئی زہریلی نرسریاں اُجڑ جاتیں، اسلامی معاشرے میں امن وامان ہوتا اور لوگ چین سے زندگی بسر کرتے۔

پیارے قارئین ! سب سے پہلے اہل سُنّت والجماعت کے کچھ فرقوں کا ذکر پیش خدمت ہے۔ اہل سُنّت والجماعت کے دو گروہ ہیں مقلد اور غیر مقلد۔ مقلد حضرات قرآن اور سُنّت کو سمجھنے کے لیے حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام حنبلؒ کی تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اور غیر مقلد کہتے ہیں کہ ان اماموں سے پہلے کیا اسلام پر عمل نہیں ہو رہا تھا؟ اور اگر سب ٹھیک تھا تو آپ ﷺ کی وفات کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد بننے والی فقہ کو ماننا ضروری نہیں۔

بریلوی (مقلد)

حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ ۸۰ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ کو آپ نے وفات پائی۔ پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ بعض دوسرے ممالک میں زیادہ تر اسی مسلک پر عمل پیرا ہونے والے حنفی مسلمان آباد ہیں۔ پاکستان میں حنفیوں کی دو شاخیں ہیں ۔ بریلوی اور دیوبندی۔ دیوبندی شاخ ۱۲۶۲ھ میں شجرِ اہل حدیث سے علیحدہ ہو کر حنفیت یعنی مقلدین میں شامل ہو گئی تھی۔ یاد رہے اہل حدیث بھی خود کو غیر مقلد اہل سُنّت سمجھتے ہیں۔

بریلوی حضرات مولوی احمد رضا خان بریلوی کو جو ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی انڈیا میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو خُدا کے حضور حاضر ہو گئے بریلوی مسلک کا بانی مانتے ہیں۔ لیکن یہ فرقہ پہلے

سے بھی موجود تھا مولوی احمد رضا خان کو اُن کے مرید حضور پُر نور، عظیم البرکت، قامع بدعت، امام اہلسنت اور مجدد کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اکثر گدی نشین اور سجادہ نشین اسی مسلک پر گامزن ہیں۔

معزز قارئین ! عصر حاضر میں مجددوں کی بھی بہتات ہو گئی ہے۔ ایسے نام نہاد مجددین کے متعلق مولانا یوسف بنوری لکھتے ہیں کہ اگر ایک شخص پنج وقتہ نماز میں پابندی سے حاضر ہوتا ہے علماء کرام یا علم کے ساتھ کچھ مناسبت رکھتا ہے اور مزید برآں تبلیغ میں کچھ وقت لگایا ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو مفکر دین اور مجدد دین سمجھنے لگتا ہے۔ یہ بھی اس دور کا ایک بڑا فتنہ ہے۔ (دور حاضر کے فتنے اوران کا علاج از علامہ محمد یوسف بنوری صفحہ ٦)

عقائدو نظریات:

بریلوی حضرات آنحضور ﷺ کو نُور مانتے ہیں۔ (خُدا فرماتا ہے۔ ’’تو کہہ کہ میں صرف تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں (فرق صرف یہ ہے) کہ میری طرف وحی نازل ہوتی ہے‘‘ سورۃ الکھف آیت ۱۱۱) خُدا نے اپنے نُور کا ایک حصہ کاٹ کر آپ ﷺ کو بنا دیا۔ (اس طرح اللہ کا وجود ثابت ہوتا ہے اور کچھ نُور کاٹنے کی وجہ سے اللہ کے نُور میں کمی آنا ضروری ہے) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’اور جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور اِن کے سائے بھی صبح وشام سجدہ کرتے ہیں۔ (سورۃ الرعد آیت ۱۱) قارئین رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ’’جب تک تم انہیں یہاں سے اُٹھا نہیں لیتے اس وقت تک فرشتے اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے رکھیں گے‘‘ جابرؓ کے والد عبداللہؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو اُن کے اہل وعیال اِن کے گرد جمع ہو گئے اور رونے لگے۔ مندرجہ بالا ارشاد آپؐ نے تب فرمایا تھا۔ (بخاری کتاب الجنائز) ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ کیا آپؐ کے ملبوسات کا بھی سایہ نہیں تھا؟ (اہل حدیث اور دیوبندی بشریت پر زور دیتے ہیں) بریلوی حضرات اِس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ آپؐ کو ہر طرح کے غیب کا علم تھا۔ مفتی فیض احمد اویسی فرماتے ہیں ’’نبی اکرم ﷺ کے لیے علم غیب کا عقیدہ صرف ہم اہل سنّت کا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ترجمہ: اگر میں غیب کا واقف ہوتا تو بھلائیوں میں سے اکثر اپنے لیے جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۹) آپؐ کو اگر ہر قسم کا علم غیب

ہوتا تو طائف کی وادی میں تکالیف سے اپنے آپ کو بچا لیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان کی فوراً تردید فرما دیتے، غزوہ احد میں نقصان نہ پہنچتا۔ ۷۰ حفاظ شہید نہ ہوتے، صحابہ کے وفود جاسوسی کے لیے روانہ نہ کرنے پڑتے، جب ایک یہودی عورت مرحب کی بہن زینب بنت الحارث نے خیبر کی فتح کے موقع پر آپؐ کو زہر دیا اگر آپؐ ہر قسم کے غیب کو جانتے ہوتے تو آپؐ زہر آلودہ گوشت نہ کھاتے۔ مفتی احمد یار صاحب گجراتی اپنی کتاب (جاء الحق کے صفحہ ۱۳۱) پر لکھتے ہیں۔ ''اُس وقت رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی علم تھا کہ اِس میں (ران میں) زہر ہے اور یہ بھی خبر تھی کہ زہر ہم پر بحکم الٰہی اثر نہ کرے گا اور یہ بھی خبر تھی کہ اب اللہ کی یہی مرضی ہے کہ اِس کو ہم کھا لیں تا کہ وقت وفات اِس کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی وفات عطا فرما دی جائے۔ راضی برضا تھے۔ (بخاری اور مسلم میں ہے کہ جس نے زہر پیا اور خودکشی کر لی تو زہر اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ کی آگ میں وہ ہمیشہ اور ابد آباد تک وہ زہر پیتا رہے گا)

مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں۔ جبرائیل حاجت روا ہیں، پھر حضورؐ کو حاجت روا و مشکل کشا و دافع البلاء ماننے میں کسی مسلمان کو تامل ہوسکتا ہے وہ تو جبرائیل کے بھی حاجت روا ہیں ﷺ۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۵۹)

حیلے کو جائز سمجھتے ہیں۔ جب احمد رضا خان صاحب سے سوال کیا گیا کہ فاحشہ کے یہاں کھانے (گیارھویں شریف کا کھانا) اور اِس سے قرآن عظیم کی تلاوت کرنے کی تنخواہ لینے کا کیا حکم ہے؟ جواب میں فرمایا ''فاحشہ کے ہاں کھانا جائز نہیں۔ وہ تنخواہ اگر اُس ناپاک آمدنی سے دے تو وہ بھی حرام قطعی اور اگر اُس کے ہاتھ کوئی چیز بیچی ہو اور وہ اپنے اُسی مال سے دے اُس کا لینا قطعی حرام، البتہ اگر قرض لے کر قیمت دے تو جائز ہے۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ (فتاویٰ) عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی (چیز) دس روپیہ کو خریدی اور پوچھنے پر کہا پانچ کو لی ہے تو یہ جھوٹ کوئی قابل مواخذہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ مسئلہ ۱۴ اے صفحہ ۷۷۵ سوفٹ وئیر صفحہ ۱۴۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**لعنت اللّٰہ علی الکٰذبین**'' جھوٹے پر خُدا کی لعنت۔

بریلوی حضرات حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگاتے ہیں اور اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا ورد بآواز کرتے ہیں۔ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں۔ آمین بالجہر کہنا ناجائز

قرار دیتے ہیں۔ تراویح بیس رکعت ادا کرتے ہیں۔ مدینے کو مکّہ سے افضل سمجھتے ہیں (ملفوظات صفحہ ۲۳۷ حصہ ۲)

احمد رضا خان فرماتے ہیں۔ ''(اولیاء اللہ) اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ دعوت قبول کر سکتے ہیں۔'' ''حضور ﷺ کو اے ''خداوند عرب'' کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۷۶)

حضور ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''وہی اول وہی آخر، وہی ظاہر وہی باطن اور وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۱۸۹)

تمام انبیاء علیہ السلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے۔ حیات انبیاء کا منکر گُمراہ ہے۔ موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے عزرائیلؑ کے قبضے میں، جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے جبرائیل کی سواری میں، جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ رہ جاتا ہے۔ بروز محشر مسلمان کے لیے زمین مثل روٹی کے ہو جائے گی کہ اپنے پاؤں کے نیچے سے توڑے گا اور کھائے گا۔ جنات جنّت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے۔ جنّت میں سیر کو آیا کریں گے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ ۵۰۵، ۵۲۱، ۵۲۷ اور ۵۳۶)

حضور ﷺ زوجین کے جفت (ہمبستری) ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

(مقیاس حنفیت صفحہ ۲۸۲ بحوالہ رضا خانی مذہب)

مولوی احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔ جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ (خضر علیہ السلام) نبی ہیں، زندہ ہیں۔ خدمت بحر انھی سے متعلق ہے اور الیاس علیہ السلام بر (خشکی) میں ہیں۔ پھر فرمایا چار نبی زندہ ہیں اُن کو وعدہ الٰہیہ ابھی آیا نہیں۔ (ملفوظات از مولوی احمد رضا خان صاحب حصہ چہارم صفحہ ۳۸۰)

بریلوی حضرات کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضورؐ اب بھی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے چودہ سو سال پہلے۔ اسی لیے ہم پڑھتے ہیں۔ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ**۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (کیا اِس سے یہ مراد نہیں کہ صحابہؓ نے آپؐ کی زندہ حالت میں تدفین کر دی تھی؟) (کتاب نُور و بشر از علامہ ابو صالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی صفحہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۱۲ ہجری بہاول پور پاکستان)

مولانا ادریس کاندھلوی فرماتے ہیں کہ ''تمام اہل سنت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء

وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں۔'' (حیات نبوی ﷺ صفحہ ۲)

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰؑ کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ (خلاصہ عقائد علماء دیو بند صفحہ ۱۵۹)

جو امیر معاویہؓ پر طعن کرے وہ جہنمی کتّوں میں سے کتّا ہے۔ (فتویٰ اعلیٰ حضرت سیرت امیر معاویہؓ جلد ا صفحہ ۶۵۵)

حضرت آدمؑ سجدہ میں ایک سال پڑے رہے۔ بعض روایات میں ۵۰۰ سال آیا ہے۔

(ابلیس تا دیو بندی صفحہ ۱۲۲ از مفتی فیاض اُویسی)

علامہ شہاب الدین قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج مقام ''قاب قوسین'' تک پہنچا تو مجھ کو وہاں وحشت محسوس ہوئی۔ عین اس وقت میں نے ابو بکرؓ کی آواز سنی کہ اے محمدؐ ٹھہر جاؤ آپؐ کے ربّ نماز پڑھ رہے ہیں۔ (مواہب الدنیہ صفحہ ۲۲۷ طبع مصر بحوالہ تحقیقی دستاویز صفحہ ۶۹)

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ، اِسی طرح جملہ انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(طبقات الشافیہ ۴۲ صفحہ ۲۸۱)

احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں:۔''انبیاء کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ اُن کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۳ صفحہ ۳۲)

مولوی احمد رضا صاحب فرماتے ہیں۔''بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد اول صفحہ ۱۲۸)

اور نہ ان کے بعد بھی ان کی بیویوں سے نکاح کر و سورۃ الاحزاب کی آیت ۵۳ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولوی طاہر القادری کہتے ہیں۔''حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنے سے اِس لیے منع فرمایا کہ آپ ﷺ اپنے اُمتیوں کے ساتھ بعد از وصال بھی اُسی طرح ہیں جس طرح ظاہری حیات میں تھے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کے فوت ہو جانے سے اُن کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اُن کی بیویاں بیوہ ہو جاتی ہیں اور اُن سے نکاح جائز ہوتا ہے۔ (کوئی اِس بے عقل مولوی سے پوچھے کہ کیا اپنی ماؤں سے والد کی وفات کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں)

(فتنہ قادیانیت صفحہ ۱۴۸ مولانا طاہر القادری)

تمام بزرگان دین سے مولانا احمد رضا خان مسائل بیان کرنے میں اول درجے پر ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔''(وہ مضامین و مسائل) نفیس دلہنوں کی مانند ہیں، گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں اور مجھ سے پہلے نہ تو کسی انسان نے نہ کسی جنّ نے ایسے مسائل و مضامین کہے ہیں۔ (گویا نہ صرف صحابہؓ، مجدد دین اور اولیاء اللہ بلکہ انبیاء کرام سے مولانا کا علم زیادہ تھا۔ نعوذ باللہ) (فتاویٰ رضویہ جلد ا صفحہ ۳ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن)

مولانا احمد رضا خان صاحب فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں''نماز میں احتلام ہوا اور منی باہر نہ آئی کہ نماز تمام کر لی اِس کے بعد اُتری تو غسل واجب ہوگا مگر نماز ہو گئی۔'' مصنف ''اعلیٰ حضرت کی چند خطرناک غلطیاں'' تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''یہ بریلوی کس طرح نماز پڑھتے ہیں جس سے حالتِ نماز میں انہیں احتلام ہو جاتا ہے؟ اور یہ لوگ منی نکلنے سے پہلے پہلے نماز بھی پوری پڑھ لیتے ہیں۔'' مولوی احمد رضا خان دوسری جگہ فرماتے ہیں''نمازی اپنی نماز میں اپنی یا بیگانی عورت کے فرج کے اندر کی طرف نظر کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔'' تفصیل کے لیے کتاب الطہارۃ کا مطالعہ کریں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ا کتاب الطہارۃ صفحہ ۷۰۴ تا ۷۴۴ سوفٹ ویئر صفحہ ۹۵ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف اعلیٰ حضرت کی چند خطرناک غلطیاں صفحہ ۹۰ پر فرماتے ہیں ''اِن مسائل کو پڑھ کر میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ جب بریلوی اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہوں گے تو اپنی یا پرائی عورت کو کس ہیت میں سامنے بٹھاتے یا لٹاتے ہوں گے کہ وہ ان کی فرج داخل یعنی شرم گاہ کو دیکھ سکیں؟ معزز قارئین! ایک طرف بریلوی مذہب کے اعلیٰ حضرت ہیں اور دوسری طرف ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو پھر یوں سمجھ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

داڑھی منڈوانے والے کو ملعون کہتے ہیں۔ مولوی احمد رضا صاحب فرماتے ہیں''داڑھی منڈوانے اور کتروانے والا فاسق ملعون ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کی نماز میں اِسے امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث میں اِس پر غضب اور ارادۂ قتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن کریم میں اِس پر لعنت ہے۔ (کوئی حدیث یا قرآنی آیت بھی بیان کر دیتے) نبی ﷺ کے مخالفوں کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔ (اقبال کو علامہ کہتے نہیں تھکتے، محمد علی جناح کو قائد اعظمؒ لکھتے اور کہتے ہیں۔ حیرت ہے ایسے

بے داڑھی لوگوں کو علامہ اور قائداعظمؒ بھی کہتے ہیں اور فاسق اور ملعون بھی سمجھتے ہیں)

(احکام شریعت از مولوی احمد رضا خان پبلشر ضیاالقرآن پبلی کیشنز لاہو، کراچی)

مندرجہ ذیل سوال جواب مولوی احمد رضا خان بریلوی سے ایک انٹرویو جو اظہر حق الجلی کے نام سے سے چھپا ہے سے لیے گئے ہیں:

سوال: مسلمانوں کے یہاں قرآن مجید کے علاوہ دینی کتابوں میں سب سے اول درجہ کی کتاب حدیث کی کتاب ہے یا نہیں؟

جواب: مولوی احمد رضا خان نے فرمایا۔ متبرک کے اعتبار سے ایسا ہی ہے۔ اور تحصیل علم کی غرض سے اوّل درجہ کتب عقائد ہیں پھر کتب فقہ لہٰذا علماء نے فرمایا ہے کہ عام مسلمانوں کو فقہ کے بعد حدیث کی حاجت نہیں۔ (حدیقۂ ندیہ از علامہ عبدالغنی نابلسی جلد اول)

مزید فرماتے ہیں۔ ''بخاری و مسلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھائی سو سال بعد تصنیف ہوئیں۔ مسلمانوں کے بہت سے فرقے انہیں مانتے ہی نہیں اور اس کے سبب وہ اسلام سے خارج نہ ہوئے۔ خُدا تعالیٰ نے کہاں فرمایا ہے کہ جو کچھ بخاری یا مسلم میں ہے سب صحیح ہے۔

سوال۔ ایسے لوگ جو رسم و رواج کو یا کسی قول و فعل کو جس کی سند قرآن مجید و حدیث سے نہ ہو نہیں مانتے اور نہ لائق پابندی جانتے ہیں کیا کہیں گے؟ جواب مولوی خان صاحب فرماتے ہیں۔ ایسے لوگ ہرگز سنّی مسلمان نہیں۔ اسلام میں اصلی قانون فقط کلام اللہ ہے۔ حدیث بھی اصلی قانون نہیں بلکہ قرآن مجید کی تابع ہے۔

فاسق و مبتدع کے پیچھے بھی نماز پڑھنے سے ثواب جماعت کا ملتا ہے فقہی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور بہ کراہت سب مانتے ہیں۔ (مولوی صاحب داڑھی منڈے کو بھی فاسق و لعنتی کہتے ہیں)

(اظہر الحق الجلی اعلیٰ حضرت سے انٹرویو کتاب نمبر ۲۷۹ شائع کردہ المدینۃ العلمیۃ)

بچے اور بچیوں کی ماں بھی نیل پالش نہ لگائے اِس سے وضو و غسل نہیں ہوتا۔ (جھوٹ، غیبت، حسد اور دوسری معاشرتی برائیوں کا رنگ جتنا مرضی چڑھا ہو کیا وضو اور غسل ہو جاتا ہے؟)

(احترام مسلم از مولانا محمد الیاس عطاری)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اُس کے پاؤں دھو کر پانی مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں۔ اِس سے برکت ہوتی ہے۔ یہ پانی بھی قابل وضو رہنا چاہیے۔''

(فتاویٰ رضویہ کتاب الطہارۃ جلد ۲ مسئلہ ۱۵۶ صفحہ ۵۹۵ تا ۶۰۲ سوفٹ ویئر ۱۵۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن کراچی)

بریلوی حضرات اذان سے پہلے اور بعد میں صلوٰۃ اور سلام پڑھتے ہیں۔ غلام نظام الدین مرولوی (دیوبندی) فرماتے ہیں ''بریلوی حضرات نے ہر اذان سے متصل پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس طرح آج معاشرے میں نہ خالص دودھ ملتا ہے نہ خالص گھی، اسی طرح خالص اذان سے بھی گئے۔'' (ہُوالمعظّم از صاحب زادہ غلام نظام الدین مرولوی صفحہ ۴۲ طابع مکتبہ جدید پریس لاہور)

بریلوی حضرات قرآن مجید کی کچھ آیات کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں احادیث بھی قرآن کی آیات کو منسوخ قرار دے سکتی ہیں۔

سر سید احمد خان لکھتے ہیں کہ ابومسلم اصفہانی برخلاف دیگر مفسرین کے مذہب اسلام میں ناسخ ومنسوخ کا بالکل قائل نہیں ہے۔ تفسیر کبیر میں اُن کا قول درج ہے۔ مزید فرماتے ہیں اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اُن تمام آیتوں کو جن سے مفسرین اور فقہا نے قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ ہونے کا دعویٰ پیش کیا ہے، مجموعی طور پر سامنے رکھ لیا جائے اور ان پر غور و تعمق کی نظر ڈالی جاوے اور اُن کے سیاق و اسباق کو مدنظر رکھا جاوے تو ان سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیتیں شرائع سابقہ انبیاء کے بعض احکام کے تبدیل ہونے سے تعلق رکھتی ہیں، نہ قرآن مجید کی آیتوں کے باہم ناسخ ومنسوخ ہونے سے۔

(مقالات سر سید احمد خان ۱۰۳)

یاد رہے بانی جماعت احمدیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔

سوال کیا گیا! معمول چھینٹ (ایک قسم کا کپڑا) جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ اس چھینٹ کا ہو اس پر سے اس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حُکم ہے؟ مولوی احمد خان صاحب بریلوی نے جواب دیا۔ ''اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نا معلوم ہو تو خیر ورنہ حُرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی''۔ (احکام شریعت از مولوی احمد رضا خان صفحہ ۲۴۳، ضیا القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی)

جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے کتا وغیرہ۔ ذبح کرنے پر اس کا چمڑا، گوشت، چربی

پاک ہو جاتے ہیں۔سوائے خنزیر کے کہ اس کا ہر جز ونجس ہے۔(حلال اور حرام جانور صفحہ ۱۹ از مفتی فیض احمد اویسی رضوی)

ا۔جس کا کوئی امام نہیں اس کا امام شیطان ہے۔۲۔ہر جگہ حاظر و ناظر ہونا خُدا کی صفت ہر گز نہیں۔ہر جگہ میں (حاضر و ناظر) ہونا تو رسول خُدا ہی کی شان ہو سکتی ہے۔(جاء الحق صفحہ ۵،۱۶۹،ضیاالقرآن پبلی کیشنز)

انبیاء علیہم السلام تمام ما کان ما یکون کا علم رکھتے ہیں عالم الغیب ہیں کوئی بھی چیز ان پر مخفی نہیں۔ (الکلمۃ العلیا، جاء الحق، مقیاس حنفیت باب علم الغیب)

مولوی احمد رضا خان کسی کے شاگرد نہ تھے وہ تلمیذ رحمان تھے۔ (الامن والعلیٰ صفحہ ۲۱، اکبر بک سیلز لاہور)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔حرام زادہ کے معنیٰ ''شریر'' کے آئے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں۔انبیاء علیہ السلام کے ''فضلات شریفہ'' (یعنی جسم سے خارج ہونے والے زائد مادے مثل بول و براز) پاک ہیں اور ان کے والدین کریمین کے وہ نطفے بھی پاک ہیں جن سے یہ حضرات پیدا ہوئے''۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم صفحہ ۴۵۰، ۴۵۶)

رسول اللہ ﷺ انسان و بشر نہیں بلکہ نُور ہیں۔یا اللہ، یا علی اور یا غوث کے نعرے لگاتے ہیں۔گیارہویں اور میلاد مناتے ہیں۔واسطے کو مانتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والوں میں قبر پرستی اور مزار پرستی عام ہے۔بریلویوں کے نزدیک مولوی احمد رضا خان معصوم عن الخطاء (گویا نبی) ہیں۔ (احکام شریعت صفحہ ۳۸ مختصر حالات، ضیا القرآن پبلی کیشنز)

حضور کو یہ اختیار دیا گیا ہے جس کے لیے چاہیں اُس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو۔جس کے لیے چاہیں بعدِ موت بھی دروازہ کھول دیں۔ (سلطنت مصطفی صفحہ ۴۳)

مفتی احمد یار خان گجراتی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ احکام کے مالک ہیں جس کے لیے چاہیں حلال فرمائیں یا حرام۔اور جس کے لیے جو چاہیں قرآنی احکام کو بدل دیں۔ (سلطنت مصطفی ﷺ صفحہ ۲۷)

بریلوی حضرات قبر پر اذان دینا جائز سمجھتے ہیں۔

زمین و آسمان کی سب مخلوق حضور ﷺ کے قبضے میں ہے اور ساری دُنیا حضور ﷺ کی مُٹھی میں ہے۔حضور ﷺ ساری زمین اور تمام مخلوق کے مالک ہیں۔(الامن والعلیٰ صفحہ ۲۳۰، ۵۴، بحوالہ بریلویوں کے گمراہ اور فاسد عقائد صفحہ ۳)

معزز قارئین! حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ بچا تو

اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال، نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔

(طویل حدیث کا آخری حصہ، بخاری، مسلم اور مشکوۃ باب الخلافۃ والامارۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کسی کو چاہیے اپنی سب حاجت کی چیزیں اپنے ربّ سے مانگے، یہاں تک کہ نمک بھی، اور جوتے کا تسمہ جب ٹوٹ جائے تو وہ بھی اس سے مانگے۔'' (ترمذی، مشکوۃ کتاب الدعوات)

مسئلہ نمبر ۱۸ **سوال**: عُرس میں قوالی اس طریقہ سے ہوتی دیکھی کہ ایک ڈھول اور دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیرانِ پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں، نعت اور اولیاء کی شان بھی بیان کر رہے ہیں۔کیا اس پر رسول اللہ ﷺ خوش ہوں گے؟ **جواب**: ایسی قوالی حرام ہے سب حاضرین گناہ گار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عُرس کرنے والوں اور قوالوں کا ہے اس لیے سبھی گناہ گار ہیں۔(بریلوی حضرات اعلیٰ حضرت کے فتوے کے خلاف مزامیر کے ساتھ قوالی سُنتے اور سَر دُھنتے ہیں)

سوال: بعض لوگ اُجرت دے کر قبر پر تلاوت قرآن کراتے ہیں، سوم تک یا کچھ کم و بیش، کیا جائز ہے؟ **جواب**: تلاوت قرآن پر اُجرت لینا حرام ہے۔اِس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں پھر اُس سے کہیں کہ ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر پر (قرآن) پڑھ آیا کرو۔**سوال**: اگر کافر یا رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو ان کا بھی وہی حق ہو گا جو مسلمان کا ہے؟ **جواب** احمد رضا خان بریلوی: مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمسائے پر ہمسائے کا حق یہ ہے کہ ا۔بیمار پڑے تو پوچھنے کو جائے۔۲۔مرے تو اُس کے جنازہ کو جائے۔۳۔وہ تجھ سے قرض مانگے تو اُسے قرض دے۔۴۔اُس کا عیب معلوم ہو جائے تو اُسے چھپائے۔۵۔اور اُسے کوئی بھلائی پہنچے تو تُو اُسے مبارکباد دے۔۶۔کوئی مصیبت پڑے تو اُسے دلاسہ دے۔۷۔اپنی دیوار اُس کی دیوار سے اونچی نہ کرے کہ اُس کے مکان کی ہوا رُکے۔۸۔اپنی دیگچی کی خوشبو سے اُسے ایذا نہ دے، مگر یہ کہ اس کھانے میں سے اُسے بھی حصہ دے۔فرماتے ہیں۔مگر رافضی، وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مُرتد ہیں، نہ کسی کافر غیر ذمی کا اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں۔

(احکام شریعت جلد ا صفحہ ۴۳، ۸۹، ۹۳)

قارئین اس موقع پر کہاوت یاد آرہی ہے۔اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کَل سیدھی۔ رسول اللہ ﷺ کافروں کی مسجد نبوی اور اپنے گھر میں خدمت کرتے رہے اور کافر کو ملازم بھی رکھا، کافروں کی تیمارداری بھی کی اور حد یہ کہ کافر کی گندگی کو بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے صاف فرمایا۔اور کافر ہمسائے کی بکری کا بھی احترام فرماتے کہ اسے تکلیف دینے سے ہمسائے کو تکلیف ہو گی۔ اور مولوی صاحب کافروں کے ساتھ ساتھ مسلمان کہلانے والوں کو بھی ہمسائے کے حقوق دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنے استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن کریم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سُنّت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت (حرام یا کفر نہ جانے کیوں نہیں کہا؟)

بریلوی حضرات اسقاط حمل ہونے (یا کروانے پر) پر کفارہ ادا کرتے ہیں چنانچہ اِس سوال پر کہ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اِس میں کل کفارہ ہو جائے گا یا نہیں؟ فرمایا: ’’جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔‘‘

اگر زید کہے میں وہابی، عیسائی یا کافر ہو جاؤں گا یا کہے غیر مقلد ہونے کو جی چاہتا ہے، یہ قول کیسا ہے اگر چہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے؟ جواب: ’’جس نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقے کا ہو گیا، مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے۔‘‘ (احکام شریعت جلد۲ صفحہ ۳۴، ۶۷، ۱۹۱ وفتاویٰ رضویہ)

اویسی صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ’’جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ ہوگا۔ مالک کو دوڑائے گا یہاں تک کہ اُنگلیاں اُس کے مُنہ میں ڈال دے گا۔‘‘ فیض اویسی صاحب فرماتے ہیں سانپ جب ہزار سال کا ہوتا ہے تو اُس کے سَر پر بال اُگ آتے ہیں جب وہ دو ہزار سال کا ہوتا ہے تو اُس کے سَر کے بال ِگر جاتے ہیں۔ (طویل العمر لوگ از فیض احمد اویسی صفحہ ۵۰)

تاش و شطرنج کھیلنا دونوں ناجائز ہیں، اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر ہیں۔(شطرنج کیوں حرام نہیں؟ کیا اس کے مہرے بُتوں کے زمرے میں نہیں آتے؟)

جو وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کے واسطے بھیجے اس کے بارے میں فرمایا: حرام، حرام، حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے اثام۔(رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کافر قیدیوں سے بھی

پڑھا کرتے تھے) زندوں اور مُردوں کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں۔(احکام شریعت جلد۳ صفحہ ۱، ۴)

کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھے کلمہ پڑھاؤ، اُس نے (مسلمان نے) کہا عالم صاحب یا کسی پیر صاحب کے پاس جاؤ تو یہ مسلمان خود کافر ہو گیا۔

حضرت ابراھیمؑ نے جو دُنبہ ذبح کیا تھا وہ جنّت سے لایا گیا تھا (دوسری جگہ لکھا ہے حضرت جبرائیل لائے تھے جنّت سے)۔حضرت آدمؑ کی نماز جنازہ فرشتوں نے پڑھائی تھی۔
(چالیس سوالات وجوابات از سید ندیم احمد عطاری صفحہ ۳، ۴، ۵)

احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔’’بندر نچانا حرام ہے، اس کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے۔‘‘ پھر فرماتے ہیں۔’’خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے‘‘ فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے ’’جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا منہ کالا کرے گا‘‘ دوسری حدیث میں ہے ’’زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔‘‘ تیسری حدیث میں ہے ’’اللہ دُشمن رکھتا ہے بڈھے کوّے کو‘‘۔چوتھی حدیث ہے ’’سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا۔‘‘ (قارئین کرام بریلوی حضرات کی داڑھیاں بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اس قدر سیاہ کرتے ہیں کہ نقلی داڑھی ہونے کا گمان ہوتا ہے۔دوسروں کو چھوڑیئے بریلوی جو داڑھی رکھتے ہیں اور کالی کرتے ہیں وہ مندرجہ بالا احادیث جو ان کے پیر و مرشد نے بیان کی ہیں کے مطابق کیا کافر و فرعون ہیں؟)

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت اللہ کی حُجّت تھے۔ (مقدمہ فتاویٰ رضویہ صفحہ ۳۰۳ بحوالہ بریلویت صفحہ ۷۳)

اعلیٰ حضرت اپنی کتاب الحجۃ المؤتمنۃ کے صفحہ ۲۰۶ پر لکھتے ہیں۔’’ہم مسلمانانِ ہند پر جہاد فرض نہیں اور جو اس کی فرضیت کا قائل ہے، وہ مسلمانوں کا مخالف ہے۔ (بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۶۶)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جانداروں کی تصویر بنانی دستی ہو یا عکسی حرام ہے۔

آج کل تو بریلوی حضرات بڑے اہتمام سے نہ صرف تصویریں بنواتے ہیں بلکہ متحرک فلم بنوانا باعث افتخار و فخر سمجھتے ہیں۔جانے کس طرح حرام کام یہ مولوی کرتے ہیں اعلیٰ حضرت کا کہا ماننا ان کے لیے دوبھر ہو گیا ہے وہ مزامیر کو بھی حرام کہتے تھے یہ سب مولوی مل بیٹھ کر قوالی سُنتے ہیں جس میں ہر قسم کے ساز بجائے جاتے ہیں۔ان کے بہت سے فتوے بھول چکے ہیں انہیں یاد ہے تو بس فتنہ فساد۔

مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں ''یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (عصر حاضر میں بریلوی عورتوں کا مزاروں پر ہجوم ہوتا ہے)

پھر فرماتے ہیں۔ ''دو توحیدیں ہیں۔ ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات وصفات واسماء و افعال واحکام وسلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں اور دوسری توحید رسول کہ حضور ﷺ اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے منفرد (یعنی یکتا) ہیں۔'' (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۲۸۶، ۲۹۶، ۳۱۵)

اعلیٰ حضرت اپنی کتاب الامن والعلیٰ کے صفحہ ۴۶ پر لکھتے ہیں۔ ''جب تمہیں پریشانی کا سامنا ہو تو اہل قبور سے مدد مانگو۔'' علامہ سعید احمد کاظمی کی کتاب الحق المبین کے صفحہ ۴۷ پر لکھا ہے کہ نماز صرف اُس کے پیچھے جائز ہے جو عُرس وغیرہ کرتا ہو اور جو اِن چیزوں کا مخالف ہو، اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

(بحوالہ بریلویت از احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۱۷۳)

احسان الٰہی ظہیر فرماتے ہیں کہ بریلوی اکثر محفل میلاد میں یہ شعر پڑھتے ہیں۔

دم بدم پڑھو درود حضورؐ بھی ہیں یہاں موجود

یہ بھی کہتے ہیں کہ میلاد شریف کے ذکر کے وقت قیام فرض ہے۔

(انوار الساطعہ از عبدالسمیع بریلوی صفحہ ۲۵۰ (بحوالہ بریلویت)

مولوی احمد رضا خان انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اِن کے ہاں جس قدر رقیق (مائع) دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نجس وحرام ہیں۔ (بریلویوں کو قطعاً مائع انگریزی ادویات استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ ورنہ مولوی صاحب کی رُوح کو تکلیف ہوگی۔ نجس اور حرام کو استعمال کر کے صحت پانے سے موت اچھی۔)

اصحاب کہف کا کتّا، بلعم باعور کی شکل بن کر جنّت میں جائے گا اور وہ اس کتّے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا۔ پھر فرماتے ہیں ''بیماری اُڑ کر نہیں لگتی'' (یعنی مرض متعدی نہیں ہوتے۔ تپ دق، طاعون اور نزلہ زکام وغیرہ میں بیماری اُڑ کر لگتی ہے۔ اعلیٰ حضرت جن علوم کو نہیں جانتے تھے ان پر بھی کتابیں لکھ لیا

کرتے تھے۔ کسی صاحب نے ان سے کہا کہ زمین ساکن نہیں ہے مگر اعلیٰ حضرت کا علم کہنا تھا کہ زمین ساکن ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت نے نا صرف اُن صاحب کے نظریے سے اتفاق نہ کیا بلکہ کئی کتابیں بھی زمین کے ساکن ہونے پر تصنیف فرما دیں) (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۶۵، ۲۵۳، ۳۶۶، ۳۶۸)

احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں۔ خُدا نا ترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے۔ (بریلویوں نے حقیقتاً احادیث کا تشریح کے نام پر حلیہ بگاڑ دیا ہے) (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۳۸)

بریلوی مسلک رکھنے والوں میں فاتحہ خوانی، چہلم، گیارہویں، عرس، سجدہ تعظیمی، تصور شیخ، مجالس عید میلاد النبی میں آنحضور ﷺ کو حاضر ناظر جان کر کھڑے ہو کر درود پڑھنے کا خوب رواج ہے۔

قبروں پر چادریں ڈالنا، شمع جلانا اور قبروں پر قبے بنانے کو بریلوی حضرات جائز سمجھتے ہیں۔ قبروں پر دربان بھی بٹھاتے ہیں اور مزاروں کو چومتے ہیں۔ قبر والوں سے رزق واولاد وغیرہ طلب کرتے ہیں۔ (بریلوی عقائد بحوالہ بریلویت)

معزز قارئین! بریلوی حضرات نے عرسوں، محافل، میلاد، فاتحہ کی نظر، قُل، گیارہویں اور چالیسویں وغیرہ کی شکل میں بہت سی اسی طرح کی بدعات ایجاد کیں، تا کہ وہ ان کے ذریعہ سے پیٹ کی آگ ٹھنڈی کر سکیں۔ بہارِ شریعت میں لکھا ہے اولیاء اللہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور مرنے کے بعد ان کی طاقتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر برکت لینے کے لئے قبر کے گرد طواف کیا تو کوئی حرج نہیں۔ طواف کو شرک ٹھہرا دینا وہابیہ کا گمان فاسد اور محض غلو و باطل ہے۔ (حکایات رضویہ صفحہ ۴۶)

(بہارِ شریعت از امجد علی رضوی جلد اول صفحہ ۵۶ بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۳)

اولیاء کے برکات شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اِن کی تعظیم ضروری ہے۔ جو شخص تبرک شریفہ کا منکر ہو، وہ قرآن وحدیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر اور گُمراہ وفاجر ہے۔

(بدر الانوار از اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲، ۲۱ بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۱۸۱)

بزرگوں کی قبر پر جانے کے وقت دروازے کی چوکھٹ چومنا بھی جائز ہے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب فرماتے ہیں کہ بریلوی قوم کے نزدیک مدینہ منورہ اور بزرگوں کی قبروں کو چومنا ہی نہیں بلکہ مزاروں وغیرہ کی تصویروں وغیرہ کو بھی چومنا ضروری ہے۔

(رسالۃ ابرالمکال درج در مجموعہ رسائل جلد۲ صفحہ ۱۴۱ بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۱۸۲)

قبر پر اذان سے شیطان بھاگتا ہے اور برکات نازل ہوتی ہیں۔عہد نامہ کے نام سے ایک دُعا کے بارے میں کہتے ہیں اِسے جس شخص کے کفن میں رکھا جائے اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۹) مولانا احمد یار گجراتی لکھتے ہیں کہ عہد نامہ دیکھ کر میت کو یاد آجاتا ہے کہ اس نے نکیرین کو کیا جواب دینا ہے۔ (جاء الحق صفحہ ۳۴۰ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۱۶)

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ''جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اِس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو، اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ (ارشادات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۰۹)

مشہور سُنّی مولوی طاہر القادری صاحب سچ فرماتے ہیں کہ'' آج ہمارے سُنّی ہونے کا معنی ہی اور ہے اور وہ یہ کہ سُنی سُنائی پر چلنا۔'' (منہاج القرآن تمبر ۲۰۱۰ء بیان طاہر القادری)

قارئین کرام! بریلوی حضرات تصوف اور طریقت کے فن کے بھی ماہر ہیں۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر بھی کچھ نہ کچھ بیان کر دیا جائے۔

ایران وعراق اور جزائر ومصر کی راہ سے دوسری صدی ہجری میں اسلام کے نام پر تصوف کو غذا ملنی شروع ہوئی لیکن اس فن کی باضابطہ تشکیل قرونِ اولیٰ کے بعد ہوئی۔اُمّت اسلام میں اس راہ تصوف کے چھ سلسلے زیادہ معروف اور مشہور ہیں، پھر ان کی سینکڑوں شاخیں بطور خانقاہی نظام عالم اسلام بلکہ دُنیا کے خطّے خطّے میں قائم ہیں۔فن تصوف کے یہ سارے سلسلے چھٹی صدی ہجری اور اس کے بعد تزکیہ و احسان اور زہد و استغناء کے نام پر باضابطہ قائم ہوئے، اور جس نے کشف و کرامات، مراقبہ والہام، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور فناء فی اللہ وغیرہ متصوفانہ اصطلاحوں کے ذریعے خلقِ خُدا کے باطنی اصلاح کا بیڑا اُٹھانے کا دعویٰ کیا۔یہاں صرف چھ مشہور و معروف سلسلوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

۱۔سلسلہ قادریہ: یہ سلسلہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے۔اور جن کے تصوف اور تقشّف کی بساط سرزمین بغداد سے شروع ہو کر دُنیا میں پھیل گئی۔آپؒ ۵۶۱ ہجری میں فوت ہوئے۔آپ حنبلی مسلک کے حامل تھے لیکن اِن کے تزکیہ و احسان سے زیادہ تر حنفی مسلک کے ماننے والے مستنیر ہیں گویا اس راہ میں فقہی مکتب فکر کے وجوب کی بندش توڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ

ایک سالک کے لیے اس راہ سلوک پر چلنا بہتر و اولی اور اصل دین و ایمان ہے۔

۲۔سلسلہ نقشبندیہ: کے بانی بہاالدین محمد بن احمد فاروقیؒ ہیں۔جن کے تزکیہ و احسان کا سرچشمہ سمرقند و بخارا سے جاری ہوا اور جس سے ترکی کے صاحب دلوں نے اپنے دلوں کو خوب خوب روشن کرنے کا دعویٰ کیا اور ہندوستان میں بھی پھیل گیا۔اِن کی وفات ۷۹۱ ہجری میں ہوئی۔

۳۔سلسلہ سہروردیہ: اس سلسلے کے بانی عمر بن محمد بن محمد شہاب الدینؒ ہیں۔آپ سہرورد میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۶۳۲ ہجری میں وفات پائی۔یہ شافعی مسلک کے حامل تھے۔اور بغداد ہی کی سرزمین سے ان کے وجد و حال کی کیفیات کی کرشمہ سازیاں شروع ہوئیں۔

۴۔سلسلہ رفاعیہ: اس سلسلے کے بانی ابوالعباس احمد الحسنؒ ہیں،عراق میں پیدا ہوئے اور عراق ہی کی ایک بستی ''ام عبید'' میں ۵۷۸ ہجری میں وفات پائی۔یہ بھی شافعی مسلک کے حامل تھے۔ان کے تزکیہ نفس کی چادر پہلے پہل عراق کی زرخیز زمین پر بچھی اور جس کی روشنی آہستہ آہستہ عالم عرب میں خاص کر اور دیگر خطوں میں عام طور پر پھیل گئی۔

۵۔سلسلہ تیجانیہ: اس سلسلہ کے بانی ابوالعباس احمدؒ فقہ مالکی کے حامل ہیں۔آپ جزائر میں پیدا ہوئے۔ان کے وجد و حال تزکیہ و احسان کا چرچا براعظم افریقہ عربی ممالک میں خاص طور سے ہوا۔ان کی وفات ۱۲۳۰ ہجری میں ہوئی۔

۶۔سلسلہ چشتیہ: اس سلسلے کے بانی نظام الدین اولیاءؒ یعنی ولیوں کے ولی ۱۲۳۸ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۵ ہجری میں وفات پائی۔انہیں سُلطان الاولیاء بھی کہا جاتا ہے۔اِنہیں کے نام سے منسوب بستی نظام الدین میں ان کا مزار ہے۔

تصوف میں طریقت کے چار سلاسل مانے جاتے ہیں۔قادریہ، سہروردیہ، چشتیہ اور نقشبندی۔نقشبندی کی تین اقسام ہیں۔**اویسیہ نقشبند**: ذکر سانس کے ذریعے کرتے ہیں۔**حقانی نقش بند**: زبان سے ذکر کرتے ہیں۔**مجددیہ نقش بند**: قلب کے ذریعے ذکر کرتے ہیں۔سلفیہ میں نقش بند کی تعلیم دی جاتی ہے۔سلفی میں، مجددیہ نقشبندی کی تعلیم کے بعد چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ سلاسل کے اسباق شرع کر دیئے جاتے ہیں۔

سلفی اللہ اللہ کی ضرب دل پر لگاتے ہیں۔مہارت حاصل کرنے کے بعد پیر جب اپنے مرید سے ہاتھ ملاتا ہے تو مرید کو کرنٹ لگتا ہے جس سے مرید تڑپتے ہوئے دور جا گرتا ہے۔

جب دوسری صدی ہجری کے آخیر میں اُمّت کے کچھ افراد نے یونانی، ایرانی، ہندی جوگی پن اور یہود و نصاریٰ کی زندگی سے متاثر ہوکر اس راہ پر قدم رکھنا شروع کیا تو امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے مسلمانوں کو اس کے خطرناک ہونے کی طرف متوجہ کیا، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔"**لو ان رجلاً تصوف اول النهار لا ياتى الظهر حتى يصير احمق**"۔اگر کسی نے شروع دن میں صوفیانہ زندگی اختیار کرلی تو وہ دوپہر تک احمق ہوجائے گا۔**مالزم احد الصوفيين اربعين يوما فعاد عقله**۔جس کسی نے متواتر چالیس دن تک کسی صوفی کی صحبت اختیار کی تو اُس کی عقل دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔

چھٹی صدی ہجری میں شروع ہونے والے یہ سلسلے ترقی کرتے گئے۔باضابطہ خانقاہیں قائم ہوئیں، سجادہ نشینی اور گدّی نشینی کے دور کا آغاز ہوا، اسلام میں ایک خلیفہ کی بیعت مشروع تھی، لیکن فن تصوف کے ہر سلسلے کی جانب سے سینکڑوں خلیفہ مقرر کیے جانے لگے، ان کی بیعت مشروع قرار پائی۔ پھر بزرگان دین کی قبروں پر حاضری اور اُن سے استفادے کا سلسلہ شروع ہوا، وہاں سے برکات کی تقسیم اور موئے مبارک کی رونمائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ بزرگوں کی وفات پر ان کی خانقاہ پر سالانہ عُرس کا نظام قائم کیا گیا۔ بجنتی اور اس قسم کی جنتریوں کو دیکھئے تو سال کے اکثر و بیشتر دنوں میں کسی نہ کسی بزرگ کے عُرس کی تاریخ مقرر کی گئی ہے، ایسے میلے ٹھیلوں کو حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ ۔ (سورۃ الحجر آیت ۱۰۰) اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا چلا جا یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے۔

رسول اللہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ کر سکو تو بہر حال وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس ارشاد نبوی میں خشوع و خضوع اور اتقان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔لیکن صوفیاء کی اصطلاح میں اس کا معنیٰ نُور بصیرت کے ذریعہ مشاہدہ حق کا محقق ہونا قرار پایا۔اس یقین اور نورِ بصیرت نے صوفیاء کے دلوں پر علوم و اخبار غیبیہ کا الہام کرنا شروع کر دیا، اس طرح

کشف و مراقبہ کے ذریعے تصور شیخ، توجہ الی الشیخ، وحدت الشھو د اور وحدۃ الوجود تک معاملہ پہنچ گیا، شاہد و مشہود ایک ہوگئے، ہر چیز اللہ ہوگئی اور اللہ ہر چیز ہوگیا، لہٰذا اس بنیاد پر انا الحق (میں ہی اللہ ہوں)، "**ما فی حیتی الا اللّٰه**" (میرے جبّے میں ماسوا اللہ کچھ نہیں) اور "**سبحانی ما اعظم شانی**" (میرے سُبحان میری شان کتنی عظیم ہے) وغیرہ کے نعرے خانقاہوں سے بُلند ہونے لگے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
تیرے دین و ادب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی یہی ہے مرنے والی اُمّتوں کا عالم پیری

اسی دور میں عشق مجاز اور عشق حقیقی کی اصطلاحیں گھڑی گئیں، اجرد امرد خوبرو حسین و جمیل نوخیز نوجوانوں کو دیکھنا عشق مجازی ٹھہرا اور پھر اِس کے ذریعے عشق حقیقی یعنی اللہ تک رسائی حاصل کی گئی۔

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید کہ سالک بے خبر نہ بود زر راہ و رسم منزلہا

اگر پِیر مغاں یعنی پِیر و مُرشد تُجھے جائے نماز کو شراب سے آلودہ کرنے کو کہے تو کر ڈال۔ کیونکہ وہ راہِ تصوف کا ایسا سالک ہے جو تصوف کی تمام منزلوں کی راہ ورسم سے بخوبی واقف ہے۔

اگر آں تُرک شیرازی بدست آرد دلِ مارا بخالِ ہندوش بخشم سمر قند و بخارا را

اگر وہ شیراز کا تُرک خوبرو لڑکا ہمارے دل کو ہاتھ آجائے تو میں اس کے ایک تِل کے بدلے سمرقند و بخارا کی سلطنت بخشنے کو تیار ہوں۔ (یہ مضمون ممتاز احمد عبداللطیف صاحب کی کتاب تحریک اہل حدیث کا تاریخی پس منظر سے ماخوذ ہے۔)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَّا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ وَهُوَ يُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ‌ۚ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ**۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۴) آنکھیں اُس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود خُدا تعالیٰ کو اپنے دِل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

عوام النّاس سمجھتے ہیں کہ نظر آنکھ کی پُتلی سے نکل کر دور کی چیزوں کو دیکھتی ہے حالانکہ اس آیت میں اس کا واضح ردّ ہے اور بتایا گیا ہے کہ روشنی خود آنکھ تک پہنچتی ہے اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کی بصیرت رکھنے والوں پر صادق آتا ہے۔کسی کو اختیار نہیں کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنے دِل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ ہاں خُدا جب خود چاہے تو اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے۔

اقبالؔ نے بھی کہا ۔

یہ جنّت مبارک رہے زاہدوں کو　　　　کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

معزز قارئین! چوتھی صدی ہجری میں یہ طے پایا کہ ہر شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ چار مشہور مکاتب فکر یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں سے کسی ایک مکتب فکر کا انتخاب کرے اور اِس کی پیروی کرنا شروع کر دے۔ تقلید کے سماجی ادارے کا آغاز اور ارتقاء کس طرح ہوا؟ اس موضوع پر حضرت شاہ ولی اللہؒ (۱۷۰۲ء تا ۱۷۶۲ء) نے اپنی معرکتہ الآرا کتاب ''حجتہ اللہ البلاغہ'' میں ایک پورا باب تحریر کیا ہے۔

پہلی تین صدیوں کے مسلمانوں کی روش کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

یہ جان لیجیے کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی خاص مکتب فکر کی تقلید کرنے پر مُتفق نہ تھے۔ قوت القلوب میں ابوطالب مکّی لکھتے ہیں یہ کتابیں مجموعے سب نئی چیز ہیں۔ لوگوں کی آراء کی بُنیاد پر اپنی رائے قائم کرنا، لوگوں میں سے کسی ایک شخص کے نُقطہ نظر کے مطابق فتویٰ دینا، اپنے امام کی رائے کو مظبوطی سے تھامے رکھنا، ہر چیز میں اُسی کی رائے کو بیان کرنا اور اُسی کے نُقطہ نظر کو سمجھنے کی کوشش کرنا (اور دوسرے کے نُقطہ نظر کو سمجھنے سے اجتناب کرنا) پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگوں کا رواج نہ تھا۔

میری (حضرت شاہ ولی اللہؒ) رائے یہ ہے کہ بعد کی صدیوں میں ایک نئی چیز پیدا ہوئی جسے ''تخریج'' کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ (علمی تاریخ کے) مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی صدی تک کے اہل علم کسی خاص امام کے مکتب فکر کی تقلید کرنے، اِسی میں غور و فکر کرنے اور اِسی کو بیان کرتے رہنے کے معاملے میں مُتفق نہ تھے۔ اِن میں علماء اور عام لوگ ہوتے تھے۔ جہاں تک تو عام لوگوں کا تعلق ہے، تو وہ اِن معاملات میں جن میں مسلمانوں یا مجتہدین کی اکثریت میں اتفاق رائے تھا، تو وہ سوائے صاحب شریعت کے کسی کی تقلید نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ وضو، غُسل، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کا طریقہ اپنے والدین یا شہر کے علماء سے سیکھ لیتے تھے اور اِس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ جب اِنہیں کوئی مخصوص مسئلہ پیش آتا تو جو بھی (صاحب علم) مُفتی اِنہیں ملتا، بغیر کسی مکتب فکر کی تخصیص کے، وہ اُس سے سوال پوچھ لیا کرتے تھے۔ جہاں تک علماء کا تعلق ہے تو اِن میں حدیث کے ماہرین بھی تھے۔ اِن کے پاس نبی کریم ﷺ کی احادیث اور آپؐ کے صحابہؓ کے آثار موجود تھے۔ اِنہیں حدیث سے استفادہ کرنے کے علاوہ، جن پر بعض

فقہاء بھی عمل کرتے ہوں، کسی اور سے سوال پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اِن کے لیے اُس حدیث یا صحابہؓ و تابعین کی اکثریت کی رائے پر عمل ترک کر دینے کے لیے کوئی عُذر نہ تھا اور نہ ہی اِسے اچھا سمجھا جاتا تھا۔ جب اِن کے پاس کوئی ایسا معاملہ ہوتا جس کے بارے میں (موجودہ آراء پر) اِن کا دِل مُطمئن نہ ہوتا، جیسے آراء کے نقل کرنے میں تضاد پایا جاتا یا کسی ایک رائے کو ترجیح دینا واضح نہ ہوتا، تو وہ ماضی کے فقہہ کے نُقط ہائے نظر کی طرف رجوع کرتے۔ اگر اِنہیں دو نُقطہ ہائے نظر مِل جاتے تو وہ اِن میں سے صحیح ترین کو اختیار کر لیتے، خواہ وہ مدینہ کے کسی عالم کا نُقطہ نظر ہوتا یا کوفہ کے (یا کسی اور شہر کے)۔

اِن میں اہل تخریج بھی موجود تھے۔ جب اِنہیں کسی مسئلے میں واضح بات نہ مِلتی تو وہ کسی مخصوص مکتب فکر کے دائرے میں ہی رِہ کر اجتہاد کیا کرتے تھے۔ ایسے لوگ کسی مخصوص مکتب فکر سے وابستہ سمجھے جاتے تھے اور کہا جاتا تھا کہ فلاں شافعی ہے یا فلاں حنفی ہے۔

دین اور فقر تھے کبھی کچھ چیز　　　　اب دھرا کیا ہے اِس میں اور اُس میں

بریلوی مسلک کی تنظیمیں: جمعیت علمائے پاکستان نورانی گروپ، انجمن حزب الاحناف، جمعیت المشائخ اور عوامی تحریک (طاہر القادری) ہیں۔ آجکل ایک نوزائدہ جماعت بھی گُل کھلا رہی ہے جسے دعوت اسلامی کا نام دیا گیا ہے۔ اس گروہ کے بانی مولانا الیاس ہیں۔ یہ سبز جھنڈے، سبز دستار پہن کر خوب زور زور سے ہلاتے ہیں۔ کچھ من چلے لوگ انہیں طوطے بھی کہتے ہیں۔ ایک نئی جماعت سُنّی دعوت اسلامی، دعوت اسلامی کا زور توڑنے کے لیے بنائی جا چکی ہے۔

بریلوی رسائل و اخبارا ت: سواد اعظم (لاہور)، رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ)، رضوان (لاہور)، عرفات (لاہور)، انوار الصوفیہ (علی پور سیداں، سیالکوٹ)، نُور الاسلام (شرقپور)، الفاروق (سرگودھا)۔

مولانا احمد رضا بریلوی کے فتاویٰ کی تیس جِلدیں رضا فاؤنڈیشن کراچی نے شائع کی ہیں۔ دعوت اسلامی کے مکتبۃ المدینہ نے ان تمام جِلدوں کو انٹرنیٹ پر اپنی ویب سائیٹ پر لوڈ کر دیا ہے۔

بریلوی درسگاهیں: جامعہ نعیمیہ لاہور، دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، جامعہ اشرفیہ رضویہ ساہیوال، دارالعلوم امجدیہ کراچی، جامعہ غوثیہ گولڑہ، دارالعلوم نقشبندیہ جماعتیہ علی پور سیداں،

دارالمبلغین جناب میاں صاحب شرقپور، مدرسہ انوار الاسلام ملتان، جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ، جامعہ رضویہ مظہرالاسلام فیصل آباداور جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیرآباد۔

یہاں خیرآبادی سلسلے کے جید عالم مولانا معین الدین اجمیری کا ایک قول نقل کرنا قارئین کے لیے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔مولانا اپنی تصنیف ''انوارالمعین'' کے صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں کہ:

دُنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں بنایا ہوگا جس قدر مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خان بریلوی) نے کافر بنایا۔ (بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۶۶)

مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنی کتاب تمہید الایمان کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں کہ:

ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، جب تک وجہ کُفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور کلمہ اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ (آپ نے جن کو کافر کہا سبھی اہل لا الہ الا اللہ تھے) (وحدت اُمّت از مولانا اسحاق فرقہ سراجیہ صفحہ ۳۵)

دیوبندی

اس دوسرے بڑے گروہ کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے جنھوں نے دارالعلوم دیوبند کی کی بنیاد رکھی۔نانوتوی صاحب ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے اور ۱۸۸۰ء میں فوت ہوئے۔آپ کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اور مفتی بنے۔ان کی بینائی آخری عمر میں جاتی رہی گیارہ اگست ۱۹۰۵ء کو سانپ کے ڈسنے سے موت واقع ہوئی۔انہیں خاتم الاولیاء والمحدثین اور بانیءِ اسلام کا ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ان کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن، مولوی بشیر احمد عثمانی شیخ الاسلام مفتی کفایت اللہ اور مولوی سید حسین احمد مدنی وغیرہ نے دیوبندی مسلک کی شان میں خوب اضافہ کیا۔شروع شروع میں دیوبند سے اُٹھنے والی اس تحریک نے اچھے کام بھی کیے مگر اکابرین کے دُنیا سے گزر جانے کے بعد اس تحریک کے کئی ٹکڑے ہو گئے جس کی وجہ سے تحریک دیوبند بھی مزید مذہبی انتشار کا سبب ہی بنی۔

عقائدو نظریات:

دیوبندی احباب فاتحہ خلف الامام کو جائز سمجھتے ہیں واجب نہیں مانتے۔آنحضرت ﷺ کو بشر اور معراج کو جسمانی مانتے ہیں۔رسوم اور بدعات کو قابل نفرت سمجھتے ہیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ مانتے ہیں۔(دیوبندی عالم علامہ عبیداللہ سندھی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔''یہ جو حیات عیسیٰ لوگوں میں مشہور ہے یہ یہودی کہانی نیز صابی من گھڑت کہانی ہے۔۔۔قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ عیسیٰ نہیں مرا'') دیوبندی مانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ (مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں۔''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔'') (تحذیرالناس صفحہ ۲۸ مطبع مجتبائی دہلی)

منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی بھی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے۔روپیہ بھیجنے کی آسان ترکیب نوٹ کو رجسٹری یا بیمہ کرا دینا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۰)

مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں ''حضرت محمد ﷺ کی زیارت نے صحابہؓ کو وہ رُتبہ بخشا ہے کہ بڑے بڑے ولی بھی حتیٰ کہ امام مہدیؑ بھی ایک ادنیٰ صحابیؓ کے برابر نہیں ہو سکتے۔''

(حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات مرتب محمد اسحاق ملتانی صفحہ ۴۰۲ پبلشر فرید بک ڈپو دہلی)

احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۵۸ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں ''حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ للعالمین تھے۔''

(افاضات الیومیہ صفحہ ۱۰۵ جلد ۱ از اشرف علی تھانوی)

جس جگہ کوّا کو حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا سمجھتے ہوں تو ایسی جگہ اِس کوّا کھانے والے کو ثواب ہوگا نہ کہ عذاب۔غم اس وقت تھا جب آپ (حضرت امام حسینؓ) شہید ہوئے۔تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔(شیعہ حضرات کے لیے غور وفکر کی بات ہے) (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۷۷)

جس کے گھر کا مال حرام ہو (سود یا رشوت کا روپیہ) اُس کے یہاں نوکری و دعوت وغیرہ ہم سب حرام ہیں۔(پاکستان کے اسلامی معاشرے میں سود و رشوت کی کمائی پر پلنے والے ایک دوسرے کی جی بھر کر دعوتیں کرتے ہیں، نہایت قلیل تعداد میں حلال کی کمائی کھانے والے اس قابل ہی نہیں ہیں کہ وہ

کسی کی دعوت کریں یا کسی کی دعوت میں جائیں) (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۱۵)

اِس زمانہ کی وکالت اور مختانہ حلال نہیں۔اور بدوں کذب کے نجات نہ ہو تو کذب کو فرض لکھ دیا ہے۔ ہندو تہوار، ہولی و دیوالی کی پوڑیاں وغیرہ کھانا جائز سمجھتے ہیں۔کوّا کھانے والے کو ثواب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۳،۱۳۰، بحوالہ وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۱۱۴)

عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے۔ (دار العلوم اگست ۲۰۰۹ صفحہ ۱۴۸)

یہ جو بریلوی کہتے ہیں ہمارے گناہ آپ ﷺ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔مولوی اسماعیل صاحب شہید اس کا رَد فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:''سب انبیاء اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔'' (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۶ مطبع فاروقی دہلی)

اور شیخ کامل شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک تمام لوگ اس کے نزدیک مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں۔'' (عوارض المعارف علی ہامش احیاء العلوم صفحہ ۳۶۰)

قرآن کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۶۶،۲۵۵ ناشر درسی کتب خانہ دہلی۔۳)

مولانا مسعود احمد غازی آبادی خلیفہ مفتی محمود حسن گنگوہی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کوئی مہمان آئے اور حضرت سے معروف طریقہ کے مطابق معانقہ کرکے دوسری جانب بھی سینہ بڑھایا تو حضرت نے فرمایا کہ'' بھئی دل تو ایک ہی ہے'' یا'' ایک ہی جانب ہے'' اس سے معلوم ہوا کہ معانقہ ایک ہی مرتبہ ہوگا اور قلبی جانب میں ہوگا۔ پتہ چلا کہ عوام میں دو یا تین مرتبہ معانقہ کرتے ہیں یہ بھی درست نہیں ہے۔ (دار العلوم اگست ۲۰۰۹ صفحہ ۲۱،۲۲)

کسی مولود اور عرس میں شریک ہونا درست نہیں۔ (دار العلوم اگست ۲۰۰۹ صفحہ ۱۳۴)

بنک میں روپیہ داخل کرنا درست ہے خواہ سود دے یا نہ لے۔قرآن کو نظم کرنا اور فارسی کرنا تغیر کتاب اللہ تعالیٰ کی اور نظم منزل کو بدلنا اہانت اور بے تعظیمی قرآن کی ہوئی سو کُفر ہوگیا۔انبیاء علیہ اسلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ درود سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کُفر ہے۔جو یہ عقیدہ نہیں تو کُفر نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۴،۵۷)

انورشاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک یہ چیز تحقیق سے ثابت ہے کہ قرآن میں لفظی تحریف بھی ہے۔اور یہ یا تو اصحابؓ نے جان بوجھ کر کی ہے یا غلطی سے۔'' (فیض الباری علی صحیح البخاری جلد۳ صفحہ ۳۹۵ طبع ڈابھیل)

جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بےشک کافر ہے۔اِس کی امامت اور اِس سے میل جول، محبت مودت سب حرام ہیں۔ ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہنا وغیرہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۵،۶۸)

قبر کو بوسہ دینا حرام ہے۔نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام موہم شرک ہیں منع ہیں بدلنا چاہئے۔ شیخ سدّو اور اللہ بخش دونوں جنّ ہیں۔لوگوں کو ستاتے ہیں۔خبیث بھوت، پری، جنّ، آسیب ایک چیز کا نام ہے۔سَر چڑھنا اور تکلیف دینا جنّات کا حق ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۲۶۹)

علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں'' آنحضرت ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔'' (فتح الملہم صفحہ ۴۱۹)

مولانا حکیم محمد اختر فرماتے ہیں کہ مولانا اشرف تھانوی فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد آدمی قبر میں اُلّو کی طرح پڑا رہتا ہے۔حالانکہ وہاں دوسرا جسم ہوتا ہے۔عالم برزخ میں ہر مومن کو سیّد الانبیا ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔یہ جسم تو یہیں گل سَڑ جاتا ہے۔لہٰذا یہ تصور کرو کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ، بابا فریدؒ، رومیؒ اور بڑے بڑے صحابہؓ عالم ارواح (عالم برزخ) میں ہیں اور وہ ہمارا انتظار کررہے ہیں اِسی تصور سے موت لذیذ ہوجاتی ہے۔ورنہ عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہم قبر میں اکیلے پڑے رہیں گے۔ (ارشادات دردِ دل ملفوظات مولانا حکیم محمد اختر ناشر کتب خانہ مظہری گلشن آباد کراچی اشاعت اول ۱۴۲۹ھ)

مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔'' دیکھیے مولوی اشرف علی تھانوی ہمارے اور آپ کے مسلمہ بزرگ اور پیشوا ہیں اِن کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اِن کو چھ سو روپے ماہوار حکومت (انگریز) کی جانب سے دیے جاتے تھے۔'' (تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۷، بحوالہ مکالمۃ الصدرین)

رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:'' امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا اس کے خلاف پر قادر ہے''۔'' پس ثابت ہوا کہ

کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے کیوں نہ ہو **وھو علیٰ کل شئی قدیر**''۔

(فتاویٰ رشیدیہ باب العقائد صفحہ نمبر ۲۱۰،۲۱۱ ناشر محمد علی کارخانہ اسلامی کتب)

علامہ فاضل عقیل صاحب فرماتے ہیں:۔

''میں کہتا ہوں ہمارے علماء (اہل سنت) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضرورت بلکہ مصلحت کے وقت جھوٹ بولنا جائز ہے اور یہ بعینہٖ تقیہ ہی ہے البتہ اگر اس بات کو لفظ ''تقیہ'' سے تعبیر کیا جائے تو بہت سے علماء نے اِس کی ممانعت کی ہے کیونکہ یہ تعبیر اہل تشیع کی ہے۔ بنابریں یہ (شیعہ سُنّی اختلاف) صرف لفظی اختلاف ہے۔ (قارئین جھوٹ کا دوسرا نام تقیہ ہے) (النصائح الکافیہ صفحہ ۱۰۹ طبع بمبئی)

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ ہجری فرماتے ہیں۔ نیک لوگوں کی روحوں سے مدد طلب کرتے ہیں، مسلمانوں کی بڑی تعداد حد سے تجاوز کر گئی ہے۔ اِس سلسلہ میں جاہل لوگ اور عوام جو کچھ کرتے ہیں، ہر کام میں اُن کی قدرت و دخل اندازی کا یہ جو عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ کھلا ہوا شرک ہے۔

(مجموعہ فتاویٰ شیخ عبدالعزیز صفحہ ۱۲۱، بحوالہ تقویت الایمان صفحہ ۱۵۸ از مولوی اسماعیل صاحب)

قرآن کو پاؤں تلے رکھنا جائز ہے۔ اور کسی عذر سے قرآن شریف کو قارورات میں ڈال دینا کُفر نہیں رخصت ہے اور کوئی چیز نہ ہو تو قرآن کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے۔ (تحریف اوراق صفحہ ۴ بحوالہ وہابی نامہ صفحہ ۳۵)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب سے ایک شخص نے کہا کہ ''میں نے ایسا خواب دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا رہے۔'' حضرت نے فرمایا بیان تو کرو، ان صاحب نے کہا کہ ''میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں''۔ حضرت نے کہا ''یہ تو بہت اچھا خواب ہے۔''

(افاضات یومیہ تھانوی صفحہ ۱۳۳، فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰۹ اور مزید المجید صفحہ ۶۶ سطر ۲۳)

مولوی اشرف علی تھانوی سے سوال کیا گیا نقشبندیوں میں بھی بدعات ہیں فرمایا ''ہاں بہت لوگ بدعات میں مبتلا ہیں۔ اِن لوگوں نے چشتیوں کے بدنام کرنے کو بدعت صرف سماع میں منحصر کر دیا ہے ورنہ آج کل نقشبندیوں میں کثرت سے بدعات ہوتی ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے ایک شخص کو مجدد صاحب کے مزار پر سجدہ کرتے ہوئے۔ بس اُن کے نزدیک صرف ایک سماع ہی بدعت ہے اور

کوئی چیز بدعت نہیں۔'' (ملفوظات محمد اشرف علی تھانوی صفحہ ۱۹۱)

مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''جی ہاں آج کل یہ مرض بھی عام ہو گیا ہے کہ دنیوی مقاصد اور سائنس کے مسائل کو قرآن پاک میں زبردستی ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ جو نہایت ہی خطرناک بات ہے، جیسے طب اکبر کہ اس کی طبی کتاب ہونے کا یہی معیار ہے کہ اس میں امراض کی پہچان اور نسخوں کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اس میں جوتا سینے کی ترکیب کو داخل کر دیا جائے تو یہ اس کا نقص ہوگا۔ ایسے ہی قرآن پاک ہے کہ اس میں طب رُوحانی کے سوا اور کچھ نہیں۔''

(ملفوظات محمد اشرف علی تھانوی صفحہ ۶۶)

دوسری جگہ فرمایا۔ ''بدعتیوں میں تبلیغ ہے نہ اصلاح بجز فساد کے اور اہل حق کے ستانے کے۔''

(ملفوظات از مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۹۸)

بزرگوں کی تنقیص کی جائے تو یہ گناہ ہے ورنہ گناہ نہیں گو بے غیرتی ہے۔ (ملفوظات اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۴۰)

مولوی اسماعیل شہید کی کتاب تقویت الایمان میں سے کچھ عقائد یہ ہیں:۔

اُس کی شان تو یہ ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی، ولی جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (صفحہ ۶) حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (صفحہ ۳۲) حضور کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیے، کہ آپ ﷺ بھی انسان ہیں (صفحہ ۴۸)۔ انبیاء کی تعریف بشر کی سی کرو، سو اس میں بھی کمی کرو۔ اعمال میں بظاہر اُمّتی، نبی کے برابر ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔ (تحذیر الناس بحوالہ آئینہ دیوبند)

تذکرہ حسن میں لکھا ہے کہ آج نماز جمعہ کے موقع پر جانکاہ سن کر دِل پر بے حد چوٹ لگی کہ حضرت قبلہ (مفتی محمد حسن) رحمۃ للعالمین دُنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔

(عزیز الرحمٰن مہتمم مدرسہ امداد العلوم، ایبٹ آباد تذکرہ حسن صفحہ ۲۰۶ بحوالہ آئینہ دیوبند صفحہ ۷)

''جن لوگوں نے حوادث کے اِس زمانے میں نسخ جہاد کی تاویلوں کے علاوہ **اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسل و اولی الامر منکم** میں اولی الامر کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا اِن میں مشہور انشاء پرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی شامل ہے۔'' (عطاءاللہ شاہ بخاری از ایڈیٹر چٹان شورش کاشمیری صفحہ ۱۳۵)

ٹی وی اور سی ڈیز کا کوئی پروگرام تصویر کے بغیر نہیں ہوتا اور تصویر بنانا یا بنوانا مطلقاً ناجائز اور حرام ہے۔ اِس پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔تصویر خواہ پرانے اور دقیانوسی زمانے کی بنائی ہوئی ہو یا جدید سائنس اور ترقی یافتہ دور کی، اِس کی حُرمت پر اُمّت کا اجماع ہے۔

رہی یہ بات کہ اربابِ کُفر والحاد نے اگر ٹی وی کو اسلام کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کیا ہے تو کیوں نہ ہم بھی اِس کو اشاعت اسلام کے لیے استعمال کریں؟ نظر بظاہر یہ جذبہ نیک ہے، مگر اِس میں مشکل وہی پیش آتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لیے کسی ناجائز اور حرام ذریعہ کو استعمال کرنا جائز نہیں۔

(دارالعلوم فروری ۲۰۰۸ء صفحہ ۲۰، ۲۵)

صحابہ کرامؓ کو مردود و ملعون کہنے والا۔۔۔اپنے اِس کبیرہ کے سبب سے سنت والجماعت سے خارج ہوگا یا نہیں؟ جواب: وہ اپنے اِس کبیرہ کے سبب سنت والجماعت سے خارج نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ بحوالہ آئینہ دیوبند صفحہ ۱۷)

ندوہ اگرچہ پالیٹکس سے بالکل الگ ہے لیکن چونکہ اس کا اصل مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے اور اِس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔'' (ندوۃ جلد ۵ جولائی ۱۹۰۸ء)

مذہبی و سیاسی تنظیمیں: تبلیغی جماعت، مجلس احرار، مجلس تحفظ ختم نبوت، سپاہ صحابہ، تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی دیوبندی خیالات کی حامل جماعتیں ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے نام سے دیوبندی سیاسی جماعت بنائی گئی تھی جو بعد میں جمعیت علمائے اسلام ہوگئی۔ پھر اِس کے بھی دو ٹکڑے ہوگئے، یہ دونوں ٹکڑے جمعیت علمائے پاکستان مولانا فضل الرحمان گروپ اور جمعیت علمائے پاکستان مولانا سمیع الحق گروپ کی صورت میں پاکستانی سیاست کو چار چاند لگا رہے ہیں۔ نظام العلماء بھی فعال تنظیم ہے۔

دیو بندی درس گاھیں: جامعہ اشرفیہ (لاہور)، جامع عربیہ سراج العلوم (سرگودھا)، دارالعلوم الاسلامیہ (ٹنڈو والا ضلع حیدر آباد)، مدرسہ قاسم العلوم (شیرانوالہ گیٹ لاہور)، مدرسہ انوار العلوم (گوجرانوالہ)، مدرسہ عربیہ اشاعت العلوم (فیصل آباد)، مدرسہ خیر

المدارس۔ مدرسہ قاسم العلوم (ملتان)، جامعہ رشیدیہ (ساہیوال)، دارالعلوم تعلیم القرآن (راولپنڈی)، دارالعلوم (کراچی)، مدرسہ عربیہ اسلامیہ (کراچی) اور دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک)۔

دیوبندی ترجمان رسائل: ترجمان اسلام، پیام اسلام (لاہور)، خدام الدین (لاہور)، دعوت (لاہور)، تعلیم القرآن (راولپنڈی)، لولاک (فیصل آباد) صدائے اسلام الحق (اکوڑہ خٹک اور ختم نبوت و بینات (کراچی)

سپاہ صحابہ

سپاہ صحابہ (دیوبندی عقائد کی حامل جماعت) کے عقائد کے بارے میں تحقیقی دستاویز میں (سپاہ صحابہ کی تاریخی دستاویز کے جواب پر مشتمل) سپاہ صحابہ کے کفریہ عقائد کی ایک جھلک کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ذیل میں ہم سپاہ صحابہ کے (اکابرین کے) غلیظ کفریہ عقائد کی ایک جھلک ان کی مستند کتب کے حوالہ جات کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اب یہ برادران اہل سُنّت کا فرض ہے کہ وہ یا تو اِن عقائد کا اقرار کریں یا پھر اہل سُنّت کا نام استعمال کرنے والی سپاہ صحابہ کے کُفر کا اعلان کریں۔ سپاہ صحابہ والے بھی ہمت کریں کہ یا تو اِن عقائد کو تسلیم کر کے اپنے اِن غلیظ عقائد کا اعلان کریں یا پھر اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ (یک روزہ فارسی صفحہ ۱۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

میں (مولوی حسین علی واں بھچروی) نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ مجھے بصورت معانقہ پُل صراط لے گئے۔۔۔اور میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ پُل سے گر رہے ہیں تو میں نے آپ کو گرنے سے بچالیا۔ (مبشرات بلغۃ الحیران صفحہ ۸ مصنفہ حسین علی)

بعض لوگ تمثیلاً کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور حضرت امام حسینؓ اور مجدد الف ثانیؒ کے رُوضے پختہ بنے ہوئے ہیں یہ کیسے درست اور جائز ہے؟

جواب: قبور پر گنبد اور فرش بنانا ناجائز اور حرام ہے، بنانے والے اور جو اِس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں۔ (فتاویٰ دیوبند از مفتی عزیز الرحمان جلد ا صفحہ ۱۴)

ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں، فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا رابطہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ (براہین قاطعہ از خلیل احمد انبیٹھوی صفحہ ۳۶)

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷، ۶۸)

کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ درود اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی

(الامداد، ماہ صفر ۱۳۲۶ھ ص ۳۵ مطبع امداد المطابع تھانہ بھون انڈیا)

نماز میں زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ (صراط مستقیم فارسی ص ۸۶ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اِس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کل، اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اِس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان از اشرف علی تھانوی ص ۸ مطبوعہ دیوبند)

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا اِن امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص ۲۵ مطبوعہ دیوبند)

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ   جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ از محمود الحسن دیوبندی ص ۱۱ طبع مکتبہ رحیمیہ دیوبند)

محرم میں ذکر شہادت امام حسینؓ کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ یا سبیل لگانا، شربت پلانا، شندہ سبیل اور شربت یا دُودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۱۱۳)

خواب میں حضرت فاطمہؓ کو دیکھا انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا ہم اچھے ہوگئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی جلد ۲ ص ۳۷)

نیز اِس کے متعلق میں نے ایک خواب بھی دیکھی تھی کہ حضرت عائشہؓ میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں اِس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہؓ کو بوقت نکاح حضور ﷺ کے تھی وہ ہی نسبت اِن کو ہے۔ (افاضات الیومیہ جلد ا ص ۶۸)

کسی پیر، فقیر، پیغمبر کو پکارنا کُفر وشرک ہے ایسے عقائد والے پکے کافر ہیں اور اُن کا نکاح نہیں ہوتا۔ (جواہر القرآن ص ۸۷ طبع راولپنڈی)

جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کو مشکل وقت میں پُکارے اور آپ ﷺ کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے تو وہ شخص اور ابوجہل شرک میں برابر کے شریک ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶ طبع لاہور)(تحقیقی دستاویز صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷)

تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کی بنیاد ۱۹۲۶ء میں مولانا الیاس کاندھلوی نے رکھی۔ (جس کا رشتہ دیوبند سے ٹوٹتا ہے اپنی الگ جماعت بنالیتا ہے۔) فضائل اعمال جسے مولانا زکریا کاندھلوی نے تحریر کیا ہے تبلیغی جماعت والوں کی مشہور کتاب ہے جسمیں اس جماعت کے عقائد (حیرت انگیز) درج ہیں۔

تبلیغی جماعت کے لوگ اِس لیے چلّہ لگاتے پھرتے ہیں کہ اُن کی شکل انسانوں والی ہو جائے، ثانیاً معلوم ہوا کہ انسان کو انسان کی شکل میں آنے کے لیے کم ازکم ۳ چلّوں کی ضرورت ہوتی ہے، ثالثاً جو لوگ چلّہ نہیں کھینچتے تبلیغی جماعت کے لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر جیسے ہیں۔

(تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۳۳)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ پس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو اُن کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اِس طرح اُن کی تعلیم عام ہو جائے۔'' مزید فرماتے ہیں ''خاص طور پر یہ مضمون آج کل پھیلایا جائے کہ حضرت (تھانوی) رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق بڑھانے، حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کے ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی رُوح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور اِن کو

زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کی جائے۔'' (ملفوظات الیاس صفحہ ۵۶،۵۸،۶۹)

تبلیغی جماعت کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضورا کرم ﷺ کا سایہ نہیں تھا (مسند احمد بن حنبل کی حدیث نمبر ۱۲۷۴۰۳ اس عقیدے کی نفی کرتی ہے)۔ (فضائل درود شریف صفحہ ۱۳۱)

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی — زمین پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

اِس شعر میں یہ کہا گیا ہے کہ جس طرح عیسیٰؑ اور ادریسؑ کو اللہ نے زندہ اُٹھالیا اور وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اِسی طرح نبی کریم ﷺ کو موت نہیں آئی بلکہ وہ بھی زمین پر یعنی قبر کے اندر زندہ ہیں۔

(فضائل درود شریف صفحہ ۱۳۲ تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۳۸)

تبلیغی جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا خُون پاک ہے۔ فضائل اعمال میں لکھا ہے ''حضور ﷺ نے ایک مرتبہ سینگیاں لگوائیں اور جو خُون نکلا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیا کہ اس کو دبا دیں۔ وہ گئے اور آ کر عرض کیا کہ دبا دیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہاں؟ عرض کیا میں نے پی لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کے بدن میں میرا خُون جائے گا اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوسکتی مگر تیرے لیے بھی لوگوں سے ہلاکت ہے اور لوگوں کو تجھ سے۔ (ہلاکت سے مراد تبلیغی جماعت کے نزدیک سلطنت اور امارت کی طرف اشارہ ہے اور آخر عبداللہ بن زبیر شہید ہوئے) مزید فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے فضلات، پاخانہ وغیرہ سب پاک ہیں۔ (بریلویوں کا بھی یہی عقیدہ ہے) حضرت مالکؓ نے بھی حضور ﷺ کا خُون پیا۔ (حکایات صحابہ)

جماعت اسلامی

مولانا مودودی (۱۹۰۳ء تا ۱۹۷۹ء) نے ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کو اسلامیہ پارک چوبرجی لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ مولانا صاحب کے خیال میں اصلاح احوال کے واسطے اقتدار ضروری ہے۔ اِس لیے فرماتے ہیں۔

''جو کوئی حقیقت میں خُدا کی زمین سے فتنہ وفساد کو مٹانا چاہتا ہو اور واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلق خُدا کی اصلاح ہو تو اُس کے لیے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اِسے اُٹھنا چاہیے اور

غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں کے ہاتھ سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیے۔'' (حقیقت جہاد از مولانا مودودی صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۹۶۴ء)

مولانا کے نزدیک اسلام کے پھیلانے میں تلوار کا بڑا دخل تھا۔ فرماتے ہیں۔ ''لیکن جب واعظ وتلقین کی ناکامی کے بعد داعی اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی۔ تو دِلوں سے رفتہ رفتہ بدی وشرارت کا زنگ چھوٹنے لگا، لوگوں کی کثافتیں دور ہوگئیں۔ ایک صدی کے اندر چوتھائی دُنیا مسلمان ہوگئی تو اِس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے اُن پردوں کو چاک کر دیا جو دِلوں پر پڑے ہوئے تھے۔''

(الجہاد فی الاسلام صفحہ ۲۱۶ ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور)

مولانا کے کچھ مزید نظریات پیش خدمت ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں کچھ زیادہ جری ہوگئیں تھیں۔ اور حضورؐ سے زبان درازی کرنے لگی تھیں۔'' (ہفتہ وار ایشیا لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۷۶ء جلد ۱۶ شمارہ ۴۵ صفحہ ۱۷)

مودودی صاحب کے نزدیک ''حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اسلام کی رُوح کے خلاف ہے۔'' (ترجمان القرآن جلد ۱۲۔ نمبر ۲۔ صفحہ ۴)

حضرت عمرؓ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''خلیفہ رسول جن کے قلب سے وہ جذبہ اکابرین پرستی جو زمانہ جاہلیت کی پیداوار تھا محو نہ ہوسکا۔'' (ترجمان القرآن نمبر ۴۔ صفحہ ۲۸۸)

مولانا صاحب کے نزدیک ''حضرت عثمانؓ نے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے اور اُن کے ساتھ دوسری رعایات کیں۔'' حضرت علیؓ کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''قاتلین عثمانؓ۔ اِن کے ہاں تقرب حاصل کرتے چلے گئے۔'' (خلافت وملوکیت صفحہ ۱۰۶۔ از مودودی ادارہ ترجمان القرآن اچھرہ لاہور)

مولانا مودودی کے نزدیک پاکستان:

''پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہوجائیں۔ اِس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔''

(سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۲)

تنظیم اسلامی

اس جماعت کے بانی ڈاکٹر اسرار احمد (۲۶ اپریل ۱۹۳۲ء تا ۱۴ اپریل ۲۰۱۰ء)۔ پہلے پہل آپ کا تعلق جماعت اسلامی سے نہایت گہرا تھا ڈاکٹر صاحب خود فرماتے ہیں جب بھی مولانا مودودی یا جماعت اسلامی پر کوئی تنقید ہوتی یا طنز وطعن کا معاملہ ہوتا تو میں ان کی جانب سے مدافعت میں پوا را زور صرف کر دیتا۔ مزید فرماتے ہیں۔ جہاں تک مودودی کی تصانیف کا تعلق ہے ان کا تو میں اس دور میں متعلّم ہی نہیں معلّم بن گیا تھا۔ پھر فرماتے ہیں۔ میں ۲۵ نومبر ۱۹۵۴ء کو جماعت اسلامی کا ممبر بنا اور تقریباً اڑھائی سال بعد اپریل ۱۹۵۷ء کو جماعت کی رکنیت سے استعفٰی دے دیا۔ پھر مختلف لوگوں سے اور دوستوں کی تنظیموں سے فیض حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے تنظیم اسلامی کے نام سے ۱۹۷۴ء میں بے شمار تنظیموں کی طرح ایک اور تنظیم بنا کر خود کو عقلمند سمجھتے ہوئے اس کے سربراہ بن گئے۔ کوئی بھی قابل ذکر کارنامہ انجام نہ دے سکے۔ سوائے مزید اسلام میں تفرقہ پیدا کرنے کے۔

ڈاکٹر صاحب اسلامی تحریکوں یا تنظیموں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ''یہ اسلامی تحریکیں لنگر کے جہازوں کی مانند ادھر ادھر بھٹک رہی ہیں اور ان کا حال اکثر و بیشتر اُس مسافر کا سا ہے جسے نہ تو منزل ہی کا پتہ رہا اور نہ یہ ہی یاد رہا کہ سفر شروع کہاں سے کیا تھا۔''

ہم تو فانی جیتے جی وہ میّت ہیں بے گور و کفن
عزت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

پھر اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔ ''خوش قسمتی سے برصغیر پاک و ہند میں ایک وسیع پیمانے پر ایسی حرکت بھی پیدا ہو چکی ہے جس کے زیر اثر ایمان کی روشنی پھیل رہی ہے۔ ہماری مراد جماعت تبلیغی سے ہے جسے بجا طور پر تحریک دیوبندی کی ایک شاخ قرار دیا جا سکتا ہے۔ (جس کی تاسیس اصحاب ایمان و یقین کے ہاتھوں ہوئی تھی) (اسلام کی نشاۃ ثانیہ حاصل کرنے کا اصل کام صفحہ ۱۷، ۱۸)

قارئین کرام! دیکھا مولانا کبھی جماعت اسلامی کے وکیل بنتے ہیں کبھی دیوبندی تبلیغی جماعت کی تعریف کرتے نہیں تھکتے مگر چین انہیں اپنی بانسری بجا کر ہی آتا ہے۔

غیر مقلد ،اہل قرآن

اہل قرآن کو چکڑالوی اور پرویزی بھی کہا جاتا ہے۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی اور مشہور عالم غلام احمد پرویز اہل قرآن کے اہم لیڈر ہیں۔ غلام احمد پرویز صاحب کئی کتابوں کے مُصنّف بھی ہیں انہوں قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے۔

عقائد و نظریات: اہل قرآن احادیث کے منکر ہیں، کسی حدیث کو بھی نہیں مانتے۔ اہل قرآن کہتے ہیں کیونکہ قرآن میں نماز کا معین ذکر نہیں ہے اِس لیے نماز کی پابندی بھی ضروری نہیں۔

کہتے ہیں کہ قرآن کے سوا شریعت میں کوئی اور چیز معتبر نہیں لہٰذا ہم سُنّت رسول اور احادیث رسول کی پیروی کے پابند نہیں خواہ کیسے ہی تواتر اور قوی روایات سے ہم تک پہنچی ہوں۔

اہل قرآن، قرآن مجید میں مندرجہ وحی الٰہی کے علاوہ کسی وحی کو نہیں مانتے۔ اِن کا دعویٰ ہے کہ تمام وحی الٰہی جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی وہ صرف قرآن مجید ہی ہے۔

اہل حدیث

نجد کے مشہور عالم حضرت محمد بن عبدالوہاب کی نسبت سے اہل حدیث کو چڑانے کے لیے وہابی بھی کہا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں یہ فرقہ اپنی موجودہ صورت میں حضرت سید احمد بریلویؒ اور حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید کی بالاکوٹ میں شہادت (۶ مئی ۱۸۳۱ء) کے کچھ عرصے بعد قائم ہوا۔ نواب صدیق حسن خانصاحب، مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی ثناء اللہ امرت سری اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی قابل ذکر علمائے اہل حدیث ہیں۔ مولوی اسماعیل صاحب شہید کو اہل حدیث کے علاوہ دیوبندی بھی اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک بھی خود کو اہل حدیث بتاتے ہیں۔

عقائد و نظریات: اگرچہ خلفائے اربعہ کو تسلیم کرتے ہیں اور آئمہ کا احترام کرتے ہیں اِس حد تک اہلسنت والجماعت کا حصہ ہیں مگر آئمہ کی تقلید ذاتی و شخصی سے انکار کی بناء پر غیر مقلد

کہلاتے ہیں ۱۲۶۲ھجری میں ہندوستان میں اہل حدیث سے ایک گروہ نے تقلید کی راہ اپنائی تھی اور حنفی فقہ سے منسلک ہوگئے ۔ یہ گروہ عصر حاضر میں دیوبندی گروہ کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔ اہل حدیث نے رسوم وبدعات کے دور کرنے میں اچھا کام کیا ہے۔

اہل حدیث کے عقائد میں اہم بات یہ ہے کہ احادیث کی پابندی میں غلو کرتے ہوئے اسے قرآن پر قاضی قرار دیتے ہیں۔ آمین بالجہر، رفع یدین، آٹھ رکعت تراویح، قرآت خلف الامام، سینے پر ہاتھ باندھتے ہیں، تین طلاق کو ایک طلاق مانتے ہیں، تقلید کی مخالفت کرتے ہیں اور خطبہ جمعہ میں اُردو واعظ وغیرہ اِن کے مخصوص عقائد ہیں۔

علماء اہل حدیث اور دیوبند کے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے لکھا ہے کہ ''تصویر بنانے والے کو پیغمبر کے قاتل کا سا گناہ ہے، تو وہ یزید اور شمر سے بھی بدتر ہے کہ انہوں نے پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے کو اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا۔'' صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے۔ تصویر بنانے والا پردے میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کہ جو چیزیں اللہ نے بنائی ہیں ان کی مثل بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔ بڑا بے ادب ہے۔ (ملخصا تقویۃ الایمان از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۸۰)

ہاتھ اُٹھا کر دُعا نہیں مانگتے، تشہد کی حالت میں شہادت کی اُنگلی کو حرکت دیتے ہیں، رسوم اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی کے لیے کوشاں رہتے ہیں، خانقاہی نظام اور تصوف کی باطنی تعلیمات سے اِن کا دامن صاف ہے۔

''مُرغ کی قربانی جائز ہے۔'' (فتاویٰ ستاریہ، مولوی عبدالستار، غیر مقلد جلد ۲ صفحہ ۲۷ مطبوعہ کراچی)

مولوی عبدالوہاب دہلوی غیر مقلد فرماتے ہیں ''چار آنہ یا آٹھ آنہ کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں کر دینا قربانی ہے۔'' (مقاصد الامامۃ صفحہ ۵، بحوالہ قربانی وذبیحہ کے چند اہم مسائل از اجمل حسین قادری)

مولوی وحید الزمان، بخاری شریف جلد ۶ صفحہ ۳۷، ۳۸ پر آیت **نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم** کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

''روایت میں اس کی صراحت موجود ہے کہ (یہ آیت) عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اُتری۔۔۔ ایک جماعت اہلحدیث جیسے بخاری، ذیلی، بزاز، نسائی اور بوعلی نیشاپوری اِسی

طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلتا ہے۔ (بحوالہ نام نہاد اہل حدیث یا شیعہ صفحہ ۴۵)

طلاق ثلثہ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ کے ہاں تین ہی قرار دی جاتی ہیں۔ لیکن غیر مقلد کہتے ہیں کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں بلکہ صرف ایک واقع ہوتی ہے اور وہ بھی رجعی کہ بغیر نکاح جدید کے سابق خاوند اُس سے رجوع کر سکتا ہے۔ شیعوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ (قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں تین نہیں ہوتیں بلکہ ایک رجعی طلاق ہوتی ہے) (بحوالہ نام نہاد اہل حدیث یا شیعہ صفحہ ۴۹)

داڑھی منڈوانا اسلام میں حرام ہے۔ (احکام ومسائل صفحہ ۵۵)

اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب صفات اور کمالات اختیاری ہیں۔ جو عیوب آدمی میں پائے جاسکتے ہیں۔ ان سب پر خُدا تعالیٰ بھی قادر ہے۔
(رسالہ یک روزہ فارسی صفحہ ۱۷، ۱۸، فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۴۳)

اللہ تعالیٰ کی صفات حادث ہیں۔ (اقامت البرہان صفحہ ۸۰)

خُدا تعالیٰ کے عرش پر ہونے کا منکر کافر ہے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل بذاتہ عرشِ عظیم پر مستوی ہے ہر جگہ نہیں۔ (استواعلی العرش صفحہ ۳۵ سطر ۱۱ صفحہ ۳۷ سطر ۳، ۴)

خداوند کریم آسمان زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا۔ (فتاویٰ محمدیہ صفحہ ۲)

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ محلّ حوادث ہے۔ اللہ تعالیٰ مرکب ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے نہ اُس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔ اللہ کی جسمیّت اور جہت ہے۔ ابن تیمیہ کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ حضرت محمد ﷺ معصوم نہیں ہیں۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۰۰)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی لکھتے ہیں کہ وہابیہ نجدیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کی حیات فقط اُسی زمانہ تک محدود ہے جب تک وہ دُنیا میں تھے۔ بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اِس سے کُتّے دفعہ کر سکتے ہیں اور ذات فخر دو عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ہم پر اب کوئی

حق نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ اِن کی ذات پاک سے بعد وفات کے۔ (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۵، ۴۷)

زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔اور شیخ یا اُسی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ رسالتماب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ (صراۃ مستقیم فارسی از مولوی اسماعیل دہلوی صفحہ ۸۶ سطر ۳،۴)

خاتم نبوّت احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء ختم النبیین نہیں ہیں۔

(جامع الشواہد بحوالہ نصر المومنین صفحہ ۱۲۲ از مولوی صدیق حسن پشاوری)

صاحب شریعت علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے بعض طریقے بدعت تھے۔انبیاء عیب دار ہوتے ہیں۔ (اصلاح عقائد صفحہ ۲۸، ۱۵۴ از رفیق خاں)

حبیب کردگار محمد ﷺ کو علم نہیں کہ اللہ اِن سے کیا معاملہ کرے گا۔اللہ اگر چاہے تو کروڑوں محمد ﷺ پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ۲۷، ۳۱)

نبی غیب دان ﷺ کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام کو شیطان اور ملک الموت سے زیادہ علم ہے وہ مشرک ہے۔ (تکذیب المکفرین صفحہ ۱۹ از مولوی ثناء اللہ امرت سری)

صحابہ کرامؓ کے بعض طریقے بدعت تھے۔انبیاء علیہ السلام عیب دار ہوتے ہیں۔حضرت آدمؑ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نہیں ہیں۔ (اصلاح عقائد صفحہ ۲۸، ۱۵۴، ۱۵۸ از مولوی رفیق خان پسروری)

امام غزالیؒ علم حدیث سے بالکل عاری تھے۔ (صحیح مسلم مترجم وحید الزمان صفحہ ۱۳۸ از مولوی وحید الزماں)

کتا خنزیر یا کوئی جانور کنویں میں گر جائے اور مر جائے یا پھنس جائے تو کنواں پاک رہتا ہے۔خُون اور ریح نکلنے سے اور قے کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۳۳۲، فتاویٰ نذیریہ صفحہ ۲۲۰ جلد ۱ بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۶۰)

منی غالباً نجس نہیں ہے اور منی آلود کپڑوں سے نماز جائز ہے۔

(فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۳۳۲، فقہ محمدیہ صفحہ ۴۰، دلیل الطالب صفحہ ۴۴ از نواب صدیق حسن خان)

جس عورت سے زید نے زنا کیا ہو۔وہ عورت زید کے لڑکے پر حلال ہے۔

(اخبار اہل حدیث امرت سر ۲۵ اگست ۱۹۱۶ء)

جب آدمی اپنی ساس یا لڑکی کو اپنی بیوی سمجھتے ہوئے بھول کر زنا کر گزرے تو بھی مزنیہ کی ماں یا بیٹی فاعل پر حرام نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ سطر ۲۱، ۲۲ بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۶۱)

مُشت زنی: منی کا ہاتھ سے نکالنا، یا کسی سخت چیز سے بوقتِ حاجت جائز ہے۔بلکہ واجب ہو جاتا ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۲۰۷ از نور الحسن بن نواب صدیق حسن خان)

نکاح متعہ اور وقت مقرر کر کے نکاح کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ جائز رکھا ہے۔ (نزل الابرار فی فقہ النبی المختار صفحہ ۱۳۳ از وحید الزمان بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت) اسی حوالہ سے یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اِس کے واسطے اُس کی بیٹی حلال ہے اور اِسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اُس کے بیٹے کے لیے بھی حلال ہے۔اور یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اِس پر اِس کی عورت حرام نہیں ہوتی۔ اور اگر کسی نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اُس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوئی۔ (صفحہ ۲۱، ۲۸، ۲۹)

کل درندوں کا جوٹھا پاک ہے۔عورت کے ساتھ عزل کرنا جائز ہے۔اگر عورت مرد کے ساتھ برابر کھڑی ہو جائے تو اِس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے۔ (فقہ محمدیہ کلاں جلد دوم صفحہ ۲۴، ۱۰۶، ۱۵۷، ۱۲، ۱۳)

کتّے اور خنزیر کے سوا تمام جانوروں کی منی پاک ہے۔مولوی ابوالحسن صاحب مزید فرماتے ہیں۔(مرد اور عورت) دونوں کی منی پاک ہے۔اور جب کہ منی پاک ہے تو آیا اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔اس میں دو قول ہیں۔(مصنف وہابی دیوبندی کی نشانی کہتے ہیں یعنی بعض منی کھانا جائز سمجھتے ہیں) (فقہ محمدیہ از مولوی ابوالحسن صفحہ ۴۱ بحوالہ وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۱۱۳)

بجو کھانا جائز سمجھتے ہیں۔(عرف الجاوی صفحہ ۲۳۵) انسانوں اور جانوروں سب کی منی پاک سمجھتے ہیں "منی ہر چند پاک است۔" (عرف الجاوی صفحہ ۱۰ فقہ محمدیہ صفحہ ۴۱ بحوالہ وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۱۱۴)

کچھوا حلال سمجھتے ہیں۔فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم صفحہ ۱۳۳ گوہ حلال ہے۔(تفسیر ستاری صفحہ ۴۲۶) داڑھی والے مرد کے لیے عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ (روضیۃ النبویہ صفحہ ۲۳۶ بحوالہ وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۱۱۴)

مرزائیوں اور بدعقیدوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔

مولوی ثناءاللہ امرت سری اہل حدیث بھائیوں کونصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بریلوی اصحاب، اہل حدیث حضرات اور دیوبندی حضرات کو کافر کہا کرتے ہیں۔آپ اِس پر ناراض نہ ہوا کریں، اِن کی مراد اِس سے یہ ہوتی ہے کہ جو اسلام ہم رکھتے ہیں، اہل حدیث اور دیوبندی اِس سے منکر ہیں اِس لیے وہ کافر ہیں۔سو آپ بخوشی زیرآیت کفرنا بکم ایسے اسلام سے انکار کر دیا کریں۔'' (اہل حدیث ۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۴ کالم ۱)

شمس العلماء مولانا نذیر احمد دہلوی صاحب انگریز بادشاہت کو خُدا تعالیٰ کی مہربانی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''سارے ہندوستان کی عافیت اسی میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے جو نہ ہندو ہو، نہ مسلمان ہو کوئی سلاطین یورپ میں سے انگریز ہی نہیں جو بھی مرضی ہو یورپ میں سے ہوئے مگر خُدا کی بے انتہا مہربانی اس کی متقضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ آئے۔'' (مجموعہ لیکچر مولانا نذیر احمد دہلوی صفحہ ۴، ۵ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''سلطان رُوم ایک اسلامی بادشاہ ہے لیکن امن عامہ اور حسن انتظام کے لحاظ سے برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لیے کچھ فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص گروہ اہل حدیث کے لیے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اِس وقت کی تمام سلطنتوں روم، ایران، خراسان سے بڑھ کر فخر کا موجب ہے۔'' (رسالہ اشاعت السنہ جلد نمبر ۶ شمارہ ۱۰ صفحہ نمبر ۲۹۳)

مولانا ظفر علی خان جو کسی زمانے میں احراری جماعت میں شامل تھے فرماتے ہیں:

''مسلمان۔۔۔۔ایک لمحہ کے لیے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے، اگر کوئی بدبخت مسلمان، گورنمنٹ سے سرکشی کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان مسلمان نہیں۔'' مزید فرماتے ہیں۔'' اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خُون بہانے کے لیے تیار ہیں اور ایسی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔''

(اخبار زمیندار ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء)

مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

''کیا گورنمنٹ (انگریزی) جابر اور سخت گیر ہے توبہ توبہ ماں باپ سے بڑھ کر شفیق۔''

مزید فرماتے ہیں'' میں اپنی معلومات کے مطابق اِس وقت کے ہندوستان کے والیان پر نظر ڈالتا تھا اور برما اور نیپال اور افغانستان بلکہ فارس اور مصر اور عرب تک خیال دوڑاتا تھا اس سرے سے اس سرے تک ایک متنفس سمجھ میں نہیں آتا تھا جس کو میں ہندوستان کا بادشاہ خیال کروں۔

اھل حدیث تنظیمیں: مرکزی جمعیت اہل حدیث۔امیر مولوی حافظ محمد گوندلی سابق استاد مدینہ یونیورسٹی۔جماعت غرباء اہل حدیث۔بانی مولوی عبدالوہاب۔موجودہ امام قاری عبدالغفار صاحب۔ جماعت اہل حدیث۔روپڑی اور لکھاری خاندان کی جمعیت۔امیر سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی راہنماؤں میں تھے۔

(روپڑی اور ثنائی اختلاف دیکھنے کے لیے رسالہ اہل حدیث ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء، ۲۱ دسمبر ۱۹۲۵ء اور ۱۱۱ کتوبر ۱۹۴۶ء دیکھیں)

اھل حدیث درس گاھیں: جامعہ سلفیہ (لاہور، لائکپور)، جامعہ اہل حدیث (لاہور)، تقویۃ الاسلام (لاہور)، جامعہ تدریس القرآن و الحدیث (راولپنڈی)، تعلیم الاسلام (فیصل آباد)، مدرسہ دارالسلام (کراچی)، مدرسہ محمدیہ (گوجرانوالہ)، جامعہ محمدیہ (اوکاڑہ)

اھل حدیث رسائل: الاعتصام (لاہور)، صحیفہ اہل حدیث (کراچی)، تنظیم اہل حدیث (لاہور)، اہل حدیث (لاہور)، رسالہ محدث (لاہور) اور رسالہ ترجمان اہل حدیث (لاہور)۔

شیعہ

شیعہ فرقے کے بھی بہت سے گروہ ہیں جن میں سب سے اہم اور بڑا گروہ اثنائے عشریہ ہے۔ اِس کے علاوہ آغا خانی، بوہرے، زیدی، علی الاہی، نصیری اور اسماعیلی وغیرہ وغیرہ بھی چھوٹے شیعہ گروہ ہیں۔

شیعہ عقائد و نظریات: ابوجعفر یعقوب کلینی فرماتے ہیں:۔

''ابوبکرؓ سے لے کر آج تک تمام سُنّی حکمران غاصب وظالم ہیں، کیونکہ حکمرانی کا حق صرف شیعہ اماموں یا اُن کی امامت کو ماننے والے شیعوں کو ہے۔اور شیعوں کا فرض ہے کہ تمام سُنّی حکومتوں کو

تباہ کرنے میں لگے رہیں، کیونکہ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا اور سُنّی حکومت میں اطمینان سے رہے تو چاہے یہ شیعہ کتنے ہی عبادت گذار کیوں نہ ہوں عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔" (اصول کافی صفحہ ۲۰۶)

ایرانی انقلاب کے بانی آنجہانی آیت اللہ خمینی فرماتے ہیں:۔

اور ہمارے مذہب (اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے آئمہ کو وہ مقام ومرتبہ حاصل ہے، جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مُرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مزید فرماتے ہیں: امام کو وہ مقام اور بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کے حکم اور اقتدا کے آگے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے۔ (الحکومۃ الاسلامیہ عنوان الولایۃ التکوینیہ از آیت اللہ خمینی صفحہ ۵۲)

"امامت بالاتر از رُتبہ پیغمبری، امامت کا درجہ نبوّت وپیغمبری سے بالاتر ہے۔"

(حیات القلوب از مّلا باقر مجلسی جلد ۳ صفحہ ۱۰)

امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص آئمہ میں سے کسی امام کی امامت کا منکر ہو اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی جو اطاعت فرض کی ہے اِس کا قائل نہ ہو وہ کافر ہے، گُمراہ ہے اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔ (بحارالانوار صفحہ ۳۹ جلد ۲۳)

امامیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام اہل بدعت کافر ہیں۔ امام پر لازم ہے کہ اگر وہ قابو میں آ جائیں تو اُن کو دعوت دینے اور اُن پر حجت قائم کرنے کے بعد اُن سے توبہ کروائے۔ اگر وہ اپنی بدعت سے توبہ کر لیں اور راہ راست پر آ جائیں تو ٹھیک، ورنہ اُن کو ایمان سے مُرتد ہونے کی بناء پر قتل کر دے۔ اور یہ کہ جو عقیدہ امامت کو چھوڑ کر مرے گا وہ جہنمی ہے۔ (بحارالانوار جلد ۲۳ صفحہ ۳۹۰)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے اپنی کتاب اختلاف اُمّت اور صراط مستقیم میں فرماتے ہیں۔ آئمہ کے بارے میں شیعہ حضرات کے چھ اہم عقائد ہیں۔ اُن کا معصوم ہونا، منصوص من اللہ ہونا، اُن پر وحی نازل ہونا، اُن کو حلال وحرام کا اختیار ہونا اور یہ کہ وہ قرآن مجید کے جس حکم کو چاہیں منسوخ یا معطل بھی کر سکتے ہیں۔ مولانا صاحب یہ بھی فرماتے ہیں شیعہ کا نظریہ امامت ختم نبوّت کے منافی ہے۔

ابو عمیر روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے فرمایا کہ "اے ابو عمیر! دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں۔ جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔" (اصول کافی صفحہ ۴۸۲)

امام جعفر صادق نے فرمایا: وہ قرآن جو جبرائیل علیہ السلام، محمد ﷺ پر لے کر نازل ہوئے تھے اُس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ (قرآن کی ۶۶۶۶ آیات ہیں) (اصول کافی صفحہ ۶۷۱، فصل الخطاب صفحہ ۷۰)

اِس کی تصدیق کے لیے شیعہ حضرات ابن ماجہ کی یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: آیت "رجم" اور آیت "رضاع کبیر" نازل ہوئی تھیں۔ میرے تکیہ کے نیچے ایک کاغذ میں لکھی ہوئی رکھی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب ہم اس مصیبت میں مبتلا ہوئے تو ایک بکری آئی اور ان کو کھا گئی۔"

(سنن ابی ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳۹ طبع کراچی، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۲۶۹ طبع بیروت، تاویل مختلف الحدیث صفحہ ۳۱۰ طبع بیروت)

شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کا کہنا نہ مان کر زیادتی کی۔ آپ ﷺ نے کہا تھا۔ کاغذ دوات لاؤ تاکہ تمہارے لیے ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد گُمراہی کا امکان ختم ہو جائے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳، مسند احمد حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۴۴، تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۴۳۶)

جس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے قلم دوات لانے کے لیے کہا تھا۔ اُس موقع پر رسول خُدا ﷺ کی خدمت میں صرف حضرت عمرؓ یا حضرت ابوبکرؓ ہی موجود نہ تھے بلکہ حضرت علیؓ کے علاوہ اور بہت سے دوسرے صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ اِس واقع کے چار دن بعد اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ اگر اتنا ہی ضروری پیغام تھا جس کے نتیجے میں اُمّت گُمراہی سے بچ سکتی تھی تو آپ ﷺ نے زبانی ہی کیوں نہ بتا دیا کیونکہ رسولِ خُدا اللہ کی مرضی کے خلاف کبھی بات نہ کرتے تھے اور یہ کسی صورت نہیں ہو سکتا خُدا کوئی ہدایت دے اور رسول خُدا ﷺ اِس وجہ سے کہ قلم دوات نہیں ملا اِس لیے اللہ کا منشاء لوگوں تک نہ پہنچائیں۔۔ شیعہ حضرات کے مطابق آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کا نام لکھنا تھا اس لیے حضرت عمرؓ نے قلم دوات نہ دیا۔ بڑے احترام سے شیعہ حضرات سے گزارش ہے کہ حضرت علیؓ نے کیوں نہ قلم دوات لا دیا وہ تو اُس وقت کچھ بھی نہ بولے بلکہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی نہ صرف بیعت کی بلکہ اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازتے رہے۔ جو وظیفہ بھی خلفاء کی طرف سے مقرر کیا گیا اسے خوشی خوشی قبول کیا۔ اگر شیعہ حضرات ضد کریں اور حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو برا بھلا کہیں اس بناء پر کہ اِن حضرات نے رسول خُدا کا حکم نہیں مانا تو یہ جُرم حضرت علیؓ سے بھی سرزد ہوا۔ صلح

حدیبیہ کے موقع پر حضرت علیؓ نے خُدا کی قسم کھا کر کہا تھا کہ میں رسول اللہ کا لفظ کبھی نہ مٹاؤں گا۔ جس پر آپ ﷺ نے خود اُسے مٹا دیا۔ (میرے نزدیک دونوں واقعات رسولِ خُدا سے بے انتہا محبت کا نتیجہ ہیں) قارئین عجیب بات یہ ہے کہ جو اللہ کا پیغام حضرت محمد ﷺ ۲۳ سال تک پہنچاتے رہے اس طرف ان نام نہاد علماء کی توجہ نہیں ایسی باتوں میں اُمّت مسلمہ کو اُلجھا کر اصل حقیقت جو قرآن اور سیرت حضرت محمد ﷺ میں مذکور ہے سے دور لے جایا جا رہا ہے۔ خلفاء راشدین ہوں یا صحابہ کرامؓ وہ تو اپنی بہترین زندگیاں گزار کر اپنے اللہ کے حضور بہترین انعامات پا رہے ہیں۔ بجائے اِس کے کہ اُن بزرگ ہستیوں کے روشن کارناموں کو مشعل راہ بنا کر خُدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرتے، اُن ہستیوں کو ہی متنازعہ بنایا جا رہا ہے بلکہ بنا دیا گیا ہے۔ کوئی اُن بزرگوں کا دفاع کرنا اپنا فرض اول جانتا ہے اور کوئی اُن بزرگوں کو باطل قرار دینے پر تُلا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن بزرگوں کی عزت وحُرمت مخالفت کے باوجود کم نہیں ہوتی اور نہ ہی انہیں کسی کی حمایت کی ضرورت ہے۔ مرنے کے بعد قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہر انسان وہی کھیتی کاٹے گا جو اُس نے اِس دُنیا میں بوئی ہوگی۔

مسلمانوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔۔۔۔ شیعہ مسلمانوں کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ خمینی حجۃ اللہ۔ (وحدت اسلامی سالنامہ ۱۹۸۴ء)

اللہ کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہنا بے دینی ہے۔ محمد ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ اُن ہی کی صفت ہے اللہ کی نہیں۔ (جلاء العیون جلد ۲ صفحہ ۸۵، شیعہ بکڈپو ایجنسی لاہور)

آئمہ دُنیا میں کسی کے شاگرد نہ تھے اُنہوں نے براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم پایا تھا۔

آئمہ انسان نہیں بلکہ نُور ہیں۔ (جلاء العیون)

یا علی، یا حسین اور یا رسول اللہ کے نعرے لگاتے ہیں۔ مولا علی مشکل کشا کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

گواہوں کے بغیر نکاح جائز ہے۔ (الفروع من الکافی جلد ۵ صفحہ ۳۸۷ طبع ایران)

چند عقائد بحوالہ ''تاریخی دستاویز'' پیش خدمت ہیں۔

غسل خانے میں قرآن پڑھا جاسکتا ہے۔ (الفروع من الکافی جلد ۶ صفحہ ۵۰۲ طبع ایران)

صرف اگلے حصے کو ہاتھ سے چھپانے سے ستر حاصل ہو جاتی ہے۔

(الفروع من الکافی جلد ۶ صفحہ ۵۰۱ طبع ایران)

امام کے بغیر دُنیا قائم نہیں رہ سکتی۔ (اصول الکافی جلد ۱ صفحہ ۲۳۳ طبع ایران)

کلمہ میں حضرت علیؓ کی ولایت کا اضافہ اور اذان کے اندر حضرت علیؓ کی ولایت کے اقرار کا اضافہ کرتے ہیں۔

سُنّی مفتی جو مسئلہ بتائے اُس کا اُلٹ کرنا ہی شیعہ مذہب ہے۔ (الانوار النعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۵۵ طبع ایران)

تقیہ (جھوٹ) اصل دین ہے۔ (اصول الکافی جلد ۳ صفحہ ۳۳۲ طبع ایران)

تقیہ جزو دین ہے۔ (اصول الکافی جلد ۳ صفحہ ۳۲۸ طبع ایران)

علماء شیعہ کا اعتقاد ہے کہ علیؓ اور تمام آئمہ معصومین، نبی ﷺ کے سوا تمام انبیاء علیہ السلام سے افضل ہیں۔ (حق الیقین صفحہ ۷۰ طبع ایران)

امام مہدی جب غار سے باہر آئے گا تو مادر زاد ننگا ہوگا اور سب سے پہلے مہدی کے ہاتھ پر جو جو ہستی بیعت کرے گی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہوگی۔

(حق الیقین صفحہ ۳۴۷ طبع ایران)

شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے نبوّت سے پہلے نہ بعد میں بکریاں چرائی تھیں اور نہ ہی آپ ﷺ نے بی بی حلیمہ کا دودھ پیا تھا۔ (بریلوی بھی یہی کہتے ہیں کہ آپؐ نے بکریاں نہیں چارئیں)

آنحضرت ﷺ تقیہ کرتے تھے۔ (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۱۸ طبع ایران)

علیؓ اور دیگر اہل بیتؓ، آنحضرت ﷺ کے مثل ہیں اور تمام انبیاء علیہ السلام سے افضل ہیں۔

(جلا العیون جلد ۲ صفحہ ۲۰ طبع لاہور)

اصل قرآن ظہور امام مہدی تک نظر نہیں آئے گا۔

(الانوار النعمانیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۰ طبع ایران)

علمائے امامیہ (شیعہ) کے اجماع کے مطابق سنی، یہودی، نصرانی اور مجوسی سے زیادہ شریر اور بے شک نجس ہیں۔ (انوار النعمانیہ جل ۲ صفحہ ۳۰۶ طبع ایران)

سُنّی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں لہٰذا اس سے نکاح حرام ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ جلد۳ صفحہ۲۵۸ طبع ایران)

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد چار کے سوا باقی تمام صحابہؓ مُرتد ہو گئے (نعوذ باللہ)

(الانوار النعمانیہ، جلد۱ صفحہ۸۱ طبع ایران)

حضرت عمرؓ نے شیطان سے کہا کہ میں نے علیؓ کی خلافت کو غصب کیا۔

(الانوار النعمانیہ، جلد۱ صفحہ۸۲ طبع ایران)

کونڈے کرتے ہیں۔اور تقیہ کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی دُنیا و آخرت میں رُسوائی کی بددُعا کی۔

(اصول الکافی جلد۲ صفحہ۱۸۹ طبع ایران)

خلفائے ثلاثہؓ اور صحابہ کرامؓ، حضرت علیؓ کی ولایت کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے۔

(اصول الکافی جلد۲ صفحہ۱۸۴ طبع ایران)

حضرت معاویہؓ کو ہر برائی سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ (اے ایس ایس صفحہ۳۵ طبع کراچی)

زنا بالجبر کو شرعی نکاح قرار دینے کا علیؓ پر الزام۔ (الفروع من الکافی جلد۵ صفحہ۶۷۴ طبع ایران)

علیؓ نے تقیہ کر کے ام کلثومؓ کا نکاح عمرؓ سے کیا۔ (الانوار النعمانیہ، جلد۳ صفحہ۸۱،۸۲ طبع ایران)

علیؓ کی امامت تسلیم کروانے کے لیے علیؓ کا نام آلہ تناسل سے نکلا۔ (آثار حیدری صفحہ۷۵۵ طبع لاہور)

علیؓ دابۃ الارض ہیں۔ (چودہ ستارے صفحہ۶۰۲)

جب دُنیا کا آخری زمانہ آئے گا تو علیؓ کا ظہور ہوگا۔ (چودہ ستارے صفحہ۶۰۳)

عائشہؓ کوئی امریکن میم یا یورپین لیڈی تھی؟ (حقیقت فقہ حنفیہ در جواب فقہ جعفریہ صفحہ۶۴ طبع لاہور)

حفصہؓ جیسی بد خلق کو حضور ﷺ نے قبول کر لیا تھا۔۔۔اور شکل کی بھی پوری سوری تھی۔

(حقیقت فقہ حنفیہ در جواب فقہ جعفریہ صفحہ۱۲۴ طبع لاہور)

فصل الخطاب مطبوعہ ایران صفحہ۳۴۷ اور ۳۴۸ پر سورۃ الانشرح اور سورۃ القدر میں تحریف کی گئی ہے۔اور اسے حضرت امام جعفر صادقؒ سے منسوب کیا گیا ہے۔ایسی ہی باتیں اصول کافی جلد اول صفحہ۴۲۴، کتاب الحجت مطبوعہ ایران میں بھی موجود ہیں۔

سورۃ الولایت جسے شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ اسے قرآن سے نکال دیا گیا ہے۔اس نام کی

صورت تذکرۃ الائمہ صفحہ۱۹،۲۰ پر درج ہے۔اس کتاب کے مصنف ملا باقر مجلسی ہیں۔اور اس کتاب کو مطبوعہ ایران نے شائع کیا ہے۔شیخ محمد بن علی ابن شہر آشوب اپنی کتاب المثالب میں لکھتے ہیں ان منافقین نے سورت ولایت مکمل طور پر قرآن سے نکال دی ہے۔

تفسیر لوامع التنزیل۔ پارہ چودہ میں سورت النورین بھی لکھی ہوئی ہے۔کتاب ''دبستان المذاہب'' میں عقائد الشیخ کے اصول ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بہت سے مصاحف جلائے۔اور وہ سورت بھی ضائع کر دی جس میں حضرت علیؓ اور اہل بیت کے فضائل تھے۔من جملہ ان سورتوں میں ایک سورت ''النورین'' بھی ہے۔

(فصل الخطاب صفحہ۱۸۰،۱۸۱ مطبوعہ سٹیم پریس لاہور (تذکرۃ الائمہ صفحہ۱۹ طبع ایران)

جب حضرت امام جعفر صادقؒ سے مُشت زنی کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے وجود سے فعل کرتا ہے اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ (فروغ کافی جلد۲ صفحہ۲۳۴، بحوالہ نام نہاد اہلحدیث یا شیعہ صفحہ۳۹،۴۰)

الاستبصار جلد۲ کے صفحہ۱۳۰ ہے کہ حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کرنا کیسا ہے؟ آپ نے بلند آواز سے تو یہ فرمایا کہ اپنے غلام سے اِس کی طاقت سے بڑھ کر کام لینا جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہیے پھر اپنے اہل بیت کے چہروں کو دیکھ کر میری طرف سر جھکایا اور فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(بحوالہ نام نہاد اہل حدیث یا شیعہ صفحہ۴۵)

ابو اور عمر نے غدیر کے روز کیا کیا پھر علی کو سلام کہا پھر جب رسول اللہ ﷺ دُنیا سے چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے۔ (صافی شرح اصول کافی جلد۲ صفحہ۹۸ مطبوعہ ول کشور بحوالہ آئینہ دیوبند)

جامعین قرآن نے سورۃ احزاب سے جو سورۃ البقرۃ کی طرح طویل تھی، اہل بیت کے فضائل نکال دیئے۔ (حق الیقین صفحہ۶۶ طبع ایران)

عثمانؓ نے سورۃ رحمٰن سے **منکم** کا لفظ نکال کر تحریف کر دی۔ (حق الیقین صفحہ۵۲۵ طبع ایران)

قرآن کو شراب خور خلفاء (ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ) نے بدل دیا، موجودہ قرآن غلط ہے، اس کو اصل حالت میں لانا امام مہدی (بارہویں امام کا کام ہے، جب امام مہدی آئے گا، اس دن قرآن اصل

حالت میں پڑھا جائے گا۔ (ترجمہ قرآن از مولوی مقبول حسین دھلوی، پارہ ۱۲ صفحہ ۳۸۴)

قرآن سے ''الی اجل مسمی'' نکال دیا گیا۔ (متعہ اور صلا الدین عیبی صفحہ ۶۰ طبع کراچی)

ابوبکرؓ نے قرآن کی ترتیب نزول کے مطابق نہیں کی۔ (شیخ سقیفہ صفحہ ۱۳۴ طبع کراچی)

غالی شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن کے تیس پاروں میں درج سورتوں کے علاوہ بھی کچھ سورتیں ایسی نازل ہوئی تھیں جن میں حضرت علیؓ کا ذکر پایا جاتا تھا۔لیکن وہ سورتیں ضائع کر دی گئیں۔لہٰذا جو قرآن حضرت محمدﷺ پر نازل ہوا تھا وہ مکمل صورت میں ہم تک نہیں پہنچا۔

قارئین کرام شیعہ حضرات کی کتب حدیث کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔ا۔کافی،اس کے تین حصے ہیں اصول کافی، فروع کافی اور کتاب الروضۃ ۲۔تہذیب الاحکام۔۳۔فقہ من لا یحضرہ الفقیہ۔۴۔الاستبصار۔۵۔نہج البلاغہ اور بہت سی دوسری۔

آغا خانی

فرقہ اسمٰعیلی آغا خانی شیعہ فرقے اثنائے عشریہ سے برآمد ہوا ہے۔امام جعفر صادقؓ کی امامت تک سب ایک تھے۔اثنائے عشریہ کے نزدیک امام جعفرؒ کے بعد اُن کے بیٹے موسیٰ کاظم امام ہوئے۔اِس کے برعکس اسماعیلیوں نے امام جعفرؒ کے بیٹے اسماعیل کو امام مانا۔پھر اسماعیل سے منتقل ہو کر خلافت محمد المکتوم کو ملی یہ مستور آئمہ میں سے اولین امام تھے۔اِن کے بعد اِن کے بیٹے جعفر مصدق پھر اِن کے بیٹے محمد حبیب کو امام قرار دیا گیا۔یہ آخری مستور امام تھے۔اِن کے بعد عبداللہ مہدی نے جنہیں ملک المغرب بھی کہا جاتا ہے کے بعد اِن کی اولاد مصر کی بادشاہ بنی اور یہی فاطمی کہلائے۔

دوسرے شیعہ فرقوں کی طرح یہ فرقہ بھی عراق میں پروان چڑھا اور ظلم وستم کا نشانہ بنا۔ انہیں فارس وخراسان اور ہندوترکستان وغیرہ کی طرف بھاگنا پڑا۔اپنے معتقدات کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کرتے تھے اس لیے اسماعیلیہ کو باطنیہ یا باطنین بھی کہتے ہیں۔اسماعیلیوں میں اخفاء کا رجحان پہلے پہل جور وستم کے ڈر سے پیدا ہوا پھر اِن کی عادت بن گیا۔اسماعیلیوں کے ایک فرقے کو حشاشین (بھنگ نوش) بھی کہتے ہیں۔اِن کو باطنیہ کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ اکثر حالات میں امام کو مسطور مانتے ہیں۔باطنیہ اس قول کی وجہ سے بھی کہا جاتا ہے کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن،لوگوں کو صرف ظواہر شریعت کا علم ہے اور باطن کا صرف امام کو معلوم ہوتا ہے۔فرقہ آغا خانی سے تعلق رکھنے والے افریقہ، بلاد شام، پاکستان اور انڈیا میں آباد ہیں۔فاطمیہ مصر وشام اور قرامطہ اسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔

الاسماعیلیہ

یہ فرقہ حضرت امام جعفر صادقؒ کے بیٹے امام اسماعیل کو امام منصوص مانتا ہے۔امام جعفر صادقؒ نے انہیں امام بنانے کا اعلان کیا تھا لیکن امام اسماعیل آپؒ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے۔اِن کے ماننے والوں نے اِن کی نسل میں امامت کو جاری رکھا۔اِس متفقہ نظریہ کے بعد یہ فرقہ کئی شاخوں میں بٹ گیا۔ایک گروہ کے نزدیک امام اسماعیل فوت نہیں ہوئے، وہ آخری امام اور مہدی منتظر ہیں، وہ بے اولاد تھے۔آخر زمانہ میں امام مہدی کے فرائض سرانجام دیں گے۔دوسرے گروہ کے نزدیک امام اسماعیل کے بیٹے محمد بن اسماعیل مہدی منتظر اور القائم صاحب الزمان ہیں وہ روم کے علاقہ میں زندہ موجود ہیں،آخری زمانہ میں نئی شریعت ظاہر کریں گے۔ایک تیسرے گروہ کے نزدیک امام محمد بن اسماعیل کی اولاد میں امامت جاری ہے۔موجودہ آغا خانی شیعہ اور بوہرے بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ اسماعیلیہ باطنیہ کی بھی یہی رائے ہے۔

عقائد ونظریات : آئمہ اہل بیت مقدس اور معصوم ہیں۔انہیں دین کا علم خُدا دیتا ہے، یہ کسی کے شاگرد نہیں ہوتے۔آئمہ وصی ہوتے ہیں۔پہلے چھ آئمہ یعنی حضرت علیؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، حضرت زین العابدینؒ، امام باقرؒ اور حضرت جعفر صادقؒ کو شیعہ اثناءعشریہ بھی امام مانتے ہیں اور اسماعیلی شیعہ بھی امام مانتے ہیں، اس کے بعد اختلاف ہے۔اسماعیلی شیعہ امام جعفر صادقؒ کے بعد ان کے بڑے لڑکے اسماعیل اور ان کی اولاد کو اپنا امام مانتے ہیں اور اثناءعشریہ والے ان کے دوسرے بیٹے امام موسیٰ کاظم اور ان کی اولاد کو امام مانتے ہیں۔اسماعیلی شیعہ قرآن کے بارہ میں کہتے ہیں کہ وہ امام صامت ہے اور ان کے آئمہ امام ناطق ہیں۔اسماعیلی شیعہ کہتے ہیں امام کو مان لینے اور اس کی

فرمانبرداری کا عہد کر لینے کے بعد تمام شرائع اور دین کے تمام احکام سے انسان آزاد ہو جاتا ہے۔(دعائم الاسلام صفحہ ۶۵ فقہی تشریحات کے لیےاس کتاب کا مطالعہ مفید ہے))یہ مسلک زیادہ تر آغا خانی اسماعیلی رکھتے ہیں یادروز۔دوسرے فریق کےلوگ جو بوہرہ اور خوجے کہلاتے ہیں اور مستعلیہ بھی، وہ نماز، روزہ اور حلال وحرام کے قائل اور پابند ہیں۔رافض اسماعیلیوں کے نزدیک امام محمد خاتم النبیین القائم صاحب الزمان ہیں۔انہوں نے شریعت اسلامیہ کومنسوخ کردیا ہے کیونکہ ہرشریعت کے سات امام ہوتے ہیں جب ان سات کا دورختم ہوجائے تو نئی شریعت کا آنا ضروری ہے۔چنانچہ امام اسماعیل پرسابقہ آئمہ کا دورختم ہوگیا ہےاورامام محمد سے نیادورشروع ہوا ہے۔اسماعیلی شیعہ حلول کے بھی قائل ہیں۔مانتے ہیں کہ خُدا آئمہ میں داخل ہوجاتا ہے،وہ خُدا کی طرح عالم الغیب ہوتے ہیں،وہ زندہ کرسکتے ہیں اور ماربھی سکتے ہیں۔بوہرے اِس کے قائل نہیں۔اسماعیلی شیعہ تناسخ کےبھی قائل ہیں اور مانتے ہیں کہ روحیں مختلف جونوں میں منتقل ہوتی رہتی ہیں اور یہی اِن کے لیے قیامت ہے۔اسماعیلی غورثی فلاسفہ کی طرح سات اور بارہ کے عدد کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، اِن کا کہنا ہے کہ سیارے سات ہیں اور بُرج بارہ اسی لحاظ سے زمین پر بھی اِن کی نیابت ہے، اِسی وجہ سے اِن کے ہاں اتباع کے بھی سات درجے ہیں۔

حج،نقباءاور دعاۃ مذہبی کارکن کہلاتے ہیں جواسماعیلی مذہب کو پھیلانے اورتہذیب وترتیب کے ذمہ دارہوتے ہیں۔

اسماعیلی شیعہ اکثر صحابہؓ کے بارہ میں اچھی رائےنہیں رکھتے۔معتدل اسماعیلی شیعہ زیادہ سے زیادہ اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ علیؓ کی بجائے ابوبکرؓ کوخلیفۃ الرسول منتخب کرنے میں انہوں نے غلطی کی تھی،لیکن حضرت علیؓ نے اسلام کی اشاعت اورمسلمانوں کی بہتری کے لیےاُن سے لڑائی نہیں کی بلکہ ساتھ رہے،ہمیں بھی حضرت علیؓ کے اسوہ پرعمل کرنا چاہیے۔

غالی اسماعیلی صحابہؓ کو بُرا بھلا کہتے ہیں،انہیں مسلمان نہیں سمجھتے اور پہلے خلفاء کو غاصب اور ظالم قرار دیتے ہیں۔

النزاریہ

آٹھویں فاطمی خلیفہ المستنصر کی وفات کے بعد اُس کے جانشین کے بارہ میں نزاع پیدا ہو گیا۔المستنصر کی خواہش تھی کہ اِن کا بڑا بیٹا ابومنصورنزارؔ جانشین بنے مگر اِس کے وزیر الافضل نے اِن کے چھوٹے بیٹے ابوالقاسم احمد المستعلی باللہ کی بیعت کرادی۔بعض امراء نے بُرا منایا اورسزا کے طور پر دیوار میں چنوا دیے گئے۔الحسن بن الصباح نے نزاریہ کے لیے تحریک چلائی اور ایران کے محفوظ پہاڑوں میں اپنا مرکز بنایا یہ ۴۸۳ ہجری کا واقعہ ہے۔یہاں سے دعوت مستعلیہ کے مقابلے میں دعوت نزاریہ کا آغاز ہوا۔الحسن تقریباً پینتیس سال خلافت عباسیہ کے لیے خوف وہراس بنارہا۔اُس کےفوت ہوجانے کے بعد اس کی دہشت پسند باطنی تحریک جاری رہی۔صلیبی جنگوں میں انہوں نےصلیبیوں کی موثر مدد کی۔آخرکار ہمدان کے ایلتمش،جلال الدین خوارزم شاہ اور ہلاکو خان کے حملوں کی وجہ سے فارس کے علاقہ میں الحسن کی تحریک دم توڑ گئی۔شام کے علاقہ میں اِن کا زور صلاح الدین ایوبی کے ذریعہ ختم ہوا۔

عصرِ حاضر میں نزاری اور مستعلی اسماعیلیوں میں سے مختصر سے گروہ ہیں جوامن پسند شمار ہوتے ہیں۔اِن کی آبادیاں شام اور ہندوستان کے جنوبی ساحلوں پر ہیں۔اورآغا خانی اسماعیلی اور بوہرہ اسماعیلیوں کے نام سے مشہور ہیں۔آغا خانی اسماعیلیوں کے سربراہ آغا کریم خان ہیں، یہ نزاری مسلک کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور بوہرہ اسماعیلیوں کے سربراہ مولانا سیف الدین طاہر ہیں، یہ مستعلیہ مسلک کی نمائندگی کرتے ہیں۔اِن کا مرکز ممبئی میں ہے۔

بوہرہ عام طور پرشریعت کے پابند ہیں اورفقہ جعفریہ کےقریب ہیں۔

آغا خانی شیعہ بعض دوسرے اسماعیلی فرقوں کی طرح تقمیص اور تناسخ کے بھی قائل ہیں۔

آغا خانی شیعوں کا کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ واشھد ان علیا وصی اللہ ہے۔ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک ظاہر ہےاورایک باطن۔حاضرامام حق وباطل اورصحیح وغلط میں تمیز کرتا ہے اورقرآن کریم کے باطنی معنوں کو بذریعہ وحی کھولتا ہے۔آغا خانی شیعوں کا باہمی سلام ''یا علی مدد'' اور

جواب سلام ''مولا علی مدد'' ہے۔ آغا خانی شیعہ وضو کی ضرورت نہیں سمجھتے، ان کے دِل کا وضو ہوتا ہے۔ ہر آغا خانی شیعہ پر نماز کی جگہ تین وقت کی دُعا فرض ہے، اِس دُعا میں امام حاضر کا تصور ضروری ہے، قیام، رکوع، سجدہ اور قبلہ رُخ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کہتے ہیں کہ اصل روزہ زبان، کان اور آنکھ کا ہے، اِس لیے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر کوئی چاہے تو سوا پہر کا کھانے پینے کا روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔ کہتے ہیں زکوٰۃ سے مُراد آمدنی میں سے فی روپیہ دو آنے کے حساب سے امام حاضر کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا ہے۔ حج سے مُراد امام حاضر کا دِیدار ہے، کیونکہ زمین پر صرف وہی خُدا کا روپ ہوتا ہے۔ جو آغا خانی شیعہ امام حاضر کی خدمت میں ایک مقررہ رقم پیش کرے اِسے امام حاضر کی طرف سے ''اسم اعظم'' عطا ہوتا ہے۔ (یہ رقم پاکستانی آغا خانی کے لیے پچھتر روپے کے قریب ہے) اگر کوئی آغا خانی شیعہ عمر بھر کی عبادت معاف کرانا چاہے تو اُسے بھی امام حاضر کی خدمت میں ایک مقررہ رقم پیش کرنی پڑتی ہے، جو آغا خانی جماعت خانوں میں بطور دان دی جاتی ہے۔ (یہ رقم پاکستانی آغا خانی کے لیے پانچ ہزار روپے ہے) حاضر امام کے نُور کو حاصل کرنے کے لیے ایک مقررہ رقم پیش کرنا ہوتی ہے جو آغا خانی جماعت خانے میں بطور دان دی جاتی ہے۔ (یہ قوائد و ہدایات پرنس آغا خان فیڈرل کونسل پاکستان کراچی کے ایک سرکلر سے ماخوذ ہیں)

اسماعیلی کہتے ہیں۔ آئمہ جس مٹّی سے پیدا ہوتے ہیں وہ بشری طینتہ اور مٹّی سے اعلیٰ اور برتر ہے اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اور مخلوقات کے لیے حجتہ ہوتے ہیں۔ اسماعیلیہ معروف معنوں میں قیامت اور حشر نشر کو نہیں مانتے اور نہ دوزخ جنّت کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے قیامت سے مراد خروج الامام قائم الزمان ہے جو ایک نئے دور کا آغاز کرتا ہے۔ کہتے ہیں جسمانی عناصر چار ہیں صفراء ناری عنصر ہے اس لیے آگ کی صورت اختیار کر جاتا ہے، سوداء ارضی عنصر ہے اس لیے وہ تراب یعنی مٹّی بن جاتا ہے، بلغم مائی عنصر ہے اس لیے وہ پانی میں جا شامل ہوتا ہے اور الدم ہوائی عنصر ہے اس لیے وہ ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ رہا انسان کا روحانی پہلو تو وہ رُوح یعنی النفس المدرکہ ہے اگر وہ فضائل سے مزین ہے تو وہ عالم روحانی میں جا شامل ہوگا اور اگر رُوح یعنی نفس المدرکہ رزائل اور عیوب میں ملوث ہے تو پھر اسے مختلف جونوں کے کے چکر میں ڈال دیا جاتا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہتا ہے۔

اسماعیلی فرقہ والے کہتے ہیں کہ جماعت خانوں میں پنج وقتہ نماز کی بجائے کسی بزرگ کی تصویر سامنے رکھ کر مناجات کرنا جائز ہے اور خُدا اسے مخاطب ہونے کی بجائے اِس بزرگ کی تصویر سے مخاطب ہو کر دُعا کرنا جائز ہے اور ایسی دُعا نماز کے قائم مقام ہے۔

الھدیٰ انٹر نیشنل تحریک

الہدیٰ انٹرنیشنل کی بانی فرحت ہاشمی ہے۔ یہ تحریک اونچے طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ اِن کی تقریبات بڑے بڑے ہوٹلوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ اس تحریک کے عقائد و نظریات باطل اور اسلام کے منافی ہیں۔

ذاکری فرقہ

یہ لوگ اللہ کے ذِکر پر زیادہ زور دیتے ہیں بلکہ اس کو نماز کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ اس فرقہ کے بانی سید محمد جونپوری ۱۴۴۳ء میں جونپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے ان کو یہ لوگ امام مہدی مانتے ہیں۔ علماء کی مخالفت پر آپ سندھ کے علاقہ ٹھٹھہ، مکران اور خراسان گئے۔ جہاں اِن کے پیروکار اب بھی آباد ہیں۔ نیز گوادر اور تربت اسی طرح کراچی اور اندرون سندھ میں بعض مقامات پر ان کی آبادیاں ہیں۔ بلوچوں کے غیر تعلیم یافتہ اور پسماندگان لوگ زیادہ تر اس فرقے کے پیروکار ہیں۔

معزز قارئین! اُن مسلمانوں کے لیے مندرجہ ذیل حدیث مشعل راہ ثابت ہوسکتی ہے جو فرقوں میں شامل ہو کر مولوی کے بنائے ہوئے عقائد کی بھٹی میں جل رہے ہیں اور مولوی ان بھٹیوں کی بدولت جبہ و دستار میں ملبوس ہو کر آسودگی کی نیند سوتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ جن لوگوں نے اپنے دین سے جُدائی اختیار کی اور فرقے بن گئے۔۔ یہ بدعتوں والے لوگ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اپنی خواہشات پر چلتے ہیں اور جو اِس اُمّت کے گُمراہ لوگ ہیں۔

(ترمذی، بیہقی، حلیہ ابونعیم، تفسیر رُوح المعانی، بحوالہ مغربی جدّت پسندی اور الھدیٰ انٹرنیشنل مرتب مفتی ابوصفوان (دیوبندی) صفحہ ۶۲)

فرقہ شمع نیازیہ

موجودہ معدوم فرقوں کے بعض باطل عقائد کا انتخاب کر کے ایک نیا فرقہ تیار کیا گیا ہے جسے فرقہ شمع نیازیہ کہا جاتا ہے۔ یہ فرقہ ہندوستان میں بہت مشہور ہے۔

شمع نیازی صاحب قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔"**واذقلنا للملائکته اسجدو الآدم فسجدو ا الا ابلیس**" صوفیائے کرام نے سجدہ کرلیا مگر گروہِ علماء نے سجدہ کرنے سے منع کر دیا۔ (نام نہاد علماء کو شیطان کہا گیا ہے۔ ابلیس صفت نام نہاد علماء نے تمام انبیاء کی تکذیب کر کے خُدا تعالیٰ کے واضح حُکم کا انکار کیا ہے۔ بجا طور پر انہیں شیطان کے چیلے کہا جا سکتا ہے) نام نہاد صوفی بھی فرشتے نہیں ہیں۔ یہ فرقہ اپنے گروہ کو جماعت صوفیاء سے شُمار کرتا ہے اور اِس آیت میں ملائکہ کی تفسیر صوفیاء سے کر کے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم فرشتوں کی طرح معصوم، پاک صاف ہیں اور ابلیس کا ترجمہ کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علماء اسلام شیطان کی طرح دجّال، مکار، کافر، زندیق ہیں۔

اس فرقے کے موسس اول صوفی افتخارالحق روہتکی ہیں۔ اُنہوں نے بیسویں صدی کے اول عشرے میں اسلام کے خلاف گمراہیت پر مبنی عقائد ونظریات وضع کیے۔ اُنہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ مسلمانوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ تحریک کچھ دیر کے لیے دَب گئی مگر جب شمع نیاز گونڈوی نے اِس فرقہ میں جان ڈال دی تو بہت سے لوگ اِس جماعت داخل ہو گئے۔ اِس جماعت کے بعض افراد اپنے کو نیازی کے ساتھ افتخاری بھی کہتے ہیں۔

اِس فرقے نے بہت سی کتابیں بھی شائع کروائی ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں۔ حامص الاسنان، تحفظ ایمان، شمع حقیقت، کعبہ کی حقیقت، قربانی کی حقیقت، آخری سجدہ، ہندی کعبہ، تعزیہ کی حقیقت، میلاد کی حقیقت، ہندی تعزیہ، ہندی قربانی اور انگریزی کعبہ وغیرہ۔

اِن کتب کے بارے میں اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام میں لکھا ہے کہ یہ وہ ساری کتابیں ہیں جن میں اسلام کی مخالفت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کفر وشرک کو ایمان، حرام کو حلال، ناجائز کو جائز

، بدعات وخرافات کو استحباب وسنت لکھا ہے۔ یہ ساری کتابیں گُمراہی کا پلندہ اور بے دینی کے اسباق سے لبریز ہیں۔

عقائدو نظریات: تمام بُت خُدا ہیں۔ ہر آدمی خُدا ہے۔ مشرکین بُت نہیں پوجتے تھے بلکہ صرف خُدا کو پوجتے تھے۔ جس عقیدے کے سبب مشرکین مشرک ٹھہرے، علمائے اسلام اسی عقیدے پر ہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ ماننا عقلاً ونقلاً من گھڑت لغو ومہمل توحید ہے۔

(حامص الاسنان صفحہ ۱۳، ۲۷، ۴۱، ۴۵)

نبی ﷺ کا علم، علم الٰہی سے زائد ہے۔ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ مرا باطن مجھے امر کرتا ہے کہ اپنے کو خُدا سمجھا کرو۔ ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ خُدا کے خُدا ہیں۔ خُدا ہر جاہل سے کہیں اجھل مطلق ہے۔ (حامص الاسنان صفحہ ۶۶، ۷۸، ۸۱)

اس فرقے کے مبلغ خلیل اللہ الٰہ آبادی لکھتے ہیں کہ حاصل کلام یہ کہ تمام بُت نہیں غیر خُدا بلکہ عین خُدا ہیں۔ ان مبلغ صاحب کے دو شعر پیش خدمت ہیں ؎

خُدا کا مسمی ہے انسان کامل — ہے باطن میں مولیٰ بظاہر بشر ہے
کہیں سب غیر حق جس کو ہم اسے اللہ کہتے ہیں — سمجھ کا پھیر ہے اللہ کو غیر اللہ کہتے ہیں

(شمع حقیقت صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶)

حضرت محمد ﷺ کے مزار طیبہ اور تمام اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ کو سجدہ کرنا اور اس کا طواف کرنا جائز وحلال ہے۔ نُورالھدیٰ نیازی لکھتے ہیں کہ خالق مخلوق کا غیر نہیں بلکہ عین ہے یوں انسان کا خُدا غیر نہیں بلکہ عین ہے اور یہی توحید خُداوندی ہے۔ (تحفظ ایمان صفحہ ۳۴، ۱۷۹)

ابو شمع ہلدھری گونڈوی لکھتے ہیں۔ ہم صوفیوں کے عقیدے کے مطابق وجود وہ ہے جسے دیکھا جا سکے اس وجود کو شے کہا جاتا ہے اور جو وجود کو جوڑے اسے ذات کہا جاتا ہے۔ ہر وجود کا فرداً فرداً نام ختم ہو جاتا ہے صرف ذات کا نام باقی رہ جاتا ہے اسی نام کو وحدت کہا جاتا ہے اور تمام موجودات کے نام کو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے جو ذاتِ پاک کے نام کے ساتھ خاص ہے۔

(تار فولادی برائے برق کی بردباری صفحہ ۲۲) (مضمون شمع نیازیہ فرقہ ۳ ستمبر ۲۰۰۹ء اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام)

حلقہ قادریہ علویہ فرقہ

آج کل حلقہ قادریہ علویہ کے نام سے ایک جماعت کام کر رہی ہے جس کا بانی اور سرپرست جیلانی چاند پوری ہے۔ یہ صاحب خود کو اشرفی بھی لکھتے ہیں اور اہل سنت کے پیر سید علی حسین شاہ اشرفی سے بیعت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ اتحاد بین المسلمین کے نام پر لوگوں کو اپنے آپ سے متاثر کرواتا ہے حالانکہ اِس کے عقائد ونظریات اسلام اور اہل سنت کے منافی ہیں۔ اِس فرقے کا ایک اخبار ایمان کے نام سے شائع ہوتا ہے اور اِس کا ایک ہفت روزہ ''مخبر العالمین کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ چاند پوری صاحب حضرت ابوسفیانؓ، حضرت ہندہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ معاویہ نے اسلام کو نہیں بلکہ اپنی ماں کے حُکم کو فوقیت دی۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوسفیان کا پورا خاندان حضرت علیؓ سے بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اور ہندہ نے اپنے بیٹے معاویہ کو حکومت کرنے اور فساد پر اکسایا۔ (دونوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ نہیں لکھتے)۔ یہ فرقہ شیعوں کو ترجیح دیتا ہے۔

(اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام)

فرقہ گوھر شاھی

اس فرقے کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی ہیں پیشے کے لحاظ سے مکینک اور ویلڈر تھے۔ گوہر شاہی نے اِس فتنے (فرقے) کا آغاز اپنی انجمن سرفروشاں اسلام سے کیا۔ ادارہ اصلاح ارشاد کی ویب سائیٹ میں لکھا ہے کہ فتنہ گوہر یہ دین کے خادموں کا کوئی گروہ نہیں بلکہ ایمان کے راہزنوں کا سفید پوش دستہ ہے۔ اِن کے مصنوعی تصوف اور بناوٹی رُوحانیت کے پیچھے خوفناک درندوں کا روپ چھپا ہوا ہے۔ یہ نا صرف اہل سُنّت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کی اتباع اور عقیدت کا بھی دَم بھرتے ہیں۔ آج کل مہدی فاؤنڈیشن کے نام سے بھی ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔

عقائد و نظریات: گوہر شاہی اپنے تئیں روحانی بزرگ، مامور من اللہ، مہدی اور تمام انسانوں کا نجات دہندہ تصور کرتے ہیں۔ نشہ بازی چرس اور بھنگ اِن کے نزدیک حلال ہے اور

غیر محارم سے اختلاط اِن کے مذہب کا خصوصی امتیاز ہے۔ یہ اولیاء اللہ سے لے کر انبیاء کرام اور ذات الٰہی کی گستاخی کے بھی مرتکب ہیں۔ گوہر شاہی یہ بھی کہتے ہیں جس دِل میں خُدا کی محبت ہو خواہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں وہ جہنم میں نہیں جاسکتا۔ (یادگار لمحات) گوہر شاہی کا دعویٰ ہے کہ چاند اور حجر اسود پر اُن کی شبیہ ہے۔ اِن کا عقیدہ ہے کہ پیر و مرشد اسے بنایا جانا چاہیے جو زیادہ سے زیادہ سات دن میں ذاکر قلبی بنادے ورنہ اس کی صحبت میں اپنی عمر عزیز برباد کرنا ہے۔ (روشناس صفحہ ٦) مولانا سعید احمد جلال پوری لکھتے ہیں کہ اس کا (گوہر شاہی) ذاتی کردار نہایت بھیانک اور قابلِ نفرت ہے وہ مال و زر کا پجاری، عیش و عشرت کا دلدادہ اور شہرت کا بھوکا ہے۔ یہ قرآن کریم کی تحریف اور انکار حدیث سے بھی نہیں چوکتا۔ اسے عُلماء سے نفرت اور شریعت سے چِڑ ہے۔

گوہر شاہی پاکستان میں بنائے گئے ایک قانون پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حکومت نے یہ قانون کیسے پاس کیا جب کہ ہر فرقہ کے مطابق امام مہدی نے دُنیا میں آنا ہے۔ حکومت کے مطابق کہ یہ قانون جھوٹے مہدیوں کے لیے ہے، تو پھر سچے مہدی کی حکومت کے پاس کیا پہچان ہے؟ اگر آج حکومت اس قانون کو ختم کرے تو کل ہی پورے ثبوت اور حدیثوں کی روشنی میں امام مہدی کو دُنیا میں روشناس کرا سکتا ہوں۔ (بلا تبصرہ)

ریاض گوہر شاہی صاحب کو تقریباً تمام فرقوں نے تمغۂ کُفر سے نوازا ہے۔ انہیں زندیق، کافر، ملحد اور لعنتی کے علاوہ دوسرے بہت سے خطابات سے نوازا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل جامعات اور دارالعلوم نے انہیں مندرجہ بالا خطابات سے نوازا ہے۔

دارالفتاء جامعہ رضویہ فیصل آباد، دارالفتاء مدرسہ نظامیہ بنوں، دارالفتاء دارالعلوم ضیاء القرآن مانسہرہ، دارالفتاء جامعہ بنوریہ، دارالفتاء جامعہ فاروقیہ دارالعلوم کراچی، دارالفتاء دارالعلوم امجدیہ کراچی، دارالفتاء دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی وغیرہ وغیرہ۔

اس فرقے کی اہم تصنیفات کے نام روحانی سفر، روشناس، یادگار لمحات اور مینارہ نُور وغیرہ ہیں۔ (دور جدید کا مسلیمہ کذّاب گوہر شاہی از مولانا سعید احمد جلال پوری، مکتبہ لدھیانوی)

(مولانا یوسف لدھیانوی کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ دونوں مولانا حضرات کو کراچی

میں کچھ مسلمانوں نے گولیاں مار کر قتل کر دیا تھا)

معزز قارئین! یہ سبھی فرقے اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کی تبلیغی کوششوں کے متعلق مولانا یوسف بنوری فرماتے ہیں کہ فساد معاشرے میں ایٹم بم کی رفتار سے پھیل رہا ہے، ظاہر ہے کہ کیڑے مکوڑوں کی رفتار سے مقابلہ کیا گیا تو کیونکر اصلاح ممکن ہوگی؟ (دور حاضر کے فتنے اور انکا علاج)

معزز قارئین! اب ایسی جماعت کا تعارف پیش خدمت ہے جس کی اصلاحی کوششوں کا زمانہ معترف ہو چکا ہے۔ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے اسلام کی خدمت کو اپنی زندگیوں کا حاصل سمجھتے ہیں، فتنے اور فساد سے بھرے اس زمانے میں خُدا اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت کا پرچم پوری قوت کے ساتھ تمام دُنیا میں لہرانے کے لیے سَر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔

جماعت احمدیہ

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ایسے پُر آشوب زمانہ میں ہوئی جب اسلام ہر طرف سے حملوں کا شکار تھا اور ہر دُشمن اسے تباہ و برباد کرنے پر تلا ہوا تھا۔ ایک طرف عیسائیوں کی یلغار تھی اور دوسری طرف برہمو سماج ہندوؤں کے اسلام پر حملے تھے، سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمان کہلانے والے اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو رہے تھے اور باقی مسلمان ایمان اور یقین سے پیدل ہو کر مُشرکانہ بدعات کے بدبودار غلیظ ٹاٹ میں لپٹے ہوئے دلدل میں دھنس رہے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے بانی جماعت احمدیہ کے وجود میں ان تمام وعدوں کو پورا کر دیا جن سے غلبہ اسلام بر ادیان عالم ہونا مقدر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایسے علوم و معارف آپؑ پر کھولے جن کے ذریعہ اسلام کے اس عظیم الشان درخت میں پھر سے ہریالی آ گئی۔ آپؑ نے تازہ نشانات کے ذریعہ تمام ادیان کے مقابل میں اسلام کا زندہ اور زندگی بخش ہونا ثابت کر دکھایا۔ آپؑ کے ذریعہ شروع ہونے والا فتوحات اسلامیہ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ کے سایہ میں پھل پھول رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ پودا جسے اللہ تعالیٰ نے ایک گمنام بستی میں لگایا تھا آج دو سو سے زیادہ ممالک میں مظبوطی سے قائم ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو علوم حقّہ، معارف صادقہ، دلائل بیّنہ اور

آیات قاہرہ جیسے ہتھیاروں سے لیس کر کے بھیجا اور یہ بتا دیا کہ اب دین کا غلبہ انہی پر موقوف ہے۔

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء کو جمعہ کے دن نمازِ فجر کے وقت قادیان میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت توأم تھی۔ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اور والدہ کا نام چراغ بی بی صاحبہ تھا۔ آپ ایک نہایت معزز مغل خاندان کی برلاس شاخ سے تعلق رکھتے تھے اِس خاندان کا امتیازی لقب مرزا ہے۔ اِس خاندان کے ایک بزرگ مرزا ہادی بیگ صاحب سولہویں صدی عیسوی (دسویں صدی ہجری) کے آخر میں بابر کے عہد حکومت میں، اپنے وطن خراسان کو چھوڑ کر قریباً دو سو آدمیوں سمیت ہندوستان میں آ گئے اور دریائے بیاس کے قریب آباد ہو گئے یہاں انہوں نے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی جس کا نام اسلام پور رکھا گیا۔ یہ گاؤں بعد میں اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا۔ قاضی سے قادی ہوا اور آخر کار قادیان ہو گیا۔ قادیان لاہور سے شمال مشرق کی طرف قریباً ستّر میل کے فاصلہ پر ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ جب مغلیہ حکومت کمزور ہو گئی تو یہ خاندان ایک آزاد حکمران کے طور پر قادیان کے اِرد گرد کے قریب ساٹھ میل کے علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔

بانی جماعت احمدیہ کی سارے ملک میں شہرت کی وجہ کتاب براہین احمدیہ بنی۔ اِس کتاب کا پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں، دوسرا حصہ ۱۸۸۱ء میں، تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ اِس کتاب کے شائع ہونے پر آپ کی شہرت سارے ملک میں پھیل گئی اور دوست دُشمن سب آپ کی قابلیت کے قائل ہو گئے۔ مشہور عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے (جو بعد مخالفین کی صف میں شامل ہو گئے تھے) اشاعت السنۃ میں لکھا کہ ''ہماری رائے میں یہ کتاب اِس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔''

بانی جماعت احمدیہ کو پہلا الہام ۱۸۶۵ء کو ہوا۔ الہام کا ترجمہ: ''تیری عمر اسّی برس ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تُو اِس قدر عمر پائے گا کہ ایک دور کی نسل دیکھے گا۔ (تذکرہ صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۹۶۹ء) اور ماموریت کا پہلا الہام ۱۸۸۲ء کو ہوا۔ الہام: ''**قل انی اُمرت و انا اول المومنین**'' ترجمہ: کہہ میں

خُدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

۱۸۸۵ء کے شروع میں بانی جماعت احمدیہ نے ایک اشتہار بیس ہزار کی تعداد میں شائع کیا جس میں آپؑ نے تمام مخالفین اسلام کو دعوت دی کہ اگر وہ اسلام کی سچائی کے تازہ بتازہ نشانات دیکھنا چاہتے ہیں تو میرے پاس آئیں اور آسمانی نشانات دیکھیں۔ اِس اشتہار میں آپ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لیے اِس زمانہ کے لیے مجدّد اور مامور مقرر فرمایا ہے۔

یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان شائع کیا کہ جو لوگ سچا ایمان اور سچی پاکیزگی حاصل کرنا چاہیں وہ میری بیعت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہت سی برکتیں دے۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ نے ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں آپؑ نے مندرجہ ذیل دس شرائط بیعت بیان فرمائیں۔

دس شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ

اوّل: بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم: یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم: یہ کہ بلا ناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکمِ خُدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتیٰ الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دِلی محبت سے خُدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنائے گا۔

چھارم: یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع

کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم: یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلاء میں خُدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دُکھ کے قبول کرنے کے لیے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم: یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت بکلّی اپنے سَر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم: یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم: یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردیءِ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم: یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خُداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم: یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ (اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء تحریر فرمودہ بانی جماعت احمدیہ)

جماعت احمدیہ کی بنیاد ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بزرگ صوفی احمد جان صاحب کے گھر میں رکھی گئی۔ بانی جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر سب سے پہلے حکیم مولوی نُور الدین صاحب بھیروی نے بیعت کی۔ پہلے دن چالیس افراد نے بیعت کی تھی۔

۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ بھی دیگر نبیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور یہ عقیدہ غلط اور قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اب تک آسمان پر زندہ

موجود ہیں۔ چنانچہ آپؑ نے ۱۸۸۹ء کے شروع میں اس کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ دعویٰ بھی فرمایا کہ جس مسیح اور مہدی کے آنے کی پیشگوئی رسول کریم ﷺ نے فرمائی تھی وہ میں ہی ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح علیہ السلام کی صفات دے کر دُنیا کی اصلاح کرنے اور دینِ حق کی حقیقی تعلیم کو دُنیا میں قائم کرنے اور پھیلانے کے لیے بھیجا ہے۔

اس اعلان اور دعویٰ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے بہت سے نیک لوگ آپ پر ایمان لے آئے وہاں ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک مخالفت کی آگ بھی بھڑک اُٹھی۔ اپنے اور بیگانے سبھی آپؑ کے دُشمن ہو گئے مولویوں نے آپؑ پر کُفر کے فتوے لگا دیئے اور دوسری طرف عیسائیوں نے بھی آپؑ کی سخت مخالفت شروع کر دی کیونکہ وفات مسیح کے اعلان سے عیسائیت کی بنیادیں ہل جاتی تھیں اور اُن کا خود ساختہ خُدا مُردہ ثابت ہو جاتا تھا۔

معزز قارئین! جنوری ۱۸۹۸ء میں بانی جماعت احمدیہ نے اپنی ایک کتاب ''کتاب البریہ'' کے نام سے شائع فرمائی۔ اس میں آپؑ نے دیگر باتوں کے علاوہ بیس ہزار روپے کا ایک انعامی چیلنج بھی شائع فرمایا جس میں لکھا کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث پیش کرے جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے اس جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے گئے تھے پھر کسی زمانہ میں وہ زمین پر واپس آئیں گے تو ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ بطور انعام دیا جائے گا۔ (یقینی طور پر ایسی کسی حدیث کا وجود نہیں ہے اگر ہے تو تقریباً ایک سو پچیس سال سے مولوی گالیاں تو دیتے ہیں مگر ایسی حدیث بہر حال پیش نہیں کر سکے۔ حضرت عیسیٰؑ کی وفات نے صلیب کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کیوں کہ بانی جماعت احمدیہ نے خُدا سے علم پا کر عیسائیوں کے بنائے ہوئے خُدا کو مار دیا ہے)

۱۹۰۱ء میں بانی جماعت احمدیہ نے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنی جماعت کا نام ''فرقہ احمدیہ'' تجویز کیا۔ اس وقت سے یہ جماعت، جماعت احمدیہ کہلاتی ہے اور بانی جماعت احمدیہ کو مسیح و امام مہدی ماننے والے احباب احمدی مسلمان کہلاتے ہیں۔

۲۵ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی رات گیارہ بجے کے قریب بانی جماعت احمدیہ بیمار ہو گئے باوجود ہر ممکن علاج کے حالت سنبھل نہ سکی آخر ۲۶ مئی کو ساڑھے دس بجے کے قریب آپؑ حقیقی مولا کے

پاس پہنچ گئے۔ آپؑ کے آخری الفاظ یہ تھے:

اللہ! میرے پیارے اللہ!

شمسی حساب سے بانی جماعت احمدیہ کی عمر ۷۹ سال اور قمری حساب سے ۷۶ سال تھی۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات پر اخبار وکیل میں مولانا ابوالکلام آزاد نے لکھا کہ کریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور کیا بلحاظ خدمات وحمایتِ دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز و برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔'' (اخبار ''وکیل'' امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

مشہور صحافی جناب منشی سراج الدین صاحب بانی زمیندار اخبار لاہور نے لکھا:۔

''ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صَرف ہوتا تھا، عوام سے کم ملتے تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے یہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی ان دنوں میں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔'' (اخبار ''زمیندار'' مئی ۱۹۰۸ء)

معزز قارئین! تفصیل سے مطالعہ کرنے کے لیے جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائیٹ alislam.org کو وزٹ کریں۔ جماعت احمدیہ سے متعلق تمام معلومات اس سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہاں نہایت اختصار سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی وفات کے بعد الٰہی منشاء کے مطابق خلافت کا نظام جاری ہوا۔ پہلے خلیفہ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ منتخب ہوئے ۱۹۱۴ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفہ بنے۔ آپؓ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی کے لختِ جگر تھے۔ ۱۹۶۵ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ خلیفہ منتخب ہوئے ۱۹۸۲ء میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ خلافت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے ۲۰۰۳ء میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خُدا تعالیٰ نے مومنین کی

راہنمائی کے لیے بطورِ خلیفہ منتخب فرمایا۔

عقائدو نظریات:

جماعت احمدیہ کلمہ طیّبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پر کامل یقین رکھتی ہے۔تمام ارکانِ اسلام وارکانِ ایمان پر نا صرف ایمان رکھتی ہے بلکہ احباب جماعت احمدیہ صدقِ دِل سے اِن پر عمل کرتے ہیں۔ بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خُدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکامِ فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ عقیدہ کی رو سے جو خُدا اتم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خُدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدؐیت کی چادر پہنائی گئی۔ (کشتیءنوح صفحہ ۱۵، ۱۶)

بانی جماعت احمدیہ مزید فرماتے ہیں:۔

’’کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خُدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خُدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خُدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل

خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خُدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سُننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ ۴۴)

بانی جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اور لعنت ہے اُس شخص پر جو آنحضرت ﷺ کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرے۔ مگر یہ نبوّت آنحضرت ﷺ کی نبوّت ہے نہ کوئی نئی نبوّت اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اسلام کی حقانیّت دُنیا پر ظاہر کی جائے۔ اور آنحضرتؐ کی سچائی دکھلائی جائے‘‘۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دِلبر میرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیغمبر اک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مُرسلیں ہے — وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثناء یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں — وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
(درثمین)

پھر بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں :۔

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نُور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد ومولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں ؎

بعد از خُدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم — گر کُفر ایں بوَد بخدا سخت کافرم

اپنی کتاب سراج منیر میں لکھتے ہیں:۔

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوّت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خُدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر ،تمام مرسلوں کا سرتاج ۔جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس ۱۰ دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی ۔ (سراج منیر صفحہ ۸۰)

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید مکمل کتاب ہے اور اِس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے اِس لیے اِس کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے قرآن کا ایک شعشہ یا نقطہ بھی منسوخ نہیں ہو سکتا قارئین کرام! عجیب بات یہ ہے کہ بعض لوگ قرآن مجید کی ۵۰۰ آیات اور بعض اس سے بھی زیادہ آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں۔اور کم از کم بیس آیات کو منسوخ قرار دیا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ بعض احادیث بھی قرآنی آیات کو منسوخ کر سکتی ہیں۔اور شیعہ حضرات تو یہاں تک کہتے ہیں کہ بعض قرآن کی سورتیں قرآن مجید میں شامل ہی نہیں کی گئیں اس لیے موجودہ قرآن مکمل قرآن نہیں ہے ۔بہر حال بانی جماعت احمدیہ نے ثابت فرمایا کہ ناسخ منسوخ کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور قرآن کریم مکمل کتاب ہے۔

بانی جماعت احمدیہ کا قرآن حکیم سے عشق اور محبت مندرجہ ذیل اقتباسات میں عیاں ہے۔

''نوع انسان کے لیے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ ۔سو تم کوشش کرو کہ سچّی محبّت اس جاہ وجلال کے نبی ﷺ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔'' (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں — قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

''مَیں اپنے دل کو قرآن کریم اور اور اس کے دقائق معارف اور نکات کی طرف مائل پاتا تھا اس نے مجھے محبت کی وجہ سے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے اور مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ مجھے مختلف اقسام کے معارف اور قسم قسم کے پھل دیتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور نہ انہیں مجھ سے ہٹایا جائے گا اور مَیں نے دیکھا ہے کہ قرآن کریم ایمان کو مضبوط کرتا اور یقین میں زیادتی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایک لاثانی موتی ہے اس کا ظاہر بھی نُور ہے اور اس کا باطن بھی نُور ہے اور اس کے ہر لفظ اور ہر کلمہ میں نُور ہے

وہ ایک رُوحانی جنّت ہے جس کے خوشے نہایت قریب ہیں اور اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہر ثمر سعادت اس میں پایا جاتا ہے اور ہر شعبہ اس سے حاصل کیا جا سکتا ہے اس کے سوا محض خُشک کانٹوں پر ہاتھ مارنا ہے اس کے فیض کے گھاٹ نہایت خوشگوار ہیں۔پس پینے والوں کو مبارک ہو۔میرے اندر اس کے ایسے نُور ڈالے گئے ہیں کہ انہیں کسی اور طریق سے حاصل کرنا میرے لیے مشکل تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا مَیں نے اُس کے حُسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۴۵ ترجمہ از عربی)

مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ لکھتے ہیں ہیں کہ اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زُہد وتقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لیے ہوئے ہے۔۔۔قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں مَیں نے دیکھی کہیں نہیں دیکھی۔۔۔جو کچھ میں نے قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔(بدر ۱۳ مارچ ۱۹۱۳ء)

جماعت احمدیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے تمام انبیاء کی طرح فوت شدہ یقین کرتی ہے۔

جماعت احمدیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین مانتی ہے۔ایسا نبی جس کا فیضان قیامت تک جاری وساری ہے۔ایسا نبی جس کی کامل غلامی اختیار کر کے نبوّت کا مقام بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

جماعت احمدیہ بانی جماعت احمدیہ کو نبی مانتی ہے ۔ایسا نبی مانتی ہے جو نئی شریعت لے کر نہیں آیا بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کے تابع اُمّت محمدیہ کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوا ہے۔ایسا نبی جسے خود رسول اللہ ﷺ نے نبی فرمایا ہے۔اور فرمایا تھا کہ اسے میرا اسلام پہنچانا۔

جماعت احمدیہ معراج کو رُوحانی مانتی ہے۔

صاحبِ مزار بزرگوں کا احترام کرتی ہے اور صاحبِ مزار کے لیے دُعا کرنا جائز سمجھتی ہے مگر صاحبِ مزار سے مانگنا اور شرکیہ کلمات کو ناجائز اور شرک سمجھتی ہے۔

مزاروں پر میلے ٹھیلے اور عُرس منانے جیسی خلاف شریعت حرکات کو ناجائز سمجھتی ہے۔

دُنیا سے رخصت ہو جانے پر کی جانے والی بدعات کو ناجائز اور خلافِ شریعت سمجھتی ہے۔

معزز قارئین! جماعت احمدیہ کے خلاف علماء سُوء کے غلط پروپیگنڈے نے عوام الناس کے

اذہان میں جو گندی بیماری پیدا کی ہوئی ہے اُس کا علاج صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ ہے۔ کتب جماعت احمدیہ کا مطالعہ کرنے کے نتیجے میں لازمی طور نام نہاد جھوٹے مولویوں کی غلیظ اصلیت اور انسانی چہرے کے پیچھے چُھپی مکروہ صورت نمایاں ہو جائے گی اور سچائی کا نُور اُن کے دِلوں کے اندھیروں کو اُجالوں میں تبدیل کر دے گا۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر کے مطالعے کے لیے کسی کتاب کو خریدنے کی ضرورت نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائیٹ الاسلام ڈاٹ او، آر، جی پر تقریباً تمام کتب موجود ہیں ۔ اِس کے علاوہ جماعت احمدیہ کے ٹی وی چینل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (ایم۔ٹی۔اے) پر امام جماعت احمدیہ کے خُطبات دیکھنے اور سُننے سے بہت سے شکوک جنہیں مولویوں نے پیدا کر رکھا ہے دور کرنے میں مدد ملے گی۔ اگر کوئی سوال دِل میں پیدا ہو تو پروگرام 'راہِ ھدیٰ' میں پوچھا جا سکتا ہے۔ تمام دُنیا میں پھیلے ہوئے جماعت احمدیہ کے مشن ہاؤسز کے دروازے بھی تمام مذاہب کے ماننے والوں کی راہنمائی کے لیے مستعد ہیں۔

معزز قارئین! حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **و ان هذه الملة ستفترق علی ثلاث و سبعین :ثنتان و سبعون فی النار و و احدةفی الجنة،و هی الجماعة** ۔''بے شک یہ ملّت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ بہتر فرقے ناری اور ایک جنّتی ہوگی اور وہ جماعت ہوگی۔ (تہتّر فرقوں سے مُراد فرقوں کی کثرت بھی مُراد لیا جاتا ہے، ناری فرقوں کی تعداد سینکڑوں بھی ہو سکتی ہے لیکن ناجی جماعت بہر حال ایک ہے)

حیرت ہے ایسے لوگوں پر جو قرآن پڑھتے ہیں مگر کوئی اپنے آپ کو شیعہ بتاتا ہے، کوئی سُنّی ،کوئی بریلوی، کوئی دیوبندی، کوئی وہابی، ، کوئی مالکی، کوئی شافعی، کوئی حنفی، کوئی حنبلی، کوئی چکڑالوی ،کوئی اہل قرآن اور کوئی اہل حدیث ہے۔ اسی طرح ان فرقوں کی ذیلی تنظیمیں بھی ہیں جیسے جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، منہاج القرآن اور بہت سی دوسری۔ تہتر فرقے بن چکے ہیں اور ہر کوئی اپنے خیال میں خود کو ناجی فرقہ بتاتا ہے۔ صرف ایک جماعت ہے جو امام رکھتی ہے میری مراد جماعت احمدیہ سے ہے جسے دائرہ اسلام سے خارج اور کافر خیال کیا جاتا ہے۔ جس طرح یہ جماعت اسلام جیسے حسین و جمیل مذہب کی خدمت میں سرگرم ہے دوسرا کوئی اسلامی فرقہ اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ اخبار

مشرق لکھتا ہے۔''اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزی یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ ایک احمدی جماعت ہے جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔'' (مشرق ۲۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

دوسری جگہ اسی اخبار کے ایڈیٹر حکیم برہم صاحب فرماتے ہیں ''ہندوستان میں صداقت اور اسلامی سپرٹ صرف اس لیے باقی ہے کہ یہاں رُوحانی پیشواؤں کے تصرفات باطنی اپنا کام برابر کر رہے ہیں اور کچھ عالم بھی اس شان کے ہیں جو عبدالدرہم نہیں ہیں اور سچ پوچھو تو اس وقت یہ کام جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم کے حلقہ بگوش اُسی طرح انجام دے رہے ہیں جس طرح قرونِ اولیٰ کے مسلمان سرانجام دیا کرتے تھے۔'' (مشرق ۲۴ جنوری ۱۹۲۹ء)

مولوی اختر علی خان صاحب نے احمدیوں کے خلاف چلنے والی اینٹی احمدیہ تحریک ۱۹۵۳ء کے بارے میں لکھا ہے:۔

''آج مرزائے قادیان کی مخالفت میں اُمّت کے ۷۲ فرقے متحد و متفق ہیں۔ حنفی اور وہابی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سُنّی، اہل حدیث سب کے علماء تمام پیر اور تمام صوفی اسی مطالبہ پر متفق و متحد ہیں کہ مرزائی کافر ہیں اور انہیں مسلمانوں سے ایک علیحدہ اقلیت قرار دو۔'' (۱۹۵۳ء کی بھرپور تحریک کے باوجود حکومت وقت نے ان کے اس مطالبے کو رَدّ کرتے ہوئے سخت ایکشن لیا تمام بڑے بڑے مولوی ،مودودی وغیرہ گرفتار کر لیے مولوی عبدالستار نیازی وغیرہ کو داڑھی منڈوا کر بھاگنا پڑا اور کچھ نے برقعے پہن کر راہ فرار اختیار کی۔ بہر حال تہترویں جماعت مسلمان ہی رہی بہتر فرقوں کے شدید مطالبے کے باوجود) (اخبار زمیندار ۵ نومبر ۱۹۵۲ صفحہ آخر تحریر مولوی اختر علی خان)

آخر کار ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ان بہتر فرقوں کے ساتھ سیاسی قوت نے مل کر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ (جماعت احمدیہ وہ واحد مسلمان جماعت ہے جسے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی حکومت نے علماء سُوء کے مطالبے کو جائز تسلیم کرتے ہوئے اور کفّار مکّہ کی خباثتوں کو اپناتے ہوئے کافر قرار دیا ہے۔ اور یہ احمدی مسلمانوں کی سچائی کی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ رسول

اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ کو مکّہ کے سرداروں نے مل کر اپنی گندی سوسائٹی سے خارج کر دیا تھا بعینہٖ اُسی طرح آج نفس پرستوں کے ٹولے رسول اللہ ﷺ کے عاشقوں کو اپنی مکروہ سوسائٹی سے نکال کر خوشی کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ خُدا کی قسم! نہ کفّارِ مکّہ آپ ﷺ کی فتح میں روک بن سکے تھے اور نہ آج رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے بڑھتے قدم کوئی بڑی سے بڑی طاقت روک سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ۷۲ فرقے ناری ہوں گے اور ایک جنّتی لیکن پاکستان کے علماء سُوء اور حکومت نے اپنی دانست میں ۷۲ فرقوں کو (اکثریت کو) جنّتی اور ایک کو جہنمی قرار دے دیا۔ توہین رسالت کے نعرے لگانے والوں نے کھلم کھلا رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ فتویٰ دیا جو سراسر اسلام کی تعلیمات کے منافی تھا۔ اس غیر اسلامی فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے نوائے وقت لکھتا ہے:۔

''اسلام کی تاریخ میں اس قدر پورے طور پر کسی اہم مسئلہ پر کبھی اجماع اُمّت نہیں ہوا۔ (سچائی کو واضح کرنے کے لیے ایسے اجماع کی ضرورت ہوا کرتی ہے) اجماع اُمّت میں ملک کے سب بڑے بڑے علمائے دین اور حاملانِ شرعِ متین کے علاوہ تمام سیاسی لیڈر اور ہر گروپ کے سیاسی راہنما کماحقہٗ متفق ہوئے ہیں اور صوفیائے کرام اور عارفین باللہ، برگزیدگان تصوف و طریقت کو بھی پورا پورا اتفاق ہوا ہے۔ قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی ۷۲ فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں۔'' (نوائے وقت ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۴)

قارئین فیصلہ کیجیے ۷۲ نے مل کر ایک کلمہ گو فرقے کو کافر قرار دیا۔ خود کو جنّتی سمجھنے والے علماء سُوء اب خود کہہ رہے ہیں کہ ۷۲ کے ۷۲ دوزخ میں جائیں گے۔ اس قانون کی رُو سے اب جو بھی جنّتی ہونا چاہے گا اسے ۷۲ کی تھیلی سے باہر نکل کر ۷۳ ویں جماعت میں داخل ہونا پڑے گا ۷۲ کی تھیلی میں رہیں گے تو ناری ہوں گے اور اگر ناجی جماعت میں شامل ہوں گے تو آپؐ کی اطاعت کر رہے ہوں گے۔

بدنامِ زمانہ آمر جنرل ضیاء الحق نے اپنے مُحسن اور جماعت احمدیہ کو غیر مُسلم اقلیّت قرار دینے والے بھٹو کو پھانسی پر لٹکوا کر اپنے اقتدار کو مظبوط کر لیا۔ ضیاء الحق کے ہاتھوں بھٹو کی موت ایک زبردست نشان تھا اور وارننگ بھی تھی کہ احمدیہ جماعت جو خُدا کی قائم کردہ جماعت ہے سے دُشمنی بھٹو جیسے مظبوط شخص کو پھانسی کے تختے پر پہنچا سکتی ہے۔ جب فرعونیّت اقتدار کے نشّے میں غرق ہو تو اُسے اپنے سوا کچھ

نظر نہیں آتا۔ اسی لیے فرعونیّت اور ہامانیّت مذہب اور عوام کو اپنا غلام سمجھتی ہے۔ یہی سب کچھ ضیاء الحق کا نصیب بھی تھا۔ اس بدنصیب نے بھی یہی خیال کیا کہ میں اسلام کا سچا خادم تب کہلاؤں گا جب جماعت احمدیہ جیسی پُرامن جماعت پر ایسے مظالم ڈھاؤں کہ کفّارِ مکہ بھی شرما جائیں۔ اور اِس فرعون صفت آمر نے ۱۹۸۴ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے احمدی مسلمانوں سے مسلمان کہلانے، تبلیغ کرنے، کلمہ پڑھنے، نماز پڑھنے، قرآن پڑھنے، مسجد کو مسجد کہنے، السلام علیکم کہنے، اذان دینے اور تمام اسلامی شعائر استعمال کرنے پر پابندی لگا دی، اور اِس قانون کی پابندی نہ کرنے کو جُرم قرار دیا گیا اور قانون شکنی پر قید یا موت کی سزا بھی تجویز کر دی گئی۔ یقیناً احمدیوں کو ان قوانین نے بہت دُکھ پہنچایا مگر صبر و رضا کی پیکر جماعت احمدیہ کے قدموں میں معمولی سی لغزش اِن سختیوں کے نتیجے میں پیدا نہ ہوئی۔ دُشمنِ احمدیت، فرعونِ وقت، اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جل کر خاک ہو گیا۔ جماعت احمدیہ کامیابی کی منزلیں طے کرتی ہوئی دو سو ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ ۷۰ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی توفیق پا چکی ہے۔ دُنیا کے کونے کونے میں حضرت محمد ﷺ کا زندگی بخش پیغام مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ پہنچ رہا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں ضیاء الحق کے بنائے ہوئے قانون نے کیا گُل کھلائے؟

احمدی مسلمانوں کے خلاف قائم کیے گئے مقدمات اور واقعات جو اپریل ۱۹۸۴ء تا دسمبر ۲۰۰۹ء تک کے ہیں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

احمدیوں پر ہونے والے قاتلانہ حملوں کی تعداد	۱۲۰
گرائی جانے والی مسجدوں کی تعداد	۲۲
ایجنسیوں کی طرف سے تالا بند ہونے والی احمدیہ مساجد کی تعداد	۲۸
جلائی جانے والی احمدیہ مساجد کی تعداد	۱۱
زبردستی چھینی جانے والی احمدیہ مساجد کی تعداد	۱۴
ایجنسیوں کی طرف سے احمدیہ مساجد کی تعمیر روکے جانے کے واقعات	۴۱
احمدی مسلمانوں کی قبروں کو اکھیڑنے اور لاشوں کی بے حُرمتی کے واقعات	۲۸
احمدی مسلمانوں کی قبرستان میں تدفین سے منع کرنے کے واقعات	۴۷

کلمہ طیّبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے جُرم میں	۷۶۴
اذان دینے کے جُرم میں درج کیے گئے مقدمات	۳۸
خود کو مسلمان کہنے پر	۴۳۴
اسلامی شعائر استعمال کرنے پر	۱۶۱
نماز پڑھنے پر	۹۳
تبلیغ کرنے پر	۷۱۹
۱۹۸۹ء میں صد سالہ جوبلی منانے پر	۲۷
سورج گرہن اور چاند گرہن والی پیشگوئی پوری ہونے پر صد سالہ تقریبات منانے پر درج ہونے والے مقدمات	۵۰
پمفلٹ ایک حرفِ ناصحانہ تقسیم کرنے پر	۲۷
پمفلٹ ''مباہلہ'' تقسیم کرنے پر	۱۴۸
قرآن کریم جلانے کے الزامات پر	۲۷
زیر دفعہ ۲۹۸۔بی۔سی درج ہونے والے مقدمات	۹۳۸
زیر دفعہ ۲۹۵۔سی توہین رسالت کے الزامات پر	۲۹۵
امام جماعت احمدیہ کی ملک میں غیر موجودگی میں درج ہونے والے مقدمات	۱۶

ربوہ کی تمام آبادی جو تقریباً ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے پر زیر دفعہ پی۔پی۔سی ۲۹۸۔سی ۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو اور پھر دوبارہ ۸ جون ۲۰۰۹ء کو مقدمہ درج کیا گیا۔

۱۹۰۱ء سے ستمبر ۲۰۱۱ء تک دُنیا بھر میں ۳۵۷ احمدی مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ پاکستان میں شہید ہونے والے احمدی مسلمانوں کی تعداد ۲۶۳ ہے۔ پہلے شہید احمدیت حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب ہیں۔ اور ۴ ستمبر ۲۰۱۱ء کو شہید ہونے والے احمدی مسلمان کا نام نسیم احمد بٹ صاحب ہے۔

(بشکریہ دی پراسیکیوشن۔ڈاٹ۔او۔آر۔جی)

اصلاحی تحریکات

اٹھارہویں صدی جو مسلمانوں کے دینی زوال، سیاسی علمی اور اقتصادی تنزلی کی صدی ہے اس میں چند درد مند مصلحین نے اسلامی دُنیا کے اس عالمگیر زوال پر بند لگانے کی کوشش کی ان میں سے محمد بن عبدالوہاب نجدی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سید احمد بریلوی اور مہدی سوڈانی کی تحریکات کے اثرات خاصے وسیع تھے، لیکن یہ اثرات کسی عالمگیر حرکی انقلاب کا باعث نہ بن سکے۔

تحریک ولی الٰہی:

یہ ایک علمی اور اصلاحی تحریک تھی جس کے بانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تھے۔ آپ ۱۷۰۳ء میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے تیار ہونے والی فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں شامل تھے۔ آپ نے ابتدائی علوم اپنے والد اور دہلی کے مشہور اساتذہ سے سیکھے۔ تیس سال کی عمر میں حج کیا۔ حج کے بعد حرمین شریف کے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور حدیث میں خاص مہارت پیدا کی۔ واپس آ کر مدرسہ رحیمیہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ اسی دوران امام مئوطا کی دو شرحیں مصفی اور تنویر الحوالک کے نام سے لکھیں۔ آپ کی سب سے مشہور کتاب حجتہ البلاغہ ہے۔ اِسی کتاب کی بنیاد پر آپ نے اصلاحی تحریک کی بنیاد رکھی اور مسلم معاشرہ کے دُکھوں کا مداوا کرنے کی کوشش کی اور مثالی معاشرہ کے قیام کے حصول کی خاطر آپ نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ذرائع کو استعمال کیا۔ نامعلوم مدت سے مسلمان قرآن کریم کا ترجمہ جائز نہیں سمجھتے تھے، عوام صرف تلاوت کی حد تک قرآنی برکات سے واقف تھے، اس لیے چند علماء ہی قرآن کو سمجھ سکتے تھے آپ نے دوسری زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا آغاز کیا۔ جب آپ نے فارسی میں قرآن کا ترجمہ شروع کیا علماء نے سخت مخالفت کی، علماء کے اشتعال دلانے پر لوگوں نے آپ کے مدرسے پر پتھراؤ بھی کیا۔ آپ کے لائق بیٹوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے اردو زبان میں قرآن کے تراجم کیے۔ آپ سے پہلے علماء فقہی مسائل میں اُلجھے رہتے تھے آپ کی وجہ سے ہندوستان میں حدیث کو فروغ حاصل ہوا۔ آپ کے مبارک خاندان کے پروردہ علماء آپ کے بیٹے شاہ رفیع

الدین، عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز کے علاوہ حضرت شاہ اسحاق، مولانا مملوک علی، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں۔ برصغیر کے تمام سُنّی مسالک کیا بریلوی کیا دیوبندی، کیا سلفی اور وہابی سب حضرت شاہ ولی اللہ اور آپ کے خانوادہ سے مذہبی اور دینی عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی نے تحریک کو نیا رنگ دیا دونوں نے سکھوں کے مسلمانوں پر تسلط کے خلاف اعلان جنگ کیا مگر شکست ہوئی دونوں بزرگ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ بہر حال یہ تحریک دونوں کی شہادت کے ساتھ ہی دم توڑ گئی۔

نیچرل تحریک:

سر سید احمد خان نے ۱۸۱۷ء میں اس تحریک کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کے نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کا ایک طبقہ نئے علوم اور مغربی انداز بود و باش، اصول حکمرانی اور نئے سیاسی انداز سے روشناس ہوا۔ یہ تحریک نہ عالمگیر تھی نہ ہمہ پہلو۔ اس تحریک کا مذہبی پہلو نہ ہونے کے برابر تھا۔ ان کی بھی قدامت پسند علماء نے مخالفت کی۔ سر سید احمد خان کے دینی نظریات کے بارے میں الطاف حسین حالی فرماتے ہیں۔ ''بائیبل میں تحریف لفظی کا دعویٰ درست نہیں ہاں تحریک معنوی ممکن ہے۔ جو مسائل قرآن وسُنّت میں بالتصریح مذکور نہیں ان میں ہر سمجھدار اجتہاد کر سکتا ہے۔ جبر وقدر اور تقدیر خیر وشر کا عقیدہ جزو ایمان نہیں۔ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے کسی معجزہ کا ذکر نہیں۔ اسی طرح جن انبیاء کے جن معجزوں کا ذکر ہے وہ بھی دراصل استعارے ہیں۔ قرآن کریم کا اعجاز معنوی ہے لفظی نہیں۔ معجزہ کا تصور غلط ہے اور معجزہ کو دلیل نبوّت قرار دینا بھی بے اصل ہے۔ ملائکہ مختلف فطری قوتوں کے نام ہیں۔ شیطان اور ابلیس سے مراد نفس امارہ ہے۔ آدم اور ابلیس کا قصہ تمثیل ہے اس کی کوئی واقعی تاریخی حیثیت نہیں۔ قرآن میں مذکور جنّوں سے مراد گرانڈیل پہاڑی وحشی اقوام ہیں۔ وحی نبی کے قلبی واردات کا نام ہے باہر سے کوئی چیز نازل نہیں ہوتی۔ صفات باری، صور کا پھونکا جانا، حشر ونشر، حساب وکتاب، میزان وصراط، جنّت ودوزخ سب استعارے اور تمثیل ہیں۔ رویت باری نہ اس دُنیا میں ممکن ہے نہ آخرت میں۔ معراج اور شق صدر کے واقعات دراصل خواب تھے بیداری کی حالت کا کوئی واقع نہ تھا۔ مختلف جنگوں میں فرشتوں

کے نزول کا جو ذکر قرآن مجید میں ہے یہ دراصل غیر معمولی نصرت الٰہی کے نزول سے استعارہ ہے۔ شہداء کی زندگی سے مراد دُنیا میں نیک اور قابل تقلید مثال چھوڑ جانا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے کا عقیدہ درست نہیں۔ حضرت اسحاقؑ کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ کی عمر یاس کی حد سے متجاوز نہ تھی ان کی عمر ایسی ہی تھی جس میں عورتیں بالعموم بچّہ جننے کے قابل ہوتی ہیں۔ دُعا صرف عبادت ہے۔ حصول مقاصد کے لیے اس کی تاثیر غیر مسلّم ہے اصل چیز صرف صحیح تدبیر ہے۔ چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دینا ضروری نہیں۔ انسان جس کے حق میں چاہے جتنی چاہے وصیت کر سکتا ہے۔ روزہ کی بجائے فدیہ ایک عمومی سہولت ہے۔ موجودہ بینکنگ کی طرز پر لین دین ربا نہیں۔ سود وہی منع ہے جس کا رواج زمانہ جاہلیت میں تھا۔ قرآن کریم کا کوئی حکم منسوخ نہیں۔ تقلید ذہنی جمود اور عقلی تعطل کا نام ہے اس لیے اسے واجب قرار دینا غلط ہے۔ قرآن حکیم کے احکام کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی احکام اور محافظ احکام۔ نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے اس طرح اگر وہ پرندہ کو گلا گھونٹ کر مار دیں تو اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ جو غیر مسلم مسلمانوں سے زیادتی نہیں کرتے ان کے جان ومال کے دُشمن نہیں اور نہ ان کو ان کے وطن سے نکالتے ہیں ان سے موالات اور تعلقات استوار کرنے کی اجازت ہے۔ صرف انہی کفّار سے تعلقات رکھنے کی ممانعت ہے جو ظلم کی راہ اختیار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے برسر پیکار ہیں۔ ہر قائم اور قانون کی پابند حکومت کی اطاعت ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے زندہ اتار لیے گئے تھے اور وہ طبعی موت مرے، زندہ آسمان پر نہیں گئے اور نہ دوبارہ اس دُنیا میں آئیں گے۔ مسیح کے نزول کا عقیدہ غلط ہے۔

(حیات جاوید صفحہ ۵۲۴ تا ۵۲۶ از حالی ناشر نیشنل بک ہاؤس ایبک روڈ لاہور)

تحریک دیوبند: اس تحریک کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تھے جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی۔ نانوتوی صاحب ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے اور ۱۸۸۰ء میں فوت ہوئے۔ آپ کے بعد مولانا رشید احمد گنگوہی مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اور مفتی بنے۔ انہیں خاتم الاولیاء والمحدثین اور بانیء اسلام کا ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے بعد مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا محمود الحسن، مولوی بشیر احمد عثمانی شیخ الاسلام، مفتی کفایت اللہ اور مولوی سید حسین احمد مدنی وغیرہ نے دیوبندی مسلک کی خوب تبلیغ کی کیا۔ شروع شروع میں دیوبند سے اُٹھنے والی اس تحریک نے

اچھے کام بھی کیے مگر اکابرین کے دُنیا سے گزر جانے کے بعد اس تحریک کے کئی ٹکڑے ہو گئے جس کی وجہ سے تحریک دیو بند بھی مزید مذہبی انتشار کا سبب ہی بنی۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تحریک: علی گڑھ اور دیو بند کی تحریکات سے متاثر ہو کر اسی زمانہ میں ایک اور ادارہ ندوۃ العلماء لکھنو کے نام سے وجود میں آیا جس کے بانی مولانا شبلی نعمانی تھے۔اس ادارہ کا دعویٰ تھا کہ اس کے ذریعہ قدیم وجدید دونوں اہلیتوں کے حامل علماء پیدا کیے جائیں گے تا کہ مغربی تہذیب کے طوفان کا علاج کیا جا سکے۔مگر یہ ادارہ مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

تحریک اتحاد عالم اسلامی: پان اسلام ازم یا اتحاد عالم اسلامی کے رُوح رواں سید جمال الدین افغانی، مصر کے مفتی عبدہ اور ترکی کے حلیم پاشا تھے۔اس تحریک کا زیادہ تر رُخ منفی سیاست کی طرف تھا اس لیے یہ تحریک استعماری اقوام کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے تک محدود رہی اور کوئی قبل ذکر کارنامہ نہ سرانجام دے سکی۔

تحریک رابطہ عالم اسلامی: اتحاد عالم اسلامی کا کام استعماری طاقتوں کے خلاف نفرت کو فروغ دینا تھا اور رابطہ اسلامی کی جمعیت کا کام اپنوں کے خلاف نفرت ابھارنا ہے۔یوں لگتا ہے جیسے خدمت اسلام سرانجام دینے والے دردمند مخلص اور دیندار مسلمانوں کی راہ میں روڑے اٹکانے کے سوا اور کوئی مقصد اس تنظیم کا نہیں ہے۔

تحریک ِ انکارِ حدیث: اس تحریک کے رُوح رواں مولوی عبداللہ چکڑالوی جامعہ ملیہ کے پروفیسر حافظ محمد اسلم جیراجپوری اور رسالہ طلوع اسلام کے غلام احمد پرویز تھے۔ان میں سب سے مضحکہ خیز طرزِ عمل مولوی عبداللہ چکڑالوی کا تھا۔ان کے نزدیک حدیث کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی۔ان کا مؤقف یہ تھا کہ مسائل اسلام کو سمجھنے کے لیے حدیث کی کوئی ضرورت نہیں صرف قرآن ہی کافی ہے۔پروفیسر حافظ محمد اسلم جیراپوری نے انکار حدیث کے نظریہ میں کچھ ترمیم کی اور کہا کہ مسائل عبادت کے تعین کے لیے تو قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے ''عمل متواتر'' کی پابندی ضروری ہے، باقی دینی مسائل کے تعین کے بارہ میں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان مسائل کا فیصلہ ہر زمانہ

کا ''مرکز ملّت'' کرے گا۔غلام احمد پرویز صاحب نے ان کے نظریہ میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا :دین اور دُنیا عبادات اور معاملات کی تفریق غیر اسلامی اور عجمی سازش ہے اس لیے مسئلہ عبادت سے تعلق رکھتا ہو یا معاملات سے اگر قرآن کریم میں اس کی تصریح نہیں ملتی تو اس کا تعین ہر زمانہ کا ''مرکز ملّت'' کرے گا۔

آل انڈیا خلافت کمیٹی: خلافت کمیٹی کی بنیاد ۵ جولائی ۱۹۱۹ء کو رکھی گئی جس کے پہلے صدر سیٹھ چھوٹانی اور سیکرٹری حاجی صدیق کھتری بنے۔بعد میں اس کے کرتا دھرتا گاندھی بن گئے۔مسٹر گاندھی اس تحریک سے بھرپور سیاسی فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ مجلس احرار اور چند دوسری اسلامی تنظیمیں مسٹر گاندھی کے اشاروں پر ناچتی رہیں۔مسلمانوں اور ہندوؤں کا یہ اتحاد سطحی اور جذباتی اور وقتی تھا۔ان عوامل کا، مسٹر گاندھی نے بھرپور فائدہ اُٹھانے کے بعد ۵ فروری ۱۹۲۹ء کو کمزور خلافت کمیٹی کا خاتمہ کر دیا۔اس تحریک کے خاتمے پر گاندھی ہندوؤں کے مہاتما بن گئے اور مسلمانوں کے ایک اہم لیڈر مولانا محمد علی جوہر گوشہ گمنامی میں چلے گئے۔ (معارف رضا ماہنامہ کراچی اگست ۲۰۰۹ء)

اسی دور میں ایک تحریک ترکِ موالات بھی شروع ہوئی تھی۔جس کا مقصد ہندوستان کی آزادی کے لیے بائیکاٹ کے ذریعے حکومت برطانیہ پر دباؤ ڈالنا بتایا گیا۔اس تحریک کے قائد اور امام گاندھی تھے۔اس تحریک کے سرپرستوں نے مسلمانوں کو تعلیمی اداروں کے بائیکاٹ اور ہجرت کرنے پر اکسایا۔ہزاروں لوگوں نے بے وقوفی کرتے ہوئے افغانستان کی طرف ہجرت کی۔اور ذلیل اور رُسوا ہو کر کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے۔

معزز قارئین! ان تحریکوں کے علاوہ خاکسار تحریک وغیرہ جیسی اور بھی بہت سی تحریکیں اُٹھیں مگر اپنے مقاصد حاصل کیے بغیر گوشہ گمنامی میں چلی گئیں۔پاکستان بننے کے بعد بھی کئی تحریکوں نے مسلمانوں کی اصلاح کے نام پر جنم لیا۔جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت، تنظیم اسلامی، دعوت اسلامی، منہاج القرآن، سُنّی تحریک اور دوسری بہت سی تنظیمیں اصلاح اُمّت کے نام پر قائم کی گئی ہیں ۔سبھی جانتے ہیں کہ شخصیات کے گرد گھومنے والی یہ تنظیمیں جس قدر اصلاح کی کوشش کرتی ہیں اُس سے زیادہ نفرت کی تعلیم دیتی ہیں جس کے نتیجے میں مسلمان نہ صرف ان تنظیموں سے متنفر ہیں بلکہ اسلامی

تعلیمات کے بارے میں بھی شکوک وشبہات میں مبتلا ہو چکے ہیں کیونکہ سبھی گروہوں نے خودساختہ عقائد کو دین اسلام کی اساس قرار دے دیا ہوا ہے۔مندرجہ بالا تمام اصلاحی تحریکوں کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ خُدا تعالیٰ کے دین متین کا صحیح ادراک نہ ہونا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین دلانے کا سب سے بڑا ذریعہ وحی،الہام اور کشف وغیرہ ہیں۔مگر نام نہاد اسلامی تحریکوں کے قائدین نے لوگوں کو باور کرا دیا ہوا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نہ بولتا ہے نہ سُنتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی آنے والا ہے،اب صرف ہمارے جیسے قائدین پر ہی گزارا کرنا ہوگا۔مسیح موعود وامام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بھی مسلمانوں کو باور کروایا جا رہا ہے کہ وہ شاید لاکھوں برس بعد آئیں،جب آئیں گے تو وہ نہ نبی ہوں گے،نہ ان ہی اُن پر وحی نازل ہوگی اور نہ ہی اُن کی بیعت ضروری ہوگی۔دوسرے لفظوں میں اب طاہر القادری،غامدی،الیاس قادری،ابتسام الٰہی ظہیر،ثروت قادری،ڈاکٹر ذاکر اور امین سیالوی وغیرہ وغیرہ جیسے مولویوں کے ناز نخرے اُٹھانا مسلمانوں کا مقدّر رہے۔مگر خاکسار مسلمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ قطعاً مسلمانوں کا نصیب اتنا بُرا نہیں ہوسکتا کہ فرقہ مولویاں مسلمانوں کو ذلیل اور رُسوا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ ان دُنیا پرست مولویوں کا سدّ باب کرنے کے لیے کوئی اقدام نہ کرے۔اللہ تعالیٰ نے ان علماءِ سُوء کے خودساختہ عقائد کا گلا کاٹنے کے لیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی و مسیح وموعود بنا کر مبعوث فرما دیا ہوا ہے۔بانی جماعت احمدیہ سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اور اُمّت محمدیہ میں راہ پا جانے والی بدعات اور غلط عقائد کی نشاندہی فرما کر ان کا قلع قمع کرنے کے طریقے بھی بتائے۔بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اُمّتی نبی بنایا،وحی کی اور ایک پاک جماعت بھی عطا فرمائی۔اور افراد جماعت میں سے جس سے چاہتا ہے کلام بھی فرماتا ہے۔بانی جماعت احمدیہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلاف کا نظام قائم کر دیا۔اگر تمام دُنیا مل کر کوشش کرے،دولت کے پہاڑ خرچ کرے پھر بھی وہ کارنامے انجام نہیں دے سکتی جو کارنامے بانی جماعت احمدیہ کی جماعت نے تقریباً ۱۲۵ برسوں میں انجام دے کر دکھا دیے ہیں۔قرآن مجید کے ستّر زبانوں میں ترجمے کر کے عالم اسلام کو چیلنج دے دیا ہے کہ کوئی ہم سا ہو تو سامنے آئے۔۲۰۰ سے زیادہ ممالک میں جماعت احمدیہ کا نفوذ ہو چکا ہے۔دس سیٹلائٹس کے ذریعے دُنیا کے گوشے گوشے میں حقیقی اسلامی تعلیمات کو پہنچایا جا رہا ہے۔تمام نام نہاد اسلامی تنظیمیں باوجود امیر اسلامی ممالک کی

پشت پناہی کے ایسے کارنامے سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔شاید یہی وجہ ہے کہ ان نام نہاد اسلامی تحریکوں کے قائدین جب حسد کی آگ میں جل بھن جاتے ہیں تو احمدی مسلمانوں کو کافر،مرتد وغیرہ کہہ کر اُن کے نا صرف قتل کے فتوے جاری کرتے ہیں بلکہ لوگوں کو اُکسا کر احمدی مسلمانوں کے نا صرف گھر،مساجد اور دکانیں جلواتے ہیں بلکہ احمدیوں کے پاکیزہ خون سے ان نام کے مسلمانوں کو ہولی کھیلتے ہوئے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں بالکل اُسی طرح جس طرح درندے اپنے بچوں کو شکار کے خون اور گوشت سے لُطف اندوز ہوتے دیکھ کر شادمانی محسوس کرتے ہیں۔اور یہ تمام اُسی طرح کی کرتوتیں ہیں جنہیں مشرکین مکّہ اپنائے ہوئے تھے۔مشرکین مکّہ جب مسلمانوں کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں سرتاپا غرق دیکھتے،تعداد میں اضافہ دیکھتے،تو اُن کے پیٹ میں بَل پڑنے لگتے اور اس بَل کو دور کرنے کے لیے کسی نہ کسی مسلمان کو اذیت دیتے تھے۔دراصل ان کے پیٹ میں بَل اس لیے پڑتے تھے کہ اُن کی سرداریاں اور گدّیاں خوبصورت اسلامی تعلیمات کا سمندر بہا لے جائے گا۔بالکل اسی طرح نام نہاد مولویوں اور ان کے سرپرستوں کا ٹولہ جو لوگوں کو کافر کافر اور مرتد مرتد کا کھیل کھلوا کر رقم بٹورنے کا دھندہ کرتا ہے اس خوف میں مبتلا ہے کہ ان کی گدّیاں اور سرداریاں جنہیں اُنہوں نے مذہب کا جُبہ پہنا کر قائم کر رکھا ہے،بانی جماعت احمدیہ کی پیش کردہ صحیح اسلامی تعلیمات جو سراسر حق ہیں کا نُور جلا کر خاکستر کر دے گا۔اس لیے جب بھی ان کے دِل میں گدّیوں اور سرداریوں کے چھن جانے کا خیال آتا ہے ان کے پیٹ میں بَل پڑنے لگتا ہے اس مرض کے علاج کے طور پر احمدی مسلمانوں کا پاکیزہ خون بہایا جاتا ہے۔یاد رکھنا چاہیے کہ خُدا عاجز نہیں ہے اور نہ ہی عجز وانکساری کے پیکروں کو عاجز ہونے دیتا ہے،لازماً اللہ تعالیٰ صبر ورضا کے پیکروں کے ساتھ ہوتا ہے اور ایسے وجود جو خالصتاً اپنے ربّ کے دین متین کی آبرو پر اپنا تن من دھن نچھاور کرنے کے لیے آمادہ اور تیار رہتے ہیں،اُن کے لیے یہ دُنیا بھی جنّت ہے اور آخرت بھی جنّت ہے۔علماء سُوء کو حسد کی آگ جلائے یا ان کے پیٹ میں بَل پڑیں،جس طرح خُدا تعالیٰ اپنے تمام نبیوں اور اُن پر ایمان لانے والوں کا انتقام ظالموں سے لیتا رہا ہے اُسی طرح خُدا کے غضب کی چمکار انہیں لازماً جلا کر راکھ کر دے گی اور سعید فطرتوں کو کھینچ کر اللہ تعالیٰ الٰہی جماعت میں شامل فرما دے گا۔انشاءاللہ۔

معزز قارئین! مختصر طور پر اصلاحی تحریکوں کا جائزہ لینے کے بعد چند جہادی تنظیموں کا مختصر احوال پیش خدمت ہے۔ان جہادی تنظیموں کا تعارف حاصل ہو جانے کے بعد قارئین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا وہ تنظیمیں جو حکومت وقت کے لیے دردِسر بننے کی وجہ سے کالعدم قرار دی جا چکی ہوں، کیا وہ اللہ تعالیٰ سے انعام پاسکتی ہیں؟ کیا ان تنظیموں کا حصہ بننا اللہ تعالیٰ کے قریب کر سکتا ہے؟

جہادی تنظیمیں

وہ تنظیمیں جن پر حکومت پاکستان نے پابندی عائد کی ہوئی ہے۔

١۔القاعدہ: اس تنظیم کی بنیاد ۱۹۸۸ء میں اسامہ بن لادن نے رکھی۔کہا جاتا ہے کہ یہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے جو نائین الیون کے واقعے میں ملوث ہے۔انہیں بنیاد پرست سُنّی بتایا جاتا ہے۔اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس تنظیم کا بین الاقوامی نیٹ ورک ہے۔

٢۔ سپاہ محمد: اس جماعت کی بنیاد مرید عباس یزدانی نے ۱۹۹۳ء میں رکھی۔یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والی تنظیم مشہور ہے۔اِس کا اثر رسوخ پنجاب میں بتایا جاتا ہے۔اِس جماعت کے موجودہ سربراہ غلام رضا نقوی پر تیس قتل کرنے کا الزام ہے۔اِس تنظیم کا تعلق ایران سے بتایا جاتا ہے۔

٣۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ: اِسے تحریک اسلامی بھی کہتے ہیں۔یہ ایک سیاسی پارٹی ہے جسے ۱۹۷۹ء کے انقلاب ایران کے موقع پر بنایا گیا تھا۔اِس جماعت کا ایک دوسرا گروپ بھی ہے جسے تحریک جعفریہ پاکستان کہا جاتا ہے جس کے سربراہ علامہ عارف حسینی کو ۱۹۸۸ء میں جب کہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت تھی قتل کر دیا گیا تھا۔مختلف ناموں کے لیڈر اسے کنٹرول کر رہے ہیں۔

٤۔ سپاہ صحابہ: یہ ایک سُنّی تنظیم ہے جو شیعہ حضرات کے خلاف ہے۔سب سے پہلے حق نواز جھنگوی نے ۱۹۸۰ء میں انجمن سپاہ صحابہ کی بنیاد رکھی پھر ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء میں ایک بم دھماکے میں ان کی ہلاکت کے بعد ریاض بسرا نے لشکر جھنگوی کی بنیاد رکھی۔جب لشکر جھنگوی پر پابندی لگا دی گئی تو سپاہ صحابہ کے نام سے ایک نئی تنظیم معرضِ وجود میں آئی جس کے سربراہ مولانا اعظم طارق بنے۔

کہا جاتا ہے ۲۰۰۴ء میں شیعہ عبادت خانے پر حملے میں سپاہ صحابہ کا ہاتھ تھا جس میں پچاس عبادت کرنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔اس جماعت پر پہلے ۲۰۰۲ء میں پھر ۲۰۰۳ء میں پابندی لگائی گئی۔اس جماعت کا جدید نام ملت اسلامیہ ہے۔اس جماعت کا سیاست سے بھی تعلق ہے۔

٥۔جماعت الدعوۃ: حافظ سعید اس کے بانی ہیں۔اِس تنظیم کو دہشت گرد تنظیم کہا جاتا ہے۔اِس کی کارروائیاں کشمیر میں ہوتی ہیں۔اِس پر مختلف دہشت گرد کارروائیوں کا الزام ہے۔لشکر طیبہ عسکری کارروائیوں کے لیے مخصوص ہے۔

٦۔الاختر ٹرسٹ: یہ تنظیم نومبر ۲۰۰۰ء کو کراچی میں قائم ہوئی۔اس رفاہی ادارے پر الزام ہے کہ طالبان کو خوراک اور دوسری چیزیں سپلائی کرتی رہی ہے۔کہا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے تعلقات القاعدہ اور حرکت المجاہدین سے بھی ہیں۔

٧۔ الرشید ٹرسٹ: اس تنظیم کی بنیاد مفتی محمد رشید نے فروری ۱۹۹۶ء کو کراچی میں رکھی۔پاکستان بھر میں اس کی ۲۱ برانچیں ہیں۔عام طور پر اسے ویلفیئر آرگنائزیشن بتایا جاتا ہے۔

معزز قارئین! وطن عزیز میں ڈھیروں تنظیمیں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنے کے نام پر قائم ہیں۔ان تنظیموں کے کرتا دھرتا نا صرف پاکستان میں چندہ اکٹھا کرتے ہیں بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی مولوی لوگ اربوں روپے انسانی خدمت کے نام پر لوگوں سے وصول کر کے پاکستان بھیجتے ہیں۔لوگوں کے خلوص نیّت سے دیے گئے اربوں روپے اور تحائف کن لوگوں پر نچھاور ہوتے ہیں، جناب عرفان احمد صاحب کے مندرجہ ذیل اقتباس میں اس کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔موصوف فرماتے ہیں:۔

اتفاق سے مجھے اسلام آباد میں ''الرشید ٹرسٹ'' کے آفس میں جانے اور رات گزارنے کا اتفاق ہوا۔جو کچھ مَیں نے ایک دن اور ایک رات میں وہاں دیکھا وہ ساری زندگی شرمندہ ہونے کے لیے کافی تھا۔(زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے) امدادی سامان سے آفس بھرا پڑا تا، بنک اکاؤنٹ میں جمع ہونے والی امدادی رقوم بھی بے حساب تھیں۔لیکن اس امدادی سامان اور امدادی رقوم سے جو لوگ مستفید ہو رہے تھے وہ ہرگز ہرگز اس کے حقدار نہیں تھے۔کئی بچیاں خضاب زدہ مُلّاؤں کی زوجیت میں آ چکی تھیں۔امدادی کام اور ازدواجی کام ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ (پاکستان پہ کیا گزری؟)

۸۔جیش محمد: یہ ایک جہادی تنظیم ہے جس کی بنیاد مولانا مسعود اظہر نے ۲۰۰۰ء میں رکھی۔اس کی کاروائیوں کا مرکز کشمیر بتایا جاتا ہے۔جب اِس پر ۲۰۰۲ء میں پابندی لگائی گئی تو ایک متبادل تنظیم قائم کردی گئی جس کا نام جماعت الفرقان رکھا گیا۔

۹۔لشکر جھنگوی: اسے بھی دہشت گرد تنظیم کہا جاتا ہے اس کی بنیاد ۱۹۸۰ء میں حق نواز جھنگوی نے رکھی تھی۔اس تنظیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ تنظیم بہت سی دہشت گرد کاروائیوں میں ملوث ہے جس میں بہت سے شیعہ حضرات اور عیسائی مارے گئے۔

۱۰۔تحریک طالبان پاکستان: یہ تنظیم طالبان کے ان عناصر کی نمائندہ ہے جو پاکستان میں شرعیہ قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ان کے لیڈر بیت اللہ محسود ہیں۔یہ تنظیم افواج پاکستان کے خلاف سرگرم بھی بتائی جاتی ہے۔

۱۱۔تحریک نفاذ شریعت محمدی: اس تنظیم کی بنیاد صوفی محمد نے ۱۹۹۲ء میں رکھی تھی۔یہ تنظیم بھی پاکستان میں شرعیہ قانون نافذ کرنا چاہتی ہے۔

۱۲۔لشکر طیبہ: اس تنظیم کی بنیاد حافظ محمد سعید اور ظفر اقبال نے افغانستان میں رکھی تھی۔اس تنظیم کو جنوبی ایشیا کی سب سے بڑی دہشت گرد تنظیم کہا جاتا ہے۔پاکستان میں اِس کا مرکز لاہور بتایا جاتا ہے۔

۱۳۔لشکر اسلام: ۲۰۰۴ء میں مفتی منیر شاکر نے اِس تنظیم کی بنیاد رکھی۔بعد میں منگل باغ اِس تنظیم کے سربراہ ہوگئے۔اِس کا زور باجوڑ اور خیبر ایجنسی میں ہے۔۲۰۰۸ء میں اِس جماعت کا نام جیش اسلامی رکھ دیا گیا۔

۱۴۔بلوچستان لبریشن آرمی: یہ تنظیم آزاد بلوچستان چاہتی ہے۔بم دھماکوں میں ملوث بتائی جاتی ہے۔اس تنظیم کو پاکستان کے علاوہ برطانیہ نے بھی دہشت گرد جماعت قرار دیا ہوا ہے۔

۱۵۔جمعیت الانصار: اس تنظیم کو حکومت پاکستان نے ۱۹۸۵ء میں سوودیت یونین کے خلاف تیار کیا تھا۔یہ ایک بنیاد پرست سُنّی تنظیم ہے۔اِس کو حرکت المجاہدین بھی کہا جاتا ہے۔اِس تنظیم کا مقصد بھارتی اور پاکستانی کشمیر کو متحد کرنا ہے۔اِس جماعت کے سیاسی تعلقات جمعیت علمائے

اسلام (ف) کے ساتھ ہیں۔

۱۶۔حزب الطاهر: یہ بین الاقوامی سُنّی مسلمان تنظیم ہے جس کی بنیاد ۱۹۵۲ء میں یروشلم میں رکھی گئی۔اِن کی منزل متحد مسلمان ہیں۔اِس تنظیم کا مقصد مسلمانوں کو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔اس تنظیم کے ممبروں کی تعداد چالیس ملکوں میں ایک ملین سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔یہ تنظیم زیادہ تر مغرب میں محرک ہے۔یہ تنظیم بھی اسلامی حکومتوں میں اسلامی نظام چاہتی ہے۔

۱۷۔خدام اسلام: جیش محمد کے لیڈر مولانا مسعود اظہر اِس تنظیم کے بانی ہیں۔یہ تنظیم بھی کشمیر میں متحرک ہے۔اِس تنظیم کی بنیاد ۲۰۰۷ء جون میں بھارتی طیارہ اغوا کرنے کے بعد اور مولانا اظہر کی بھارتی قید سے رہائی کے بعد رکھی گئی۔یہ بھارتی طیارہ ۱۹۹۹ء میں اغوا کیا گیا تھا (بشکریہ ڈان ڈاٹ پاکستان)

مسلمان کون ھے؟

قارئین کرام! علماءِ سُوء نے اِس دور میں اسلام کی بنیاد یعنی کلمہ طیّبہ کی رُوحانی حیثیت کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کیا ہوا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسجدوں کی پیشانیوں سے کلمہ طیّبہ کو مٹایا جا رہا ہے کہیں سفیدی سے، کہیں غلاظت سے اور کہیں ہتھوڑیوں سے۔اللہ ایسی ظالمانہ حرکتیں کرنے والے آوارگانِ اُمّت کو ہدایت دے۔یہ علماءِ سُوء اِس قدر بدبخت ہو چکے ہیں کہ کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو بھی مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔کہتے ہیں مسلمان ہونے کے لیے صرف کلمہ طیّبہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ ہمارے خودساختہ بنائے ہوئے عقائد کو ماننا بھی ضروری ہے۔اِن کے ایک عقیدہ کو بھی نہ مان کر مسلمان نا صرف ان کے فرقے سے فارغ ہو جاتا ہے بلکہ کافر ہو کر اسلام سے بھی خارج ہو سکتا ہے۔حالانکہ مسلمان ہونے کی بنیادی شرط کلمہ طیّبہ ہی ہے اور اس کا اقرار کرنا ضروری ہے۔اب کسی نے کلمہ طیّبہ دِل سے پڑھا ہے یا منافقت سے اس کا فیصلہ خُدا کرے گا جو دِلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔اگر کلمہ طیّبہ کا اقرار کرنے والا اچھے اعمال کرے گا تو اُس کو اچھی جزاء ملے گی اور اگر اعمال بد کرے گا تو خُدا سزا دے گا۔سیّدنا حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: **نحن نحکم بالظاهر والله یتولی السرائر**۔ہمارا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اور مخفی راز اللہ کے سپرد ہیں۔یقیناً آخرت میں دِل اور نیّتوں پر فیصلہ اللہ کرے گا۔جب تک کوئی شخص خود کو مسلمان کہے گا، وہ مسلمان ہی رہے گا۔کوئی مولوی یا حکومت اس کی قطعاً مجاز نہیں کہ وہ فتویٰ جاری کرے

کہ کون مسلمان ہے کون مسلمان نہیں ہے۔کلمہ طیّبہ پڑھنے والا اُس وقت تک دائرہ اسلام کے اندر رہے گا جب تک وہ یہ نہ کہے میں مسلمان نہیں ہوں۔

در قیامت ایں نہ پرسندت کہ اجدادتو کیست   لیک آنجا ایں پرسندت کہ اعمال تو چیست

قیامت کے دن تجھ سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ تیرے باپ دادا کون ہیں؟ بلکہ یہ پوچھا جائے گا کہ تیرے اعمال کیسے ہیں؟

آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن، احادیث اور بزرگان دین کے اقوال کس طرح نام نہاد علماء کے فاسد خیالات کا رَدّ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **لَا إِكْرَاهَ فِىْ الدِّيْنِ** :دین میں کوئی جبر نہیں۔ (البقرہ آیت ۲۵۶)

پہلی بات تو یہی ہے کہ انسان کی مرضی ہے کہ وہ جو دین بھی چاہے قبول کرلے۔زبردستی کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِىْ قُلُوبِكُمْ وَإِن تُطِيْعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئاً إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ ۔ (سورۃ الحجرات آیت ۱۵)

عرب کے جنگلی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔تُو اُن سے کہہ دے کہ تم حقیقتاً ایمان نہیں لائے۔لیکن ہاں تم کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں کیونکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا۔اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ بھی کمی نہیں کرے گا۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس مقدّس آیت میں ایمان اور اسلام کی وہ ابتدائی تعریف کی گئی ہے جو ایمان کو اسلام سے الگ کر دیتی ہے۔منہ سے تو ہر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دل میں ایمان ہے لیکن ان کو بتایا گیا ہے کہ تم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔یعنی وہ لوگ جن کے دل میں ایمان نہ بھی ہو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں۔ان میں سے بہت سے ہیں جو کُفر کی حالت میں ہی مریں گے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے دل میں سردست ایمان داخل نہیں ہوا مگر وہ ظاہری طور پر اسلام

قبول کرنے کے بعد بالآخر سچے دل سے مومن بھی ہو جائیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِناً تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللّهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذَلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُواْ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْراً۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں۔تم ورلی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کر لیا کرو۔جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۹۶)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر رستہ چلتے کو دُشمن سمجھ کر اس پر تشدد کی اجازت نہیں۔کسی شخص کو پہچاننے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ تمہیں سلام کہے۔تعجب ہے کہ اس بگڑے ہوئے زمانے میں بگڑے ہوئے علماء سلام کہنے کے نتیجے میں تشدد کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ** ۔اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں‘‘۔ (سورۃ حم السجدۃ آیت ۳۴)

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَالَّذِيْنَ هَادُواْ وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحاً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ۔ ’’یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ یہودی ہیں اور نصاریٰ اور دیگر الٰہی کتب کو ماننے والے، جو بھی اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور نیک عمل بجالائے اُن سب کے لیے اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے‘‘ (سورۃ البقرۃ آیت ۶۳)

یہ جو مولوی کہتے ہیں کہ بس مسلمان ہی جنّت میں جائیں گے ان کے خود ساختہ خیال کا مندرجہ بالا آیت کریمہ میں رَدّ کیا گیا ہے۔

فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِىْ الدِّيْنِ۔ اگر وہ تائب

ہو کر نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ (سورۃ التوبۃ آیت ۱۱)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ۔قُلْ إِنَّمَا يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ۔ (سورۃ الانبیاء آیات ۱۰۸،۱۰۹)

اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت کے طور پر۔ تُو کہہ دے کہ یقیناً میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ کیا تم فرمانبردار بنو گے۔ کہہ دو کہ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے پس کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَن يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا۔** ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو نہ مانے تو وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ (سورۃ النساء آیت ۱۳۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری تمام اُمّت جنّت میں جائے گی سوائے اُس کے جو انکار کرے۔ صحابہؓ نے دریافت فرمایا اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے جو آپ ﷺ کا انکار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنّت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے دراصل میرا انکار کیا''۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتصام)

"ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا اله الا الله ولا تکفروه بذنب ولا تخرجوه من الاسلام بعمل"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں دین کی جڑ ہیں جن میں ایک بات یہ ہے کہ جو شخص **لااله الا الله** پڑھ لے، اس کے بارے میں روکو زبان کو، اس کو نہ تو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہو نہ اس کو کسی فعل کی وجہ سے اسلام سے خارج کرو۔ (سنن ابوداؤد)(اظہر حق الجلی)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"ومن مات لا یشرك با الله شیئا دخل الجنته"** جو شخص اِس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا تھا تو وہ جنّت میں داخل ہو گا۔ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۵۰ حدیث نمبر ۳۸، مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوۃ دینے

اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۳)

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: **"مخاتیح الجنته شهادة ان لااله الا الله"** جنّت کی چابی اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ (اس حدیث کی تائید بخاری نے کی ہے) (مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۲ حدیث نمبر ۴۰)

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! دین اسلام میں نجات کیسے ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا **"من قبل منی الکلمته التی عرضت علی عمی فردها،فهی له نجاة"** جس شخص نے میرے اس کلمے کو تسلیم کر لیا جس کو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا، لیکن اُس نے انکار کر دیا تھا، اس کلمہ کا اعتراف اس کے لیے نجات کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۳ حدیث نمبر ۴۱)(احمد بن حنبل)

رسول اللہ ﷺ سے جبرئیل نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اللہ کے فرشتوں پر، اس کی ملاقات پر، اس کے رسولوں پر، دوسری زندگی پر یقین کرو۔ فرشتے نے پوچھا اور اسلام؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو۔ (بخاری کتاب الایمان)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت کہ خُدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کا قیام، زکوۃ کی ادائیگی، بیت اللہ کا حج، رمضان کے روزے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **"من شهدان لااله الا الله وان محمدا رسول الله، حرم الله علیه النار"** جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔

(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۰ حدیث نمبر ۳۶، مسلم)

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کو مانا اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۰ حدیث ۳۷

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ فرماتا ہے اے فرزندِ آدم! تُو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے اُمید رکھے گا میں تجھ سے سرزد ہونے والے گناہوں کو مٹاتا رہوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو پہنچ جائیں پھر تُو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تجھے بخش دوں۔ اے ابن آدم! اگر تُو میرے پاس زمین کے برابر بھی گناہ لے آئے اور مجھ سے اس حال میں ملے کہ تُو نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔'' (جنتی اور جہنمی ہونے کا اختیار آج کل مولوی اپنے ہاتھ میں سمجھتا ہے **نعوذ باللہ**) (جامع الترمذی ابواب الدعوات، باب الحدیث القدس یا ابن آدم صفحہ ۱۱۰۰ حدیث ۳۵۴۰ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''تین باتیں اسلام کی اصل ہیں، اُس شخص سے رُکا جائے جو **لا اله الا اللّٰہ** کہتا ہے یعنی اسے قتل نہ کیا جائے، کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہو، اور نہ کسی کام کے سبب کسی کو اسلام سے خارج کرو، اور جہاد اس وقت سے جاری ہے جب سے مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا ہے، یہاں تک کہ اس اُمّت کے آخری لوگ دجّال سے جنگ کریں گے۔ کسی ظالم کا ظُلم اور کسی عادل کا عدل جہاد کو ختم نہیں کرے گا'' (یہاں جہاد سے مراد تلوار کا جہاد نہیں ہے بلکہ جہادِ اکبر مراد ہے۔ کیونکہ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ مبعوث ہونے کے بعد مکّہ میں تیرہ برس رہے اور اس دوران صرف جہادِ اکبر ہی کیا۔ آخری دور میں بھی مسلمان (حقیقی مسلمان) جہادِ اکبر جاری رکھیں گے بے شک اُن پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں وہ جہادِ اکبر سے باز نہیں آئیں گے بالکل اسی طرح جس طرح کفارِ مکّہ کے مظالم کے باوجود جہادِ اکبر جاری رہا۔ اور ایسے عظیم جہاد کو کوئی عدالت جو عدل کی دعوے دار ہو گی قانون سازی کے ذریعے بھی نہیں روک سکے گی۔ بالکل اسی طرح جس طرح کُفائرِ مکّہ کے قانون ساز سردار مسلمانوں کو کلمہ حق کہنے سے نہ روک سکے تھے) (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۲ حدیث نمبر ۱۵۹ از شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی ترجمہ وتشریح مولانا محمد صادق طبع اول ۲۰۰۵ طابع عبدالرحمان عابد فیصل آباد پاکستان۔ مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد۔ یہ حدیث سنن ابوداؤد میں بھی موجود ہے)

معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو بندہ بھی اس بات کی گواہی دیتا

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے'' معاذؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا میں یہ بات لوگوں کو نہ بتا دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''پھر تو اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے'' (یہ روایت معاذؓ نے بوقتِ وفات بیان کی) (صحیح مسلم کتاب الایمان)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں'' کہ ایک یہودی نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ حضور ﷺ اس کی بیمار پرسی کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس یہودی نوجوان کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا تھا۔ حضور نے اسے فرمایا کہ اے یہودی! میں تجھے اُس خُدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تُو تورات میں میری پیشگوئی، میری صفات اور میرے ظہور کا ذکر پاتا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اس پر نوجوان بیٹے نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! بخدا ہم تورات میں آپؐ کی پیشگوئی آپؐ کی صفت اور ظہور کے متعلق خبریں پاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس بوڑھے یہودی کو مریض نوجوان کے سر سے اُٹھا دو اور اب آپ لوگ اپنے اس بھائی کی عیادت اور خبر گیری کی ذمہ داری سنبھال لو۔ (ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم نوجوان کو خادم رکھنا جائز ہے۔ غیر مسلم کی عیادت کرنا بھی مسنون ہے۔ محض کلمہ شہادت ادا کرنے سے غیر مسلم مسلمان بن جاتا ہے اور ایسے مسلمان کو بھائی سمجھنا ضروری ہے) (البیہقی)

سفیان بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپؐ کے بعد مجھے کسی سے اور کچھ دریافت نہ کرنا پڑے۔ آپؐ نے فرمایا ''کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا پھر ثابت قدم رہو۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان)

حضرت ایوبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری اس عمل کی طرف رہنمائی فرمائیں جس کو میں کروں تو وہ مجھے جنّت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرتے رہو اور اپنے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرو'' پھر جب وہ شخص

واپس چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر یہ شخص ان امور پر مضبوطی سے قائم رہا جس کا حکم دیا گیا ہے تو جنّت میں داخل ہوگا۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''ایمان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، اور اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر خیر و شر پر۔'' (مسلم کتاب الایمان)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں ''وفد ہند آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست پر اُن کے حق میں دُعا کی اور پھر ایک معاہدہ لکھ کر دیا کہ جو نماز قائم کرے مومن ہے، جو زکوۃ ادا کرے مسلمان ہے، جو کلمہ شہادت (**لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه**) پڑھ لے وہ غافل نہیں لکھا جائے گا۔''
(الشفاء ۴۲ الشفا للقاضی عیاض جلد ۱ صفحہ ۹)

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی فہرست تیار کرنے کا ارشاد فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ **"واکتبوالی من یلفظ با الا سلام من الناس"** ترجمہ: لوگوں میں سے جو شخص اپنی زبان سے اسلام کا اقرار کرتا ہے اس کا نام میرے لیے تیار ہونے والی فہرست میں لکھ لو۔
(بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف منہ کر کے مسلمانوں کی سی نماز پڑھے اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے پس وہ مسلمان ہے جس کو خُدا اور اس کے رسول کی ضمانت حاصل ہے۔ پس تم خُدا اور رسول ﷺ کی ضمانت کو مت توڑو'' (بخاری کتاب الصلوۃ باب فضل استقبال القبلۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی خُدا نہیں، اور ہمارے قبلے کی طرف رُخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا، وہ مسلمان ہے۔ اس کے حقوق وہی ہیں جو مسلمان کے حقوق ہیں اور اس پر فرائض وہی ہیں جو مسلمانوں کے فرائض ہیں۔ (بخاری کتاب الصلوۃ)

عن معاذبن جبل قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم من كان آخر كلام لا اله الا اللّٰه د خل الجنة۔ معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد کتاب الجنائز جلد ۲ صفحہ ۸۸)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے رسول خُدا ﷺ نے فرمایا: **من مات وهو يعلم انه لا اله**

الا اللّٰه د خل الجنة۔ جو اس یقین اور ایمان پر مرا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنّت میں داخل ہوا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۱)

قول النبی ﷺ من قال لا اله الا اللّٰه دخل الجنة۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۱)
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنّت میں جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھ کو لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے (تبلیغ اور دلائل کی تلوار سے) جب تک وہ **لا اله الا اللّٰه** نہ کہیں۔ لیکن جب **لا اله الا اللّٰه** کہہ لیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچا لیا مگر کسی شرعی حق کے بارے میں قصاص (یعنی بدلہ ہوگا) اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، وہی اس کا حساب لے گا۔ (بخاری جلد ۳ پارہ ۲۸ صفحہ ۴۲۰ حدیث ۱۸۱۵ باب المرتد۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۴ حدیث ۴۶۷۔ ابن ماجہ صفحہ ۵۸۶ حدیث ۳۹۲۱ باب الفتنہ۔ بحوالہ شریعت و جہالت)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی باندی کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جن کو اس (اللہ تعالیٰ) نے مریم کی طرف لقاء کیا۔ نیز اس امر کی گواہی دی کہ جنّت حق ہے اور جہنم کی آگ بھی حق ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنّت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس میں چاہے گا جنّت میں داخل کر دے گا۔''
(صحیح مسلم کتاب الایمان)

حضرت ابوفراسؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اخلاص''۔ حضرت ابوسلیمانؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جس نے اپنی تمام عمر میں ایک قدم بھی اخلاص کے ساتھ اُٹھایا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ جب مجھ کو آنحضرت ﷺ نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو کچھ نصیحت فرما دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا ''اپنے دین میں اخلاص رکھو تم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔''
(ترغیب عن الحاکم علی شرط الشیخین از مفتی تقی عثمانی بحوالہ اپنی نیت درست کیجیے صفحہ ۱۵)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے

ہوئے سُنا ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ربّ ہونے پر، اسلام کے دین ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اُس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان)

حضرت ابو ذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس بندے نے کہہ دیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس عقیدے پر مرنے تک قائم رہا تو ضرور جنّت میں داخل ہوگا۔''

(مسلم کتاب الایمان)

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا ان میں زیادہ خوش نصیب وہ شخص ہوگا جس نے خالص دِل سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۸۰۹ حدیث ۵۳۰۸ حوض کوثر و شفاعت کا بیان۔ مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۹۲۔ بحوالہ شریعت یا جہالت)

حضرت ابو مالکؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے **لا اله الا الله** کہا اور ان معبودوں کا انکار کر دیا جن کی خُدا کے سوا پرستش کی جاتی ہے، اُس نے اپنے مال و جان کو مجھ سے بچا لیا اور اس اقرار کی حقیقت کا حساب لینا خُدا پر ہے۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۸ حدیث ۱۲ باب نمبر ۷ کتاب الایمان۔ بحوالہ شریعت یا جہالت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس اُمّت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے، اور ہر دفتر اتنا ہوگا، جہاں تک نگاہ پہنچے، وہ سب کھولے جائیں گے، اللہ فرمائے گا ان میں سے کسی امر کا تجھے انکار تو نہیں؟ فرشتوں کراماً کاتبین نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ عرض کرے گا نہیں اے ربّ! پھر فرمائے گا، تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ عرض کرے گا نہیں اے ربّ! فرمائے گا: ''ہاں تیری ایک نیکی ہمارے حضور میں ہے اور تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا'' اُس وقت ایک پرچہ جس میں **"اشهد ان لا اله الاالله و اشهدان محمد عبده و رسوله"** ہوگا نکالا جائے گا، اور حکم ہوگا جا تلوا، عرض کرے گا: اے ربّ! یہ پرچہ ان دفتروں کے سامنے کیا ہے؟ فرمائے گا: تجھ پر ظلم نہ ہوگا، پھر ایک پلّے پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ۔ وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔''

(جامع الترمذی ابواب الایمان، بحوالہ بہار شریعت جلد ۱ صفحہ ۲۷)

اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، اعمالِ بدن تو اصلاً جزو ایمان نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱ صفحہ ۹۱)

مرتکبِ کبیرہ مسلمان ہے اور جنّت میں جائے گا۔ (بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۹۵)

علامہ سید سلیمان ندوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''بخاری میں ہے کہ ایک دفعہ ایک صاحب کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا تھا۔ وہ احمق سی کوئی حبشیہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا یہ مسلمان ہے؟ آپ ﷺ نے اس حبشیہ سے پوچھا اللہ کہاں ہے؟ اُس نے آسمان کی طرف انگلی اُٹھا دی۔ آپ ﷺ نے اُن صاحب سے فرمایا! لے جاؤ یہ مسلمان ہے۔'' (اللہ اکبر! اسلام کی حقیقت پر کتنے پردے پڑ گئے ہیں۔ آپ ﷺ اسلام کے لیے آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھا دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن آوارگانِ اُمّت کے نزدیک آج کوئی مسلمان، مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ نسفی کے بندھے ہوئے عقائد پر حرفاً حرفاً آمنتُ نہ کہا جائے) (بخاری، رسالہ اہل سنت والجماعت صفحہ ۲۴)

اسامہ بن زیدؓ بیان فرماتے ہیں ''کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں جُہینہ قبیلے کے نخلستان کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح صبح اُن کے چشموں پر ہی اُن کو جا لیا۔ میں نے اور ایک انصاری نے ان کے ایک آدمی کا تعاقب کیا۔ جب ہم نے اُس کو جا لیا اور اسے مغلوب کر لیا تو وہ بول اُٹھا **لا اله الا الله** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اس بات سے میرا انصاری ساتھی اُس سے رُک گیا لیکن مَیں نے اُس پر نیزے کا وار کر کے اُسے قتل کر دیا جب ہم مدینہ واپس آئے اور آنحضرت ﷺ کو اِس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا اے اُسامہ کیا **لا اله الا الله** پڑھ لینے کے باوجود تم نے اُسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ صرف بچاؤ کے لیے (یہ الفاظ) کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ بار بار یہ دُہراتے جاتے تھے یہاں تک کہ میں نے تمنّا کی کہ کاش آج سے پہلے مَیں مسلمان ہی نہ ہوتا۔۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبکہ اُس نے **لا اله الا الله** کا اقرار کر لیا پھر بھی تُو نے اُسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے ہتھیار کے ڈر سے ایسا کہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہ تُو نے اُس کا دِل چیر کر دیکھا کہ اُس نے دِل سے کہا ہے یا نہیں۔ حضورؐ نے یہ بات اتنی بار دُہرائی کہ میں تمنّا کرنے لگا کہ کاش میں آج مسلمان ہوا ہوتا''۔ (بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی اُسامة بن زید الی الحرقات من جهینة صفحہ ۶۱۲)

مقداد بن عمرو کندیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپؐ مجھے بتایئے اگر میں کسی کافر سے لڑوں اور ہم خوب لڑیں اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اُڑا دے اور پھر مجھ

سے (ڈر کر) ایک درخت کی پناہ لے لے اور کہے کہ میں خُدا پر (ایمان اور) اسلام لے آیا، اُس کو اِس اقرار کے بعد مار دوں (یا نہیں)۔ آپؐ نے فرمایا اس کو مت مارو۔ مقدادؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اُس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے، پھر کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اُسے ہرگز نہ مارو، اگر تُو نے اُسے مار دیا تو وہ تیری جگہ شمار ہوگا جیسا کہ تُو اُس کے مارنے سے پہلے تھا اور تُو اُس کی جگہ شمار کیا جائے گا جیسے وہ اِس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔ (بخاری جلد۲ پارہ ۱۶ صفحہ ۳۰۳ حدیث نمبر ۱۱۸۲ کتاب المغازی۔ بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۶۸)

رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد ابن ولیدؓ کو خزیمہ کی طرف بھیجا کہ اُن کو اسلام کی طرف دعوت کریں۔ بنی خزیمہ نے بجائے اس کے کہ ''اسلمنا'' کہیں ''صبانا صبانا'' کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اپنے مذہب سے پھر گئے، یعنی مسلمان ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس مطلب کو نہیں سمجھے اور اُن کو قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا، اے خُدا میں بری ہوں اُس کام سے جس کو خالدؓ نے کیا۔ (مقالات سر سید احمد خاں از آخری مضامین سر سید)

رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے اور ظلم کرنے والے جانی دشمنوں کے متعلق فرمایا کہ ''اب بھی اگر یہ کلمہ توحید پڑھ لیں تو ہم سے اُن کی کوئی لڑائی نہیں۔'' (بخاری کتاب الایمان)

عرب کے مشہور پہلوان رکانہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپؐ مجھ سے کُشتی لڑ کر مجھے پچھاڑ دیں تو میں اسلام قبول کرلوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو گئے اور اُس سے کُشتی لڑ کر اُس کو پچھاڑ دیا۔ دوبارہ رکانہ کے دعوت دینے پر دوبارہ کُشتی لڑی اور اُسے اِس زور سے زمین پر پٹک دیا کہ وہ دیر تک اُٹھ نہ سکا اور حیران ہو کر کہنے لگا اے محمدؐ! خُدا کی قسم آپؐ کی عجیب شان ہے کہ آج تک عرب کا کوئی پہلوان میری پیٹھ زمین پر نہیں لگا سکا مگر آپؐ نے دم زدن میں مجھے دو مرتبہ زمین پر پچھاڑ دیا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ رکانہ فوراً ہی مسلمان ہو گیا اور بعض نے لکھا ہے کہ رکانہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ (کلمہ پڑھتے ہی مسلمان ہو گیا)

(زرقانی جلد۴ صفحہ ۲۹۱ بحوالہ سیرت مصطفیٰ شائع کردہ فیضان مدینہ کراچی)

اسی رکانہ کا بیٹا یزید بن رکانہ بھی مانا ہوا پہلوان تھا یہ تین سو بکریاں لے کر بارگاہ نبوّت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے کُشتی لڑیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں پچھاڑ دیا کتنی

بکریاں مجھے انعام دو گے اُس نے کہا سو بکریاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ ملاتے ہی زمین پر پٹک دیا۔ یزید بن رکانہ نے وعدہ کے مطابق سو بکریاں دے دیں۔ دوسری دفعہ چیلنج کرنے پر پھر یزید بن رکانہ کو پچھاڑ دیا اور اُس نے سو بکریاں دے دیں اِسی طرح تیسری بار بھی نتیجہ حسب سابق تھا۔ اس پر یزید بن رکانہ کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سارا عرب گواہ ہے کہ آج تک کوئی پہلوان مجھ پر غالب نہیں آ سکا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار جس طرح مجھے کُشتی میں پچھاڑا ہے اس سے میرا دِل مان گیا کہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم خُدا کے نبی ہیں، یہ کہا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے مسلمان ہونے پر بے حد خوش ہوئے اور اُس کی تین سو بکریاں واپس کر دیں۔ (زرقانی جلد۴ صفحہ ۲۹۲ بحوالہ سیرت مصطفیٰ شائع کردہ فیضان مدینہ کراچی)

معزز قارئین! ابوالاسود نے بھی چیلنج کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پچھاڑ دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اُس کا ہاتھ پکڑتے ہی اُس کو زمین پر گرا دیا۔ جس پر ابوالاسود فوراً (کلمہ پڑھ) کر مسلمان ہو گیا۔

ایسا شخص جسے کسی چیز کی پہچان نہ ہوا گر وہ یہ کہہ دے ''میں اللہ پر ایمان لایا'' پھر رسالت کی گواہی بھی دے دے تو وہ مسلمان ہو جائے گا۔ مزید لکھا ہے۔ ''اگر کوئی شخص اپنی زبان سے اللہ کی وحدانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دے اور دِل سے ایمان نہ لائے تو وہ آخرت میں بالاجماع کافر ہوگا جبکہ دُنیا میں ظاہراً اُس پر مسلمانوں کے احکام جاری ہونگے۔''

(جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳ شائع کردہ مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی)

حضرت اسماءؓ نے دوسری خواتین کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنی چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک بڑھانے کے لیے عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا، البتہ تم اِن باتوں کا اقرار کرو تو بیعت ہو جائے گی (مسلمان ہو جاؤ گی) ''اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی، کسی پر جھوٹی تہمت نہ لگاؤ گی، چوری نہ کرو گی، زنا سے بچو گی، کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ گی اور اچھی باتوں سے انکار نہ کرو گی'' حضرت اسماءؓ اور دوسری خواتین نے صدق دِل سے اقرار کیا اور اپنے گھر تشریف لے گئیں۔

(بحوالہ روزنامہ اُمّت کراچی جمعرات ۳ جون ۲۰۱۰ء)

روضہ کافی کی جلد۳، بحار الانوار اور حیات القلوب میں ایک روایت درج ہے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے پہلے حضرت علیؓ سے کلمہ طیّبہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور پھر رسول اللہ نے کلمہ طیّبہ کا اقرار کروا کے مسلمان کیا۔

مناقب آل ابی طالب کی جلد۲صفحہ۱۷۲اور جلاء العیون کی جلد۱صفحہ۲۶۹طبع ایران میں ایک روایت ہے کہ حضورؐ نے فاطمہ بن اسدؓ (علیؓ کی والدہ) کو فرمایا: آپ کی پیش کردہ کھجوریں میرے لیے درست نہیں ہیں جب تک آپ میرے سامنے **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** کی گواہی نہ دیں، پھر آپؓ نے گواہی دی۔ (اسلامی کلمہ افادات۔۔از علامہ علی شیر حیدری ترتیب مولانا عبدالرحیم بھٹو جامعہ حیدریہ کراچی طباعت اکتوبر۲۰۰۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے چچا! تم ایک بار کلمہ **لااله الااللّٰه** کہہ دو، میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لیے۔ (مقالات فاروقی از حافظ محمد اسرائیل فاروقی ادارہ صوت الحق)

حضرت امام حسینؓ کے پوتے حضرت امام محمد باقرؓ سے روایت ہے :۔

پھر اللہ نے محمدؐ رسول اللہ کو رسول بنا کر بھیجا اور آپؐ مکّہ میں ۱۰سال رہے اور مکّہ میں دس سال کے اندر جو بھی **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** کی گواہی دینے والا وفات ہوا اللہ اُس کو اقرار کی وجہ سے جنّت میں داخل فرمائے گا۔ (اصول کافی جلد۲صفحہ۲۹ بحوالہ اسلامی کلمہ افادات از علامہ علی شیر حیدری جامعہ رحیمیہ کراچی طباعت اکتوبر۲۰۰۳)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے کسی شخص کو گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتا۔ بروایت دیگر ظاہری طور پر تاویل کرنے والوں کو کسی گناہ کی بناء پر کافر نہیں سمجھتا۔''

(الیواقیت الجواہر جلد۲صفحہ۱۲۶مطبوعہ مطبعہ حجازیہ قاہرہ)

حضرت اُمّ ہانیؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ سے بڑھ کر کوئی کلمہ نہیں ہے اس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ابن ماجہ صفحہ۵۶۶ حدیث نمبر۳۷۹۵ باب کلمہ کی فضیلت، بحوالہ شریعت یا جہالت)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سبحان اللہ'' کہنا بھرتا ہے ترازو کے آدھے پلڑے کو اور ''الحمد للہ'' کہنا بھرتا ہے ساری ترازو کو، اور لا الہ الا اللہ کہنے والے کے لیے خُدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے کوئی پردہ حائل نہیں، وہ سیدھا خُدا تک پہنچتا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد۱صفحہ۳۸۱ حدیث ۲۱۸۸ باب تسبیح، تحمید، تحلیل۔ مظاہر حق جلد۴صفحہ۳۹۲ حوض کوثر اور شفاعت کا بیان، بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ۶۶)

''جمہور، متکلمین اور جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والوں میں سے کسی کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔'' (شرح مواقف صفحہ۷۲۶ طبع لکھنؤ)

کلید التوحید کلاں از سلطان باہوؒ میں لکھا ہے کہ مسلمان تو صرف زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ کہنے سے ہو سکتا ہے لیکن مومن اسی وقت ہوتا ہے جبکہ تصدیق قلبی بھی اس کے ساتھ شامل ہو۔ جو شخص زبان سے بھی کلمہ طیّبہ کا اقرار نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ (کلید التوحید کلاں از سلطان باہوؒ صفحہ۲۱۵)

سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیّبہ آفتاب کی مانند ہے جس کے وجود میں تاثیر کرتا ہے اپنی روشنی سے اُس کے دِل کو منّور کر دیتا ہے۔ عوام کلمہ طیّب کو رسم و رسوم سے پڑھتے ہیں اور خواص کلمہ طیّبہ کو حضوریء اللہ حی قیوم سے پڑھتے ہیں۔'' پھر فرماتے ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک مرتبہ کہا **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** وہ بلا حساب و بلا عذاب جنّت میں داخل ہو گیا۔'' پھر فرماتے ہیں۔ ''زبانی طور پر "**لا اله الا اللّٰه**" پڑھنے والے بہت زیادہ ہیں لیکن خلوصِ دِل سے پڑھنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ جان لے کہ کلمہ طیّب کے چوبیس حروف ہیں اور ہر ایک حرف سے ہزاروں ہزار علوم منکشف ہوتے ہیں جن سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حضوریء بارگاہِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایک سیاہ دِل آدمی کلمہ طیّب کی اس حقیقت کو کیا جانے۔'' (نور الھدیٰ از حضرت سلطان باہوؒ صفحہ۶۳)

امام ابو حنیفہؒ کے سامنے دو جنازے لائے گئے۔ ایک شخص نے شراب کے نشے میں دُھت ہو کر جان دی تھی۔ دوسرا ایک عورت کا جنازہ تھا جس نے زنا کروایا تھا اور اُس کے پیٹ میں حرام کی اولاد تھی اُس نے شرمساری سے بچنے کے لیے خودکشی کر لی تھی۔ امام صاحب سے پوچھا گیا آپ ان کا نماز جنازہ پڑھیں گے؟

آپؒ نے پوچھا کیا مرنے والے یہودی، نصرانی یا مجوسی تھے؟ کہا گیا نہیں، اس دین پر تھے جس کی تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور بندے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا تم خود گواہی دیتے ہو کہ وہ ملّت اسلام پر تھے۔ یہ بتاؤ کہ اِن کا ایمان تہائی تھا، چوتھائی یا پانچواں حصہ تھا؟ بتایا گیا کہ ایمان کی کوئی مقدار نہیں ہوتی۔ آپؒ نے فرمایا، عجیب بات ہے جب تم خود ہی اقراری ہو کہ وہ مومن تھے پھر پوچھتے ہو کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ انہوں نے جھینپ کر کہا، ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ جنّتی ہیں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو ابراہیمؑ نے اُس قوم کے بارے میں کہا تھا جو جُرم میں بڑھ کر تھی۔ **فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ**۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۷ ترجمہ کنز الایمان) یعنی تو

جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تُو بخشنے والا مہربان ہے۔ (ترجمہ مکمل آیت از حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ: اے میرے ربّ! انہوں نے یقیناً لوگوں میں سے بہتوں کو گُمراہ بنا دیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے) آپؒ (امام ابوحنیفہؒ) نے فرمایا عیسیٰؑ نے کہا تھا: **إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔** (المائدہ ۱۱۸ ترجمہ کنز الایمان از احمد رضا خان) اگر تُو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں بخش دے تو بیشک تُو ہی ہے غالب حکمت والا۔ آپؒ (امام ابوحنیفہ نے (یہ بھی) فرمایا میں ان سے حضرت نوحؑ کے فرمان کے مطابق سلوک کروں گا آپؑ نے فرمایا تھا **(قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۔ قَالَ وَمَا عِلْمِىَ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَى رَبِّىْ لَوْ تَشْعُرُونَ۔وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِيْنَ۔)** ''کافر بولے، کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں؟ فرمایا، مجھے کیا خبر ان کے کام کیا ہیں، ان کا حساب تو میرے ربّ پر ہی ہے اگر تمہیں سمجھ ہو، اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں، میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

(سورۃ الشعراء آیات ۱۱۲ تا ۱۱۶ ترجمہ کنز الایمان) (امام الاعظم از علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری۔ اہل سُنّت نیٹ ورک)

معزز قارئین! بریلوی حضرات نے سب سے زیادہ کُفر کے فتوے دیئے ہیں۔ اور ہمارے معاشرے میں مولوی کسی کو بھی جہنمی یا جنّتی کہہ سکتے ہیں بلکہ دیکھا جائے تو جنّت اور جہنم کے ٹکٹ مولوی ہی جاری کر رہا ہے۔ یہ وہ اختیار ہے جو نبیوں کو بھی نہیں دیا گیا بلکہ لعنتی کہنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ کیونکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق یہ اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جسے چاہے دھتکار دیتا ہے، جسے چاہے گا جنّت میں داخل کرے گا، جسے چاہے گا دوزخ میں ڈال دے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مذہب تھا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: ''میری نصیحت یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اہل قبلہ کی تکفیر سے اپنی زبان کو روکو جب تک کہ وہ **لا الہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کے قائل رہیں اور اس کے خلاف نہ

کریں۔ اور خلاف یہ کہ حضورﷺ کو کسی عذر یا بغیر عذر کے کاذب قرار دیں۔ کیونکہ کسی کو کافر کہنے میں بڑے خطرات ہیں اور سکوت میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔'' (التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ صفحہ ۵۶)

دوسری جگہ امام غزالیؒ نے یہاں تک کہا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکرؓ کے وجود اور اُن کی خلافت کا انکار کرے اُس کی تکفیر لازم نہیں ہوگی کیونکہ یہ امر اصول دین میں سے کوئی اصل نہیں ہے۔ جس کی تصدیق واجب ہو بخلاف حج، نماز اور ارکان اسلام کے اور ہم ایسے شخص کی تکفیر اجماع کا مخالف ہونے کی بناء پر بھی نہیں کریں گے، کیونکہ ''نظام'' (معتزلہ) کو کافر ٹھہرانے میں بھی اعترض ہے جو سرے سے اجماع کے وجود کا ہی منکر ہے۔ کیونکہ اجماع کے قطعی حُجت ہونے میں بہت سے شبہات ہیں۔

(الاقتصاد صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳)

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں: تمام نصیبوں کی کُنجی کلمہ طیّب ہے۔ اور کلمہ طیّب پڑھنے والا شخص نہ کبھی بے نصیب ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ (نور الھدیٰ از سلطان باہوؒ صفحہ ۴)

شیخ اکبر حضرت ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں:۔

سرور کائناتﷺ نے ایک باندی سے پوچھا ''این اللہ؟'' (اللہ کہاں ہے؟) اُس نے جواب میں آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ آپﷺ نے فرمایا یہ ''یہ مومنہ ہے''۔

ابن عربیؒ فرماتے ہیں: اے کاش وہ عقلیات کے پیچھے لگنے سے پہلے اِس کے بعد کی اپنی حالت پر غور کرے اور دیکھے کہ مسلمان ہے یا نہیں، کیا وہ نماز روزے کا پابند ہے یا نہیں اور کیا اُس کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ نہیں کہ حضرت محمدﷺ اللہ کے رسول ہیں اور کیا اس کے نزدیک اللہ موجود ہے یا نہیں؟ اگر وہ ان تمام باتوں پر اعتقاد رکھتا ہے تو انہی باتوں پر تو عام لوگ قائم ہیں، تو پھر جس حالت میں وہ ہیں انہیں اُس پر رہنے دیا جائے اور کسی پر کُفر کا فتویٰ نہ لگایا جائے۔ اور اگر وہ ان باتوں کا قائل نہیں ہے بلکہ اس کے نزدیک انسان مسلمان اس وقت ہوتا ہے جب وہ عقلی علوم حاصل کر لے اور علم کلام کی تکمیل کرے تو ایسے مذہب سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں جو کوتاہ اندیش اور کم علمی کی وجہ سے انسان کو ایمان سے خارج کر دے۔

پھر فرماتے ہیں: مرنے کے بعد انسان سے علوم عقلیہ کی اصلاحات مثلاً جوہر، عرض، جسم،

جسمانیت، رُوح اور رُوحانیت کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اِنہیں باتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ جو اُس نے اپنے بندوں پر مقرر کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننا وے اسمائے گرامی ہیں جو انہیں یاد کرلے وہ جنّت کا مستحق ہوگا۔

(فتوحات مکیہ اردو ترجمہ و تقدیم محمد فاروق القادری باہتمام دارالعلوم والمعرفۃ خانقاہ قادریہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان رحیم یار خان شائع کنندہ گنج شکر ویلفیر ٹرسٹ خان پور صفحہ ۱۱۲، ۱۷۴، ۱۸۳، ۴۲۲)

محمد پالن حقّانی گجراتی فرماتے ہیں کہ جنّت میں جانے کے لیے حضور ﷺ نے بہت ہی آسان طریقہ بتا دیا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، پانچ وقت کی نماز پڑھو، رمضان کے روضے رکھو اور اگر مالدار ہو تو مال کی زکوٰۃ دو اور پوری زندگی میں ایک مرتبہ حج کرو۔ بس آپ جنّتی ہو گئے۔ (شریعت یا جہالت صفحہ ۶۵)

ڈاکٹر تنزیل الرحمان ایڈووکیٹ کراچی اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں:۔

کسی کا مسلمان کو کافر کہنا جائز نہیں۔ یزید مومن تھا، بسبب قتل کے فاسق ہوا۔ کُفر کا حال دریافت نہیں۔ کافر کہنا جائز نہیں کہ وہ عقیدہ قلب پر موقوف ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۰ ناشر درسی کتب خانہ دہلی۔۳)

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ: کافر دو قسم کا ہے، اصلی و مُرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے، یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق، مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا مُنکر ہو اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں مُنکر ہو۔ یہ قسم حُکم آخرت میں سب اقسام سے برتر ہے۔ (گویا ظاہری طور پر کلمہ پڑھنا اور دل سے کلمہ کو قبول نہ کرنا، بندے کو منافق بناتا ہے غیر مسلم کافر نہیں۔ جب تک کوئی خود غیر مسلم ہونے کا اقرار نہ کرے، وہ مسلمان ہی رہے گا۔ کون منافق ہے کون نہیں؟ اس کا فیصلہ خُدا کرے گا۔ مصنّف) (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۹ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن)

اعلیٰ حضرت نے مندرجہ ذیل روایات فتاویٰ رضویہ میں بیان کی ہیں۔

لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو۔ جو **لا الہ الا اللہ** کہنے والوں کو کافر کہے وہ خود کافر سے نزدیک تر ہے۔ (طبرانی روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات

کہ **لا الہ الا اللہ** کہنے والے سے زبان روکی جائے۔ اسے گناہ کے سبب سے کافر نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بتائیں۔

کنزالعمال میں ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ شرح فقہ اکبر میں ہے کہ اہل قبلہ سے کسی کو ہم کافر نہیں کہتے۔ (کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ کُفر کے فتوے اعلیٰ حضرت نے دیے ہیں)

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۳ا۱۷ تا ۱۶ا۱۷ سوفٹ ویئر صفحہ ۱۸۴ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن ومکتبۃ مدینہ کراچی)

مولانا یوسف لدھیانوی لکھتے ہیں کہ "جو شخص مسلمان ہے، کلمہ شہادت کا اقرار کرتا ہے اور اسلامی شکل و شباہت میں ہے، اور طریقہ مسلمانی پر چلتا ہے، اس سے اگر سو عیب بھی ظاہر ہوں، اُن پر پردہ ڈالنا چاہیے اور اُس کی عزت اسلام اور حُرمت ایمان کو نہ چھوڑنا چاہیے۔ کیونکہ **لا الہ الا اللہ** کا اقرار کرنے والے سب اہل عزّت ہیں، ہر چند کہ اس پر شہوت اور قید معصیت میں گرفتار ہوں۔" (یہ مولوی بھی عملی طور پر اپنے کہے کے مخالف دوسرے فرقوں کو کافر اور مرتد، اپنے خاتمے تک کہتا رہا۔ اور اِس کے مخالفین نے جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دم بھرتے ہیں ایک کلمہ گو مولانا کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ تمام فرقے ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں، اور سبھی کلمہ گو ہیں اور ارکان ایمان اور ارکان اسلام کو تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ ان کو زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں) (معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب از یوسف لدھیانوی صفحہ ۲۱)

جسٹس سر امیر علی کی کتاب جامع الاحرام فی فقہ الاسلام میں مسلمان کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے کہ ہر وہ شخص جو خُدا کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتا ہو مسلمان ہے۔ یہ تعریف ہندو پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے متعدد فیصلوں میں پسند کی گئی ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ سندھ و بلوچستان کے جج مسٹر جسٹس امداد علی آغا نے بھی ایک حالیہ مقدمہ مسز عائشہ قریشی بنام حشمت اللہ میں (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی کراچی شمارہ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۵۷) لکھا ہے کہ مسلمان ہو جانے کے لیے اسلام کی تمام مستند کتابیں اس پر متفق ہیں کہ اگر ایک شخص اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اور محمد ﷺ کو اس کا رسول ہونا مانتا ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ مسلمان کی یہی تعریف ۱۹۵۹ء میں جج عدالتِ عالیہ مغربی پاکستان جناب جسٹس محمود صاحب نے بمقدمہ عطیہ وارث بنام سلطان احمد خان (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۵۹ء لاہور صفحہ ۲۰۵، ۲۰۹) کی تھی۔ (رسالہ الحق اکوڑہ خٹک مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۳۷، ۳۸)

(مسلمان کی) ان متعدد تعریفات کو جو علماء نے کیں پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم اس کے سوا اور کیا تبصرہ کر سکتے ہیں کہ کوئی سے دو عالم دین اِس بنیادی مسئلے پر متفق نہیں۔ اب اگر ہم اِن علماء کی طرح اپنی طرف سے مسلمان کی تعریف لکھیں اور وہ تعریف اِن سب علماء کی پیش کردہ تعریف سے مختلف ہو تو ہم اُن سب کے اتفاق سے دائرہ اسلام سے خارج کر دیے جائیں گے اور اگر ہم اُن میں سے کسی ایک عالم کی پیش کردہ تعریف کو اختیار کریں تو ہم اُس عالم دین کی رائے کے مطابق تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے علماء کی پیش کردہ تعریف کے مطابق ''کافر'' بن جائیں گے۔ (انکوائری رپورٹ انگریزی صفحہ ۲۱۸)

معزز قارئین! اقوامِ متحدہ کے دستور العمل میں انسان کا یہ بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو۔ اسی طرح پاکستان کے دستور اساسی کی دفعہ نمبر ۲۰ میں بھی ہر پاکستانی کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے قبول کرے۔

''ہم قبلہ رو نماز پڑھنے والے کسی بھی شخص کو کافر نہیں کہتے۔ اور اکثر فقہاء کا یہی مذہب ہے۔''
(شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ طبع استنبول، شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۹ طبع کانپور، شرح مواقف صفحہ ۲۲۷ طبع لکھنؤ)

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مومن، منافق کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کی نماز کو کوئی نقصان نہیں، اور منافق مومن کے پیچھے نماز پڑھے تو اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ (بحوالہ وحدتِ اُمت از مولانا محمد اسحاق صفحہ ۴۵)

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ہم کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ (شرح اکبر صفحہ ۸۶ طبع کانپور)

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس سے پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اس امر پر اجماع اُمّت ہے کہ بندہ کبیرہ (گناہ) کے ارتکاب سے بھی خارج از ایمان نہیں ہوتا۔'' (کشف المحجوب صفحہ ۴۰۶)

امام ابوحنیفہؒ اپنے وصیت نامہ میں فرماتے ہیں۔ ''اُمتِ محمدیہ کے گناہ گار سب مومن ہیں کافر نہیں ہیں۔'' (الجوھرۃ المنیفہ شرح وصیۃ الامام ابی حنیفہ صفحہ ۶ طبع حیدر آباد دکن)

امام ابوحنیفہؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''میں نے سب کو پرکھا ہے، قبلہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے والے جُملہ لوگ مسلمان ہیں، ان میں غلطیاں کرنے والے ضرور ہیں، کافر کوئی نہیں۔''
(بحوالہ وحدتِ اُمت از مولانا محمد اسحاق صفحہ ۳۶)

مشہور حنفی عالم مُلاّ علی قاریؒ شرح شفاء کی جلد ۲ کے صفحہ ۷۲۵ پر فرماتے ہیں:۔

''مسلمین اہل تاویل اگرچہ وہ اپنی تاویلِ کتاب اللہ میں خطا پر ہوں، پھر بھی ان کی تکفیر سے عندالمحققین احتراز واجب ہے۔'' (بحوالہ وحدّتِ اُمّت از مولا محمد اسحاق صفحہ ۳۶)

مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ ہر شخص جانتا ہے کہ توحید و رسالت کے اقرار کا نام ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا اقرار کر لے تو اس سے وہ قانونی شرط پوری ہو جاتی ہے جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے رکھی گئی ہے۔ اور وہ اس کا مستحق ہو جاتا ہے کہ اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے۔ (رسالہ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۶۱)

امام خمینی فرماتے ہیں کہ ''اگر کافر شہادتین کہہ دے یعنی میں **لا الہ ا لا اللّٰہ اور محمد رسول اللّٰہ** کی شہادت دیتا ہوں تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔'' (توضیح المسائل صفحہ ۲۲ بحوالہ اسلامی کلمہ افادات۔ صفحہ ۲۵)

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

''آپ کو معلوم ہے کہ انسان دائرہ اسلام میں ایک کلمہ پڑھ کر داخل ہوتا ہے، اور وہ کلمہ بھی کچھ بہت زیادہ لمبا چوڑا نہیں، صرف چند الفاظ ہیں۔ **لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** ان الفاظ کو زبان سے ادا کرتے ہی آدمی کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔ پہلے کافر تھا، اب مسلمان ہو گیا۔ پہلے ناپاک تھا، اب پاک ہو گیا۔ پہلے خُدا کے غضب کا مستحق تھا، اب اُس کا پیارا ہو گیا۔ پہلے دوزخ میں جانے والا تھا، اب جنّت کا دروازہ اُس کے لیے کُھل گیا۔ اور بات صرف اتنے پر ہی نہیں رہتی، اِس کلمے کی وجہ سے آدمی اور آدمی میں بڑا فرق ہو جاتا ہے جو اِس کلمے کے پڑھنے والے ہیں، وہ ایک اُمّت ہوتے ہیں اور جو اِس سے انکار کرتے ہیں، وہ دوسری اُمّت ہو جاتے ہیں۔ باپ اگر کلمہ پڑھنے والا ہے اور بیٹا اس سے انکار کرتا ہے تو گویا باپ، باپ نہ رہا اور بیٹا، بیٹا نہ رہا۔۔۔ (کلمہ طیّبہ کا پیغام از مولانا مودودی صفحہ ۳،۴)

احمد نے معاذ بن انسؓ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے قرآن کو اللہ کے لیے پڑھا وہ صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھ دیا گیا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔ (اویسی صاحب انبیاء لکھنا شاید بھول گئے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصنف سمجھتے ہوں نعوذ باللہ نبی اچھے رفیق نہیں ہیں۔ بہر حال قرآن میں انبیاء اس فہرست میں اوّل درجے پر ہیں) (فضائل قرآن از محمد فیض احمد اویسی رضوی شائع کردہ مدنی مدرسہ ضیاء القرآن)

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر طلوع ہو جاتی تب حملہ کرتے تھے، اور آپؐ اذان سُننے کا انتظار کرتے تھے اور اذان سُنتے تو رُک جاتے تھے ورنہ حملہ کرتے چنانچہ آپؐ نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا، **اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر** فرمایا "**علی الفطرة**" فطرت اسلام پر ہے۔ پھر اُس شخص نے کہا "**اشھد ان لا الہ الااللّٰہ، اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ**" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**خرجت من النار**" تُو جہنم سے آزاد ہو گیا۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۲۸۸، بحوالہ کلمہ طیبہ مفہوم، فضائل، ارکان و شروط، تقاضے اور منافی امور صفحہ ۳۵)

حضرت ابوزر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کیجیئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "**اذا عملت سیئة فاعمل حسنة تمحھا**" جب تم سے کوئی گناہ کا کام سرزد ہو جائے تو اس کے بعد کوئی نیکی کر لیا کرو جو اُسے مٹا دے۔ کہتے ہیں جب میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا **لا الہ الا اللّٰہ** بھی نیکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "**ھی افضل الحسنات**" یہ سب سے افضل نیکی ہے (مسند احمد جلد ۱۰ احدیث ۲۱۸۶۸) بحوالہ کلمہ طیبہ مفہوم، فضائل، ارکان و شروط، تقاضیف اور منافی امور صفحہ ۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''میں تمہیں **لاالہ الا اللّٰہ** کا حُکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور **لاالہ الااللّٰہ** کو دوسرے پلڑے میں تو **لا الہ الا اللّٰہ** کا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین مل کر ایک ٹھوس چھلہ بن جائیں تو **لا الہ الااللّٰہ** انہیں بھی ریزہ ریزہ کر دے گا۔ (علامہ احمد شاکر اور امام حاتم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ احدیث ۲۲۵ بحوالہ کلمہ طیبہ مفہوم، فضائل، ارکان و شروط، تقاضے اور منافی امور صفحہ ۳۷)

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے مرض الموت میں یہ دُعا پڑھی اور پھر وفات پا گیا، جہنم کی آگ اُسے نہیں کھائے گی۔

لاالہ الااللّٰہ و اللّٰہ اکبر، لاالہ الااللّٰہ وحدہ، لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لاالہ الا اللّٰہ لہ الملک و لہ الحمد، لاالہ الا اللّٰہ ولا حول ولاقوة الا باللّٰہ۔ من قال فی مرضہ ثم مات لم تطعمہ النار۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ واحد کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور نہ ہی اللہ کے بغیر کوئی قوت اور تصرف و اختیار ہے۔ جس نے مرض الموت میں یہ دُعا پڑھی اور پھر وفات پا گیا، جہنم کی آگ اُسے نہیں کھائے گی۔

(جامع ترمذی و ابن ماجہ و صحیح ابن حیان بحوالہ کلمہ طیبہ مفہوم، فضائل، ارکان و شروط، تقاضے اور منافی امور صفحہ ۴۰)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دن میں سو مرتبہ یہ دُعا پڑھی: "**لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک، ولہ الحمد، وھوعلی کل شئی قدیر**" ترجمہ: 'اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اُس کی بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔' اُسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو گناہ معاف ہوں گے، اور اس دن کی شام تک شیطان سے اس کی حفاظت ہو گی، اور اس سے افضل عمل کسی اور کا نہ ہو گا، سوائے اُس کے جو اس سے زیادہ عمل کرے۔

(صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۹۵، صحیح مسلم جلد ۴ حدیث ۲۰۷۱، بحوالہ کلمہ طیبہ مفہوم، فضائل، ارکان و شروط، تقاضے اور منافی امور صفحہ ۴۲، ۴۳)

ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو مندرجہ بالا دُعا پڑھے تو اُسے اسماعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

حضرت عمارہ بن شعیبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مندرجہ بالا کلمہ میں **الحمد** کے بعد **یحی و لمیت** یعنی وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے کے اضافے سے پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے نگران محافظین کو بھیجتا ہے، جو شام سے صبح تک شیطان سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں اور اُس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے، دس مہلک گناہوں کو مٹاتا ہے اور اُسے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (عمل الیوم اللیلہ از امام نسائی)

حضرت عُمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں جو بھی شخص خُوب اچھی طرح وضو کر کے یہ دُعا پڑھتا ہے۔ "**اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و ان محمدا عبدہ ورسولہ**" ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے لیے جنّت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

(صحیح مسلم، سنن ابی داؤد جلد ۴ صفحہ ۳۱۹، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل)

جو شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے۔اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سُنّت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (دارالعلوم اگست ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۳۴)

حضرت نصر بن عاصمؓ ایک صحابیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اِس بات پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھیں گے تو آپ ﷺ نے اِن کی یہ شرط قبول فرمالی۔ (بخاری کتاب الادب، مسلم کتاب الادب، مسند احمد حنبل، شیبانی بحوالہ عمدۃ البیان فی عظمۃ سید ولد عدنان ﷺ از طاہر القادری صفحہ ۳۷ ناشر منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب فرماتے ہیں کہ کسی بھی انسان کے لیے مکّہ اور مدینہ جانے کی بنیادی شرط یا ویزا یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے کہے **لااله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه**۔جس کے معنی ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (اسلام پر ۴۰ اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب صفحہ ۱۳۱ پبلشر دارالاسلام)

دوسری جگہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب مسلمان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مسلمان وہ فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ کی تابعداری کرتا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتا ہے۔ (اسلام اور ہندومت صفحہ ٦)

قارئین! ذاکر نائیک اور اِن جیسے نام نہاد علماء جانے کیوں قرآن کی تعلیمات کو اپنے مذموم مقاصد کی خاطر پس پشت ڈال کر مُرتد کی سزا موت قرار دیتے ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا، یا پھر کُفر میں بڑھتے چلے گئے ،اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستہ کی ہدایت دے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۳۸)

اللہ تعالیٰ قطعاً اس بات کی مولویوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی کی موت کا فیصلہ اس بنیاد پر کریں کہ فلاں شخص مُرتد ہے۔بلکہ اللہ ایسے لوگوں کو خود سزا دے گا اور فیصلہ کرے گا کہ کون مُرتد ہے۔

ہفت روزہ الاعتصام لکھتا ہے:۔

۱۹۲۰ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے مولانا کا (ثناء اللہ امرت سری) وزیر آباد میں آریوں سے مباحثہ تھا۔آریہ مناظر خوش رنگ جوان تھا۔اس نے کھڑے ہوتے ہی مولانا کے خلاف کُفر کے فتوے پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرا تو مسلمانوں سے مناظرہ ٹھہرا ہے اِس پر مولانا نے قریب بیٹھے ہوئے ایک

مولوی صاحب سے کہا کہ میں آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہونا چاہتا ہوں اور کلمہ پڑھا اور منہ پر ہاتھ پھیر کر نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔آ بیٹا! اب مسلمان مناظر تیرے سامنے آ گیا ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۱)

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ ساری کائنات کا مذہب اسلام ہے۔۔۔سورج، چاند اور تارے سب مُسلم ہیں، ہوا اور پانی اور روشنی بھی مُسلم ہیں، درخت اور پتھر اور جانور بھی مُسلم ہیں۔ وہ انسان بھی جو خُدا کو نہیں پہچانتا اور خُدا کا انکار کرتا ہے، جو خُدا کے سوا دوسروں کو پوجتا ہے، جو خُدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتا ہے، ہاں وہ بھی اپنی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے مُسلم ہی ہے۔ اور اُس کے تمام اعضاء اور اُس کے جسم کے ایک ایک رونگٹے کا مذہب اسلام ہے۔حتیٰ کہ اُس کی وہ زبان بھی مسلمان ہے جس سے وہ نادانی کے ساتھ شرک اور کُفر کے خیالات ظاہر کرتا ہے، اس کا وہ پیدائشی سَر بھی مُسلم ہے جس کو وہ زبردستی خُدا کے سوا دوسروں کے سامنے جُھکاتا ہے۔ (تجدید و احیائے دین)

''آج مسلمانوں کی اتنی ہی قسمیں پائی جاتی ہیں جتنی سانپوں کی ہوتی ہیں، حالانکہ مسلمان انسانوں کی صرف ایک ہی قسم کا نام ہے۔'' (رسالہ دینیات صفحہ ۱۱،۱۲ بحوالہ المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۲۶۰،۲۶۱)

مولانا مودودی فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کسی گناہ کی بناء پر کافر نہیں قرار دیتے جب تک کہ وہ اُسے حلال نہ سمجھے، مطلب یہ ہے کہ وہ ہر گناہ سے کافر نہیں ہوگا۔

مصنف تجدید و احیائے دین مولانا مودودی لکھتے ہیں:۔

''اللہ نے ہمیں دُنیا میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کے ظاہری حالات پر حکم لگائیں اور باطن کو آخرت میں اللہ کے فیصلہ کے لیے چھوڑ دیں، اللہ تعالیٰ نے ظاہر کو نظر انداز کرنے والے پر نکیر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ **وَلَا تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِناً**

اور جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں۔ (سورۃ النساء آیت ۹۴)

اور پھر اللہ فرماتا ہے: **إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ**۔ (سورۃ النساء آیت ۴۹) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اُس چیز کو معاف نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ شریک کیا جائے، اور اِس کے علاوہ گناہ، جس کے لیے چاہے بخش دیتا ہے۔'' (تجدید و احیائے دین از مودودی صفحہ ۷۴،۷۶)

بے نظیر صاحبہ فرماتی ہیں کہ جو چیز تمام مسلمانوں میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے وہ فرقوں کی تفریق کے باوجود ایک کلمہ پر ایمان ہے ''ہمارا کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں'' یہی ایک مسلمان کی تعریف ہے اور ہمارے خاندان میں اسی پر زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ (مشرق کی بیٹی صفحہ ۵۹)

مولانا محمد اسحاق صاحب (دیوبندی، سراجیہ) فرماتے ہیں کہ ''کلمہ طیّبہ پڑھ لینے والے لوگ ایک بدن کے اعضاء کی طرح ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے کو (کلمہ گوکو) اسلام سے خارج کرے یا اسلام کا ٹھیکیدار بن کر لوگوں پر کُفر کے فتوے لگائے۔''

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ لوگ مساجد میں اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، رسول خُدا پر درود بھیجتے ہیں، یہ سب مسلمان ہیں۔ اور کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنا ایک بہت بڑا جُرم ہے۔''

(وحدّت اُمّت از مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب جامع مسجد محمد یہ کریمیہ فیصل آباد صفحہ ۱۰، ۳۵ ناشر مکّیہ ملّیہ فیصل آباد)

مولانا احمد رضا خان بریلوی اپنی کتاب تمہید الایمان کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں کہ: ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل **لااله الا الله** کی تکفیر سے منع فرمایا ہے، جب تک وجہ کُفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور کلمہ اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب ایک سائل کے ایک سوال کہ ''ایک کافر مرد یا عورت ایمان لائے اور زبان سے کلمہ طیبہ پڑھے اور وہ ہر دو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور معنی کوئی سمجھانے والا بھی نہ ہو اس صورت میں اگر وہ زبان سے کلمہ پڑھے اور اپنی زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں آج سے اپنا مذہب عیسائی وغیرہ اپنی خوشی سے چھوڑ کر دین محمدی ﷺ قبول کرتا ہوں تو اتنا اقرار کافی ہوگا یا نہیں'' کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''بیشک مسلمان ٹھہریں گے اگر چہ کلمہ طیّبہ کا ترجمہ نہ جانیں بلکہ اگر کلمہ طیّبہ بھی نہ پڑھا ہو کہ اتنا ہی کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدیؐ قبول کیا ان کے اسلام کے لیے کافی ہے۔ محیط پھر انفع الوسائل میں ہے "**الکافر اذا اقر بخلاف ما اعتقدیحکم باسلامه**" یعنی کافر جب اپنے دین باطل کے خلاف کا اقرار کرے اس کے اسلام کا حُکم دیا جائے گا۔ شرح سیر کبیر میں ہے کہ ''**لو قال انا مسلم فهو مسلم و کذا لو قال انا علی دین محمدؐ او علی الحنفیة او علی دین**

الاسلام انفع" یعنی کافر اگر اتنا کہہ دے کہ میں مسلمان ہو گیا یونہی اگر کہے کہ میں محمد ﷺ کے دین پر ہوں یا ملّت حنفی پر ہوں یا دین اسلام پر ہوں۔ انفع الوسائل میں ہے کہ "**و کذا لو قال اسلما الکل فی رد المختار**" یعنی اس طرح اگر یہ کہے کہ میں اسلام لایا۔ (فتاویٰ افریقہ از اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۳)

ایک دن ایک فاحشہ کی قبر کے سرہانے متوجہ ہو کر (حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے) بیٹھے دیکھ کر فرمایا: کہ اِس کی قبر میں دوزخ کی آگ شُعلہ زن ہے۔ اور یہ عورت اس آگ میں کبھی قبر کے سرہانے اور قبر کے پائیں جاتی ہے۔ مجھے اِس کے ایمان میں تردد ہے۔ آپؒ نے ختم کلمہ طیّبہ کا ثواب اُس کی رُوح کو بخشا وہ ایمان لے آئی۔ ختم کلمہ طیّبہ کا ثواب بخشنے کے بعد آپؒ نے فرمایا: الحمدللہ وہ ایمان لے آئی ہے، کلمہ طیّبہ نے اپنا کام کر دیا، اور عذاب سے نجات مل گئی۔ (راقم فقیر شاہ غلام حسین کہتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے جو کوئی ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیّبہ اپنے لیے یا دوسرے کے لیے پڑھے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں) معزز قارئین! مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے لیے کلمہ طیّبہ بھی پڑھنا ضروری نہیں صرف اس کا یہ اقرار کہ میں نے دین محمدی قبول کیا کافی ہے۔ اور حضرت مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں کہ قبر میں بھی کلمہ طیّبہ پر ایمان لانا بخشش کا باعث بن جاتا ہے۔ مگر علماء سُوء کہتے ہیں کہ ان کے بنائے ہوئے عقائد پر ایمان لائے بغیر کسی صورت میں بھی کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے بریلوی، دیوبندی کو کافر کہتے ہیں اسی طرح شیعہ اور اہل حدیث بھی ان دونوں کو کافر کہتے ہیں حالانکہ کلمہ طیّبہ کا اقرار سبھی کرتے ہیں مگر پھر بھی سب ایک دوسرے کی نظر اور خیال میں کافر ہیں)

(مقامات مظہری از شاہ غلام حسین ترجمہ محمد اقبال مجددی صفحہ ۳۴۳)

پروفیسر حافظ غلام محمد صاحب میمن اپنی کتاب بریلویت حقائق کے آئینے میں کے صفحہ ۳۰، ۳۱ پر فرماتے ہیں کہ ''مسلمانی اور ایمان کا معاملہ زیادہ تر اللہ اور بندے کے درمیان میں رہتا ہے۔ جو شخص کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور عملی طور پر مسلم معاشرے کا فرد بن کر رہتا ہے اور بنیادی عقائد میں اس کا ایسا کھلا انحراف سامنے نہیں آتا، تب تک اُس کو مسلمان ہی رہنے دینا چاہیے۔ مشکوٰۃ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جو کوئی ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف رُخ کرے، اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھائے، وہ مسلمان ہے۔ اور

وہ اللہ اور اس کے رسول کے عہد وامان (ذمہ داری) میں ہے۔تو پھر جس کو اللہ نے اپنے امان میں لیا ہے،تم اس عہد کو نہ توڑو۔۔۔۔

معزز قارئین! یہ مولوی رسول اللہ ﷺ کی مندرجہ ذیل احادیث پر بھی غور کریں کہ جن میں آپؐ نے مسلمانوں کے اس طبقے کو کافر قرار دیا ہے جو نماز نہیں پڑھتے۔مولوی لوگ اِن احادیث کا ذکر بھی کریں اور مسلمانوں کو حقیقی نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں تو یہ کُفر کُفر کی صدائیں دم توڑ دیں گی مگر کیا کریں یہ مولوی خود حقیقی نماز کے لُطف سے نا آشنا ہیں اسی وجہ سے اِسے ہر شخص میں کُفر دکھائی دیتا ہے۔اصل میں اِن نام نہاد مولویوں کو **لاالہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ** کی طاقت کا اندازہ ہی نہیں ہے کہ اِسے حرزِ جاں بنانے سے کیا کیا ملتا ہے۔اِسی لیے کہتے ہیں مسلمان ہونے کے لیے کلمہ طیّبہ کا اقرار مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں ہے۔یہ مولوی لوگ سترہ سال تک بھی جامعات میں گزارتے ہیں پھر بھی اللہ سے باتیں نہیں کر پاتے اور چاہتے ہیں کہ عام مسلمان بغیر سمجھے ان کے عقائد کو مان لیں جن میں سے اکثر کا تعلق اسلام سے نہیں ہے،خود ساختہ ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جسے سنّت رسول اللہ ﷺ کے مطابق خشوع خضوع سے ادا کیا جائے تو اللہ کے فضل سے صراطِ مستقیم عطا ہو جاتا ہے۔کسی مولوی کے خشک واعظوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اگر کوئی شخص کسی شہر کی عظمت بیان کر رہا ہو اور اس کی تقریر صرف سُنی سنائی باتوں پر مشتمل ہو،خود اس نے وہ شہر دیکھا ہی نہ ہو تو زورِ خطابت کے باوجود سامعین اونگھیں گے اور اگر کوئی آنکھوں دیکھا حال بیان کرے تو اُس کی بات یقیناً اثر کرنے والی ہوگی۔اب مولوی اللہ اللہ کرتے ہیں،بتاتے ہیں کہ فلاں ولی کے ساتھ خُدا نے یہ سلوک کیا،اس نیک بندے کے ساتھ اللہ نے یوں محبت فرمائی۔مگر نام نہاد مولوی کبھی یہ نہیں کہے گا کہ اللہ نے مجھے یہ بتایا،یہ سمجھایا،یہ دکھایا۔صرف قصے سنائے گا آپ بیتی کیا سنائے گا جب کچھ بیتا ہی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اور ان لوگوں کے درمیان میں نماز کا عہد ہے۔جس نے نماز ترک کی اُس نے کُفر کیا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۷ حدیث نمبر ۱۰۹۱ ترک نماز کا بیان)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''بندے اور کُفر کے درمیان صرف ترکِ نماز کا فرق ہے۔'' (ترمذی جلد ۲ حدیث ۱۴۸۱، مسلم جلد ۱ حدیث ۱۶۳، مشکوٰۃ جلد ۱ حدیث ۱۵۲۱ ایمان کا بیان)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''شرک اور اسلام میں فقط نماز کا فرق ہے،لہٰذا جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا شرک کیا۔'' (بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۹۲)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:۔

''قائم رکھ نماز کو اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے'' (سورۃ روم آیت ۳۲)

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں :۔

جو شخص نماز کو فرض جانتا ہے مگر سُستی اور غفلت کے باعث اِسے ادا نہیں کرتا اُسے نماز کے لیے بلایا جائے،اگر بلانے پر حاضر نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو وہ کافر ہے،اگر اُسے متواتر تین روز تک بلایا جائے پھر بھی نہ آئے تو اسے تلوار سے قتل کرنا جائز ہے،ایسا شخص اِن دونوں حالتوں میں مُرتد ہے،مسلمانوں کو ایسے شخص کا مال لوٹ لینا جائز ہے،اِسے بیت المال میں داخل کر لیں،اُس کے جنازے پر نماز نہ پڑھیں نہ ہی اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیں۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۲۵ نماز کی شان کے بیان میں۔بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۳۰۹،۳۱۰)

معزز قارئین! ویسے تو سب ہی حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کا بہت احترام کرتے ہیں مگر بریلوی حضرات انہیں بہت بڑے پیر مانتے ہیں۔اس لیے بریلوی حضرات کو خاص طور پر چاہیے کہ وہ دوسروں کو کافر،مرتد،واجب القتل کہنا چھوڑ کر اپنے گھر سے جہاد شروع کر دیں۔کیونکہ ہر نیک کام اپنے گھر سے شروع کرنا چاہیے۔فوراً ایسے لوگوں کی فہرست بنا کر جامعات یا مدرسوں میں تعلیم پانے والے جیالوں کے حوالے کر دیں (کیونکہ مولوی لوگ ایسے کام کرانے کے لیے اِنہیں کو سڑکوں پر لاتے ہیں)اور اُن سے کہا جائے کہ حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے ارشاد پر مکمل عمل کریں۔بریلویوں کو تین دِن نماز کے لیے بُلائیں اگر وہ نماز پڑھنے کے لیے تین دن بعد بھی مسجد میں نہ آئیں تو انہیں نہ صرف قتل کر دیں بلکہ اُن کے مال اسباب بھی لوٹ لیں اور جو بے نمازی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہیں انہیں بھی نکال باہر کرو بالکل اُسی طرح جس طرح زمانہ حال میں کلمہ گو احمدیوں کی قبروں کے ساتھ کیا تھا۔یقین ہے کہ وہ چونکہ ایسے خُونی اور دہشت ناک کارروائیوں کے عادی ہیں اِن کے ہاتھ قطعاً بے نمازیوں کو قتل کرتے وقت نہیں کپکپائیں گے۔جب اِن جیالوں کے ہاتھ گوجرہ میں اور خانیوال شانتی نگر میں

عیسائیوں کو زندہ جلانے اور گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں احمدی مسلمان نمازیوں کے خُون سے ہولی کھیلتے ہوئے نہیں کپکپائے تو یقیناً یہ فریضہ انجام دیتے ہوئے بھی یہ جیالے مسرت اور شادمانی کے نعرے لگائیں گے۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ ان فتویٰ بازمولویوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

حق تعالیٰ کی بُردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ اُس کی پکڑ بہت سخت ہے۔اِن مولویوں سے جو جو حق تعالیٰ سے جاہل ہیں دھوکہ مت کھا کہ اِن کا سارا علم اِن کے اوپر وبال ہے نافع نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے صرف احکام کے عالم ہیں اور خُدا کی ذات سے جاہل ہیں، لوگوں کو ایک کام کا حُکم کر دیتے ہیں مگر خود اُس کو نہیں کرتے، اُن کو ایک کام سے منع کرتے ہیں مگر خود اُن سے باز نہیں آتے، دوسروں کو حق تعالیٰ کی طرف بُلاتے ہیں اور خود اُس سے بھاگتے ہیں۔(یہودی عالم بھی اسی قبیل کے تھے۔لوگوں کو نصیحتیں کرتے تھے اور خود اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرتے تھے۔ظاہری طور پر عالم دکھائی دیتے تھے مگر دِل کے پکّے خبیث ہوتے تھے۔)اللہ تعالیٰ اُمّت محمدیہ کو یہودی نما آوارگانِ اُمّت کے شَرّ سے بچائے ۔آمین۔ (فیوض یزدانی صفحہ نمبر ۹۷ مجلس نمبر ۱۱۔بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۴۴۰)

فتاویٰ کُفر

معزز قارئین! ہمارے حبیب آقا حضرت محمد ﷺ کا پیغام امن اور سلامتی کا ہے۔اِس عظیم الشان پیغام نے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کو گل وگلزار کر دیا اور اُن کی سابقہ تمام بداعمالیاں اور بد اخلاقیاں اسوہ رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کے نتیجے میں نیک اعمال اور اعلیٰ اخلاق میں تبدیل ہو گئیں۔ انسانوں کی زندگیوں کو تبدیل کرنے کی بنیاد اسلام میں کلمہ طیبہ **لااله الاالله محمد رسول الله** ہے۔یعنی اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ایک انسان کو مسلمان بنا دیتا ہے جس کے بعد انسان ایمان کی ترقی کے ساتھ ساتھ رُوحانی درجات حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔جب تک کوئی شخص اپنی زبان سے اپنے آپ کو غیر مسلم نہ کہے وہ مسلمان ہی رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بے شک کسی نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو، نہ روزہ رکھا ہو اور سو قتل بھی کر دے تو بھی وہ مسلمان ہی کہلاتا ہے اس کی تجہیز و تدفین بھی اسلامی طریقے سے ہو گی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:''**لا اله الا الله** کہنے والوں سے

رُک جاؤ، کسی گناہ کی وجہ سے انہیں کافر نہ کہو کیونکہ جو **لا اله الا الله** پڑھنے والوں کی تکفیر کرے گا وہی کُفر سے زیادہ قریب ہوگا۔'' (المعجم الکبیر جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۱ حدیث ۱۳۰۸۹ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۱۱۶)

پھر رسول خُدا ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے تو اگر تو وہ کافر ہے ورنہ کافر قرار دینے والا کافر ہو گیا۔(ابوداؤد کتاب السنہ) پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: جب کسی نے اپنے بھائی کو ''اے کافر'' کہہ کر پکارا تو اُن دونوں میں سے ایک شخص کافر ہو جاتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب باب من اکفر حدیث ۶۱۰۳ صفحہ ۵۱۵)

سب سے زیادہ کُفر کے فتوے دینے والے مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب جن کا فتویٰ ہے کہ کسی کافر سے بدن چھو جانا اگرچہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو (دس مسلمان کہلانے والے فرقوں دیوبندی، شیعہ، اہل حدیث وغیرہ کو کافر قرار دینے اور ان کے خلاف غصہ نکالنے کے بعد لکھتے ہیں) اگر بلاقصد بھی اِن کے بدن سے بدن چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱ صفحہ ۷۱۵ اور ۷۱۸ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن لوہاری دروازہ لاہور۔انٹرنیٹ سوفٹ وئیر صفحہ ۱۰۲ صفحہ کتاب ۹۶۳ کتاب الطہارۃ) جلد ۱۴ کے صفحہ ۳۲۲ سافٹ وئیر صفحہ ۶۰ پر لکھتے ہیں۔بہشتی زیور کا دیکھنا عوام مسلمان بھائیوں کا دیکھنا حرام ہے۔پھر بخاری و مسلم کی حدیث بھی لکھتے ہیں کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے اِن دونوں میں ایک پر یہ بَلا ضرور پڑے گی ۔اگر جسے کہا وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر، ورنہ یہ کُفر کا حکم اُسی قائل پر پلٹ آئے گا۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۱ انٹرنیٹ صفحہ ۳۷۸ سافٹ وئیر صفحہ ۱۰۱ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن انٹرنیٹ دعوت اسلامی) دوسری جگہ فرماتے ہیں جس نے جس فرقہ کا نام لیا اُسی فرقہ کا ہو گیا مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۸۲ تا ۵۹۱ سوفٹ وئیر صفحہ ۱۲۴ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن انٹرنیٹ دعوت اسلامی) اِن مولوی حضرات کو قطعاً خوف خُدا نہیں ہے اِسی لیے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دے دیتے ہیں۔لُطف کی بات یہ ہے کہ تمام فرقے خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور دوسروں کو کافر۔گویا وہ اسلام کی نمائندگی نہیں کر رہے بلکہ بازار میں بیٹھے ہوئے سبزی فروش کی طرح اپنے مال کو بہتر قرار دیتے ہیں چاہے وہ سڑا ہوا ہی کیوں نہ ہو۔یوں دکھائی دیتا ہے جیسے یہ مولوی ہی خُدا ہیں جسے چاہتے ہیں جنّتی قرار دے دیتے ہیں جسے چاہیں دوزخی قرار دے دیتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ کسی انسان کو اختیار نہیں کہ وہ کسی کے ثواب یا گناہ کے نتیجے میں خُدا بنتے

ہوئے جزاء یا سزا کا فتویٰ جاری کرے۔ اِس بات کا فیصلہ صرف خُدا کرتا ہے اور کرے گا قیامت کے دن۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات کے پیچ وخم دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور صراط مستقیم کے لیئے خُدا کے حضور گڑگڑائے۔ کیونکہ علیم وخبیر خُدا کے دربار میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ دوسرے لوگوں کے اعمال یا عقائد کیا تھے بلکہ اِس بات کی باز پُرس ہوگی کہ تم کیا کرتے رہے؟ اور دوسروں کے بارے میں تم کیا کہتے رہے؟ بدقسمتی سے آج بالخصوص پاکستان و ہند میں یوں دکھائی دیتا ہے جیسے مسلمان کی تعریف کلمہ طیبہ کی جگہ خلافِ اسلام عقائد نے لے لی ہے اور پھر عقائد بھی سبھی کے جُدا جُدا، ایک کو مانو تو دوسرے کی نظر میں کافر۔ علماء سُوء، حضرت محمد ﷺ کے لائے ہوئے پاکیزہ دین کو خودساختہ عقائد کی بھٹی میں جھونکنے کے درپے ہیں۔

کیونکر اب نگہ ناز سے جینا ہوگا   زہر دے اُس پہ ہوتا کید کہ پینا ہوگا

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے کیا تعلیم دی تھی اور اس تعلیم سے پہلے عربوں کی حالت کیا تھی؟ مندرجہ ذیل اقتباس پڑھنے سے یقیناً اہل دِل حضرات حقیقت حال سے آگاہ ہوکر علماء سُوء کے بنائے ہوئے آوارہ خیالات پر چار حرف ضرور بھیجیں گے۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے نجاشی جو حبشہ کا بادشاہ تھا کے دربار میں مندرجہ ذیل تقریر کی تھی۔

اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پُوجتے، مُردار کھاتے، بے حیائی کے کام کرتے اور قریبیوں کے حقوق نہ ادا کرتے تھے۔ ہم میں طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اصلاح کے لیے ایک رسول بھیجا جن کی عالی نسب، سچائی، امانت اور پرہیزگاری سے ہم خوب واقف ہیں۔ انہوں نے ہم کو بُلایا کہ خُدا کو ایک مانو اور اُسی کی عبادت کرو اور پتھروں اور بتوں کی پُوجا کو چھوڑ دو اور حکم دیا کہ سچ بولو، امانت ادا کرو، رشتہ داروں سے محبت رکھو، بھائیوں سے اچھا سلوک کرو۔ اور اِس بات سے منع کیا کہ کوئی جھوٹ بولے یا بے حیائی کا کام کرے یا یتیم کا مال کھائے یا عورتوں پر جھوٹے الزام لگائے۔ پس ہم اُن پر ایمان لائے اور اُن کی پیروی کی اور اُن کی باتوں کو مانا۔ اِس پر ہماری قوم نے ہم پر ظلم شروع کیا اور ہمیں دُکھ دیا تاکہ ہم اپنا دین چھوڑ کر پھر بُت پرستی کریں۔ جب اُن کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہو

گا۔" حضرت جعفرؓ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی بادشاہ کو سُنایا اِس پر بادشاہ نے مسلمانوں کو کفّار مکّہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ سفیرانِ قریش نے اگلے دن بادشاہ سے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو بھی نہیں مانتے۔ حضرت جعفرؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا**۔ (سورۃ مریم آیت ۳۱) یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور نبی بنایا ہے۔

عصر حاضر میں علماء سُوء، وارثانِ ابوجہل بنتے ہوئے احمدی مسلمانوں سے لڑائی کی وجہ احمدیوں کا خود کو مسلمان کہنا بتاتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ خود کو مسلمان کہنا چھوڑ دو اور دین اسلام کو خیر باد کہہ دو تو ہماری لڑائی کی وجہ ختم ہو جائے گی۔ بس اسلام کو چھوڑ دو پھر چاہے بُت پرستی کرو۔ احمدیہ مساجد، گھروں اور دکانوں کی جبینوں پر لکھا ہوا کلمہ طیّبہ یہ کہہ کر مٹاتے اور تڑواتے ہیں کہ ان مقامات پر کلمہ لکھنا ایسے ہی ہے جیسے بیت الخلاء پر کلمہ لکھا ہو۔ جماعت احمدیہ ایسے تمام فتوؤں اور مطالبوں کو جوتے کی نوک پر رکھتی ہے جن سے خُدا تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری اور اُس کے رسول خاتَم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دَر کو چھوڑنا پڑے۔ جس طرح کفّار مکّہ نے رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور جس کے نتیجے میں اصحاب رسول اللہ کو ایک عیسائی بادشاہ کے ملک میں ہجرت کرنا پڑی تھی اُسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو جو درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے ہی غلام ہیں کو زیادہ تر عیسائی ممالک میں ہجرت کرنا پڑ رہی ہے۔ یقیناً جس طرح نجاشی بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا اُسی طرح احمدی مسلمانوں کو پناہ دینے والے نا صرف بادشاہ بلکہ اُن کی قومیں بھی انشاء اللہ رسول ﷺ کے پُرامن جھنڈے تلے مسلمان ہو کر آرام پائیں گی۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا تقریر کے مقدّس الفاظ اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ عصر حاضر میں مسلمانوں کے حالات عربوں کی جہالت کے زمانہ کے رنگ ڈھنگ میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات تو کفّار مکّہ سے بھی زیادہ یہ علماء سُوء خونخوار درندے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ تعلیم جسے لے کر حضرت محمد ﷺ آئے تھے اُسے فراموش کر بیٹھے ہیں۔ خوفِ خُدا نہیں رہا، پتھروں اور بتّوں کی پُوجا ہو رہی ہے (مزاروں پر یہی کچھ ہو رہا ہے)، مُردار کھایا جا رہا ہے، بے حیائی عام ہے (صرف پاکستان میں لاکھوں مسلمان عورتیں جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہیں اور مسلمان مرد ہی ان کے زیادہ تر گاہک ہوتے

ہیں۔ٹی وی چینلز پر انتہائی غلیظ اور بے ہودہ پروگرام ہوتے ہیں، کُفر کے فتوے دینے والے اسلامی چینلز بھی بے پردہ عورتوں کی نمائش کرتے ہیں)،قریبیوں کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں، طاقتور کمزوروں کو انتہائی دیدہ دلیری سے چیر پھاڑ رہے ہیں، امانتوں کے حقوق ادا نہیں ہو رہے، رشتوں کا تقدّس پامال ہو رہا ہے، بھائی بھائی کا دُشمن ہے، یتیموں کے مال ہڑپ کیے جا رہے ہیں اور معاشرے میں ایسے غریب بچوں کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے، عورتوں پر جھوٹی تُہمت لگانا عام ہے، بدظنّی اور غیبت خاص طور پر پاکستان میں ایک مشغلے کے طور پر اپنا لیا گیا ہے اور سب سے زیادہ دردناک بات یہ ہے کہ کوئی مسلمان کہلانے والا دوسرے مسلمان کلمہ گو کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ آپؐ کے ارشاد کے مطابق ناجی فرقے کا جماعت ہونا ضروری ہے اور اس جماعت کا امام ہونا بھی ایک شرط ہے۔جس طرح دو نمازیوں میں سے ایک امام ہوتا ہے۔ثابت ہوا جماعت امام کے بغیر نہیں ہو سکتی۔اگر ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ جماعت ہو رہی ہے۔

معزز قارئین! مولوی لوگ عامتہ الناس کو فرقوں سے جان چھڑانے کی بجائے انہیں مزید فرقوں میں تقسیم کر رہے ہیں (ڈاکٹر طاہر القادری کی منہاج القرآن، محمد الیاس قادری کی دعوت اسلامی، ڈاکٹر اسرار احمد کی تنظیم اسلامی اور دوسرے بہت سے نئے گروہ اس کی مثال ہیں)۔چاہیے تو یہ تھا کہ مولوی لوگ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے مبلغ بنتے اور لوگوں کی تربیت کا اہتمام اسوہ رسول اللہؐ کے مطابق کرتے لیکن بدقسمتی سے یہ لوگ اپنی خواہشوں کے مبلغ اور غلام بن گئے ہیں اور فرقہ بازی اور کفر سازی کو پیشہ بنائے ہوئے ہیں۔اور بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جب بھی کوئی شخص کسی کو کافر کہتا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے (صحیح ابن حبان کتاب الایمان جلد ا صفحہ ۲۳۴)

معزز قارئین! جیسا کہ پچھلے باب مسلمان کون ہے؟ میں قرآن، احادیث مقدسہ اور بزرگان سلف کے علاوہ عصرِ حاضر کے علماء کے فتاویٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص کلمہ طیّبہ کا اقرار کرتا ہے وہ تب تک مسلمان ہی رہے گا جب تک وہ خود اسلام چھوڑنے کا اقرار نہ کرے۔اگلے صفحات میں جو فتاویٰ کُفر پیش کیے جا رہے ہیں وہ مسلمانوں کی طرف سے اُن مسلمانوں کو دیے گئے ہیں جو نا صرف کلمہ طیّبہ کا اقرار کرتے ہیں بلکہ تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر بھی یقین رکھتے ہیں۔کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو

مسلمان کہلاتا ہو اور دوسرے تمام مسلمان فرقوں کو کافر نہ سمجھتا ہو۔

فتاویٰ کُفر کا مطالعہ کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل اقتباس کا مطالعہ اُمید ہے مفید ثابت ہوگا۔

دیوبندی مولوی، مولانا محمود الحسن لکھتے ہیں :۔

رہا فتووں کا قصہ، تو ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ (مولوی رشید احمد گنگوہی) کے یہاں اِس کا تذکرہ تھا۔اہل علم متعدد تھے۔فلاں شخص نے فتویٰ دیا فلاں کے خلاف۔فلاں شخص نے فتویٰ دیا فلاں کے کُفر کا۔تھوڑا وقت اِس میں خرچ ہوا۔حضرت گنگوہیؒ بولے کاہے میں آپ لوگ لگ رہے ہیں ؟ قیامت میں جو بخشش ہوگی، تمہارے فتووں سے پوچھ پوچھ کر نہیں ہوگی۔جس کی بخشش کا فتویٰ دو اس کی بخشش ہو اور نہ فتویٰ دو تو نہ ہو۔ایسا نہیں ہوگا۔ایسے بھی لوگ ہوں گے جن کو تم پکّا کافر کہتے ہو۔خُدا کی قسم! کھلے جنّت میں جائیں گے وہ ایسی بخشش ہوگی۔تم اُن کو فتویٰ دیتے ہو کُفر کا، پکّا کافر بتاتے ہو، حالانکہ وہ کھلے جنّت میں جائیں گے۔(خطبات اکابر جلد اول صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۶ ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان اشاعت جولائی ۱۹۹۸ء)

شور ہے ہو گئے دُنیا سے مسلماں نابود — ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلمان موجود
وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

آئیے اب دیکھتے ہیں آوارگانِ اُمّت نے کُفر کے کیسے کیسے فتوے ایک دوسرے کو دیئے ہیں۔

شیعہ کافر ھیں:

معاذ اللہ رافضی ایک وہم پرست قوم ہے ولہذا امام شافعیؒ نے اِن کو " **نساء هذه الامته** " بلکہ ان کی وہم پرستی جاہلانہ عورتوں سے بھی کہیں زائد ہے۔ (فتاویٰ افریقہ از اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۳۶)

نامور علمائے دیوبند کا شیعوں کے خلاف متفقہ فتویٰ: (شیعہ) صرف مُرتد اور کافر اور خارج از اسلام ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے دُشمن بھی اِس درجہ کے ہیں کہ دوسرے فِرَق کم نکلیں گے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے جمیع مراسمِ اسلامیہ ترک کرنا چاہیے خصوصاً مناکحت۔" (قارئین کرام ! فرقہ دیوبندیہ کے مولوی رشید احمد گنگوہی یہ بھی فرماتے ہیں 'مَیں ان کی تکفیر نہیں کرتا پھر فرماتے ہیں

شیعہ مسجد لوجہ اللہ تعالیٰ بنا دے تو وہ مسجد ہے') (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۵ اور ۲۰۷)

اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں ''راجع اور صحیح یہ ہے کہ شیعہ کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا حلال ہے۔'' (امداد الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۳۸) دوسری جگہ شیعہ اور سُنّی کے نکاح کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا ''نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴ طبع دار العلوم کراچی بحوالہ تحقیقی دستاویز صفحہ ۱۲۵) (علماء کرام کا متفقہ فتویٰ در بارہ ارتدادِ شیعہ اثناعشریہ۔ ناشر مولوی عبد الشکور لکھنو مطبوعہ صفر ۱۳۴۸ھ)

(دیوبندیوں کے نزدیک) شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور اِن کا ذبیحہ حرام، اِن کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ اِن کا جنازہ پڑھنا یا اِن کو جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ اِن کی مذہبی تعلیم اِن کی کتابوں میں یہ ہے کہ سُنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دُعا کرنا چاہیے کہ یا اللہ! اِس کی قبر کو آگ سے بھر دے اور اِس پر عذاب نازل کر۔ (یہ مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی کا فتویٰ ہے۔ اِس فتویٰ کو مولانا سعید احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا عبد الرحمان امروہی، مولانا اعزاز علی، مولانا مفتی مہدی شاہ جہان پوری، مولانا قاری محمد طیب، مولانا مفتی محمد شفیع سمیت متعدد علماء اور اصحاب فتویٰ کی تصدیق اور مولوی اشرف علی تھانوی کی علیحدہ تحریر میں توثیق حاصل ہے) (بیّنات صفحہ ۱۷۰، ۱۷۱)

آج کل کے روافض تو قطعاً مُرتد ہیں۔۔۔۔۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں۔ (الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۹۷ مرتبہ مفتی اعظم ہند)

وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ ہم کفّار و مرتدین کے جنازے کی نماز نہیں ایسا (یعنی کافر) جانتے ہوئے پڑھنا کُفر ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۳۳)

جو شخص دانستہ بوہروں کا ذبیحہ کھاتا ہے مُردار کھاتا ہے۔ اُسے امام بنانا جائز نہیں اور اُس کے پیچھے نماز منع۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۸۱ سوفٹ ویئر صفحہ ۱۴۸ مسئلہ ۲۴۷ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن ومکتبۃ مدینہ)

ان رافضیوں کے بارے میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفّار مرتدین ہیں۔
(رسالہ ردالرفضہ مطبوعہ ۱۳۲۰ھ)

مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا تاریخی فتویٰ: ا۔ شیعہ مرد یا شیعہ عورت سے نکاح حرام اور اولاد ولدالزنا۔ ۲۔ شیعہ کا ذبیحہ حرام۔ ۳۔ شیعہ سے میل جول سلام کلام اشد

حرام۔ ۴۔ جو شخص شیعہ کے ملعون عقائد سے آگاہ ہو کر پھر بھی اِنہیں مسلمان جانے بالاجماع تمام آئمہ دین خود کافر ہے۔ (پمفلٹ کیا شیعہ سنی بھائی بھائی ہیں صفحہ ا طبع جھنگ، بحوالہ امام احمد رضا قادری حنفی (رضی اللہ عنہ) مخالفین کی نظر میں صفحہ ۴۱)

بریلوی مسلک کے امام احمد رضا خان مرحوم نے روافض کے خلاف اکابر علماء دیوبند سے بھی سخت فتویٰ دیا ہے چنانچہ آپ کا رسالہ ردّ الرفضہ جس کے شروع میں ہی ایک استفسار کے جواب میں لکھتے ہیں۔ ''رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ خواہ اُن میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کی ہے اگرچہ صرف اِس قدر اِنہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ آئمہ ترجیح و فتاویٰ کی تصیحات پر مطلقاً کافر ہے۔

قاری اظہر ندیم دیوبندی جلی عنوان کے ساتھ لکھتے ہیں۔ جدید و قدیم شیعہ کافر ہیں۔
(ماہنامہ حق چار یار لاہور جون، جولائی ۱۹۹۷ء صفحہ ۵۰۔ بحوالہ امام احمد رضا قادری حنفی مخالفین کی نظر میں، مصنف محمد کاشف اقبال مدنی رضوی)

اہل حدیث کے عالم احسان الٰہی ظہیر صاحب فرماتے ہیں:۔

شیعہ مذہب کے عقائد جاننے والا کسی دلیل سے بھی شیعہ کو مسلمان قرار نہیں دے سکتا، شیعہ نے ہندوؤں، سکھوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے مقابلے میں اسلام کی توہین ایسے انداز سے کی ہے جس کے بعد اِس گروہ کے کُفر میں کوئی شک باقی نہیں رہا۔ میں اہل حدیث اور عالم اسلام کے ہر مسلمان سے کہوں گا خمینی اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں۔ (الشیعہ والتشیع)

روافض زمانہ علی العلوم مُرتد ہیں۔ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں۔ ان سے میل جول، نشست برخاست، سلام کلام سب حرام ہے۔ (احکام شریعت جلد ۲ صفحہ ۳۱)

مولانا محمد انور کاشمیری فرماتے ہیں۔ ''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ میں سے کسی ایک کی خلافت کا منکر بھی کافر ہے۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۵۱)

اعلیٰ حضرت اپنی کتاب ''جزاء اللہ عدوہ باباۂ'' کے صفحہ ۱۵۱ کے آخر میں لکھتے ہیں:
کوئی بھی کُفر یہ عقیدہ رکھنے والا رافضی، وہابی، متصوف نیچری ہرگز صحیح نسب سیّد نہیں۔
(بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۰)

حافظ مولانا محمد خان صاحب فرماتے ہیں:۔

شیعہ مذہب اسلام کے مقابل اور مخالف ایک مستقل جھوٹا اور من گھڑت مذہب ہے، اور جتنا جھوٹ اور جہالت شیعہ مذہب میں موجود ہے دُنیا میں اور کہیں بھی آپ کو نہیں ملے گا اور شیعہ مذہب کی مُستند کُتب پڑھنے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ جھوٹ، جہالت، حماقت، دجل وفریب اور کُفر وشرک و ضلال کی تمام اقسام کامل طور پر اِس مذہب میں موجود ہیں۔ اور شیعہ مذہب قبول کرنے والے لوگ انسانیت کے نام پر ایک عار وعیب ہیں، عقل وفہم میں مُشرکین عرب سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں کیونکہ مُشرکین عرب کے شرک وضلال کی حالت قرآن بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بُتوں کی عبادت کرتے تھے، مُشرکین عرب کا بُتوں کی عبادت کرنا کُفر وشرک ہے لیکن عقل وفہم کے اعتبار سے شیعہ سے وہ بھی اچھے تھے کہ کم ازکم وہ بُت اُن کے سامنے موجود تو ہوتے تھے جبکہ اِس کے بالمقابل شیعہ لوگ ایک غائب اور معدوم چیز کی عبادت کرتے ہیں، اُس چیز کو پُوجتے اور پُکارتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور وہ نگا امام غائب ہے، جس کے پاس شیعہ کا اصل دین موجود ہے۔ شیعہ مذہب اتنا غلیظ وناپاک ہے کہ اس کے پڑھنے کو بھی ایک صاحبِ ایمان کا دِل نہیں کرتا۔''

(ماہنامہ اہل حق شمارہ نمبر۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ صفحہ ۴۳ مدیر ساجد خان نقشبندی جلد۱)

مولانا مفتی محمود فرماتے ہیں۔ ''حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت باندھنا یا صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا منکر ہے یا خلفہ ثلاثہ کو بُرا بھلا کہنا جائز سمجھتا ہے تو وہ خارج از اسلام ہے۔''

(بیّنات صفحہ ۲۲۲ بحوالہ رجسٹر فتویٰ مدرسہ قاسم العلوم ملتان جلد ۵ استفتاء نمبر ۱۰۱۷)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں۔ ''محققین کے نزدیک سبھی روافض کافر بحکم مُرتد ہیں، لہذا اُن کا ذبیحہ جائز نہیں۔'' (فتاویٰ مظاہر العلوم صفحہ ۲۱۳)

مُلّا علی قاری نے بھی بہت پہلے فرمایا تھا۔ ''یہ لوگ اکثر صحابہ کے کُفر کا عقیدہ رکھتے ہیں، اس لیے ان کے کُفر پر سب کا اجماع ہے'' (مظاہر الحق صفحہ ۸۷ بحوالہ تاریخی دستاویز بحوالہ حق چار یار)

آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مُرتد ہیں۔ ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۳۰۱)

رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، چکڑالوی، نیچری، قادیانی اِن سب کے ذبیحے محض نجس ومُردار اور حرام ہیں، اگرچہ لاکھ بار اللہ کا نام لیں اور کیسے ہی متقی وپرہیزگار بنتے ہوں، کہ یہ سب مُرتد ہیں۔ (احکام شریعت جلد اول صفحہ ۱۲۲ مسئلہ نمبر ۴۴ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۶)

صاحب رُوح البیان نے فرمایا ہے کہ انکار سجدۂ آدم کے بعد ابلیس کا خنزیر کی شکل میں اور چہرہ بندر کی طرح ہو گیا۔ صورت، ہیبت اور نعمت سب کچھ چھین لیا گیا اور درج ذیل سزاؤں کا مستحق ہوا۔

۱۔ تمام روئے زمین اور آسمان اوّل کی بادشاہت کے علاوہ جنّت کے افسر خزانہ کے عہدہ سے محروم کر دیا گیا۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنّت کا دروازہ بند۔ ۲۔ حق تعالیٰ کے قُرب سے محروم ہوا۔ ۳۔ عزازیل نام تبدیل کر کے ابلیس نام تجویز کیا گیا۔ ۴۔ بد بخت لوگوں اور کفّار کا پیشوا بنا دیا گیا۔ ۵۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود وملعون بنا دیا گیا۔ ۶۔ معرفت الٰہی کی دولت سے ہمیشہ کے لیے محروم رہ گیا۔ ۷۔ توبہ کا دروازہ اُس کے لیے بند کر دیا گیا۔ ۸۔ نیکی سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا گیا۔ ۹۔ تمام دوزخیوں کا خطیب مقرر ہوا۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا گستاخ رسول وصحابہ عظام اور اولیاء کرامؒ کا بے ادب اِس دُنیا میں حاجی ہو، مفتی، قاضی، نمازی، مجاہد، زاہد، متقی پرہیزگار اور قوم کا سب سے اونچا اور عوام کا محبوب و مقتداء اور سب کچھ ہو لیکن قیامت میں جہنم کے کُتّوں سے ہو گا۔ جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا **"الخوارج کلاب النّار"** بد مذاہب (خوارج) کُتّے ہیں۔ (مفتی فیض احمد اُویسی ابلیس تا دیوبند صفحہ ۱۰)

امام احمد رضا بریلوی کا فتویٰ دیوبندیوں کے رسالے میں۔ ''بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں (شیعوں) کے بارے میں حکم اجماعی یہ ہے کہ علی العلوم مُرتدین ہیں۔ اِن کے ہاتھوں کا ذبیحہ حرام ہے۔ اِن کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الٰہی ہے، اور اگر مرد سُنی اور عورت ان خبیثوں میں سے ہو، جب بھی ہرگز نکاح نہ ہو گا بلکہ زنا ہو گا اور اولاد ولد الزنا ہو گی، باپ کا ترکہ نہ پائے گا، اگرچہ اولاد بھی سُنی ہی ہو کہ شرعاً والد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہو گی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لیئے مہر نہیں، رافضی اپنے کسی قریبی حتیٰ کہ باپ، بیٹے، ماں، بیٹی کا ترکہ نہیں پا سکتا۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست، ستمبر ۱۹۶۸ء صفحہ ۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کو ''رافضی'' کر کے پکارا جائے گا۔تم ان کو قتل کرو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (سراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۵۷۸)

''اِن پر اللہ کی اور تمام فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت تا قیامت ہے اللہ اِن کا نام و نشان اِس جہاں سے مٹا ڈالے اور اِن کی سبزیوں کو زمین سے دور کرے اور اِن میں زمین پر پھرنے والا کوئی باقی نہ رہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے غلّو میں بہت بڑھ گئے ہیں۔ کُفر پر جم گئے ہیں۔ اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ خُداوند کریم اور قرآن اور تمام پیغمبروں کو نہیں مانتے جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں اللہ اُن سے اپنی پناہ میں رکھے۔'' (غنیۃ الطالبین از غوث الاعظم مترجم اردو المعروف بہ تحفہ دستگیر شائع کردہ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور صفحہ ۱۳۱)

''رافضی جو حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالی دے یا اُن پر لعنت کرے وہ کافر ہے۔۔۔ اور جو حضرت ابوبکرؓ کی امامت سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے اسی طرح جو حضرت عمرؓ کی خلافت کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے۔۔۔ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مُرتد ہیں۔ ان پر مُرتدوں کے احکام نافذ ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ''ظہیریہ'' میں لکھا ہوا ہے۔'' (فتاویٰ عالمگیری متبہ بحکم شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)

نوٹ: اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ حکومت میں تمام اہل سنت والجماعت علماء نے متفقہ طور پر شیعوں کے کُفر پر اجماع کر کے شیعوں کو مُرتد اور کافر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور حکومت وقت سے اِن کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا تھا۔ (ملک عبدالرحمان صاحب خادم)

علماء اہل حدیث کا فتویٰ شیعوں کے بارے میں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی

''شیعہ پانچ مذاہب کفّار کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں۔ یعنی یہود، نصاریٰ، مجوس، صائبین اور ہندو'' (تحفہ اثناء عشریہ قلمی صفحہ ۵۰۲)

نواب صدیق حسن خاں صاحب آف بھوپال فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر جس قدر فرقہ خبیثہ موجود ہے وہ کسی ایک اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کافر کہہ کر کافر ہوگیا ہے جب وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کافر کہتے ہیں تو کس طرح کافر نہیں۔ یہ اسلام کے دُشمن ہیں۔ جو اِن کو کافر نہیں کہتا وہ بھی کافر ہے۔ (سراج الوہاج جلد ۲ صفحہ ۵۶۷، ۵۷۷)

آغا خانی کافر ہیں:

اسماعیلیہ آغا خانی فرقہ باطل عقائد پر مشتمل ہے جس کا اسلام سے دور دور کا واسطہ بھی نہیں۔
(اسماعیلی فرقے کے عقائد و نظریات۔ اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام)

آغا خانی مُرتد اور زندیق ہیں۔ آغا خانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ بلاشبہ کافر اور مُرتد ہیں اور واجب القتل ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا اس خطرناک منصوبہ میں کسی قسم کا تعاون کرنا درحقیقت ایمان کو فروخت کرنا ہے۔ حکومت اسلامیہ پر فرض ہے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو مُرتدین کے پنجہءکُفر سے نجات دلائے اور اسلام کے اِن دُشمنوں کو عبرت ناک سزا دے۔
(عبدالرحیم عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالافتاء والارشاد نظم آباد کراچی ۳۰-۴-۱۴ھ)

فرقہ آغا خانیہ ضروریاتِ دین سے انکار کی وجہ سے بلا شک و شبہ کافر اور خارج از اسلام، اِس سے موالات حرام منصوصی ہے۔ موجودہ دور میں یہ فرقہ اپنی کثرت زر کو دیکھ کر تنظیموں کے داموں میں بے علم اور کم علم لوگوں کو پھنسانا چاہتا ہے اور اِسی مکر و فریب سے سیاسی عروج اور دعوت میں کامیابی کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس اِس بناء پر اِن کی تنظیموں میں کوئی حصہ لینا اسلام دشمنی اور مداہنت ہے۔ وھوالموافق
(دونوں فتوے مختصر بیان کیے ہیں) (محمد فرید عنہ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور)

بریلوی کافر ہیں:

اِن (بریلویوں) پیٹ کے کتّوں نے شروع شروع میں اکبر (مُغل بادشاہ) کے دور میں بھی خوب مزے کیے۔ (آئینہ صداقت صفحہ ۲۳)

اگر بریلی میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو آج تمام بریلی مسلمان ہوتی۔
(افاضات الیومیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۵)

نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلا شک شرع اُس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن صفحہ ۷۳)

کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی **(الی ان قال)** یہود و نصاریٰ کی طرح۔
(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۷۹)

یہ (بریلوی) تو مرزائیوں سے بھی بڑھ گئے۔ (بریلوی مذہب صفحہ ۱۸ بحوالہ آئینہ دیوبند از فیض احمد اویسی صفحہ ۳)

جو شخص مُردوں (انبیاءعلیہم السلام و اولیاء کرام) کو پکارتا۔ (یارسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کہتا) ہے۔ اِن سے ضرورتوں کو پورا کرنے اور مصیبتوں کو دور کرنے کی درخواست کرتا ہے تو وہ کافر و مشرک ہے اِس کا خُون بہانا اور مال لوٹنا حلال ہے اگرچہ وہ **لااله الله محمد رسول الله** کہتا، نماز پڑھتا، روزے رکھتا اور زکوٰۃ دیتا ہو! (محمد بن عبدالوہاب صفحہ ۱۶۶ بحوالہ وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۳۱)

مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے ہم خیال کافر، اکفر، دجّال، مائتہ حاضرہ، مُرتد و خارج از اسلام ہیں۔ (ردالتکفیر علی الفحاش الشظیر از مولوی محمد مرتضیٰ دیوبندی مطبوعہ شمس المطابع مرادآباد شعبان ۱۳۴۳ھ)

قارئین کرام! انور کاشمیری کا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے، پھر (محمد فرید عنہ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور) کے فتوے جو دیوبندیوں کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ ''مختار قادیانی نے اعتراض کیا کہ علماء بریلوی علماء دیوبند پر کُفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور علمائے دیوبند علمائے بریلوی پر۔ اس پر مولوی انور کاشمیری نے فرمایا۔ ''میں بطور وکیل تمام جماعت دیوبندی کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبندی ان کی تکفیر نہیں کرتے۔''

(ملفوظات محدث کاشمیری صفحہ ۶۹ طبع ملتان، حیات انور شاہ صفحہ ۳۲۳، روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ نومبر ۱۹۷۶ء، حیات امداد صفحہ ۳۹)

دیوبندی علماء، بریلویوں کو کافر اور مشرک سمجھتے ہیں۔ ''جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوّب از رشید احمد گنگوہی صفحہ ۶۲ ناشر محمد سعید اینڈ کمپنی۔ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

علیؑ کو خلیفہ اول نہ ماننے والے مُرتد ہیں۔ (الانوار النعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ طبع ایران)

علمائے امامیہ (شیعہ) کے مطابق سُنّی، یہودی، نصرانی اور مجوسی سے زیادہ شریر اور بے شک نجس کافر ہیں۔ (الانوار النعمانیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ طبع ایران)

شیخ عبدالعزیز ابن باز اور اُن کی فتویٰ کمیٹی جس میں مولانا عبدالرزاق اور شیخ عبداللہ بھی شامل تھے سے یہ سوال پوچھا گیا کہ رسول اللہ زندہ ہیں، آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں، قبروں والوں سے حاجات روائی کی درخواست کرتے ہیں، قبروں پر گُنبد بناتے اور چراغ روشن کرتے ہیں، یارسول اللہ یا محمدؐ کہتے ہیں، رفع یدین کرنے والے اور آمین بالجہر کہنے والے سے ناراض ہوتے اور اُسے وہابی کہتے ہیں، وضو اور اذان میں نام محمدؐ پر انگوٹھے چومتے ہیں۔ ایسے عقائد کے حامل کے پیچھے نماز جائز ہے؟

فتویٰ: جس شخص کے یہی حالات ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے، اور اگر کوئی نمازی اُس کی اِس حالت سے واقف ہونے کے باوجود اُس کے پیچھے نماز پڑھے تو اُس کی نماز صحیح نہیں، کیونکہ سوال میں مذکور امور میں سے اکثر کُفریہ اور بدعیہ ہیں جو اُس توحید کے خلاف ہیں جسے دے کر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور جو اُس نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی۔ لہٰذا کلمہ گو مُشرک کو امام بنانا ناجائز اور اِس کی امامت میں نماز ادا کرنا غیر درست، اگر کوئی شخص پڑھ لے تو اُس پر نماز لوٹانا ضروری ہے۔ (فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب فروری ۲۰۰۶ء، کلمہ گو مُشرک صفحہ ۱۲۸)

سُنّی ''علی ولی اللہ'' کا کلمہ نہ پڑھنے سے مومن نہیں۔ (چراغ مصطفیٰ شرار بولہبی صفحہ ۱۳)

مولوی مرتضیٰ حسن ''ناظم تعلیم دیوبند'' کا فتویٰ بریلویوں کے خلاف اِن کے اُن عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر بھی انہیں کافر و مُرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مُرتد و کافر ہے پھر اس کو جو ایسا نہ سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے۔ (اخبار وکیل امرتسر ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں یا شیخ عبدالقادر و یا شیخ سلیمان کا وظیفہ پڑھنا جیسا عوام کا عقیدہ ہے اِن کے مرتکب ہونے سے بالکل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مشرک ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ امدادیہ جلد ۴ صفحہ ۵۶ بحوالہ بریلوی فتنہ کا نیا روپ صفحہ ۷۱)

جب مولوی اشرف تھانوی نے شبلی نعمانی کو کافر قرار دیا تو عبدالماجد دریا آبادی ایڈیٹر صدق نیت اشرف علی کو خط لکھا کہ شبلی تو بڑے نمازی، پرہیز گار اور تہجد گزار ہیں۔ اس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے جواب دیا کہ بد دین آدمی اگر دین کی باتیں بھی کرتا ہے تو اِن میں ظُلمت لپٹی ہوئی ہوتی ہے (کمالات اشرفیہ) اہل سُنّت یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں۔ (تحفہ اثناء عشریہ قلمی صفحہ ۷۰۴ نیز حدیقہ شہدا صفحہ ۶۵)

اگر کسی سنّی کے جنازہ پر شیعہ حاضر ہو اور نماز جنازہ پڑھنی پڑھ جائے تو میّت کے حق میں یہ دُعا کرے۔ اے اللہ! اِس کے پیٹ اور قبر کو آگ سے بھر دے! اور اِس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دے۔

(جامع العباسی در بیان نماز واجب و سنّت باب دوم فصل نمبر ۸)

چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ سب لوگ کافر ہیں۔ (جامع الشواہد صفحہ ۲ بحوالہ الاعتصام السنۃ مطبوعہ کانپور صفحہ ۷، ۸)

کذب کوقرآن وحدیث میں برابرشرک کے رکھا ہے اِس لیے مقلدین پر اطلاق لفظ مشرکین کا تقلید پر اطلاق لفظ شرک کا کیا جاتا ہے۔ دُنیا میں آج کل اکثر یہی مقلّد پیشہ ہیں۔ **وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ**۔(سورۃ یوسف آیت ۱۰۷) (اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس طرح کہ وہ شرک کررہے ہوتے ہیں) یہ آیت ان پر بخوبی صادق آتی ہے۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۶۔از نُورالحسن خان ۱۳۰۱ھ)

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا حاضروناظر جان کر وِرد کرنے والا مشرک ہے جو شخص مجوّز اور مفتی اِن اُمور کا ہے وہ رائس المشرکین ہے۔ اِس کے پیچھے نماز درست نہیں اور اِس طرح کا اعتقاد رکھنے والا چاروں مذاہب میں کافر اور مشرک ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۵۲ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور)

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔ (اس فتویٰ پر بہت سے علماء کی مہروں کے علاوہ مولوی محمود الحسن دیوبندی کی مہر بھی ہے) (فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی جلد ۲ بار اوّل صفحہ ۳۲)

اوڑھ کر حامد رضا خان آئے بدعت کا لحاف — ذات اُن کی مجدد بات اُن کی لاف کاف
مانچسٹر کے کفن سازوں سے لایا ہے ادھار — شرک کی انٹی بریلی کا یہ بُڈّھا نُور باف
بیچ میں کھٹمل بھرا گودڑ ہے پھیلا ہوا — گرچہ آتا ہے نظر اُجلا رضائی کا غلاف
ہم مٹا دیں گے زمانے میں نشان اسلام کا — بندہ پرور کہہ نہیں دیتے کیوں صاف صاف

(ماخوذ، فاضل بریلوی کے فقہی مقام کی حیثیت صفحہ ۸۰،۸۱، بہارستان صفحہ ۲۱، بحوالہ رضاخانیوں کی کُفر سازیاں ۱۲۷)

(مولوی احمد رضا خان بریلوی سے عقیدت رکھنے والے تمام گروہ مثلاً منہاج القرآن ،دعوت اسلامی، سُنّی دعوت اسلامی، سُنّی تحریک وغیرہ وغیرہ بھی اِن فتاویٰ کُفر کی ذیل میں آتے ہیں)

وهابی کافر هیں:

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں:۔

جس طرح اب وہابیہ مار دین اعدائے دین کا حال ہے۔ اللہ انہیں (وہابیوں کو) مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ اُن کے وصف کوایک حدیث بس ہے جو دارقطنی اور ابو حاتم نے ابوامامہ باہلی سے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ترجمہ: گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتّے ہیں۔ کُتّا اور وہ بھی بدترین خلائق یعنی دوزخیوں کے۔ جن کو فرمایا وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں، کُتّے سے بدتر، سؤر سے بدتر، سؤر کے لیے اگر کوئی کُتّا فرض کیا جائے تو ایسے لوگ سؤر سے بھی بُروں کے کُتّے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۶ تا ۲۹۱ سوفٹ وئیر صفحہ ۵۲ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن کراچی ودعوت اسلامی)

وہابیہ ناپاک کو آپ جانیں کہ سب گمراہوں کے فضلہ خوار ہیں۔۔۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۹ صفحہ سوفٹ وئیر ۲۰ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت جلد ۶ کے صفحہ ۶۷۰ اور سوفٹ وئیر صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اِن سب پر اللہ رحمت فرمائے اِس زمانے میں اِن چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔ جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔ بالجملہ بدمذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مبانیت یقینی ہے، کسی کا دِل گوارا کرے گا کہ جہنم کے کتّوں سے ایک کتّا مناجات الٰہی میں اس کا مقتداء ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۶۷۰ تا ۶۷۹ سوفٹ وئیر صفحہ ۲۷ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن کراچی و دعوت اسلامی)

وہابیہ وغیر مقلدین، دیوبندی و مرزائی وغیرہ ہم فرقے آج کل سب کفّار و مرتدین ہیں ان کے پاس نشست و برخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگر چہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ کتاب الحضر صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

اسی طرح تمام وہابیہ وغیر مقلدین شیطان کے بھائی ہیں۔ غیر سُنّی کو واعظ بنانا حرام ہے اگر چہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ صفحہ ۶۹، ۷۱ کتاب الشتی مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

وہابی یا غیر مقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا، حدیث میں ہے نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو، نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۹ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن۔ مکتبۃ المدینہ کراچی دعوت اسلامی)

مُرتدوں میں سب سے خبیث تر وہابی ہیں۔ (احکام شریعت جلد ا صفحہ ۸۰)

جو شخص وہابیہ اور اہل سُنّت علماء کو یکساں سمجھتا ہے اِس قدر بات اُس کے خارج از اسلام ہونے کو بہت ہے اُس کے پیچھے نماز باطل ہے جیسے کہ ہندو یا نصرانی کے پیچھے۔ (فتاویٰ رضویہ مسئلہ ۸۶۳ جلد ۶)

مسئلہ نمبر ۸۱۲ جلد ۶ میں مولوی احمد رضا خان لکھتے ہیں کہ وہابی کی نماز نہ کسی کے پیچھے ہوسکتی ہے نہ خود تنہا۔ وہابیہ توہین خُدا اور رسول کے سبب اسلام سے خارج ہیں۔ جس نے اُن کے کُفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ مسئلہ ۷۲۷ جلد ۶ میں ہے کہ وہابیہ مُرتدین ہیں اور مُرتد کے لیے نماز نہیں۔ مسئلہ ۷۹۹ جلد ۶ میں ہے کہ دیوبندیہ کو سب علمائے کرام حرمین نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ وہ مُرتد ہیں۔ مسئلہ ۷۴۹ جلد ۶ میں ہے کہ وہابیہ کی بُرائی بیان کرنا فرض ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۶۳۶ سوفٹ ویئر صفحہ ۱۶۴ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن ومکتبۃ مدینہ)

یہ شقی گروہ رسول اللہؐ پر نبوّت ختم ہونے کا صاف مُنکر ہے۔ خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرنا اور بمعنی آخرالنبیین لینے کو خیال جہال بتاتا یا رسول اللہؐ کے چھ یا سات مثل موجود مانتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ از اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ۱۵۷ ناشر رضا فاؤنڈیشن مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اشاعت دوم اگست ۱۹۹۱ء)

مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی بہاول پور دیوبندیوں وہابیوں سے متعلق فرماتے ہیں:۔

یادرہے کہ یہ فرقہ دراصل وہی دُشمنان اسلام ہے جس نے یہودیت ونصرانیت سے منافقت کا نام پایا پھر وہ خارجی بنے اس کے بعد معتزلہ پھر ابن تیمیہ کے ہمنوا ہو کر وہابیت کے روپ میں اُبھرے اب اِن کا نام نجدی، وہابی، دیوبندی، مودودی، احراری۔ تبلیغی، تنظیمی پنج پیری وغیرہ وغیرہ ہے۔ مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

ابلیس

دُشمنان اسلام کفّار ومشرکین یعنی اعدائے انبیاء ومرسلین

یہودیت -- نصرانیت

منافقت، خارجیت، معتزلہ، ابن تیمیہ

گُمراہی کے پھندے۔۔ پیٹ کے دھندے

نجدیت

وہابیت

دجّال لعین

وھابیت کی شاخیں:

ا۔ مودودی کی جماعت اسلامی۔ ۲۔ خاکساری۔ ۳۔ جمعیت العلماء ہند کی جمعیت علماء اسلام۔ ۴۔ غلام خانی۔ ۵۔ احرار پارٹی۔ ۶۔ نیچری۔ ۷۔ تبلیغی جماعت۔ ۸۔ مجلس تحفظ ختم نبوّت۔ ۹۔ پرویزی۔ ۱۰۔ تنظیم اہلسنت۔ ۱۱۔ چکڑالوی۔ ۱۲۔ دیوبندی وہابی۔ ۱۳۔ پنجپیری ملا طاہر۔ ۱۴۔ غیر مقلد وہابی۔ ۱۵۔ ندوی۔ ۱۶ اتحاد العلماء اور (سپاہ صحابہ) (اِن تمام گروہوں کے خلاف بھی وہ تمام کُفر کے فتاویٰ لاگو ہوتے ہیں جو وہابیوں کو دیے گئے ہیں۔ اور مندرجہ بالا گروہوں کے خلاف جو فتاویٰ ہیں وہ وہابیوں کے خلاف بھی سمجھیں جائیں) اہل باطل سے رہیں سنّی مسلماں ہوشیار

(وہابی و دیوبندی کی نشانی از مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور صفحہ ۱۱، ۱۲)

مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتاب ''الدولتہ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ علی صدیق کمال حنفی مدرس مسجد الحرام لکھتے ہیں: اللہ نے اِس زمانے میں مسلمانوں کی فریادرسی کی کہ اُس نے خارجی وہابیوں دوزخ کے کُتّوں کا رَدّ کیا، جو یہود ونصاریٰ ومشرکین سے بھی زیادہ اسلام کے حق میں صفر اور نام کے مسلمان نرے کافر ہیں۔ اللہ اُن کی بلاؤں سے بچائے۔

(ماہنامہ معارف رضا کراچی جنوری ۲۰۱۱ء صفحہ ۱۶)

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا کہ ایک عورت سُنّیہ حنفیہ جس کا باپ بھی سُنّی حنفی ہے، اس کا نکاح ایک غیر مقلد وہابی سے جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: اللہ بھی حق بات کرنے اور اس کے بارے میں مثال دینے سے نہیں شرماتا۔ **ان الله لا يستحيي من الحق.** اور ہمارے لیے بھی یہ مثال دینا بُرا نہیں: کہ جو عورت کسی بدمذہب کی جورو بنی، وہ ایسی ہے، جیسے کُتّے کے تصرف میں آئی۔ کیا کسی کو پسند ہے کہ اس کی بیٹی یا بہن کسی کُتّے کے نیچے بچھے۔۔۔؟ باقی اتنا معلوم کرنا رہا، کہ بد

مذہب (وہابی) کُتّا ہے یا نہیں؟ ہاں ضرور ہے، بلکہ کُتّے پر عذاب نہیں اور یہ عذاب کا شدید مستحق ہے۔

(ازالتہ العار صفحہ ۲۲ دلیل ۶ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں)

وہابی نے جنازہ کی نماز پڑھائی تو گویا وہ مسلمان بغیر جنازہ نماز کے دفن کیا گیا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۶ بحوالہ بریلویت از احسان الٰہی ظہیر بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۴)

وہابیہ یہود و نصاریٰ سے، ہندوؤں سے اور مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔ اِن کا کُفر اُن سے کہیں بڑھ کر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۳ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۱)

وہابی، شیطانی، کذابی (مُراد دیوبندی) سے بدن لگ جائے تو وضو کی تجدید (تازہ وضو کرنا) مستحب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب الطہارۃ صفحہ ۱۹ بحوالہ تحفہ بریلویت از مولانا مطیع الحق صفحہ ۱۴۷)

وہابیوں کو نکاح کے لیے دُختر مت دو، اُن کے مُردہ تمہارے قبرستانوں میں مت دفن کرو۔ تمہاری مسجدوں میں انہیں داخل نہ ہونے دو، سلام نہ کرو، جو انہیں سلام کرے وہ کافر ہے۔ انہیں کافر نہیں جاننے والا بھی کافر ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ نوجوانو! وہابیوں، تبلیغیوں کی عورتوں سے زنا بالجبر کرو، اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ خود بخود سُنّی کہلائے گی۔

(سرورق ہفت روزہ ندائے عرفات جلد ۲ شمارہ ۲ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۹ء، طابع و ناشر و مدیر عتیق احمد، پیرسن پرنٹر کے کے روڈ شموگہ، کرناٹک یعنی میسور صفحہ ۴ کالم ۳ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۲۶۱)

وہابی مُرتد کافر ہیں ان کے جنازے کی نماز جائز نہیں۔

وہابیہ کی نماز نماز ہے نہ ان کی جماعت جماعت۔ وہابیوں کی مسجد کفّار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔ جس طرح نماز باطل اسی طرح وہابی کی اذان بھی باطل ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۳۳، ۱۶۷)

مفتی احمد یار خان گجراتی (بریلوی) فرماتے ہیں کہ حنفیوں کو چاہیے غیر مقلد وہابیوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور اُن کے کنوئیں کا پانی بے تحقیق نہ پئیں، ان کے کنوئیں اکثر گندے ہوتے ہیں، جن سے یہ لوگ کپڑے دھوتے، نہاتے اور وضو کرتے ہیں۔ (جاءالحق صفحہ ۲۲۲ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۲۰۲)

وہابیہ اگر گُمراہ نہ ہوں گے، تو ابلیس بھی گُمراہ نہ ہوگا کہ اس ابلیس کی گُمراہی ان وہابیوں سے ہلکی ہے۔ (احکام شریعت صفحہ ۱۱۷ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۸)

مولوی احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔ ''وہابی ایسے کو خُدا مانتا ہے۔۔۔۔۔ جس کا کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، طوالت جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۷۷۵ بحوالہ بریلوی فتنہ کا نیا روپ از محمد عارف صفحہ ۲۲۸)

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔ ''وہابی کا مطلب و معانی بے ادب با ایمان بدعتی کا مطلب با ادب بے ایمان'' (افاضات الیومیہ جلد ۴ صفحہ ۸۹، الکلام الحسن جلد ۷ صفحہ ۵۷ اور اشرف الطائف صفحہ ۳۸)

جو مسلمان اِس حکومت سعودیہ کی موجودگی میں حج یا زیارت سے مشرف ہوں گے یا آئندہ اس شرافت کو حاصل کریں گے، وہ سب کا سب نہ صرف ناجائز و باطل ہوگا بلکہ وہ خود بھی اپنے ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ پھر اور لکھا ہے۔ کفار نجد کے اس مجموعہ خبیثہ میں اور بھی بکثرت کفریات قطعیہ و ارتدادات یقینیہ اعلےٰ گھلے بھرے ہیں، مگر آدمی کے کافر و مُرتد ہو جانے کے لیے معاذ اللہ ایک ہی کُفر و ارتداد بس ہے۔ (تجانب اہل سنت صفحہ ۲۶۳ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

وہابیہ اخبث واضر (سب سے زیادہ پلید اور نقصان کار) اور ہر کافر اصلی یہودی، بُت پرست، مجوسی سے بدتر ہیں۔ (احکام شریعت صفحہ ۱۲۴ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۹۴)

کسی کافر سے بدن چھو جانا اگرچہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ جیسے قادیانی یا چکڑالوی یا نیچری یا آج کل کے تبرائی رافضی یا کذابی یا بہائی یا شیطانی یا خواتمی وہابی جن کے عقائد کُفر کا بیان حسام الحرمین میں ہے یا اکثر غیر مقلد خواہ بظاہر مقلد وہابیہ کہ اُن کے عقائد ارتداد پر مطلع ہو کر اُن کو عالم دین و عمدہ مسلمین کہتے یا اللہ رسول کے مقابل اللہ و رسول کو گالیاں دینے والوں کی حمایت کرتے ہیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم یا جھوٹے متصوف کہ حلول و اتحاد کے قائل یا شریعت مطہرہ کے صراحتاً منکر و مبطل ہیں ان دسوں طائفوں اور ان کے امثال سے مصافحہ کرنا تو خود ہی حرام قطعی گناہ کبیرہ ہے۔ اگر بلا قصد بھی ان کے بدن سے بدن چُھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ از مولوی احمد رضا خان جلد ا صفحہ ۷۱۵ ناشر رضا فاؤنڈیشن مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اشاعت دوم اگست ۱۹۹۱ء)

فتاویٰ افریقہ میں مختلف فتنوں اور فرقوں کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ ''ظاہر میں ان سب سے ہلکے، لیکن حقیقت میں ان سب سے سخت وہابیہ ہیں۔ خُدا اِن پر لعنت کرے، اور ان کو رُسوا کرے اور

اِن کا ٹھکانہ اور مسکن جہنم کرے۔'' غیر مقلد وہابی سلام کرے، تو اگر فتنے کا خوف نہ ہو، تو جواب دینے کی اصلاً ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۵، ۱۷۰)

وہابی کو زکوٰۃ دی، تو یہ زکوٰۃ ہرگز ادا نہیں ہوتی۔ (بہار شریعت صفحہ ۴۶ جلد دوم)

احمد رضا خان بریلوی اپنے رسالہ **"تنویر الحجته لمن یجوزا لتواء الحجته"** کے صفحہ ۹، ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ یہ تو کسی سے مخفی نہیں کہ نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر و مُشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ خبیثہ اور ان کا قتل ونہب مسلمین کا عادی ہونا ہی مسلمانوں کے اُن سے خوف وضرب ونہب وقتل وغارت کا کافی ذریعہ ہے۔۔۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو ہم کہتے ہیں اور بہ جزم یقین کہتے ہیں کہ آج جب کہ حجاز مقدس میں ابن سعود منحوس ونا مسعود ومخذول ومطرود ومردود اور اُس کے ہم راہیان نامحمود کا نحس درود ہے، اور حسبِ بیان سائل فاضل و دیگر کثیر حضرات حجاج وافاضل امان مفقود ہے، فرضیت ساقط ہے یا ادائے غیر لازم ہے۔ مزید لکھتے ہیں۔ آج ان نجدیان نافرجام کے اِس فتنے کی روک تھام حاجیوں سے ممکن نہیں تو کس طرح اُن پر حج کرنا فرض ہو گا؟ گرامی برادران! یہ تو آفتاب نصف النہار کی طرح ہر ذی عقل پر روشن اور آشکار ہو لیا کہ اِن دنوں آپ پر حج فرض نہیں یا ادا لازم نہیں۔ (بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۷۵)

اعلیٰ حضرت سے ایک سوال کہ کیا خلفاء راشدین کے دور میں بھی فرقہ وہابیہ تھا؟ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک بار بارگاہ رسالت میں صحابہ کرامؓ حاضر ہیں۔ ایک شخص آیا، اور مجلس اقدس کے کنارے پر کھڑے ہو کر مسجد میں چلا گیا۔ ارشاد فرمایا گیا، کہ کون ہے کہ اسے قتل کرے؟

صدیق اکبرؓ اندر گئے تو دیکھا کہ وہ نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر صدیق اکبرؓ کا ہاتھ نہ اُٹھا۔۔۔ اور پھر آپؐ کے ارشاد پر فاروق اعظم اُٹھے اور اندر گئے، تو انہیں بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ پھر آپؐ کے ارشاد پر حضرت علیؓ اُٹھے، تب تک وہ جا چکا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اُسے قتل کر دیتے تو اُمّت پر سے فتنہ اُٹھ جاتا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ''یہ تھا وہابیہ کا باپ، جس کی ظاہری اور معنوی شکل آج دُنیا کو گندہ کر رہی ہے۔''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت از محمد مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند تا ۱۹۸۱ء صفحہ ۸۴ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۸۸)

دیوبندی کافر ہیں:

مولانا ابوالطاہر محمد طیّب دانا پوری فرماتے ہیں کہ او مُرتد نانوتوی! او بے ایمان چکڑالوی! او بے دین نیچری! او بے دین گاندھوی! او لا مذہب احراری! او اکفر الناس خاکساری! اور گُمراہ لیگی! تم سب صحابہ وتابعین وحضرات مفسرین وآئمہ دین واجماع مسلمین کے بتائے ہوئے معانی ضروریہ دینیہ کے خلاف اپنے جی سے جدید معانی کفریہ گھڑ کر اسلام سے خارج ہو گئے۔ آج ہر وہ لیڈر مظلم لیگی (مسلم لیگی) ہو یا کانگریسی۔ احراری ہو یا خاکساری۔ رافضی ہو یا مرزائی۔ وہابی ہو یا دیوبندی۔ یہ خبثا کتّوں کی طرح دُم دبا کر بھاگتے ہیں۔ (قہر القادر از دانا پوری صفحہ ۱۸، ۲۵ بحوالہ پڑھتا جا شرماتا جا از حافظ عبدالرشید اسلامک اکیڈمی مانچسٹر)

وہابیہ دیوبندیہ۔۔۔ قطعاً مُرتد اور کافر ہیں اور ان کا ارتداد سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو اِن مرتدوں اور کافروں کے ارتداد اور کُفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا مُرتد اور کافر ہے۔ اور جو شک کرنے والے کے کُفر میں شک کرے وہ بھی مُرتد و کافر۔

(حسام الحرمین صفحہ ۱۷۶ از مولوی احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

اِن سے بدتر اِن میں دیوبندی کہ انہوں نے گنگوہی ونانوتوی وتھانوی اپنے احبار ورہبان کی کُفر اسلام بنانے کے لیے اللہ و رسول کو سخت گالیاں قبول کیں۔ قادیانی، نیچری، چکڑالوی، روافض، خوارج، نواصب، معتزلہ وغیرہ مرتدین، یا ضالین معاندین دین کہ سب مُرشد عام کے مخالف و مُنکر ہیں یہ اشد ہالک ہیں اور اِن سب کا پیر یقیناً شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر و ولی وقطب بنیں۔ (فتاویٰ افریقہ از اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۳۰)

چمر توحیدوں کے امام اول ابلیس نے حکم خُداوندی سے کُفر وعناد کر کے اپنے آپ کو خبیثہ تقویۃ الایمان کا وارث ثابت کر دیا۔ (تجانب اہل سنت بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

جو اِن کے (نانوتوی) کے کُفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ جو کُفر کی بات کہے کافر ہے اور جو اِس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے (حسام الحرمین صفحہ ۱۱۳ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

اسماعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خبط کہہ کر کافر ہوا، جب وہ کافر تو اُس کے متبع، اُس کے معتقد

اور دیو بندی سب کافر ہوئے۔ (کشف ضلال دیو بند کا حاشیہ صفحہ ۸۴ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۲۷)

معلوم ہوا کہ دیو بندی ونجدی دونوں ایک ہی طرح کے عقائد کُفر یہ رکھتے ہیں۔ کُفر وارتداد میں دونوں ایک دوسرے کے سگے بھائی ہیں۔ (تجانب اہل سنت از داناپوری بحوالہ رضا خانی کُفر سازیاں)

یہ قطعاً کافر اور مُرتد ہیں اور ان کا ارتداد کُفر سخت اشدّ درجے تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جوان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کُفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا کافر و مُرتد ہے۔

(پوسٹر علمائے بریلی۔ بحوالہ آفاق ۱۸ نومبر ۱۹۵۲ء)

علمائے اہلسنت دیو بند کافر ہیں۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے مگر اِن کا حرام۔ ایک جلسہ میں آریہ، قادیانی، عیسائی اور دیو بند ہوں تو وہاں اہلسنت دیو بند کے خلاف بولا جائے۔

(ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳۲۵ اور احکام شریعت صفحہ ۱۱۴ اور جاء الحق صفحہ ۱۴)

بہشتی زیور (مُصنّف مولوی اشرف علی تھانوی ہیں) کا دیکھنا مسلمان بھائی کے لیے حرام ہے۔ اِس کتاب کے مُصنّف کے بارے میں تمام علمائے حرمین نے فرمایا 'من شک فی کفرہ فقد کفر' کہ جو شخص اِس کی باتوں سے مطلع ہوکر بھی، اُسے مسلمان جاننا تو درکنار، اُس کے کافر ہونے میں شک کرے، تو وہ بھی کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷ کتاب الطلاق، ایمان، حدود وتعزیر سوفٹ وئیر صفحہ ۸۹)

داناپوری صاحب اپنی کتاب ''العضوب السنیہ'' میں لکھتے ہیں کہ پیر بخش کے بیٹے ہدایت احمد اور فرید بخش کی بیٹی کریم النساء دونوں دیو بندی دھرم میں (پیر بخش اور فرید بخش نام کی وجہ سے) حرامی ہوئے یا نہیں؟ اِن دونوں کے باہمی نکاح سے جناب گنگوہی جی پیدا ہوئے، تو گنگوہی جی جیسے لوگوں کی کیسی اولاد ہوئی؟ ابھی تو صرف گنگوہی جی کا نسب نامہ بطور نمونہ دکھایا ہے، آگے چل کر ہر ایک دیو بندی کا حرامی ہونا ثابت کیا جائے گا۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ داناپوری صاحب فرماتے ہیں:۔

طلاق تو نکاح کی ہوتی ہے۔ دیو بندی اگر بوقت نکاح بھی دیو بندی تھا تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، اور اگر سُنّی (بریلوی) تھا، اور بعد میں دیو بندی بنا، تو اب مُرتد ہو گیا اور مُرتد ہوتے ہی اُس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ بہر حال کسی صورت میں طلاق کی حاجت نہیں۔'' (بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۱۸۶)

مفتی احمد یار خان گجراتی فرماتے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی کا شجرہ نسب یہ ہے رشید احمد بن مولانا

ہدایت احمد ابن قاضی پیر بخش ابن غلام حسین ابن غلام علی اور ماں کی طرف سے نسب یہ ہے رشید احمد ابن کریم النساء بنت فرید بخش، دیو بندی بتائیں کہ مولوی رشید احمد کے خاندانی بزرگ مُشرک مُرتد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ اور اگر تھے تو مُرتد کی اولاد حلال ہے یا حرامی؟'' (جاء الحق صفحہ ۳۸۸)

اہلسنت دیو بند سے نکاح حرام ہے ان کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ جانور سے بھی۔

(احکام شریعت صفحہ ۱۳۴)

علیؓ کو خلیفہ اوّل نہ ماننے والے مُرتد ہیں۔ (الانوار النعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ طبع ایران)

فرقہ احرار اشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے۔ بہر حال جو احراریوں کے اُن ناپاک اقوال ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے قائلین کے قطعی یقینی کافر و مُرتد ہونے میں شک رکھے یا اِن کو کافر و مُرتد کہنے میں توقف کرے وہ بحکم شریعت قطعاً یقیناً کافر و مُرتد ہے۔

(تجانب اہل سنت صفحہ ۱۶۰، ۱۷۷ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۷۳، ۱۷۴)

مولوی احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ یہ بہائمی گروہ لعین ہر پاگل اور چوپائے کے لیے علم غیب مان کر صاف کہتا ہے کہ جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو تھا ایسا علم تو ہر پاگل اور جانور کو ہوتا ہے۔ اس شیطانی گروہ کے نزدیک ابلیس لعین کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ بلکہ بیشمار زیادہ ہے۔ ابلیس کی وسعت علم کو نص قطعی سے ثابت کہتا اور رسول اللہ ﷺ کی وسعت علم کو باطل اور بے ثبوت مانتا ہے۔ اُن کے لیے وسعت علم کے ماننے کو خالص شرک بتاتا مگر ابلیس کو وسعت علم میں خُدا کا شریک جانتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ کتاب الطہارۃ کتاب رضا فاؤنڈیشن صفحہ ۹۶۳ تا ۹۷۱ سوفٹ وئیر صفحہ ۱۰۲)

مولوی احمد رضا خان سے پوچھا گیا اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھنا چاہیے؟ جواب: میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے منع نہیں کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ البتہ غلام احمد قادیانی، سر سید احمد علی گڑھی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی کے کُفر میں جو شک کرے وہ خود کافر۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۷۲)

جناب پروفیسر حافظ غلام محمد میمن صاحب (دیو بندی) فرماتے ہیں کہ سبحان السبوع میں سید اسماعیل شہید کی صرف ایک تین سطری عبارت پر پچھتر ۷۵ کُفری الزامات لگائے پھر بھی تسلی نہیں ہوئی

اور لکھتے لکھتے آخر صفحہ پچانوے ۹۵ پر مزید یہ لکھ کر اپنے غصہ کی آگ کو ٹھنڈا کیا کہ ''پچھتر ۷۵ کُفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک قول پر لگتے ہیں، باقی کفریات تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم میں (تصنیفات سید اسماعیل شہید) میں ایسے اہلے گہلے پھر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل کرتے ہوئے، فی کُفر ایک نکتہ ان کی قبر پر لگاتے جائیے، تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا منہ کالا ہو جائے گا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ کُفر وشرک دھڑی دھڑی کر کے بیچا۔'' اِسی کتاب (سبحان السبوح) میں صفحہ ۷۵ پر حاشیہ میں یہ الفاظ بھی دیکھیں کہ ''کسی عاقل کے نزدیک دیوبندیوں کی کتابیں تھوکنے کے قابل بھی نہیں، بلکہ ان پر پیشاب کرنا پیشاب کو مزید ناپاک کرنا ہے۔ الٰہی! ابلیس اور اولادِ ابلیس سے تیری پناہ۔'' (دیوبندیوں کی کتابیں آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے بھی آراستہ ہیں۔)
(بریلویت حقائق کے آئینے میں از پروفیسر حافظ غلام محمد میمن صفحہ ۱۴۸)

(دیوبندیوں کی) نہ اِن کی نماز ہے نہ اِن کے پیچھے نماز، نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے۔
(احکام شریعت جلد اول صفحہ ۱۲۹ بحوالہ دھماکہ)

اسماعیل دہلوی و گنگوہی و تھانوی اور سارے کے سارے وہابی سب مشرک کافر ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۳ صفحہ ۶۰۵ تا ۶۱۸ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن)

دیوبندیوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں۔ ان کی کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔ البتہ ان کے ورقوں سے استنجا نہ کیا جائے۔ حروف کی تعظیم کی وجہ سے، نہ کہ ان کتابوں کی تعظیم کی وجہ سے۔
(فتاویٰ افریقہ جلد دوم صفحہ ۱۳۶ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۹۹)

مُرتدوں میں سب سے بدتر مُرتد منافق ہے۔ یعنی وہ ہے کہ، جس کی صحبت ہزاروں کافروں سے بُری اور نقصان کار ہے، کہ یہ مسلمان بن کے کُفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ، خصوصاً دیوبندیہ، کہ اپنے آپ کو خالص اہل سُنّت کہتے ہیں۔ حنفی بنتے، چشتی نقشبندیہ بنتے، نماز روزہ ہم جیسا کرتے، ہماری کتابیں (حدیث وفقہ) پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اور صفحہ ۷۰ پر ہے کہ اور اب جو اہل حدیث کہلاتے ہیں، وہ ضرور اسماعیلی اور گُمراہ ہیں۔ اور دیوبندیہ ان سے (بھی زیادہ) گمراہ اور صریح مُرتد ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۵ بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۲۰۰)

اہل دیوبند سے نکاح حرام ہے ان کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ جانور سے بھی۔
(احکام شریعت از مولوی احمد رضا خان صفحہ ۱۳۴)

علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ بابت دیوبندیہ و مثلہم۔ ''یہ سب کے سب مُرتد ہیں۔ باجماعِ اُمّت اسلام سے خارج ہیں۔ بے دینی و بد مذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر جو اپنی گُمراہی کے سبب قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں۔۔ عالموں، فقیروں اور نیکوں کی وضع بنتے ہیں اور باطن ان کا خباثتوں سے بھرا ہوا ہے۔''
(حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین صفحہ ۷۳ مصنف مولانا احمد رضا خاں مطبوعہ مطبع اہل سنّت والجماعت واقع بریلی)

مولانا عبدالشکور کی تعریف مولوی محبوب علی خان نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کی ہے۔
''آپ ٹھیٹ کافر و مُرتد ہوئے۔'' آپ کھلے ہوئے کافر و مُرتد ہوئے۔'' آپ ڈبل کافر و مُرتد ہوئے۔'' ''آپ اشد کافر و مُرتد ہوئے۔'' ''آپ اقراری کافر و مُرتد ہوئے۔'' ''آپ کافر و مُرتد ہوئے۔''
(برق خداوندی صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

احمد رضا خان صاحب کا ایک تاریخی فتویٰ دیوبندیوں کے خلاف:

آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی اور جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں، دُنیا میں سب سے بدتر مُرتد ہے اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد، اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مُرتد مرد ہو یا عورت۔'' مرتدوں میں سب سے بدتر مُرتد منافق ہے یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کُفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سُنّت وجماعت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ اور رسول کو گالیاں دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار، خبردار، مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچاتے ہوئے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ صفحہ ۳۲۲ تا ۳۲۹ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن صفحہ سوفٹ وئیر ۶۰ و احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۲ طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ وہابی، قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی جملہ

مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہوگا، مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد، محض باطل اور زِنائے خالص ہوگا اور اولا د وَلدُ الزّ نا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۳۰۱)

مولوی احمد رضا بریلویوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو: دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے: اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنھوں نے اُن سب کو اپنے اندر لے لیا: یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں اُن کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔ (وصایا شریف صفحہ ۷،۸)

جاوید احمد غامدی فرماتے ہیں:۔

اس گروہ کی عمر پوری ہو چکی۔ اسکی مثال اب اُس فرسودہ عمارت کی ہے جو نئی تعمیر کے وقت آپ سے آپ ویران ہو جائے گی۔ پھر اس گروہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔''اِس گروہ کے بڑوں میں قاسم نانوتوی، محمود الحسن دیوبندی، انور کاشمیری، حسین احمد مدنی، اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی کے نام نمایاں ہیں۔ (مقامات از غامدی صفحہ ۱۸، بحوالہ تحفہ غامدی از مولانا مفتی عبدالواحد صاحب)

حنفیہ بریلویہ کے بانی مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ یہ سب گروہ (یعنی گنگوہیہ، تھانویہ، نانوتویہ و دیوبندیہ) اجماع اسلام کی رو سے کفّار اور مُرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' مولوی خان صاحب نے مزید مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی محمود الحسن وغیرہ دیوبندی مولویوں کی نسبت لکھا ہے کہ یہ قطعاً مُرتد و کافر ہیں اور اِن کا ارتداد و کُفر اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو اِن مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کُفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا مُرتد و کافر ہے۔ اِن کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی انہیں نماز نہ پڑھنے دیں۔ جو اِن کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا اور اُس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی اور جو اولاد ہوگی حرامی ہوگی از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی۔ (حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مع سلیس اردو مسمّی مبین احکام و تصدیقات اعلام ۱۳۴۵ھ مطبوعہ بریلی۔
جمادی الاول ۱۳۲۶ھ بار اول از مولوی احمد رضا صفحہ ۲۴)

مفتی فیض اویسی فرماتے ہیں کہ میں نے تجسس کیا کہ جو بھی حق مذہب اہلسنّت کو ترک کر کے یا ویسے ہی کسی بدمذہبی کو اختیار کرتا ہے تو وہ ظالم ولدالزنا یا ولدالحرام ضرور ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ولدالزنا تو وہ ہے جو اپنے باپ کا نہ ہو اور ولدالحرام وہ ہے جو ہو تو اپنے باپ کا لیکن اس کے والد سے یہ غلطی ہوئی پہلے جماع کے بعد غسل یا وضو کے بغیر دوبارہ جماع کر لیا اس سے نطفہ ٹھہرا تو وہ ولدالحرام ہے۔ بہت سے اعلیٰ خاندانوں کے لوگ بدمذہب ہو جاتے ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے۔ (وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۶۹،۷۰)

مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سینکڑوں سال پہلے مونچھیں مونڈنے والے کو اپنا اُمّتی ہی نہیں مانا بلکہ اسے خارجی (خارج از اسلام) سے موسوم فرمایا۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مونچھیں مونڈے اسے سخت سزا دی جائے۔ ہم اگرچہ کسی کو درّے مارنے کے مجاز نہیں کیونکہ یہ گورنمنٹ کا کام ہے لیکن اتنا تو یقین ہو گیا کہ داڑھی لمبی رکھ کر پھر مونچھیں چٹ صفا کرنا بدمذہبی اور خروج از اسلام کی نشانی ہے۔ (مولانا شاہ احمد نورانی بھی مونچھ منڈے تھے) (وہابی دیوبندی کی نشانی صفحہ ۷۸،۷۹)

تقویۃ الایمان وغیرہ سب کفری قول، نجس، بول و بزار ہیں، جو ایسا نہ جانے زندیق ہے، اس کتاب کا پڑھنا زنا اور شراب نوشی سے بھی بدتر ہے۔

(العطایا النبویہ، فتویٰ بریلوی جلد ۶ صفحہ ۱۸۳، سبحان السبوح صفحہ ۱۳۴ بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۰۲)

رشید احمد (گنگوھی) کی کتاب ''براہین قاطعہ'' کفری قول اور پیشاب سے بھی زیادہ پلید ہے، جو ایسا نہ جانے وہ زندیق ہے۔ (سبحان السبوح صفحہ ۱۳۴)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور انکی جماعت ناپاک اور مُرتد جماعت ہے۔ (تجانب اہل سنت)

علماء کی بدگوئی کرنے والا منافق و کافر ہے۔ (بالغ النور)

علماء دین کی تحقیر کُفر ہے۔ غیر اللہ کا سجدہ تحیت کرنے والا ہرگز کافر نہیں۔ (حقیقی علماء دین معزز اور نام نہاد علماء ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں) (المبین صفحہ ۲۴، ۷۰، بحوالہ بریلویت از علامہ احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۳۴)

جماعت اسلامی کافر ھے:

دارالعلوم دیوبند کا جماعت اسلامی کے خلاف فتویٰ۔''یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی

مرزائیوں) سے بھی مسلمانوں کے دین کے لیے ضرررساں ہے۔''

(استفتائے ضروری صفحہ ۳۷ ناشر محمد وحیداللہ خاں، مطبوعہ مرتضٰی پریس رام پور ۱۳۷۵ھ)

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سابق صدر اور سابق شیخ الحدیث مولانا ظفراحمد عثمانی فرماتے ہیں: ''یہ شخص (یعنی مودودی صاحب) منکر حدیث ہے گُمراہ ہے اور مبتدع ہے۔ جاہل اجہل ہے، پاگل ہے۔'' (بحوالہ مقام حدیث جلد دوم صفحہ ۴۱۰، صفحہ ۱۱۸ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر)

بے نظیر بھٹو صاحبہ فرماتی ہیں۔ ''مولانا مودودی نے میرے والد (ذوالفقار علی بھٹو) کی سیاست کو انتہا پسندوں کے ایجنڈے سے ہم آہنگ نہ پا کر ۱۹۷۰ء میں انہیں بھی کافر قرار دے دیا۔ (مودودی کو خوش کرنے اور مسلمان کا فتویٰ حاصل کرنے کے لیے بھٹو صاحب نے ۱۹۷۴ء میں لاکھوں مسلمانوں کو کافر قرار دے کر اپنے خیال میں خود نا صرف مسلمان بلکہ جنّت کے حقدار بن گئے تھے۔ آنے والے ہر مورخ کو یہ بات دعوت فکر دیتی رہے گی کہ ایسے مسلمان اور جنّتی کے حصے میں پھانسی کی رسّی کیوں آئی؟)

بے نظیر صاحبہ مزید فرماتی ہیں ''۱۹۸۸ء میں جب میں نے وزیر اعظم کا انتخاب لڑا تو مودودی کی جماعت نے مجھے بھی کافر قرار دے دیا، بالکل ویسے جس طرح کہ انھوں نے مجھ سے پہلے میرے والد کو قرار دیا تھا۔ (والد نے احمدیوں کو کافر قرار دیا تھا) (مفاہمت (RECONCILIATION) از بے نظیر بھٹو صفحہ ۶۹)

جماعت اسلامی کے بانی مودودی صاحب جو عقائد کے اعتبار سے دیوبندی نظریات کے حامل ہیں، وہ علمائے دیوبند کے مفاد پرستانہ فتووں اور تضاد بیانی کے شاکی ہیں۔ چنانچہ ان کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔ ''میں صاف کہتا ہوں کہ اِن (دیوبندیوں) کے نزدیک کونسلوں اور اسمبلیوں کی شرکت ایک دن حرام اور دوسرے دن حلال کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے، اِس لیے کہ اِن کی تحلیل وتحریم حقیقتِ نفس الامری کے اِدراک پر تو مبنی نہیں، محض گاندھی جی کی جنبشِ لب کے ساتھ اِن کا فتویٰ گردش کرتا ہے۔'' مزید مضمون نگار فرماتے ہیں۔ ''غالبًا مودودی صاحب کے اِن ہی خیالات کی بناء پر علمائے دیوبند بشمول مفتی محمود صاحب (والد مولانا فضل الرحمان) نے مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے خلاف کُفر کا فتویٰ دیا تھا۔ جو مکتبہ حلمی عشقی، استنبول تُرکی سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

مودودی صاحب کے خلاف اِس فتوے بازی کے سرغنہ مولوی (ٹانڈوی) حسین احمد تھے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی ٹانڈوی اور اکابرِ دیوبند کے معتقدین و متبعین نے جماعت مودودی سے تعلق رکھنے والے امام اور مدرسین کو مسجد کی امامت اور مدارس کی مدرسی سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اِسی دوران مودودی جماعت کے ایک فرد کی طرف سے مولوی نانوتوی صاحب کی کتاب تحذیر الناس کی ایک بدنام زمانہ عبارت استفتا کی صورت میں علماء دیوبند کے سامنے تحریری طور پر پیش کیا اور سوال اس طرح مرتب کیا کہ اس سے یہ عندیہ ملتا تھا کہ یہ مودودی صاحب کی عبارت ہے اس پر مفتی دیوبند نے یہ فتویٰ دیا کہ ''ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے۔ اس سے قطع تعلق رکھیں۔'' گویا مُفتی صاحب نے انجانے میں خود اپنے مربی جن کو یہ بانی دیوبند کہتے ہیں یعنی مولوی قاسم نانوتوی کو کافر قرار دے دیا۔ اس فتوے کی پوری تفصیل ماہنامہ تجلی اپریل ۱۹۵۶ء اور ''دعوت'' دہلی کے علاوہ دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوئی۔ صاحب مضمون فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند ایک ایسا حمام ہے جس میں سب ننگے ہیں۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا تقریباً دوسال قبل دارالعلوم دیوبند کے ایک مفتی صاحب نے کریڈٹ کارڈ اور طلاق سے متعلق ایک فتوے کو رشوت لے کر بدل دیا تھا۔ یہ خبر میں نے ڈان میں پڑھی تھی۔ دوسرے اخباروں میں بھی شائع ہوئی تھی۔ خود دیوبندی مولوی سعید احمد اکبر آبادی علمائے دیوبند کی بعض تحریرات میں تعارض و تناقض کے بارے میں حیران اور ششدر نظر آتے ہیں۔ جس کی تفصیل ماہنامہ ''برہان'' فروری، مارچ ۱۹۵۲ء میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

(مدیر اعلیٰ سید وجاہت القادری ماہنامہ معارفِ رضا اگست ۲۰۰۹ء صفحہ ۱۰، ۱۱، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی پاکستان)

جماعت اسلامی کا وجود مسعود جس تحریک میں بھی موجود ہوگا۔ وہ کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتی ہے۔ کسی اچھی اور مقبول عام تحریک کو ناکام کروانا مقصود ہو تو جماعت اسلامی کی رفاقت حاصل کر لینے سے ہی وہ تحریک اس مقدس جماعت کی ریشہ دوانیوں اور ان کے منافقانہ کردار کے باعث خود ہی اپنے انجام کو پہنچ جائے گی۔ (ہفت روزہ الجمیۃ راولپنڈی ۲۱ دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۴ (جمعیت علماء اسلام پاکستان کا ترجمان)

اهل حدیث کافر هیں:

سید احمد (شہید) کو، عیّاری، مکّاری، جعل سازی میں بڑا کمال حاصل تھا۔ وہ انگریزوں

کے بڑے کامیاب ایجنٹ وآلہ کار تھے۔سید احمد مفرور از میدان جہاد، انگریزوں کے تنخواہ دار اور پکّے ایجنٹ و پٹھو تھے۔اور سید احمد مفرور تکیوی اوران کے زناب مولوی ہی علماء سُوء اور اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور رسول اللہ سے بے نیاز اور بے شرم، بے غیرت، بے حیا اور مسلمانوں کی مفید تحریکوں کو مٹانے والے اور انگریز کا پولیٹیکل ایجنٹ اور دشمنان اسلام کے پٹھو ہیں۔(اہل حدیث کو وہابی بھی کہا جاتا ہے)

(تاریخ اعیان وہابیہ از محبوب علی خان خطیب جامع مسجد بمبئی ناشر قومی پریس کانپور صفحہ ۱۸،۲۱ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

ستّر علمائے دیوبند نے اپنے دستخطوں کے ساتھ اہل حدیث کے خلاف فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کہ ’’اِن سے میل جول رکھنا، اِن کو مسجدوں میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعثِ خوف وفتنۂ دین ہے‘‘۔ (اشتہار مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ)

تقلید کو حرام اور مقلّدین کو مشرک کہنے والا شرعاً کافر بلکہ مُرتد ہے۔

(انتظام المساجد از مولوی محمد لدھیانوی صفحہ ۷)

دُنیا میں اگر کسی کو اعلیٰ احمق کی ضرورت ہو تو اِس چھوٹی کھوپڑی والی انسان نما ہستی (عبداللہ روپڑی) کو دیکھ لے۔ (اخبار محمدی ۱۵ ستمبر ۱۹۳۹ء صفحہ ۱۷ بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۱۲)

اور نذیرین دہلوین و امیرین سہسوانین و بشیرین قنوجین یعنی نذیر حسین دہلوی و محمد نذیر دہلوی و امیر احمد سہسوانی و امیر حسین سہسوانی و بشیر حسن قنوجی و محمد بشیر قنوجی۔۔۔۔۔الجملہ بابی بعید و نیچری پلید و بھائی عنید و مرزائی طرید و دیوبندی خواتمی مرید و ہابی شش امثالی شریدیہ چھون فرقے۔۔۔بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر، مُرتد، مستحق عذاب ابدی شدید و لعنت ربّ وحید۔ (تجانب اہل سنت صفحہ ۲۱۹ از دانا پوری)

اہلِ حدیث سب کافر و مُرتد ہیں۔غیر مقلدین (اہلِ حدیث) سب بے دین، پکّے شیاطین اور پورے ملاعین ہیں۔ (سبحان السبوح صفحہ ۱۳۵،۱۳۶)

غیر مقلدین گمراہ، بددین اور بحکم فقہ کفّار اور مرتدین ہیں۔ (بارغ النور مندرج فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۲۳)

غیر مقلد اہلِ بدعت اور اہلِ نار ہیں غیر مقلّدین جہنم کے کُتّے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۰، ۵۹)

مولوی احمد رضا خان بریلوی (فتاویٰ الحرمین کے صفحہ ۸۰) کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مبتدعی لوگ بیمار پڑیں تو اُن کو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر مَر جائیں تو اُن کے جنازے پر نہ جاؤ اور

اُن کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ نہ کرو، اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ (اظہار حق الجلی)

سوال: غیر مقلد یا رافضی اہل سُنّت کو سلام کرے تو اس کا جواب دے یا نہیں۔جواب: اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو جواب کی اصلاً حاجت نہیں اور اگر خوف ہو تو کہے وعلیک۔ (فتاوی افریقہ از اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۴۳،۱۴۴)

سوال: غیر مقلد اگر سُنّیوں کی جماعت میں آکر شریک ہوں تو سُنّیوں کا کوئی مذہبی حرج ہے؟

جواب دیتے ہوئے مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں۔کئی حرج ہیں۔ایک تو یہ کہ سُنّیوں کے مذہبی مسئلے سے اِن کے ساتھ نماز پڑھنا منع ہے۔دوسرے یہ کہ سُنّیوں کو مشرک اور اُن کے اماموں کو کہتے ہیں۔ان کی نماز اور وضو بھی ٹھیک نہیں۔ (اظہار حق الجلی)

غیر مقلّدین سب بے دین پکّے شیاطین۔پورے ملاعین ہیں۔

(جا بک لیث بر اہل حدیث از مولوی محمد ظہیر حسین اعظم گڑھی صفحہ ۳۴،۳۵)

مولوی ثناء اللہ امرت سری ملحد اور معتزلی ہے۔یہ شخص لائقِ امامت اور قابل اتباع اہل حدیث کافر ہے اِس کا جنازہ نہ پڑھا جاوے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(اربعین صفحہ ۲۸،۲۹ مطبوعہ لاہور بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ ۱۱)

مولوی عبدالجبار غزنوی جنہیں ولی اللہ بھی کہا جاتا ہے فرماتے ہیں ’’مولوی ثناء اللہ کے عقائد گُمراہ کُن ہیں۔‘‘ (بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت)

مولوی ثناء اللہ امرتسری مرزائی فتنہ سے زیادہ فتنہ ہے۔

(فیصلہ مکہ صفحہ ۱ سطر ۲۰ مطبوعہ امرت سر بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت از محمد ضیاء اللہ قادری)

وہابیہ یا وہابی کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں ہم نے سینکڑوں مرتبہ والد مرحوم سے سنا کہ ان (وہابیوں) کا کُفر یہود و نصاریٰ کے کُفر سے بھی اشد ہے۔یہود و نصاریٰ بھی اپنے پیشواؤں کے منکر نہیں ہیں۔یہ خبیث تو خود اپنے پیغمبر کے منکر ہیں۔

(آزاد کی کہانی صفحہ ۳۷ سطر ۱۲ تا ۱۴، صفحہ ۳۵۱ سطر ۱۳)

جو باوصف اطلاع احوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو تو ابلیس کا بندہ جہنم کا کندہ ہے اور ان سفہاء اور ان کے نظراء تمام خبثاء جو شخص۔۔۔ان ملحدوں کی حمایت اور مروت و رعائت کرے اُن کی اِن

باتوں کی تصدیق وتحسین وتوجیہ وتاویل کرے وہ عدوّ خدا، دُشمن مصطفیٰؐ ہے۔ (چابک لیث صفحہ ۳۴،۳۵)

''واقفی المذہب لوگ زندیق ہوکر رہتے ہیں۔اور یہ لوگ کافر، مشرک اور زندیق ہیں''۔

(امام رضا علیہ السلام رجال کشی صفحہ ۴۶۵ مطبوعہ کربلا)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔''واقفی مذہب والا شخص حق کا مخالف ہے اور ایسی بدکاری پر قائم ہے اور اگر اُسی پر موت آجائے تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔''

(مقیاس الدرایہ فی علم الروایہ صفحہ ۸۴ طبع ایران)

اھل قرآن کافر ھیں:

غلام احمد پرویز شریعت محمدیہ کی رو سے کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔۔۔۔اور ہر وہ شخص جو اُس کے متبعین میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے اور جب یہ مُرتد ٹھہرا تو تو پھر اس کے ساتھ کسی قسم کے بھی اسلامی تعلقات رکھنا شرعاً جائز نہیں ہیں۔ (فتویٰ ولی حسن ٹونکی اور یوسف بنوری)

مولوی احمد رضا خان نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے جو شخص امام ابوحنیفہؒ کے قیاس کو حق نہ مانے وہ کافر ہے۔(اس فتویٰ کی رو سے تمام غیر مقلّدین کافر قرار پاتے ہیں) (اظہر حق الجلی)

مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ ایک نیا طائفہ ملعونہ حادث ہوا ہے کہ رسول اللہؐ کی پیروی سے مُنکر ہے تمام احادیث مصطفیٰؐ کو صراحتاً باطل و نا قابل بتاتا اور صرف قرآن عظیم کے اتباع کا ادعا رکھتا ہے اور حقیقتاً خود قرآن عظیم کا مُنکر و مبطل ہے، اِن خبیثوں نے اپنی نماز بھی جُدا گھڑی ہے جس میں ہر وقت کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں۔

نیچریوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ باطل طائفہ ضروریات دین کا مُنکر ہے۔قرآن عظیم کے معنی قطعیہ ضروریہ میں در پردہ تاویل وتحریف وتبدیل کرتا، وجودِ ملائکہ وآسمان وجنّ وشیطان و حشر ابدان و نار وضان ومعجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انہیں ملعون تاویلوں کی آڑ میں انکار کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۵ کتاب الطہارۃ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن اشاعت دوم)

فرقہ شمع نیازیہ کافر ھے:

اِس فرقہ کے کُفریہ عقائد میں سے ایک بھی عقیدہ کسی کے اندر پایا جائے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔بلاشبہ اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا آدمی بدعتی، فاسق، زندیق، جہنمی، اور کافر و مُرتد ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ایسے فرقے ضالہ، باطلہ، مرتدہ سے دور رہیں۔اِن کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، نکاح، دعوت، میل ملاپ، دوستی، نمازِ جنازہ سب سے پرہیز کریں۔

(اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام۔شمع نیازیہ فتنہ)

سر سیّد، شبلی، مشرقی، اقبال اور حالی کافر ھیں:

یہ شخص۔۔۔۔مرتد ہو کر ملعون ابدی ہوا ایسا مُرتد کہ بلا قبول اسلام، اسلامی عمل داری میں یہ جزیہ دے کر بھی نہیں رہ سکتا مگر اہل کتاب اور ہنود۔۔رہ سکتے ہیں۔

(انتظام المساجد صفحہ ۱۵ از مولوی محمد لدھیانوی بحوالہ حیات جاوید از الطاف حسین حالی)

سر سید احمد علی گڑھی کے کُفر میں جو شک کرے وہ خود کافر ہے۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۱۷۲)

سوال: بعض علی گڑھی کو سیّد کہتے ہیں۔مولوی احمد رضا خان نے ارشاد فرمایا''وہ تو ایک خبیث مُرتد تھا'' حدیث میں ہے منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہوا تو یقیناً تم نے اپنے ربّ کو غضب دلایا۔'' (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۴۱۶)

بریلوی فرقہ کی ایک کتاب تجانب اہل السنتہ میں لکھا ہے۔''اسی پیر نیچر (سرسیّد احمد خان) کے اذناب ومتبعین ومقلّدین ومعتقدین ومرتدین نیاچرہ ہیں جو مسلمانوں کے دین وایمان اور اُن کے دنیوی سروسامان پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہمیشہ نئی نئی کمیٹیاں، نئی نئی پارٹیاں گھڑتے رہتے ہیں اور بعض بندگان زر اور بدنام کنندہ نکونامے چند نام کے مولویوں کو اپنے کُفر کی مقاصد کی ترویج واشاعت کے لیے اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں۔مسلم ایجوکیشنل کانفرنس وندوۃ العلماء، وخدام کعبہ وخلافت کمیٹی وجمعیۃ العلماء ہند وخدام الحرمین واتحاد ملت ومجلس احرار ومسلم لیگ واتحاد کانفرنس ومسلم آزاد کانفرنس وغازی فوج وجمعیۃ تبلیغ الاسلام انبالہ وسیرت کمیٹی پٹی ضلع لاہور وغیرہ کمیٹیاں اسی مقصد کے لیے اِن ہی کُفرہ

نیا چرہ نے اپنی نیچریت و دہریت پھیلانے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دین سے آزاد اور دنیوی سرو سامان سے بھی تہی دست بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً خود اپنے ہاتھوں سے یا دوسرے بد دینوں بد مذہبوں کو اپنا شریک کار بنا کر یا بعض جاہلوں، سادہ لوح بیوقوفوں یا چند دین فروشوں دُنیا خرید مُلاّنوں کو اپنے دام فریب میں پھانس کر انہیں اپنا آلہ کار بنا کر گھڑی ہیں۔ (بحوالہ بریلوی فتنہ کا نیا دور از محمد عارف صفحہ ۲۲۰)

مولانا الطاف حسین لکھتے ہیں کہ مکّہ معظّمہ کے مذاہب اربعہ کے مفتیوں نے جو فتویٰ سر سیّد احمد خاں پر لگایا وہ یہ ہے کہ یہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ وہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے کہ مسلمانوں کے اغواء کا ارادہ رکھتا ہے اور اِس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنے سے بھی بڑھ کر ہے خُدا اِس کو سمجھے۔۔۔۔ضرب اور حبس سے اُس کی تادیب کرنی چاہیئے"۔ (حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۲۷۸ پانی پت ۱۹۰۲ء)

علماء مدینہ نے الگ سے سر سیّد احمد خاں کے خلاف فتویٰ دیا ہوا ہے۔

اگر اِس شخص نے گرفتاری سے پہلے توبہ کر لی۔۔۔تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اِس کا قتل واجب ہے دین کی حفاظت کے لیے اور وُلاۃ امر پر واجب ہے کہ ایسا کریں۔ (حیات جاوید حصہ دوم صفحہ ۲۷۸ پانی پت ۱۹۰۲ء)

علی گڑھ یونیورسٹی کے متعلق بھی علماء حرمین شریفین نے فتویٰ دیا ہوا ہے۔ "یہ مدرسہ جس کو خُدا برباد اور اُس کے بانی کو ہلاک کرے اس کی اعانت جائز نہیں۔ اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے تو اِس کو منہدم کرنا اور اِس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے۔" (حیات جاوید از حاؔلی جلد ۲ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ بار اوّل)

مسٹر حالی کے اِس مسدس میں بیسیوں کُفریات کے انبار ہیں اور ہزاروں ضلالتوں کے طومار۔ (تجانب اہل سنت صفحہ ۳۳۴)

شبلی (علامہ شبلی نعمانی) اعظم گڑھی کی نیچریت و دہریت اس کی کتابوں سیرت النبی و الفاروق و سیرۃ النعمان میں اپنے زندیقی کرشموں کی بہار و الحاوی جوبنوں کی بہار دکھا رہی ہے۔
(تجانب اہل سنت صفحہ ۲۸۹ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۵۹)

صلح کلیہ نابکار جو اللہ و رسول ﷺ کی کھلی توہینیں و صریح تکذیبیں کرنے والوں کے کُفر و ارتداد کو چھپانے، اِن کی تکفیر شرعی کو غلط و باطل ٹھہرانے کے لیے اپنی صلح کلیت بگھارتے ہیں، یہ سب بحکم شریعت مطہرہ کفّار مُرتدین ہیں۔ (صلح کلیہ کے لیڈروں سے شبلی، حالی، مشرقی، سر سید احمد اور اقبال

وغیرہ مراد ہیں) (تجانب اہل سنت صفحہ ۲۸۹ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۵۷)

محترم حضرات! سر سیّد احمد خان فرقہ وہابیت سے تعلق رکھتا تھا بعد میں اس نے نیچری فرقے کی بنیاد رکھی۔ انگریزوں کا ایجنٹ، نام نہاد لمبی داڑھی والا مسٹر احمد خان بھی کچھ اس قسم کا آدمی تھا جس کی وجہ سے اُس کے ایمان میں بگاڑ پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ اُس نے اسلامی عقائد اور حقائق کا مذاق اڑانا شروع کیا اور بے ایمان،، گمراہ اور مُرتد ہو گیا۔ دیوبندی فرقے کے مولوی یوسف بنوری نے اپنے بڑے مولوی انور شاہ کاشمیری کی کتاب مشکلات القرآن کے مقدمے تتمۃ البیان صفحہ ۳۰ پر سر سیّد احمد خان کو زندیق، ملحد اور جاہل گُمراہ قرار دیا ہے۔ (اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام۔ نیچری فتنہ)

مولانا الطاف حسین حاؔلی فرماتے ہیں:۔

بعض کہتے ہیں شعار سلامیوں کا ہے لباس
جو لباسِ غیر پہنے وہ خارج از اسلام ہے

اہلِ حلّ و عقد ہیں اب متفق اس رائے پر
سر سیّد احمد خاں کو کافر جاننا اسلام ہے

سر سید احمد خاں کے اک منکر سے یہ پوچھا کہ آپ
کس لیے سید سے صاف اے حضرت والا نہیں

کافر و ملحد ہمیشہ اُس کو ٹھیراتے ہیں آپ
ثابت اسلام اُس کا نزدیک آپ کے گویا نہیں

رَنج اِس کا نہیں مجھ کو کہ وہ ایسا ہے کیوں
بلکہ ساری کوفت ہے اِس کی کہ میں ویسا نہیں

قارئین یاد رہے جب انگریزوں کی جانب سے جاگیروں کی بندر بانٹ جاری تھی، سَر سیّد احمد خان نے جاگیر لینے سے انکار کر دیا تھا جبکہ مولوی اور سیاستدان جاگیریں اور وظیفے بٹور رہے تھے۔

قائد اعظم کافر ہے:

قائد اعظم کو احرار نے "کافر اعظم" اور اسلام سے خارج قرار دیا۔"
(حیات محمد علی جناح از رئیس احمد جعفری صفحہ ۹۱ بمبئی ۱۹۴۶ء، مسٹر جناح کا اسلام صفحہ ۹ شائع کردہ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام نیز ہفت روزہ چٹان لاہور ۶ نومبر ۱۹۵۰ء)

بھارت کے ۱۰ کروڑ مسلمانوں کا نام نہاد رہنما ایک پارسی عورت کو حلقۂ زوجیت میں لینے کے لیے حلفیہ اقرار نامہ کے ذریعہ مسلمان ہونے سے انکار کرتا ہے اور آج تک کلمۂ توحید پڑھ کر مسلمان نہیں ہوا۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں کا قائد اعظم۔ (مسٹر جناح کا اسلام صفحہ ا شائع کردہ جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام نیز ہفت روزہ چٹان لاہور ۶ نومبر ۱۹۵۰ء)

احمد رضا خان کے آستانہء بیعت مارہرہ شریف نے قائد اعظم محمد علی جناح کے بارے میں

لکھا کہ کیا کوئی سچا مسلمان کسی کتّے کو اور وہ بھی دوزخیوں کے کتّے کو اپنا قاعد اعظم، سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ حاشا وکلاّ ہر گز نہیں۔ (مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری صفحہ۴ بحوالہ پڑھتا جا شرماتا جا از عبدالرشید مانچسٹر صفحہ ۲۵)

پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خُون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔ مسٹر محمد علی جناح کافر و مُرتد ہے اُس کے بہت سے کُفریات ہیں۔ بحکم شریعت وہ عقائد کُفرہ کی بناء پر قطعاً مُرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو اُس کے کُفر پر شک کرے یا اُسے کافر کہنے میں توقف کرے وہ کافر۔ (تجانب اہل سنّت صفحہ ۱۱۹، ۱۲۲ بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۹۷، بحوالہ ''دھماکہ'')

جو محمد علی جناح 'قائدِ اعظم' کی تعریف کرتا ہے۔ وہ مُرتد ہو گیا، اسکی بیوی اسکے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسکا کُلّی مقاطعہ کریں، یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (الجوابات السنیہ از مولانا ابو برکات)

اور مسٹر جینا اُن کا قائد اعظم، اگر صرف اِنہیں دو کُفروں پر اکتفا کرتا تو قائد اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی؟ لہذا وہ اپنی اسپیچوں اپنے لیکچروں میں نئے نئے کُفریات بکتا رہتا ہے۔ بحکم شریعت مسٹر جینا (جناح) اپنے ان عقائد کُفریہ قطعیہ خبیثہ کی بناء پر قطعاً مُرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اُس کے کُفروں پر مطلع ہونے کے بعد اُس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مُرتد ہونے میں شک رکھے یا اُس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر مُرتد اور شر اللنام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت عزیز علام۔ (تجانب اہل سنّت صفحہ ۱۱۴ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

مسٹر جینا (جناح) جیسے کھلے ہوئے مُرتد کو ہندو مسلم اتحاد کا پیغام بَر بلکہ سیاسی پیغمبر کہہ دینا ہے۔ (مظاہر الحق الاجلی صفحہ ۳۳ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

اگر وہ ندوہ و مسلم لیگ و سیرت کمیٹی و تحریک خاکسار و مجلس احرار کے اُن حرکات و کلمات کُفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کُفر کو حق مانے وہ خود کافر ہے۔ (تجانب اہل سنت صفحہ ۱۱۴ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

ہر سنّی مسلمان پر شریعت مطہرہ کی روشنی میں روشن ہو کہ یہ سب اغراض و مقاصد صریح محرمات شریعہ پر مشتمل اور حرام قطعی اور کُفر و ضلال میں اور اِن کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ کی شرکت و رکنیت و امداد و اعانت بہ حکم شریعت مطہرہ اُسی طرح گناہ و ممنوع و حرام و ناجائز ہے جس طرح ندوہ و کانگریس کی شرکت و رُکنیت و امداد و اعانت شرعاً حرام و گناہ ہے۔ اِس میں شریک ہونے والا ایسا ہی

فاسق ہے جیسے ندوہ و کانگریس میں شریک ہونے والا فاسق ہے۔ رہا مطالبہ پاکستان یعنی تقسیم ملک کہ اتنا لیگیوں کا اتنا ہندوؤں کا، اِس صورت میں احکام کُفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کی رضا سے جاری ہوں گے کہ وہی اِس تقسیم پر راضی اور اِس کے طالب ہیں۔ احکام کُفر پر رضا کُفر اور کم از کم سخت بے دینی ہے۔ (اجمل انوار الرضا از مولوی حشمت علی صفحہ ۳ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

جو محمد علی جناح کی تعریف کرتا ہے وہ مُرتد ہو گیا، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا کلّی مقاطعہ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ (بحوالہ بریلویت صفحہ ۴۳)

حزب الاحناف لاہور کے مولوی ابوالبرکات سید احمد (بریلوی) ایک رسالہ ''الجوابات السنیۃ زہاء السوالات'' کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں:۔

لیگ کی حمایت کرنا، اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا، اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا، منافقین و مُرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے۔ (بحوالہ دھماکہ صفحہ ۱۷ب)

پروفیسر طاہر القادری کافر ہے:

بلاشبہ پروفیسر صاحب کے خیالات مسلک اہل سُنّت و جماعت کے قطعاً و یقیناً خلاف ہیں۔۔۔ الغرض طاہر القادری اپنی عبارات و بیانات کی بناء پر جو مختلف کُتب و رسائل و کیسٹوں میں بھرے ہوئے ہیں، قطعاً و یقیناً اہل سُنّت و جماعت سے خارج اور بے دین و ملحد ہیں۔ اُس کی اِن عبارات و بیانات سے باخبر ہو کر، اُسے صحیح العقیدہ سُنّی سمجھنے والا بھی مسلک اہل سُنّت سے خارج ہے۔

اس کا حضرت طاہر علاؤ الدین گیلانی کا مرید ہونا اور قادری کہلانا محض فریب ہے اور عوام اہل سُنّت کو دھوکہ اور پیر صاحب کے نام سے ناجائز فائدہ اُٹھانا ہے اور اُس کے عشق رسول ﷺ کے دعوے اور شب بیداریاں اور چیخ و پکار پر مشتمل دُعائیں، خالص ریا کارانہ اور مکر و فریب کے سوا کچھ نہیں۔ (فتویٰ مفتی غلام سرور قادری گلبرگ لاہور فتنہ طاہری کی حقیقت تصدیق محمد معین الدین قاری مہتمم قادریہ رضویہ فیصل آباد مفتی محمد مختار)

محمد حسین قادری رضوی جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر مندرجہ بالا فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ '' فرقہ طاہریہ کے بانی طاہر القادری کی جن عبارات کی بناء پر اِس کے گُمراہ ضال و مضل

ہونے کا جوفتویٰ دیا گیا ہے فقیر اُس کی تائید کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری مذہب حق مذہب اہل سُنّت سے خارج ہے اور گُمراہ بد مذہب ہے اُس نے راہ مسلمین سے ہٹ کر الگ اپنا نیا مذہب بنانے کی سعی کی ہے اور اُس نے دیوبندیوں، وہابیوں، شیعہ، رافضیوں اور بے دینوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کو پسند کرنے کے عمل سے اعلیٰ حضرت کے مسلک سے انحراف کیا ہے۔ اللہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ میں مسلمانوں کو اِس نئے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ (فتنہ طاہری کی حقیقت)

پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام و گناہ اور بعض بدعت وضلالت اور بعض کلماتِ کُفر والعیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور بحکم شرع فاسق و فاجر، بدعتی، خاسر، مرتکب کبائر، گمراہ غادر اور اس قدر تو اعلیٰ درجہ کا یقین اس کے علاوہ اس پر حُکمِ کُفر وارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا۔ ایک ہی راہ ہے جس کو اختیار کر کے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں، صدق دل سے توبہ کریں اور اعلان توبہ کریں اور اُس کو شائع کریں اور تجدید نکاح وتجدید بیعت کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں۔

(فتنہ طاہری کی حقیقت فتویٰ محبوب رضا قادری رضوی مہتمم دارالعلوم امجدیہ کراچی ۸ نومبر ۱۹۸۷ء)

صاحب زادہ حامد سعید کاظمی ملتانی لکھتے ہیں کہ ”غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی بہت پہلے طاہر القادری کو گُمراہ دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم پر ان کی کسی سیاسی اور غیر سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔ (ندائے اہل سُنّت لاہور جون ۱۹۸۹ء، بحوالہ فتنہ طاہری کی حقیقت از قاری محبوب رضا خان ناشر قطب مدینہ پبلشرز کراچی)

جاوید احمد غامدی کافر ہے:

غامدی میڈیا پر جس اسلام کو پیش کر رہے ہیں وہ سرکارِ اعظم کا اسلام نہیں ہے بلکہ وہ نیچری اور پرویزی فکر کی ترجمانی کر رہا ہے جس کا صحابہ کرامؓ وتابعین کے دور کے اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

عوام الناس کو چاہیے کہ میڈیا پر اُن کے لیکچر ہرگز نہ سُنیں اُس کے پروگراموں میں شرکت نہ کریں۔ اِن کی کتابوں کو ہرگز نہ پڑیں اور نہ ہی اِن کے بحث ومباحثہ دیکھیں۔ کیونکہ شیطان مردود کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔ اگر بالفرض ایسے گُمراہ لوگوں کی کوئی بات آپ کے کانوں تک پہنچ جائے تو بھی ان کی باتوں کو نظر انداز کریں کیونکہ ایسے لوگوں کی باتوں پر غور کرنا بھی ایمان کو کمزور کرنے کا باعث ہے۔

(فتنہ غامدیت کے عقائد ونظریات۔ اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام)

اِن دِنوں جناب جاوید احمد غامدی دُبئی میں ہیں۔ اِنہیں پُرتشدد مُلّاؤں نے مُرتد قرار دیا ہے اور واجب القتل بھی، اِس لیے غریب الوطن ہیں۔

ابو الکلام مُرتد ہے:

ابوالکلام آزاد مُرتد ہے اور اُس کی کتاب تفسیر ترجمان القرآن نجس کتاب ہے۔

(تجانب اہل السنہ صفحہ ۱۴۴ بحوالہ بریلویت تاریخ وعقائد ۲۹۴)

امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی عبارت کفریہ سے جو ناپاک مطلب کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا مُرتد ابوالکلام آزاد نے یقیناً قطعاً التزام کیا، اس کا ماننے والا اور ایسا بکنے والا قطعاً یقیناً کافر و مُرتد ہے۔ اور بے توبہ مرا تو ابدی ہالک وخاسر ہے۔ (تجانب اہل سنت صفحہ ۱۷۶ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

اکفر المرتدین امام الاحرار مسٹر ابوالکلام آزاد۔۔ اور اسی خبیث مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ان کے چیلے لیڈران نابکار کفارِ احرار واشرار زور لگا رہے ہیں۔

(مظاہر الحق الاجلی از مولوی حشمت علی صفحہ ۴۷ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

ظاہر ہے کہ مُرتد ابوالکلام آزاد کے عقائد نیچریہ میں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے ملحدین نیاچرہ اور مُرتد حسین احمد (مدنی) اجودھیاباشی کے معتقدات دیوبندیہ میں جو لوگ موافق ہیں وہ سارے کے سارے مُرتدین دیوبندیہ خواہ مسلم لیگ کے موافق ہوں یا مخالف، کانگریس کے موافق ہوں یا مخالف، بہرحال بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر و مُرتد ہیں۔

(اجمل انوار الرضا صفحہ ۲۵ بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں)

مولانا ظفر علی خان نے کہا ہے

جب سے پھوٹی ہے بریلی سے کرن تکفیر کی
دِید کے قابل ہے اِس کا انعکاس و انعطاف
مشغلہ اِن کا ہے تکفیر مسلمانانِ ہند!
ہے وہ کافر جس کو ہو اِن سے ذرا بھی اختلاف

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں

بریلی کے فتویٰ کا سستا ہے بھاؤ
جو بِکتے ہیں کوڑی کے اب تین تین
خُدا نے یہ کہہ کر اِنہیں ڈھیل دی
و املی لھم ان کیدی متین

شاعرمحمد علی اوراقبالؔ کافر ھے:

ایک شاعرمحمد علی صاحب کے مندرجہ ذیل دو اشعار پر مفتی محمد بشیر صدیقی دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد نے کُفر کا فتویٰ دیا ہے:

اگر تجھے فرصت نہیں تو نہ آ — مگر ایک اچھا نبی بھیج دے
بہت نیک بندے ہیں اب بھی تیرے — کسی پہ تو یا ربّ وحی بھیج دے

(چوتھا آسمان صفحہ ۱۱۱۹ اشاعت اوّل ۱۹۹۱)

ان دو اشعار پر کُفر کا فتویٰ دینے کے بعد آخر میں مفتی صاحب مطالبہ کرتے ہیں۔

علوی نہ صرف کھلے عام توبہ کریں بلکہ توبہ کے بعد از سرنو اپنی بیوی کے ساتھ نکاح کریں کیونکہ زیر بحث فتویٰ کے بعد ان کا نکاح خود بخود فسخ ہوگیا ہے۔ (اخبار انقلاب روزنامہ بمبئی پیر ۸ مئی ۱۹۹۵ء صفحہ ۳)

اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبالؔ نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی ''صلح کلیت'' اپنی حد سے گذر کر شدید نیچریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔انہوں نے اپنے مضامین میں نظم ونثر کے ذریعے سے نیچریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔پھر لکھتے ہیں۔''مسلمانانِ اہل سُنّت خود ہی انصاف کریں کہ ڈاکٹر صاحب کے مذہب کو سچے دین اسلام سے کیا تعلق؟'' (تجانب اہل سنت از مولانا محمد طیّب دانا پوری صفحہ ۲۸۹) یہ کتاب ۱۹۴۲ء میں چھپی تھی) (بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں صفحہ ۱۶۲)

تجانب اہل سنت کے صفحہ ۳۳۴ تا صفحہ ۳۴۶ تک بارہ صفحات میں بال جبرئیل اور بانگ درا کے اشعار کے حوالے دیئے گئے ہیں اور ان بارہ صفحات میں کم از کم بارہ بار کافر، زندیق، گستاخ وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا ہے۔صفحہ ۳۳۴ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔''نیچریت کے فلسفی ڈاکٹر اقبال نے اپنے فارسی اور اردو نظموں میں دہریت اور الحاد کا زبردست پروپیگنڈہ کیا ہے۔کہیں اللہ عزوجل پر

اعتراضات کی بھرمار ہے،کہیں شریعت محمدؐیہ اور اسلامی احکام اور عقائد پر تمسخر اور استہزاء اور انکار ہے۔کہیں اپنی زندیقیت اور بے دینی،فخر کا مباہات کے ساتھ کھلا اقرار ہے۔'' پھر صفحہ ۳۴۵ پر لکھا ہے۔''اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں،تو قطعی معلوم ہوا، کہ انہوں نے کوئی دوسرا اسلام گھڑ لیا ہے،اور اس کے مطابق وہ مسلمان ہوں گے۔'' (بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۴۲)

عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:۔

سلطان ابن سعود کی تطہیر حجاز کے غلغلے نے ہندوستان کے مسلمانوں کو دو مذہبی کیمپوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔۔علامہ اقبال سلطان ابن سعود کی حمایت میں بیان دے چکے تھے۔اور بدعتی علماء ان کے خلاف خار کھائے بیٹھے تھے۔اتنے میں ایک خوش طبع مسلمان کو دِل لگی سوجھی،اُس نے ایک استفتاء مرتب کر کے مولانا ابومحمد سید دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور کو بھیج دیا۔یہ صاحب اپنے شوقِ تکفیر کے لیے بے حد مشہور تھے۔چنانچہ متعدد اکابر مسلمین کو کافر بنا چکے تھے۔اس خوش طبع مسلمان نے اپنا نام ''پیرزادہ محمد صدیق سہارنپوری'' تجویز کیا۔چنانچہ احمد رضا خان کے خلیفہ اور بریلویوں کے ''امام المحدثین'' مولوی دیدار علی صاحب بانی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور نے علامہ اقبال مرحوم کو کافر قرار دے دیا اور ساتھ بائیکاٹ کا حُکم دیتے ہوئے فرمایا۔''جب تک ان کُفریات سے قایل اشعارِ مذکورہ توبہ نہ کرے اس سے ملنا جُلنا تمام مسلمان ترک کردیں ورنہ سخت گناہ گار رہوں گے۔''

(ذکرِ اقبال صفحہ ۱۲۷،۱۲۹،سرگذشتِ اقبال صفحہ ۱۹۱،بحوالہ رضا خانیوں کی کُفر سازیاں،بریلویت حقائق کے آئینے میں)

لائوڈ اسپیکر پر فتویٰ:

مولانا عبدالحمید کے بعد مولانا محمد بخش مسلم کا نام بھی چمکا۔مولانا گریجویٹ تھے۔ترقی پسند تھے۔مولانا نے لاہوری دروازے کے باہر باغ میں واقع مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا۔ان پر بھی کُفر کا فتویٰ لگا۔لیکن وہ حق پر قائم رہے۔اُن دونوں گریجوایٹ اماموں نے جاہل مُلّاؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔اور اس کے بعد لاہور کے شہریوں نے دیکھا کہ ہر ایک مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگا۔جس کے امام نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو شیطانی آواز قرار دیا تھا اور خود وہ حضرت جن کے دستخط فتوے پر موجود تھے اپنی

اپنی مساجد میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے تھے۔شاید اِس فتویٰ کی نقل کسی کے پاس موجود ہو۔

(رسالہ ہفت روزہ لیل ونہار صفحہ ۱۶۲ اپریل ۱۹۷۰ء)

انگریزی لباس حرام:

ڈاکٹر مسعود صاحب کی کتاب ''گناہ بے گناہی'' میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ:۔

انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام، اشد حرام۔اور انہیں پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قریب بہ حرام۔جب الاعادہ جائز کپڑے پہن کر نہ لوٹائے، تو گناہ گار مستحق عذاب۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۴۲ مطبوعہ لائل پور بحوالہ بریلویت حقائق کے آئینے میں صفحہ ۲۰۴)

جس نے ترکی ٹوپی چلائی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ بلاضرورت انگریزی ٹوپی رکھنا بلاشبہ کُفر ہے۔ (بالغ النور مندرج فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۱، ۳۰)

خالی ٹوپی خلافِ سُنّت ہے کیوں نہ ہو کہ کافروں اور بعض بلاد کے مذہبوں کی وضع ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ عمامہ والی نماز بغیر عمامہ والی نماز سے ستّر گنا افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۲۰۵ تا ۲۰۹ سوفٹ ویئر صفحہ ۵۲ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن ومکتبۃ المدینہ کراچی)

امام کے لیے پتلون پہننا امامت کے شایان شان نہیں لہٰذا ایسے لباس سے پرہیز کرے۔

(اشرف الفتاویٰ صفحہ ۱۲۲)

ٹائی کے استعمال میں یہ قباحت ہے کہ اس میں غیر مسلم اقوام کی مشابہت پائی جاتی ہے اور اس بات کا بھی شُبہ ہے کہ یہ درحقیقت سینے پر صلیب لٹکانے کی شکل ہو لہٰذا اِس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

(اشرف الفتاویٰ صفحہ ۲۷۵)

پولیس کی وردی پہن کر نماز مکروہ ہے۔ ہندو لباس یعنی دھوتی میں بھی نماز مکروہ ہے۔

(احکام شریعت جلد ۱ صفحہ ۱۲)

مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون اگر چہ یہ چیزیں کفّار کی مذہبی نہیں ہیں مگر آخر شعائر ہیں تو اِن سے بچنا لازم اور ارتکاب گناہ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۲۴ تا ۵۳۳ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن)

ٹیلیویژن حرام ھے:

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں :۔

ٹیلی ویژن مطلقاً حرام ہے۔کیونکہ ٹیلی ویژن میں کیمروں کی مدد سے تصویر دکھائی جاتی ہے اور تصویر باجماعِ امّت حرام ہے۔لہٰذا ٹیلی ویژن بھی حرام کے دائرے میں ہے۔'' اِس فتویٰ کے بعد جب اُن سے اِن کے اپنے پروگرام ''الہدیٰ'' کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ''ٹیلی ویژن ہے تو حرام کے دائرے میں لیکن ہر حرام میں کچھ استثناء بھی ہوتے ہیں۔الہدیٰ اِس حرام میں ایک استثناء ہے، اِس لیے جائز ہے۔ (تصویر اور حجاب کے اسلامی احکام اور ٹیلی ویژن از ڈاکٹر اسرار احمد، ماہنامہ میثاق اگست ۱۹۸۲ء جنگ لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۲ء، بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۲۷۰)

اور دوسری طرف ایک اور ''مولانا'' سراج الحق صاحب فرماتے ہیں:۔

جس طرح کے ٹیلی ویژن چینلز کے ذریعے سے اپنی بات کو دور دراز تک پہنچایا جا سکتا ہے، مُسلمانوں میں تقریباً اِس کا بھی فقدان پایا جاتا ہے۔ نیوز چینلز چاہے وہ سی این این ہو یا بی بی سی، غیروں کے پاس ہے۔مُسلمان جس دین کے پیروکار ہیں وہ سچا دین اور بنی نوع انسان کے لیے نہایت مفید ہے۔اگر اِس کی تعلیمات کو پھیلانے، اس کے فلسفہ حیات کو سمجھانے اور اس کے پیغامات کو عام کرنے کے لیے وسیع پیمانے پر ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا تو اِس کے بہترین نتائج سامنے آتے اور پوری دُنیا میں لوگ اِس سے واقف ہو جاتے۔ (آئینہ ڈاٹ یوکے ۴ جنوری ۲۰۱۱ء)

معزز قارئین! دعوت اسلامی اور تبلیغی جماعت والوں نے ٹی وی سیٹ گھروں سے نکلوا دیے تھے۔اب رنگ برنگے مولوی اپنے اور دوسروں کے چینل پر ہنستے، گاتے، مانگتے اور جھومتے ہیں۔

گھڑی کے خلاف فتویٰ:

جماعت اہل حدیث کے اوپر مولوی محمد حسین صاحب شیخوپوری گھڑی کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بہ تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اذانیں دیں اور نمازیں ادا کیں بحساب اوقات گھڑیوں مروّجہ کے اور ترک کیا سنّت رسول اللہ ﷺ کو اور نہ حساب رکھا سایہ کا واسطے اذان اور نماز

کے روزانہ اورتوڑا تعلق سنّت سے براہ راست ۔'' (مولوی لوگ چاند کو بھی آنکھ سے دیکھنا سُنّت قرار دیتے ہیں اس لیے سائنسی آلات سے مدد نہیں لیتے، جن کی اطلاعات سوفیصد درست ہوتی ہیں۔ پاکستان اور برطانیہ میں اسی وجہ سے دودو، تین تین عیدیں ہوتی ہیں)

پھر اسی سند افتاء سے ایک اور حکم جاری ہوا کہ ''اور وہ لوگ بھی ظالم ہوکر کافر ہوئے جنہوں نے مسجدوں میں گھڑیال لٹکا دیں۔ اور پھر مسجدوں پر رات اور دن کے حصہ میں تالے لگا دیئے۔ اور وہ لوگ بھی شیطان کے پیروکار ہوکر کافر ہوئے جنہوں نے داڑھی مونڈھی یا منڈوائی اور مطمئن ہوئے۔''

(بحوالہ پیغام ۱۶ مارچ ۱۹۶۸ء رسالہ ہفت روزہ لیل ونہار صفحہ ۲۴ اپریل ۱۹۷۰ء)

پیوند کاری ناجائز ہے:

انسانی اعضاء کی پیوند کاری شرعاً جائز نہیں ہے انسان اپنے اعضاء کا چونکہ مالک نہیں ہے اس وجہ سے وہ کسی کو نہ تو بیچ سکتا ہے اور نہ ہی ہدیہ کرسکتا ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد کسی کو ہدیہ کرنے کی وصیت کرسکتا ہے۔ کسی انسان کے بال لے کر پیوند کاری کرنا ناجائز ہے البتہ اپنے بالوں یا کسی جانور کے بالوں کے ذریعے سے پیوند کاری کرنا جائز ہے۔ (اشرف الفتاویٰ صفحہ ۲۷۸ زیر سرپرستی مولانا عبید اللہ، مولانا عبدالرحمان اشرفی ناشر معہدام القریٰ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور) مولویوں کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ مسلمان کافر کو اپنے بدن کا کوئی عضو بھی نہیں دے سکتا مگر مسلمان کافر کے اعضاء کو جان بچانے کے لیے قبول کرسکتا ہے کہ مسلمان کی زندگی معزز ہے۔

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا کیے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

پولیو کا ٹیکا کرانا حرام:

مولوی پولیو کے ٹیکے کرانا بھی حرام سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان میں سب سے زیادہ پولیو کے مریض ہیں۔ دوسرے نمبر پر افغانستان ہے۔ مورخہ ۱۸۔۷۔۲۱۰۲ کو ایک خبر اخباروں میں شائع ہوئی ہے کہ مولویوں کی مجلس شوریٰ میں یہ طے پایا ہے کہ جب تک ڈرون حملے بند نہیں کیے جاتے اُس وقت تک پولیو کے ٹیکے بچوں کو نہیں کرائے جائیں گے۔ اسی روز اقوام متحدہ کی ایک گاڑی جس میں انسداد پولیو کے لیے آئے ہوئے ڈاکٹر سوار تھے پر اندھا دھند فائرنگ کی گئی۔ جس سے ڈاکٹر اور ڈرائیور شدید

زخمی ہو گئے۔ ایک مولوی کا انٹرویو بھی اے۔ آر۔ وائی پر دکھایا گیا جس میں مولوی صاحب نے بتایا پولیو ویکسین بنانے والے کافر ہیں اور کافروں پر اعتبار نہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کو مارنا چاہتے ہیں۔ قارئین ان مولویوں کے غیر اسلامی فتووں کی وجہ سے پاکستان اور افغانستان میں پولیو وائرس کی تباہ کاریوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جبکہ باقی تمام دُنیا پولیو وائرس سے جان چھڑا چکی ہے۔

بزرگانِ دین پر ظُلم اورفتاویٰ کُفر

ابو عبداللہ امام مالک بن انسؒ: ۹۳ھ تا ۱۷۹ھ حق کی حمایت میں قید و بند اور کوڑے کھائے۔ ابوعبداللہ امام مالک بن انسؒ پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ ونماز با جماعت کے لیے باہر نہ نکل سکے۔ ذلّت کے ساتھ قید کیے گئے۔ ایسی بے رحمی کے ساتھ لوگوں نے ان کی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ اونٹ پر کھڑا کر کے پھرایا گیا۔ اور ایک مسئلہ سے انکار کرنے کی وجہ سے ستّر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔

امام شافعیؒ: ۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ ۷۶۷ء تا ۸۲۰ء حضرت امام مالکؒ کے شاگرد رہے۔ محمد بن ادریس شافعیؒ کو موذیوں نے ''اخسر من ابلیس' (شیطان سے بڑھ کر مضرّت رساں) کہا اور رافضی نام رکھا۔ یمن سے بغداد تک بے عزّتی کے ساتھ قید کر کے بھیجے گئے۔ راہ میں لوگ اُنہیں گالیاں دیتے جاتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ: ۸۰ھ تا ۱۵۰ھ ۶۹۹ء تا ۷۶۷ء۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو کم بختوں نے جاہل، بدعتی، زندیق، کافر تک کہا۔ خلیفہ وقت نے کئی دفعہ عہدہ قضا پر مامور کیا مگر انکار کر دیا اس حدیث کی بناء پر ''**من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین**'' جو شخص قاضی بنا دیا گیا وہ بدون چھری سے ذبح کر دیا گیا۔ قید خانے میں قید کر کے آپؒ سے اینٹ گننے کا کام لیا گیا۔ آخر کو وہ قید خانے ہی میں زہر دیئے گئے۔

امام احمد بن حنبلؒ: ۱۶۴ھ تا ۲۴۱ھ ۷۸۰ء تا ۸۵۵ء بغداد کے معتزلہ نے ہنگامہ کھڑا کر کے چاہا کہ آپ کسی طرح یہ تسلیم کرلیں کہ قرآن مخلوق ہے اور اس سلسلہ میں دربار خلافت

سے سخت سزائیں دی گئیں حتیٰ کہ جس وقت آپؒ کو ایک ہزار کوڑے لگائے جا رہے تھے تو آپؒ کا کمر بند کھل گیا اور دو غیبی ہاتھوں نے کمر بند باندھا۔ (تذکرۃ الاولیاء) حضرت امام احمد بن حنبلؒ ۲۸ ماہ قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں اُن کے پاؤں میں ڈالیں گئیں۔ ذلیل کرنے کے لیے مجلسوں میں بلائے گئے اور لوگ اُن کو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے۔ ہر شام کو جیل خانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے۔

امام احمد بن حنبلؒ کو قید کیا گیا، چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں، اِسی عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حُکم دیا گیا بلا کسی کی مدد کے خود ہی اُونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اُونٹ سے اُتریں، بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے، اُٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے، عین رمضان میں بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے پیٹھ پر لگاتار کوڑے مارے گئے۔ خلیفہ کہتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے آپؒ فرماتے تھے کہ قرآن مخلوق نہیں۔ (عقائد اہل سنت والجماعت صفحہ ۵ بحوالہ تذکرہ از ابوالکلام آزاد)

محمد بن خزیمہ نے خواب میں جب امام احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ خُدا تعالیٰ نے آپؒ سے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ جو دُعا تم کو سفیان ثوریؒ نے بتائی تھی وہ سناؤ۔ چنانچہ میں نے یہ دُعا سنادی "**یا ربّ کل شئی بقدرتك و انت قادر علی کل شئی ولا تسئلی عن شئی**" یعنی اے اللہ! ہر چیز تیرے قبضہ قدرت میں ہے اور تُو ہر شے پر قادر ہے، وہ مجھ کو عطا فرما دے اور مجھ سے مت پوچھ کہ کیا طلب کرتا ہے؟ پھر اللہ نے فرمایا کہ یہ احمد یہ بہشت ہے اِس میں داخل ہو جا اور میں داخل ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۳۵)

حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ: اپنے وطن سے نکالے گئے۔

جب ثمر قند پہنچے تو ثمر قند والے بھی اِس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ ثمر قند میں رہیں۔ تو آپؒ نے تہجد کی نماز میں دُعا کی کہ خُداوند دُنیا اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی ہے تُو اب مجھ کو اپنی طرف بُلا لے۔ پس انہوں نے اُسی ماہ میں انتقال فرمایا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ: شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے۔

سلطان العارفین حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ: اِن کی بھی تکفیر کی گئی۔

شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادرؒ: کو فقہاء نے کافر

کہا اور ابن جوزی نے اِن کے خلاف ایک کتاب تصنیف کی۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ: اِن کو نا صرف کافر بلکہ اکفر کہا گیا بلکہ علماء زمانہ نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کا کُفر یہود و نصاریٰ کے کُفر سے بڑھ کر ہے۔ اس پر بھی صبر نہ کیا بلکہ ان کے کل ماننے والوں کو کافر قرار دیا۔ پھر بھی دل کی ٹھنڈک نہ ہوئی۔ تب یہ لکھا کہ جو ان کے کُفر میں شک کرے وہ کافر اور پھر جو کُفر میں شک کرنے والے کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

حضرت شیخ اکبرؒ کے بارے میں موجودہ دور کے مولوی اور علامہ اچھے خیال نہیں رکھتے ۔ چنانچہ مولانا عبدالرحمان کیلانی صاحب لکھتے ہیں:۔

شیخ اکبر کے عقیدہ وحدۃ الوجود قرآن کی تعلیم سے براہِ راست متصادم تھا اِس لیے عُلمائے دین مخالف ہو گئے۔ (نام نہاد علماء اُس دور کے ہوں یا اِس دور کے، اِنہیں ہر صاحب الہام کافر دکھائی دیتا ہے کیونکہ یہ بدقسمت آوارگانِ اُمّت الہام جیسی نعمتِ خُدا سے نا آشنا ہوتے ہیں) چنانچہ جب یہ مصر پہنچے تو علمائے کرام نے اُن کے کُفر کا فتویٰ دیا اور سُلطان مصر نے اُن کے قتل کا حُکم دے دیا یہ بات ابن عربی کو بھی معلوم ہو گئی تو چُپکے سے راہ فرار اختیار کر کے دمشق پہنچ گئے۔

(شریعت و طریقت صفحہ ۸۷، بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

تصوّف کے علم بردار شیخ اکبر حضرت محی الدینؒ کی تصنیف فصوص الحکم کے بارے میں علامہ اقبالؔ فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے علم ہے فصوص الحکم میں سوائے الحاد اور کُفر کے کچھ نہیں۔

(اقبال نامہ صفحہ ۱۴۴، بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

جیسا کہ نبیﷺ نے نبوّت کی عمارت میں خود کو ایک اینٹ قرار دیا اسی طرح ابن عربیؒ نے خود کو ولایت کی آخری اینٹ قرار دیا۔ فرق صرف یہ رکھا ہے کہ نبیﷺ چاندی کی اینٹ میں اور خود کو سونے کی اینٹ قرار دیا۔ اس طرح خود کو محمدﷺ سے بہتر قرار دیا اس سے بڑھ کر کون کافر ہو سکتا ہے؟ اب عربی اور اس کے مُتبعین و امثال مُنافق زنادقہ اتحادیہ ہیں جو جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

(بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد)

۶۰۳ ہجری میں جب شیخ اکبر ابن عربی قاہرہ تشریف لے گئے آپؒ کو مُرتد کہا گیا۔

حسین بن منصور حلاجؒ : حسین بن منصور حلاجؒ کو بھی فتووں کا نشانہ بنایا گیا اور جان تک لے لی۔سلیمان ندوی صاحب نے رسالہ ''معارف'' جلد۲ شمارہ۴ میں حسین بن منصور حلاجؒ پر شدید تنقید کی ہے اور تاریخ ابن جوزی، ابن سعد قرطبی اور امام الحرمین کی تواریخ سے ثابت کیا ہے کہ حلاج ایک گُمراہ اور شعبدہ باز شخص تھا۔ (بحوالہ اہل بدعت کے شُبہات کا رَد) عبدالہادی عبدالخالق مدنی فرماتے ہیں کہ حسین بن منصور حلاج (وفات ۳۰۹ھ) نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، بعد میں اس نے اپنے ربّ ہونے کا دعویٰ کیا، انا الحق کا نعرہ لگایا اس لیے اس کے کُفر والحاد کی بنا پر اسے قتل کر دیا گیا۔ (مہدی سے متعلق صحیح عقیدہ صفحہ ۲۹) قارئین ربّ ہونے کا دعویٰ تو بہت سے دوسرے بزرگانِ اسلام نے بھی کیا تھا اُنھیں کیوں قتل نہ کیا گیا۔اصل بات یہ ہے کہ آوارگانِ اُمّت نے کافر، مرتد اور زندیق وغیرہ تو سبھی کو کہا ہے مگر قتل کرنے کا موقع بہت کم ملا ہے۔اگر آوارگانِ اُمّت کا بس چلتا تو وہ سبھی کو قتل کر دیتے۔

حضرت مولوی جلال الدین رومیؒ : مولانا رومیؒ، مولانا جامیؒ اور شیخ فرید الدین عطارؒ کو کافر کہنے والے مسلمان سوترہ میں ابھی تک موجود ہیں۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن فضلؒ: آپؒ کو اہل بلخ نے اذیتیں دے کر وہاں سے نکال دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۹)

حضرت شیخ ابو الحسن بو شبخیؒ: آپؒ پر سختیاں کی گئیں اور گدھے کی چوری کا الزام لگایا گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۹)

حضرت سمنون محبؒ: آپؒ پر زنا کی تہمت لگائی گئی اور قتل کی سزا سنائی گئی مگر خلیفہ کے ایک خواب نے اس پر عمل درآمد نہ ہونے دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۷)

حضرت ابن عطاؒ : آپؒ کو زندیق کہا گیا اور آپؒ کے چمڑے کے موزے نکلوا کر اس قدر زدوکوب کیا کہ آپؒ کے اوپر غشی طاری ہوگئی۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۱)

حجتہ الاسلام مولانا ابو حامد غزالیؒ :مُصنّف احیاء العلوم الدین و کیمیائے سعادت کافر ٹھہرائے گئے اور اُن کی کتابوں کو جلا دینا اور اُن پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ایک شخص نے امام غزالیؒ کو لکھا کہ آپؒ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے اُس کے جواب میں حضرت نے لکھا، کہ حاسدوں

کی باتوں پر خیال نہ کر اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ مت ہو۔اے برادر! ذلیل جان اُس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھ اُس شخص کو جس کو لوگ کافر اور گُمراہ نہ سمجھیں۔آپؒ کو ستّر شہروں سے شہر بدر کیا گیا۔ (بحوالہ البدر قادیان ہفت روزہ ۱۸۔۱۱ مارچ ۲۰۱۰ء)

حضرت شیخ ابو الخیر اقطعؒ : آپؒ کو صوفیاء نے چوری کے جُرم میں گرفتار کروا دیا۔آپؒ نے اصل چوروں کا جُرم بھی اپنے سَر لے لیا۔آپؒ کا ایک ہاتھ نا کردہ جُرم کی وجہ سے کاٹ دیا گیا۔

حضرت ابو اسحاق ابراھیم شیبانیؒ : آپؒ کو سو چھڑیاں ماری گئیں اور مدتوں قید رکھا گیا۔

حضرت عبداللہ انصاریؒ: آپؒ کو بیڑیاں پہنا کر بلخ لے جایا گیا۔

حضرت ابو حمزہ محمد بن ابراھیم بغدادیؒ: آپؒ کو بے حد اذیتیں پہنچائی گئیں۔

حضرت ابو بکر واسطیؒ : آپؒ کو ستّر شہروں سے شہر بدر کیا گیا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ : آپؒ کو زندیق کا خطاب دیا گیا۔آپؒ کو بیڑیاں پہنائی گئیں۔دربارِ خلافت سے چالیس روز قید کی سزا دی گئی۔

حضرت محمد بن اسلم طوسیؒ: محض اس جُرم میں کہ آپؒ نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا مکمل دو سال قید و بند کی مشقتیں جھیلنی پڑیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

امام تیمیہؒ: امام تیمیہؒ پر بھی بے انتہا ظلم کیے گئے آپؒ کو قید کیا گیا، کافر کہا گیا۔حد یہ کہ آپؒ نے جیل میں وفات پائی۔

حضرت سفیان ثوریؒ: آپؒ کو خلیفہ نے حق گوئی پر غضبناک ہو کر حکم دے دیا کہ اس کو پھانسی دے دو۔

معزز قارئین! انبیاء اور رسولوں سے بڑھ کر انسان کا خیر خواہ کون ہوسکتا ہے۔اس کے باوجود بلکہ خیر خواہی ہی کی وجہ سے انتہائی دکھ دیے گئے۔بعض کو قتل (قتل سے مراد مخالفت بھی ہے) کیا گیا۔

حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھا کر شدید زخمی کر دیا گیا۔ کسی کو پتھر مار کر زخمی کیا گیا۔ کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ معزز قارئین! اصل بات یہ ہے کہ جو بھی اللہ کا پسندیدہ بندہ اِس دُنیا میں آتا ہے اُس کے ساتھ اُس دور کے علماء ہمیشہ مخالفانہ اور معاندانہ روش اختیار کرتے ہیں۔ مگر ان سب مخالفانہ ہتھکنڈوں کے باوجود اللہ کے پیارے کامیاب وکامران ہوتے ہیں اور تاریخ کے سینے کی آب وتاب ایسے وجودوں کے ذکر ہی کی بدولت ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں کہ دُنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھ کر ستایا گیا۔ آپؐ کے سر پر خاک ڈالی گئی، آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، پتھر برسا کر لہولہان کر دیا گیا، گلی کے لونڈوں نے تھپڑ مارے، گلا گھونٹا گیا۔ حضور ﷺ سب سے بڑھ کر بنی نوح انسان کے خیر خواہ تھے۔ پیغمبروں کے سچے نائب و جانشین اولیاء کرام بھی اللہ کے ناشکرے بندوں کے ہاتھوں سے بہت ستائے گئے ہیں۔

کُفر کے فتووں سے کوئی بزرگ بھی محفوظ نہیں رہا: مندرجہ ذیل وہ بزرگ ہیں جنہیں نام نہاد علماء آوارگانِ اُمّت نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ **زندیق** بھی کہا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ (سن وفات ۱۵۰ھ) اباطیل وہابیہ صفحہ ۱۷۔۔۔حضرت محمد الفقیہہؒ (وفات ۱۹۳ھ) معجم المؤلفین جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۷۔۔۔حضرت ذوالنون مصریؒ (۲۴۵ھ) الیواقیت والجواہر جلد ۱ صفحہ ۱۴۔۔۔حضرت احمد راوندیؒ (۲۸۹ھ) معجم المؤلفین جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۔۔۔حضرت ابن حنانؒ (وفات ۲۹۷ھ) ہفت روزہ خورشید سندیلہ ۲۵ فروری ۱۹۳۸ء۔۔۔حضرت منصور حلاّجؒ (۳۰۹ھ) قاموس المشاہیر جلد ۲ صفحہ ۲۳۴۔۔۔حضرت امام غزالیؒ (وفات ۵۰۵ھ) الغزالی صفحہ ۵۶۔۔۔حضرت شیخ ابوالحسن شاذلیؒ (وفات ۶۵۴ھ) (الیواقیت والجواہر جلد ۱ صفحہ ۱۳۰)

حضرت عثمان بن حیریؒ نے فرمایا ہے:

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ''ہر برتن سے وہی شے ٹپکتی ہے جو اس میں موجود ہو''۔

معزز قارئین! ہر دور کے ہر مذہب کے نام نہاد مولوی کی زبان سے ایک ہی طرح کا زہر ٹپکتا رہا ہے اور وہ ہے نفرت کا زہر اور خود پسندی کا زہر۔ یہ ایسا سانپ ہے جو سو بار بھی کینچلی بدلے پھر بھی زہریلا سانپ ہی رہتا ہے اور ڈسنے کی صلاحیت میں قطعاً کوئی کمی نہیں آتی۔ ہر مقرب الٰہی بندے کے

لیے اِن کے برتن سے ہمیشہ نفرت ہی ٹپکتی ہے۔ مگر خُدا کا عجیب سلوک ہے ہمیشہ ہی اپنے پیاروں کے لیے ہر زہر کا تریاق بن جاتا ہے اور انہیں زندگی بخشتا ہے اور اپنے پیار کی گود میں بٹھا لیتا ہے۔ کُفر کے فتوے، زندیق کے خطاب اور جسمانی تشدد ان کے پائے ثبات میں قطعاً لغزش پیدا نہیں کرتے بلکہ اِس کے برعکس رُوحانی درجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور نا ہنجار دھتکارے ہوئے لوگ اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جل جاتے ہیں اور اس دُنیا میں ذلّت اور رُسوائی کماتے ہیں۔ دیکھ لیجیے جن لوگوں نے شیطان کا راستہ اختیار کیا انہیں کوئی نہیں جانتا اگر کسی کا ذکر ملتا ہے تو انتہائی ذلّت کے الفاظ کے ساتھ ملتا ہے۔ اور مظلوموں کا ذکر، نا صرف انتہائی عقیدت اور محبت سے کیا جاتا ہے بلکہ تاریخ کے سینے پر اُن کا ذکر ہر دور کے انسانوں کے لیے روشنی کا مینار ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقرب بندوں کا ساتھ دینے والا بنائے تا کہ ہم خُدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کر سکیں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کے خلاف تمام فرقوں نے کُفر کا فتویٰ لگا کر انہیں علیحدہ فرقہ قرار دے کر انہیں ناجی ثابت کر دیا ہے۔ حدیث کے مطابق بہتر فرقے ناری ہوں گے اور ایک ناجی۔

الشفاء لقاضی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''معرفت میرا سرمایہ ہے اور عقل میرے دین کی بنیاد اور محبت میری اساس اور شوق میری سواری اور ذکر الٰہی میرا مونس اور وثوق میرا خزانہ اور غم میرا رفیق اور علم میرا ہتھیار اور صبر میری چادر اور رضا میری غنیمت اور عاجزی میرا فخر اور زہد میرا پیشہ اور یقین میری قوت اور صدق میرا شفیع اور اطاعت الٰہی میرا حسب اور جہاد میرا اخلق اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ذکر الٰہی میرے دِل کا پھل ہے۔ اور میرا غم میری اُمّت کے لیے اور میرا شوق اپنے ربّ عزوجل کی طرف ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

السلام علیکم

السلام علیکم کے عنوان سے مضمون لکھنے کی طرف توجہ ایک نام نہاد اسلامی ٹی وی چینل پر نشر ہونے والے ایک پروگرام دیکھنے پر ہوئی۔ ایک احمدی نوجوان عطاالمنان اِس بات پر مُصر تھا کہ میں

مسلمان ہوں مگر نام نہاد علماء اُسے کافر کہہ رہے تھے اور بضد تھے کہ آپ کے سلام کا جواب نہیں دیا جا سکتا۔ آخر کار اُس نوجوان نے اِنہیں کہا کہ اگر آپ سلامتی کی دُعا نہیں لینا چاہتے تو آپ حضرات کی مرضی میں آداب کہہ دیتا ہوں۔ مگر پُر تعصب علماء نے آداب کا جواب بھی نہیں دیا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ بدنام زمانہ آمر ضیاء الحق (جسے پاکستانی قوم نہایت برے الفاظ سے یاد کرتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ مذہبی نفرت کی آگ جس کی لپیٹ میں پورا ملک آیا ہوا ہے اُسی آمر کی لگائی ہوئی ہے) نے ۱۹۸۴ء میں احمدیوں پر دوسری پابندیوں کے علاوہ السلام علیکم کہنے پر بھی پابندی لگائی تھی بلکہ جُرم قرار دیا تھا۔ لُطف کی بات یہ ہے کہ تمام مولوی حضرات سوائے اپنے فرقے کے مسلمانوں کے، تمام دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ ایک دوسرے کے جنازے نہیں پڑھتے۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ایسے لوگوں سے سلامتی کی توقع کرنا عبث ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے کسی دیوبندی یا بریلوی کی جاگیر نہیں، رسول اللہ ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں آپ ؐ کی رحمت دیوبند یا بریلی تک محدود نہیں۔ مذہب اسلام میں امن اور سلامتی کے سمندر موجود ہیں حسب توفیق ہر کوئی بِلا مذہب و ملّت اِن سے فیض یاب ہوسکتا ہے۔

معزز قارئین! مسلمانوں کو ہر ملاقات پر السلام علیکم کا تحفہ بھیجنے کی نصیحت ہے۔ دوسری تمام قوموں میں بھی ملاقات پر نیک خواہشات کے اظہار کے طور پر مختلف الفاظ کہے جاتے ہیں جیسے گڈ مارننگ، گٹن ٹاگ، نمستے اور ست سری اکال وغیرہ وغیرہ۔ اسلام سے پہلے عرب ملاقات کے وقت حیاک اللہ، حیاک اللہ بالخیر اور یا انعم صباحا کے لفظ استعمال کرتے تھے۔ آج کل بھی عرب ممالک میں صباح النور، ساء النور اور عافاک اللہ کے الفاظ ملاقات کے وقت مستعمل ہیں۔ اسلام آنے کے بعد مسلمانوں کو السلام علیکم کی صورت میں ایک ایسا تحفہ عطا ہوا جو مکمل دُعا ہے۔ سلام سے مراد سلامتی، امن اور عافیت ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ المفردات میں فرماتے ہیں ”یعنی ظاہری اور باطنی آفات و مصائب سے محفوظ رہنا“ جب السلام علیکم کہا جاتا ہے تو معنی یہ ہوتا ہے تم جسمانی، ذہنی اور رُوحانی طور پر محفوظ رہو۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے مولوی لوگ اتنی خوبصورت دُعا نہ لینا چاہتے ہیں نہ دینا چاہتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں قرآن اور احادیث میں اس کی فضیلت کس طرح بیان ہوئی ہے اور اس کے ثمرات کیا ہیں؟ کیا

قرآنی آیات یا احادیث رسول مقبول ﷺ نے کسی پر السلام علیکم کہنے پر پابندی عائد کی ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِناً، تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، فَعِندَ اللّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُواْ، إِنَّ اللّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً۔** اے ایمان دارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تُو مومن نہیں۔ تم ورلی زندگی کا سامان چاہتے ہو سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔ پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کر لیا کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۹۵)

اس آیت میں کسی جگہ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سلام کرنے میں کسی کا مذہب دریافت کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **وَإِذَا حُيِّيْتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّواْ بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيباً ۔** اور اگر تمہیں خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اُس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لَوٹا دو یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔: (اِس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ کوئی بھی کسی بھی قسم کا تحفہ دے قبول کرنا چاہیے اور پھر اُس تحفہ سے بڑا تحفہ دو۔ السلام علیکم جیسی پیاری دُعا سے بڑھ کر کیا کوئی تحفہ ہوسکتا ہے؟ اگر کوئی السلام علیکم جیسا تحفہ دے تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ پہلے بتاؤ کہ تم مسلمان ہو یا نہیں بلکہ فرمایا کہ اسے اس سے بھی اچھی دُعا دو) (سورۃ النساء آیت ۸۷)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْراً كَرِيماً ۔** جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۴۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْناً وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَاماً۔** اور رحمان کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لیے سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔“ (سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

طبرانی میں ہے کہ صحابہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! جب ہم ملاقات کریں تو 'سلام' میں کون پہل کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "**اطوعاکم للّٰہ تعالیٰ**" جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہے۔ (مقالات فاروقی از حافظ محمد اسرائیل فاروقی ادارہ صوت الحق)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِن جَنَحُواْ لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔** (سورۃ انفال آیت ۶۲) اور اگر وہ صلح کے لیے جُھک جائیں تو تُو بھی اُس کے لیے جُھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سُننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

معزز قارئین! کوئی مولوی لوگوں سے پوچھے کہ کیا آپ حضرات کی نظر سے یہ آیات نہیں گزریں؟ کیوں مسلمان کہلانے والے کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہو؟ آپ ہندوؤں عیسائیوں حتیٰ کہ پرامن مسلمانوں سے بھی کیوں بُرا سلوک کرتے ہو کیا آپ لوگوں کے دل صرف جھگڑے کی طرف ہی مائل ہیں؟ آپ لوگوں کی گفتگو جارحانہ اور زبان بدگو کیوں ہے؟ آپ کیوں دوسروں اور اپنی سلامتی کے درپے ہیں؟ کہیں آپ کا مشن اسلام کے نام پر اسلام کو نقصان پہنچانا تو نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتاً فَسَلِّمُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُون.** جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔ (عزیزوں اور دوستوں میں ہر طرح کے غیر مسلم بھی مراد ہیں۔ مکی زندگی اور مدنی دور کے دوران مسلمانوں کے عزیز اور دوست احباب کافر بھی تھے۔ ابو ہریرہؓ بھی اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے جبکہ وہ مسلمان نہیں تھیں۔ (سورۃ النور آیت ۶۲)

اسماء بنت ابی بکرؓ نے خبر دی میری والدہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "**لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلو كم فی الدين** " یعنی اللہ پاک تم کو اُن لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔ (بخاری اخلاق کا بیان صفحہ ۴۲۲ حدیث ۵۹۷۸)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔** (سورۃ النور آیت ۲۸) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (اس آیت میں اللہ تعالیٰ دوسرے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے اجازت اور سلام کی تلقین کر رہا ہے۔ کیا صحابہؓ صرف مسلمانوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے؟ مدنی دور میں تو ایک معاہدے کے تحت کافروں کے مفادات کا مکمل خیال رکھا جاتا تھا)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر گھر میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر بھی سلام کہنا چاہیے، اس لیے کہ فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (بخاری)

يا ايها الناس افشوا السلام...تدخلوا الجنته بسلام ترجمہ: اے لوگو! سلام کو عام کرو۔ تم جنّت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**لاتدخلون الجنته حتیٰ توء منو ا ولا تومنو ا حتیٰ تحابو ا الاادلکم علی شی اذا فعلتموه تحايتم افشوا السلام بينكم**" ترجمہ: تم اُس وقت تک جنّت میں داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور اُس وقت تک مومن نہ ہو گے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں کہ جس پر عمل کرنے سے تم باہم محبت کرنے لگو یہ کہ "سلام" کو خوب پھیلاؤ۔ (آوارگانِ اُمّت نفرت کو فروغ دیتے ہیں) (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ طبرانی میں فرماتے ہیں۔ "اگر مسافر کے دل میں یہ گمان ہو کہ وہ بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام کہے گا اور وہ اُسے جواب نہیں دے گا تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنا یہ گمان چھوڑ دے اور سلام کہے، ہوسکتا ہے کہ اُسکا گمان غلط ہو، اور اگر وہ اُسے سلام کا جواب نہیں دے گا تو فرشتے اُس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (کسی کے ماتھے پر یہ نہیں لکھا ہوتا کہ وہ مسلمان ہے یا کافر۔ عطا المنان صاحب فکر کی ضرورت نہیں آپ کے سلام جیسے حسین تحفے کا جواب فرشتوں نے دے دیا ہے)

سنن ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے۔ "**اذا لقی احد کم اخاه فليسلم عليه فان**

حالت بینهما شجرة او جدار او حجر ثم لقیه فلیسلم علیه" ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو ملے اُسے چاہیے کہ اپنے ساتھی کو سلام کہے، اگر درمیان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے، تو پھر ملاقات پر اپنے ساتھی کو سلام کہے۔ (سنن ابی داؤد بسبل السلام جلد ۳ صفحہ ۲۲۱)

(ترمذی) قال رسول اللہ ﷺ "السّلام قبل الکلام" بات سے پہلے سلام کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں آ کر بیٹھے تو سلام کہے اور جب رخصت ہونے کے لیے اُٹھے تو سلام کہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنے سے بڑے کو سلام کہے اور جو آدمی پیدل چل رہا ہے، اُس پر لازم ہے وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور جو مقدار میں تھوڑے ہوں، اُن پر لازم ہے کہ وہ اپنے سے زیادہ کو سلام کہیں۔ (بلوغ المرام باب الادب)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "البادی با لسلام بری من الکبر" سلام میں پہل کرنے والا فخر وغرور سے بری ہے۔ (اس حدیث شریف سے عطا المنان صاحب فخر وتکبر سے بری اور مولوی سیالوی صاحب فخر وغرور کے پیکر ثابت ہوتے ہیں)

(بحوالہ مقالات فاروقی از پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور)

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "الماشیان اذا اجتمعا فا یتهما بداء بالسلام فهو افضل" دو پیدل چلنے والے جب آپس میں ملاقات کریں تو سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے۔

حضرت سرّی سقطیؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو کسی کو سلام کرتا ہے اس پر خُدا تعالیٰ کی طرف سے سو ۱۰۰ رحمتیں نازل ہوتی ہیں، جس میں سے نوّے ۹۰ رحمتیں اس کو ملتی ہیں جو دونوں میں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ (عطاالمنان ۱۰۰ رحمتیں مبارک ہوں) (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۶۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "ان اولی الناس باللّٰہ من بداء السلام" لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بہتر ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذا اسلم علیکم

الیهود فا نما یقول احد کم السّام علیکم فقل و علیك" جب تمہیں یہود "سلام" کہیں تو ان میں سے اگر کوئی یہ کہے "السّام علیك" (تم پر ہلاکت ہو) تو "وعلیك" کہہ دو" (قارئین کرام! السّام علیکم کہنے پر بھی وعلیك کہنے کی تاکید ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خوبصورت دُعا السلام علیکم کے جواب دینے پر اسلام میں پابندی ہو۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کفار بھی آپ ﷺ کو السلام علیکم کہا کرتے تھے السّام علیکم کہنے والے جہاں موجود تھے وہاں السلام علیکم کہنے والے بھی تھے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے) "اذا اسلم علیکم اهل الکتاب فقولو وعلیکم" اگر اہل کتاب تمہیں راستے میں سلام کہنے میں پہل کریں تو تم انہیں وعلیکم کہہ دو۔ (رسول اللہ ﷺ کافروں کو کھانے میں بھی شامل کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مطالب المومنین میں روایت ہے کہ نبی کریمؐ (کھانا) کھا رہے تھے کہ ایک کافر آیا اور کہا کہ میں آپؐ کے ساتھ (کھانا) کھاؤں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔

معزز قارئین! یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کافر آپ ﷺ کو سلامتی کی دُعا دے اور آپؐ فرمائیں کہ نہ مجھے تمہاری سلامتی کی دُعا چاہیے نہ میں تمہیں سلامتی کی دُعا دوں گا، ہاں اگر کھانا کھانا چاہتے ہو تو وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھا سکتے ہو۔ (بحوالہ مقالات فاروقی از پروفیسر حافظ محمد اسرائیل فاروقی شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی سلام کرے اسے جواب دو چاہے وہ مجوسی ہو۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۴۷ سورۃ النساء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر۔ بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۸۷)

جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں السام علیکم یعنی تم پر موت ہو۔ تم جواب میں کہو وعلیک یعنی تم پر ہو (بخاری) حافظ ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ اگر اہل کتاب سلام کا لفظ کہیں اور ہمیں صاف سُنائی دے تو انہیں وعلیکم السلام کہنا چاہیے۔ خصوصاً اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہیں الفاظ کو لوٹا دیا جائے۔"

(النساء) (شرح کتاب الجامع صفحہ ۵۳ ترجمہ حافظ عبدالسلام ناشر دارالاندلس ۴ لیک روڈ چوبرجی لاہور)

یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کریں تو اس کا جواب دینے میں مضائقہ نہیں۔

(اغائب الاوطار اردو ترجمہ، درمختار جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۳۹ باب الکفر۔ بحوالہ شریعت یا جہالت)

حنفی مسلک کے علماء کہتے ہیں کہ ذمیوں اور کفار کو جواب سلام دینے میں مضائقہ نہیں۔

(عین الہدایہ جلد۴ صفحہ۳۶۴ کراہت کا بیان، بحوالہ شریعت یا جہالت ازمحمہ پالن حقانی گجراتی صفحہ۸۷)

اگر سلام کا جواب نہ دے گا تو گناہ گار ہوگا، اِس لیے کہ سلام کا جواب دینا خُدا کا حُکم ہے۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ۵ صفحہ۷۴ سورۃ نساء کے گیارہویں رکوع کی تفسیر، بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ)

مصنف شریعت یا جہالت فرماتے ہیں کہ سلام تو کیا خاک کریں گے۔ جواب بھی نہیں دیتے۔ جاہل جیب بھرو پیر اور جاہل پیٹ بھرو مولوی اپنے مریدوں اور معتقدوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کو یا دیوبند عالموں کو یا اُن کے چاہنے والوں کو تم سلام کرو گے یا جواب دو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہے؟ (شریعت یا جہالت صفحہ۸۶) **السلام اسم من اسماء الله تعالیٰ و اذا احییتم بتحیة فحیو باحسن منها او ردوها** سلام اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے اور اللہ نے (سورۃ النساء میں) فرمایا جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اُس سے بڑھ کر اچھا جواب دو۔

(بخاری کتاب الاذن باب ۶۸۳ پارہ۲۵ صفحہ۴۸۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کم عمر والے بڑے عمر والے کو پہلے سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو۔

(بخاری حدیث نمبر۱۱۶۱ جلد۳ پارہ۲۵ کتاب الاذن صفحہ۴۸۶ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اسلام میں کون سا کام بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا اس سے پہچانت ہو یا نہ ہو۔ (مولانا حضرات نکال دیجیے اس حدیث کو بخاری سے اگر ہو سکے۔ کیا کسی کے ماتھے پر لکھا ہوتا ہے کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں) (بخاری کتاب الاذن پارہ۲۵ جلد۳ حدیث۱۱۶۵ صفحہ۴۸۸ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان، مشرک بت پرست یہودی سب ملے جلے ہوئے تھے۔ ان میں عبداللہ بن ابی سلول اور عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مجلس والوں کو سلام کیا۔

(بخاری حدیث نمبر۱۱۸۳ جلد۳ پارہ۲۵ کتاب الاذن صفحہ۴۹۵ باب ۷۰۰ ترجمہ علامہ وحیدالزماں مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور اُس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے

ہوئے ہوں اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (ترمذی ابواب القیمۃ) جو بھی آپ ﷺ کے سامنے آتا آپ ﷺ سلام کرنے میں پہل کرتے۔ (شفاء قاضی عیاض جلد۱ صفحہ۸۶)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اُمّت مسلمہ اُس راہ کی طرف جلد لوٹ آئے جس پر چل کر انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ اس ٹھنڈی شاہراہ تک پہنچنے کے لیے یقینی طور پر اسوہ رسول اللہ ﷺ کو اپنانا ہوگا کہ اس کے بغیر تاریکی کے بادل چھٹ نہیں سکتے، روشنی کا سفر شروع نہیں ہو سکتا۔

عُلماءِ سُوء

معزز قارئین! ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں علماءِ اُمّت کو بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند کہا ہے اور آسمانِ رُوحانیت کے چمکتے ستارے قرار دیا ہے وہیں علماء کے ایک بڑے گروہ کو آسمان کے نیچے بسنے والی بدترین مخلوق کہا ہے۔ ایک جگہ حضور ﷺ نے انہیں بندر اور خنزیر بھی بتایا ہے۔ یہاں اِس باب میں علماء کے بدترین گروہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یوں تو اُمّت محمدیہ میں مُلّائیت کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی ہو گیا تھا۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارے کو ملیا میٹ کرتا ہوا، اسلامی حکومتوں کے رُعب و دبدبہ کو نگلتا ہوا اور علم و دانش کے محل ویران کرتا ہوا یہی طبقہ گمراہان موجودہ دور میں نا صرف مسلمانوں کے خُون سے اپنی نہ ختم ہونے والی پیاس بجھا رہا ہے بلکہ امن عالم کے لیے ایک عظیم خطرہ بن چکا ہے۔ یہ ناخلف علماءِ سُوء اپنی چرب زبانی سے عام لوگوں کو آلہ کار بنا کر مذموم مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔ مسلکی، فقہی، سیاسی بھول بھلیوں میں الجھا کر اپنے پیٹ کی نہ مٹنے والی بھوک کا سامان کر رہے ہیں۔ ان کا اصل مقصد اپنی خواہشات کی تکمیل ہے۔ اور ان شیطانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اِس نانہجار مولوی نے بہت سی غیر اسلامی اور غیر اخلاقی حرکات کو اسلام جیسے پیارے مذہب کا حصہ بنا لیا ہے۔ اور یہ وہ حرکت ہے جس کی وجہ سے یہ بدترین مخلوق کبھی بھی عزّت حاصل نہیں کر سکی ہے اور نہ آئندہ کبھی اِن کو آبرومندانہ مقام ملے گا۔ اِن بدبختوں نے مزاروں کو، موت کو، پیدائش کو اور دوسرے اسلامی تہواروں کو بھی روٹیاں جمع کرنے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ اب اپنے اسلام دُشمن دوستوں کو خوش کرنے کے لیے بچوں کو بھی خودکش حملہ آور بنا دیا ہے۔ ٹیلی ویژن کو بھی مذموم مقاصد

اور دولت لوٹنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔لوگوں کواسلام کے نام پر بیوقوف بنارہے ہیں،دردناک تصویریں دکھا کران سے رقم بٹور رہے ہیں۔ جتنے فرقے ہیں ان سے سوگنا مانگنے والی تنظیمیں ہیں۔چوروں میں بھی کچھ اصول ہوتے ہیں مگر اِن اسلام کے خوساختہ محافظوں کا کوئی اصول نہیں۔ایک فرقے سے تعلق رکھنے والے بہت سے مولوی مختلف خیراتی اداروں کے آقا ہیں۔سبھی مانگ رہے ہیں کبھی اللہ کے نام پر کبھی رسول کے نام پر،کبھی غوث کے نام پر،کبھی پیروں کے نام پر،کبھی عُرسوں کے نام پر،کبھی آسمان سے نازل ہونے والی آفات پر اور کبھی زمین سے پھوٹ پڑنے والی مصیبت پر۔ان نام نہاد راہنماؤں کی کرتوتوں کو دیکھتے ہوئے جناب حسن نثار صاحب فرماتے ہیں کہ عالم اسلام کے حُکمرانوں اور فکری و مذہبی لیڈروں کی بھی عموماً دو ہی صفات ہیں،اوّل جہالت دوم عیاّشی۔۔۔شاید یہ پچھلے جنم میں کنوئیں کے مینڈک تھے۔(جنگ لندن ۲۴ جولائی ۲۰۱۲ء) آیئے دیکھتے ہیں مولوی برادری سے تعلق رکھنے والے مولوی محمد پالن حقانی اس بدذات فرقہ مولویاں کے متعلق کیا کہتے ہیں:۔

ہندوستان (پاکستان) میں رہنے والے اکثر پیرو مولوی صاحبان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ خود شریعت کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں اور اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ وہ لوگ اپنے واعظ میں گالیاں دیتے رہتے ہیں بعض طعن کی بارش برساتے رہتے ہیں،ایک دوسرے سے نفرت دلانے کے بیان کرتے ہیں۔ آج مسجدوں میں نماز پڑھنے والوں پر اور واعظ کرنے والوں پر ظُلم کر رہے ہیں۔۔۔اگر کوئی تبلیغی جماعت مسجد میں چلی جائے تو مسجد دھوڈالتے ہیں(سبھی فرقوں کا ایک دوسرے کی مساجد سے یہی سلوک ہوتا ہے)اور بعض جگہ پر تو تبلیغی جماعت والوں کو دھوڈالتے ہیں اور دعویٰ محمدؐ کو ماننے کا کرتے ہیں۔ جہالت کا عالم دیکھیئے ہر مسجد میں ہر روز پانچ وقت اذان ہوتی ہے اور پانچ وقت اقامت ہوتی ہے۔۔۔ پورے چوبیس گھنٹوں میں ۲۰ مرتبہ یہ صدا مسجد سے آتی ہے،اور اِس مسجد میں بعض جگہ اِس قسم کے بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ یہاں پر دیوبندی،نجدی،وہابی،تبلیغی،اہل حدیث وغیرہ نماز نہ پڑھیں۔اب اِن دونوں میں سے ایک جہالت کی بات ضرور ہوگی نماز کے لیے بلانا تو شریعت ہے اور بلانے کے بعد نماز نہیں پڑھنے دینا یہ جہالت ہے۔ (شریعت یا جہالت)

قارئین !اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۱۵ میں فرماتا ہے: **وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ**

مَسَاجِدَ اللّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُوْلَـئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَآئِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے منع کیا کہ اللہ کی مسجدوں میں اُس کا نام بلند کیا جائے اور اُنہیں ویران کرنے کی کوشش کی (حالانکہ) اِن کے لیے اِس کے سوا کچھ جائز نہ تھا کہ وہ اِن (مسجدوں) میں ڈرتے ہوئے داخل ہوتے۔اُن کے لیے دُنیا میں ذلّت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب (مقدّر) ہے۔

معزز قارئین! مصیبت تو یہ ہے یہ مولوی لوگ جو چندوں پر مسجدیں بناتے ہیں اِنہیں اپنی جائیداد تصور کرتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اِنہیں کس نے اختیار دیا ہے کہ وہ کسی بھی انسان کو مساجد میں نماز نہ پڑھنے دیں یا عبادت نہ کرنے دیں؟ اللہ کے رسول ﷺ تو غیر مذاہب کے لوگوں کو بھی اللہ کی مساجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔جب خُدا کے گھر کے مالک نام نہاد مولوی بن جاتے ہیں تو وہی ہوتا ہے جو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔پالن صاحب مزید فرماتے ہیں:۔

بڑی شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض لوگ (اکثر مولوی) فساد،بغض،عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔اپنی پیٹ بھرائی کے لیے دوسروں کو لہابی،وہابی،بدعتی، گمراہ،کافر،غیر مقلد وغیرہ کہتے پھرتے ہیں۔ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں،ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔اور جہاں پر اُن کے واعظ ہوتے ہیں وہاں پر سوائے آگ لگانے کے اور لوگوں کو لڑانے کے علاوہ کچھ بھی نصیحت نہیں ہوتی۔اُن کی دی ہوئی بُری تعلیم کی وجہ سے اِن کے جاہل مرید اور جاہل مقتدی برسرعام یعنی کھلم کھلا حق پرستوں کو فاجر،فاسق،کافر،مرتد گمراہ، بے دین،وہابی،کھرا،پھرا ہوا کہہ کر اسلام سے خارج کر دینے کو دینی کام اور آخرت کے لیے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (شریعت یا جہالت صفحہ ۴۷،۵۱،۸۵،۹۵)

مفتی فیض احمد اویسی رضوی قادری لکھتے ہیں کہ بہار شریعت جلد ۷ کے صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے کہ ’’آج کل دیکھ لیں کہ اکثر لوگ اپنی پریشانیوں کا رونا روتے ہیں اس کی اصل وجہ سُنّت حبیب خُدا ﷺ پر عمل نہ کرنے کی نحوست ہے۔لیکن کیا کیا جائے کہ اس پیارے طریقہ یعنی سُنّت مصطفیٰ کا ترک اکثر علماء اور پیروں سے ہو رہا ہے جو ہمارے اسلام کی کشتیاں ہیں۔مثلاً اِس شادی بیاہ کو لے لیں کہ اِس کی غلط

رسمیں اکثر علماء اور پیروں کے گھروں میں زیادہ مروج ہیں۔ (شادی پر مبارک بادی از محمد فیض احمد اویسی، قطب مدینہ پبلشرز)

معزز قارئین ! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ۔ کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں؟ اور وہ تجھے ڈراتے ہیں اُن سے جو اُس کے سوا ہیں۔ اور جسے اللہ گُمراہ قرار دے دے تو اُس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ (سورۃ الزمر آیت ۳۷)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّ كَثِيراً مِّنَ الأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً دینی علماء اور راہبوں میں سے بہت ہیں جو لوگوں کے اموال ناجائز طریق پر کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ۔اور جو لوگ سونا اور چاندی ذخیرہ کرتے ہیں اور اُنہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اِنہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دے۔ (سورۃ التوبۃ آیت ۳۵)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :۔

تم اللہ سے غمناکی کے گڑھے میں جانے سے پناہ طلب کرو۔ انہوں نے استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! غمناکی کا گڑھا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس کے عذاب سے جہنم روزانہ چارسو بار پناہ مانگتی ہے، استفسار کیا گیا، اے اللہ کے رسول! اِس میں کون داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ علماء داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے ہیں۔ ابن ماجہ میں یہ الفاظ مزید ہیں۔ اللہ کے ہاں سب سے مبغوض قاری وہ ہوں گے جو امراء (کی ملاقات) کے لیے ان کے گھروں کا طواف کریں گے۔ (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میری اُمّت کے دو طبقے اگر سدھر جائیں تو سب لوگ سُدھر جائیں گے ۱۔ علماء ۲۔ اصحاب اقتدار۔

(مختصر جامع البیان العلم صفحہ ۱۵۶، بحوالہ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز صفحہ ۱۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''علماء میں سے بدترین وہ ہیں جو

امراء کے پاس جاتے ہیں۔ علماء اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رسولوں کے امین ہیں جب تک سلاطین سے میل جول نہ رکھیں اور جب ایسا کریں تو انہوں نے رسولوں کی خیانت کی۔ ان سے بچو اور کنارہ کش ہو جاؤ''۔

(احیاء علوم الدین از امام غزالیؒ جلد ۲ باب ۶ صفحہ ۹۰۲ ناشر دار الکتاب العربی)

ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خُدا کی قسم! ہم اِس حکومت کے کسی منصب پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتے جو اِس کا طالب ہو اور نہ کسی ایسے شخص کو جو اِس کا حریص ہو ۔ (صحیح مسلم)

ایسے ہی مُرشدوں اور ریاکار مولویوں کے بارے میں جن کی زندگی منافقت کی گندگی سے لتھڑی ہوتی ہے، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: منافق کی مثال اُس بکری کی طرح ہے جو نر کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان بھاگتی پھرتی ہے، کبھی اِس ریوڑ اور کبھی اُس ریوڑ کی جانب ہوتی ہے۔'' (اس حدیث کو ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے) (مشکوۃ جلد اول صفحہ ۶۰ حدیث نمبر ۵۷ (مسلم)

يَا مَعشَرَ القُرَّاءِ يَا مِلحَ البَلَدِ   مَا يَصلِحُ المِلحُ اِذَا المِلحُ فَسَدَ

اے علماء کے گروہ! اے شہر کے نمک! جب خود نمک ہی خراب ہو جائے تو وہ کسی کو کیسے درست کر سکتا ہے؟

وَ رَاعِی الشَّاۃِ یَحمِی الذِّئبَ عَنھَا   فَسکَیفَ اِذَا الرُّعَاۃُ لَھَا ذِئبُ

''بکریاں چرانے والا اُن کو بھیڑیے سے بچاتا ہے مگر اُس وقت کیا کریں جب چرواہے ہی بھیڑیے بن جائیں۔'' (احیاء العلوم کا خلاصہ صفحہ ۳۸ شائع کردہ مجلس المدینہ کراچی)

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! ''بدترین لوگ کون ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے جواب میں دُعا فرمائی ''اے اللہ! مغفرت فرما'' پھر ارشاد فرمایا ''اچھوں کے بارے میں پوچھا کرو بُروں کے بارے دریافت نہ کیا کرو، بدترین لوگ بُرے علماء ہیں۔''

(البحر الزخار المسند ابزار، مسند معاذ بن جبل جلد ۷ صفحہ ۹۳ حدیث ۲۶۴۹، بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۳۱۱)

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں:۔

علماء میں سے اکثر پر شیطان غلبہ پا چکا ہے اور اِن کی سرکشی نے انہیں گُمراہ کر دیا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے دنیوی فائدہ کا عاشق ہے حتیٰ کہ نیکی کو بُرائی اور بُرائی کو نیکی خیال کرنے لگا ہے۔ اور علم دین مٹ چکا ہے اور دُنیا میں ہدایت کے مینار گر چکے ہیں اور علماء نے لوگوں کے دِلوں میں یہ خیال

پیدا کر دیا ہے کہ علم کی اب تین صورتیں ہیں۔ اول: حکومت کا وہ فتویٰ جس کی مدد سے قاضی، غنڈوں کے جمع ہونے پر جھگڑوں کا فیصلہ کرتے ہیں۔ دوم: وہ بحث جس میں ایک متکبر آدمی دوسرے پر غلبہ حاصل کرتا ہے اور اُس کا منہ بند کرتا ہے۔ (اپنے تکبر سے نہ کے دلیل سے) سوم: وہ منظوم اور مسجع کلام جس کے ذریعہ ایک واعظ عوام کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتا ہے۔ (کتاب الاملاء عن اشکالات الاحیاء از امام غزالیؒ)

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے فرمایا ہے کہ علماء کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم جانشین انبیاء ہیں بلکہ در حقیقت انبیاء کے جانشین اولیاء کرام ہیں، کیونکہ اُن کو علم باطن حاصل ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے اکثر اوصاف اُن میں پائے جاتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء از حضرت فریدالدین عطارؒ صفحہ ۲۹۹ شائع کردہ برکت اینڈ سنز)

حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے وہی بگڑتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ شائبہ یہودیت کا ہوتا ہے اور صوفیوں اور عابدوں میں سے ہم مسلمانوں میں وہی بگڑتا ہے جس میں نصرانیت کا اثر ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۱۰ صفحہ ۵۱ سورۃ توبہ کے رکوع ۵ کی تفسیر۔ بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ ۲۵۶)

احمد بن عدی امیر المومنین عمرؓ اور طبرانی کبیر میں اور بزاز حضرت عمر بن حصینؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ جن سے مجھ کو اپنی اُمّت کا ڈر ہے وہ علیم اللسان و فصیح البیان منافق ہیں۔ جو لچھے دار خطیب و مقرر ہوں گے، عقیدہ جس کی پابندی نہ کریں گے اور تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو گُمراہ کریں گے۔ (فتاویٰ الحرمین صفحہ ۱۸۰ اعلیٰ حضرت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنی اُمّت پر اُن منافقوں کا خطرہ ہے جن کا کلام حکیمانہ اور ظالمانہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ، فتنہ طاہری کی حقیقت از قاری محبوب رضا خان)

حضرت سرّی سقطیؒ اپنی جوانی کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ مالدار ہمسایہ، بازاری قاری اور امیر علماء سے دور ہی رہنا چاہیے۔ (ان تمام ٹیلی ویژن چینلز کا جو امیر مولویوں کے ہیں ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیے اور ان قاریوں کو جو پیسے لے کر پروگرام کرتے ہیں ان سے پیچھا چھڑانا چاہیے۔ اللہ سب کو اچھے ہمسائے دے۔ آمین) (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۶۳)

حضرت حاتم اصمؒ نے علماء کی جماعت کی جانب سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ اگر روز گزشتہ پر تاسّف اور موجودہ دن کو غنیمت تصور کرتے ہوئے آئندہ دن سے خوف زدہ ہو تب تو بہتر ہے، ورنہ جہنم

تمہارے لیے تیار ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۵۱)

حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے فرمایا ہے کہ تین قسم کے لوگوں سے احتراز کرو، اوّل غافل علماء سے، کاہل قاریوں سے، سوم جاہل صوفیوں سے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۷۴)

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں:۔

آج کے دن عام علماء و فضلاء اس قسم کے عمل اور ورع و تقویٰ کی پرواہ نہیں کرتے اس لیے کہ وہ سب کے سب حرص و ہوا کے ساتھ وابستہ ہیں اور طریقہ حقّہ سے فرار شدہ ہیں۔ اُن کے لیے امراء کے گھر بمنزلہ قبلہ ہیں۔ ظالم اہل حکومت کی بارگاہ بیت المعمور ہے اور جابروں کے درباروں میں اُن کے فرش تک پہنچ جانا قاب قوسین او ادنیٰ ء سے کم نہیں سمجھتے۔ اور جو کچھ اُن کی مرضی کے خلاف بات ہو اُس سے یہ پہلے منکر ہو جاتے ہیں۔ (کشف المحجوب صفحہ ۲۱۴)

معزز قارئین! آپؒ بھلے وقتوں کی بات کر رہے ہیں موجودہ دور کے مولوی لوگ تو صرف پیٹ بھرو ہیں ورع تقویٰ اور طریقہ حقّہ کی طرف آ جائیں تو انہیں ڈر ہے کہ کہیں کرسی نہ چلی جائے یا بھوکا نہ رہنا پڑے، بس اسی طرح کا ان کا اللہ پر بھروسہ ہے۔ یہ اللہ، محمدؐ کا صرف نام لیتے ہیں، یہ اِن کی حرکتوں سے عیاں ہے۔ جہاں تک اِن کے حُلیوں اور تقریروں کا تعلق ہے تو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث کے مطابق بندروں کی طرح بس نقلیں اتارتے ہیں۔ حضرت علی ہجویریؒ مزید فرماتے ہیں:۔

علم تصوّف سے جاہل لوگوں نے بزرگانِ سلف کی کتابوں کو لے کر بغیر سمجھے ان کی یہ عزّت کی، اِس اسرار الٰہیہ کے خزانہ کو کلاہ فروشوں اور جلد سازوں کے ہاتھ بیچ کر ضائع کر دیا، اُنہوں نے اِن کے اوراق پھاڑ پھاڑ کر ٹوپیوں کے استروں میں لگا دیئے اور جلد سازوں نے ابوفواس کے دیوان اور جاحظ کی ہزلیات کی جلدوں میں چپکا دیئے۔

گویا یہ ایسے ہوا جیسے باز شاہی کسی بڑھیا کے مکان پر چلا گیا، اِس نے اُس کے پَر و باز و کاٹ کر گھر میں ڈال دیا۔ ربّ العزت نے ہمیں بھی ایسے زمانہ میں پیدا فرمایا کہ اہالیانِ زمانہ حظوظ حرص و ہوا کو شریعت بنا بیٹھے اور طلب جاہ اور ریاست و تکبر کو عزت و علم سمجھ لیا، اور ریاکاری و نمائش کو خوفِ الٰہی قرار دے لیا، اور بغض حسد و کینہ کو حلم و بردباری بنا لیا۔

مجادلہ کا نام مناظرۂ دین رکھ لیا، لڑائی جھگڑا، کمینہ پن کا نام غیرت رکھ لیا، نفاق کے معنی زہد کر لیے اور غناء باطل کو ارادت بتانے لگ گئے۔ ہذیان و بکواس کا نام معرفت رکھ لیا، حرکت دل بڑھ جانے کو قلب جاری ہونا کہہ دیا، دل میں جو خطرات پیدا ہوتے ہیں، اس کا نام الہام و حدیثِ نفس بنا لیا۔ الحاد خالص کو فقر کہہ دیا۔ جحود حق سے یعنی سہل انگاری کو صفوت کہہ ڈالا۔ زندقہ کا نام فنا فی اللہ ہونا رکھ لیا۔ ترک احکام شریعت محمدؐ یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰت والسلام کو عین طریقت بنا بیٹھے۔ اور خس و خاشاک، فکر دُنیا و آفت زمانہ کا نام آخرش ارباب معنی واہل سلوک ان دیدہ دلیروں سے الگ ہو گئے، اور اغیار نے عوام پر غلبہ پا لیا۔'' (کشف المحجوب صفحہ ۷۷،۷۸)

جو مال ومنال دنیاوی حاصل کرنے کی غرض سے صوفیاء کرام کے اعمال وحرکات کی نقل کرتا ہے۔ صوفیاء کے افعال کہتا پھرتا ہے مگر خود محض بے خبر ہے۔ اور کچھ نہیں جانتا۔۔ جو کچھ کرتا ہے وہ محض لغو اور فضول ہے۔ اور عوام کے حق میں متصوف مثل بھیڑیئے کے ہے یا بجُوّ کی طرح ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے سب بیکار ہے۔ (فرمان حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب صفحہ ۱۲۷)

کشف المحجوب میں صفحہ ۲۸۹ پر حضرت ابوبکر محمد بن عمر وراقؒ فرماتے ہیں:۔

''آدمی تین قسم کے ہیں۔ ایک علماء دوسرے امراء اور تیسرے فقراء۔ جب علماء میں فساد پیدا ہوگا طاعت الٰہی اور شریعت مطہرہ میں فساد ہو جائے گا۔ اور جب امراء میں فساد آ گیا تو لوگوں کی معاش خراب ہو جائے گی۔ اور جب فقراء بگڑ گئے تو لوگوں کے اخلاق و عادات خراب ہو جائیں گے۔ (اُمّت مسلمہ میں نام نہاد علماء، امراء اور فقراء کی وجہ سے فساد پیدا ہوا ہے) (صفحہ ۲۸۹ کشف المحجوب)

حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:۔

مُرشد خام بیوہ عورت کی طرح ہوتا ہے کہ وہ بات بات پر مال و دولت طلب کرتا ہے۔ اُس کی نظر نقد اور مال جنس پر لگی رہتی ہے اور وہ ہر وقت درم دُنیا کا منتظر رہتا ہے۔ طالبوں کو تو تعلیم و تلقین اور وعظ و نصیحت کرتا ہے لیکن اپنے گھر میں مال و دولت جمع کرتا رہتا ہے۔ خام مُرشد ایسے ہے جیسے کہ قصاب کہ طالبوں کی ہڈیوں سے مغز نکال کر بیچ کھاتا ہے۔ ایسے قصاب مُرشد سے مَیں خُدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ یہ آدمی کا گوشت کھانا عین ثواب سمجھتا ہے۔ میں نے ہر طریقہ کے پیروں کو خوب پرکھا ہے، یہ لوگ محض زر کی خاطر طالبوں سے پیار بڑھاتے ہیں۔ اپنی زبانوں کو ذکرِ حدیث سے تَر رکھتے ہیں لیکن دِل کے پکّے خبیث ہوتے ہیں، ایسے خام و نامُراد لوگ بھلا ہم جلیس خُدا کیسے ہو سکتے ہیں؟''

(کلید التوحید کلاں یعنی کلید جنّت الفردوس صفحہ ۴۴ سن اشاعت جولائی ۲۰۰۷ء ناشر شبیر برادرز لاہور طابع اشتیاق پرنٹرز لاہور)

حضرت شاہ ولی اللہؒ علماء سُوء کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

''اگر نمونہ یہود خواہی کہ بینی علماء سوء کہ طالب دُنیا باشد۔۔۔'' اگر تم یہود کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو آج کل کے علماء سوء کو دیکھو جو دُنیا کے طلبگار ہو چکے ہیں۔

(الفوز الکبیر مع فتح الخبیر فی اصول التفسیر صفحہ ۱۰ باب اول مطبع محمد بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجّال از مولانا عاصم عمر صفحہ ۳۳)

چہ داند طبیب خواہد از کسے رنج برد   کہ بے چارہ خواہد خود از رنج مرد

(وہ طبیب کسی کے مرض کا کیا علاج کرے گا جو خود مرض سے مرا جاتا ہو)

عالم دُنیا وہ ہے کہ سر پر تکبر اور بغض و نفاق کی دستار ہو اور بغل میں کفراً کفراً کا کُفر بیگ ہو اور علمِ دین کے ذریعے دُنیا حاصل کرے۔ یہ دُنیا کے کُتّے ہیں۔ (الدنیہ جیفہ و طالبھا کلاب) ''یعنی دُنیا مُردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کُتے ہیں۔ یعنی وہ دُنیا جو غیر شرعی طور پر حاصل کی جائے وہ جیفہ ہے اور اس کے طالب کُتے ہیں۔'' (کتنی صحیح بات بیان کی گئی ہے اگر آج کے علماء کا جائزہ لیا جائے تو الا ماشاء اللہ سبھی کے بغل میں کُفر بیگ دبے ہوئے ہیں۔ زبان کے بل بوتے پر کماتے ہیں بڑی بڑی گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں۔ رشوت کو سودے بازی کہتے ہیں)

(تعلیم غوثیہ المعروف مِراۃُ الوحدت مصنف سید گل حسن قلندر قادری صفحہ ۱۹۱ اشاعت اگست ۲۰۰۳ء ناشر شبیر برادر)

علمائے ظواہر کی مثال اخروٹ کے پوست کی سی ہے یعنی زاہد خُشک۔ (جنہیں آسمانی پانی سیراب نہ کرے انھیں خشک مُلاّ ہی کہا جا سکتا ہے۔ عصر حاضر میں آسمانی پانی پر خُشک زاہدوں نے پابندی لگا رکھی ہے) (تعلیم غوثیہ المعروف مِراۃُ الوحدت مصنف سید گل حسن قلندر قادری صفحہ ۱۹۱ اشاعت اگست ۲۰۰۳ء ناشر شبیر برادر)

آیئے دیکھتے ہیں کہ عصر حاضر میں نام نہاد علماء، مولوی اور مجدد، پیر وغیرہ کیا گُل کھلاتے رہے اور کھلا رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ میرا شمار خود مولویوں کی جماعت میں ہے اس لیے میں

ان کی حقیقت سے خوب واقف ہوں۔ پوری جرأت سے مسلمانوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان ملاؤں کو ایک منٹ بھر بھی مہلت نہ دیں اور اپنی سیاست اور اپنے دین دونوں دائروں میں سے یک لخت خارج کردیں۔ کیونکہ نہ وہ سیاست سے واقف ہیں، نہ ہی مذہب کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ صرف فریب اور دجل کے ماہر ہیں اور اپنی ذاتی اغراض کے بندے ہیں۔ وہ رہبر نہیں راہزن ہیں۔

(اخبار زمیندار ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء)

افسوس ہے ان مولویوں پر جن کو ہم ہادی، رہبر، ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ ان میں یہ نفسانیت اور شیطینیت بھری پڑی ہے تو پھر شیطان کو کس لیے بُرا بھلا کہنا چاہیے۔ کیا بادشاہوں، علماءِ سُوء اور رہبان کے سوا کسی اور چیز نے لوگوں کو خراب کیا ہے؟ (رسالہ اہل حدیث ۷ انومبر ۱۹۱۱ء)

اسلام عیسائیت کی طرح چند اعتقادات اور چند رسوم کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ (آوارگانِ اُمّت کی پیٹ پرستی کی وجہ سے) (سیرت سید احمد شہید صفحہ ۲۲۳ مطبوعہ ۱۹۴۱ء)

آغا شورش کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:۔

شخصی احترام کے باوجود ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان علماء کی ننانوے فیصد اکثریت ایسی ہے کہ ہمارے دِل میں ان کے لیے ذہنی احترام مفقود ہے۔ ہم اسلام سے براہ راست آگاہ نہ ہوتے تو ان بزرگوں کا وجود ہی اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ نئ نسلیں اسلام سے کٹ رہی ہیں۔ اس کی وجہ خود ہمارے عُلماء (وارثان منبر و محراب) کا وجود ہے۔ اور وہ نسل جو پچھلے دس پندرہ برس میں جوان ہوئی ہے اس کی ایک خاصی تعداد بے زار ہے اور ایک غالب تعداد ہے کہ تاریخ اسلام میں ان بزرگوں کا وجود گورگن سے زیادہ کوئی مرتبہ یا معنی نہیں رکھتا۔

(اداریہ چٹان ۲۳ اپریل ۱۹۷۹ء بحوالہ مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں صفحہ ۱۴۷)

مسلمانوں میں لا مذہب اور الحاد کا طوفان کانگریسی علماء و لیڈر، اخبارات میں مضامین لکھ کر پیدا کر رہے ہیں۔ (اب شریر علماء یہ کار بدٹی وی اور اخبارات کے ذریعے کر رہے ہیں) (الامان ۳۰ جون ۱۹۳۰ء)

ہم مسلمانوں کی اصل تباہی کا ذمہ داران قل آعوذی ملاؤں کو سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں۔۔۔ اپنی کُفر دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ (اخبار زمیندار ۱۴ جون ۱۹۲۵ء)

اخبار زمیندار مسلمانان ہند کو آنحضرت ﷺ کی طرف سے مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

تم کہلاتے تو میری اُمّت ہو، مگر کام یہودیوں، بت پرستوں کے کرتے ہو۔ تمہارا شیوہ وہی ہو رہا ہے جو عاد اور ثمود کا تھا کہ **ربّ العالمین** کو چھوڑ کر بعل یغوث نسریٰ اور یعوق کی پرستش کر رہے ہیں۔ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جو میری توہین کرتے ہیں۔ (اخبار زمیندار ۱۸ ستمبر ۱۹۲۵ء)

بعثت پیغمبر آخر الزماں کے وقت عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی ان کی تاریخ اُٹھا کر پڑھو اور پھر آج کل کے علماء اسلام کا ان سے مقابلہ کرو تو صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آج بہت سے علماء اسلام کی جو حالت ہے وہ فوٹو ہے اُس زمانہ کے علماء یہود اور نصاریٰ کا۔

(اخبار ''البشیر'' اٹاوہ ستمبر ۱۹۲۵ء)

مسلمان اسلامی اصولوں کی رُدگردانی سے دُنیا بھر میں رُسوا ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مولوی حضرات اسلام کی جو تشریح پیش کرتے ہیں، وہ غلط ہوتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضور ﷺ ہمارے زمانے میں پیدا ہوتے تو ہم ان کے ساتھ ہوتے جبکہ مولوی ابو جہل کا ساتھ دیتے۔

(بیان جام ساقی جنگ ۱۸ اگست ۱۹۹۴ء)

جتنی رسوم شرکیہ اور بدعیہ مسلمانوں میں آج کل ہو رہی ہیں وہ مولویوں ہی کی مہربانی کا اثر ہے۔ ''شر الشر شرار العلماء۔

قرآن میں یہودیوں کی مذمت کی گئی ہے کہ کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔ افسوس کہ آج ہم اہل حدیثوں میں بالخصوص یہ عیب پایا جاتا ہے۔ جس طریق سے مخالفت کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، اس سے بجائے ہدایت کے ضلالت پھیلتی ہے۔ (اہل حدیث ۲۳ فروری ۱۹۰۶ء، اہل حدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

دفعتًہ پردہ اُٹھ گیا دُنیا کو صاف نظر آ گیا کہ اُمّتِ مسلمہ اگر کسی مجتمع شیرازہ اور کسی بندھی ہوئی تسبیح کا نام ہے تو آج صحیح معنوں میں اُمّت مسلمہ ہی موجود نہیں ہے بلکہ منتشر اوراق ہیں چند بکھرے ہوئے دانے ہیں چند بکھری ہوئی بھیڑیں ہیں جن کا نہ کوئی ریوڑ ہے اور نہ گلہ بان (الجمیعۃ دہلی ۴ اپریل ۱۹۲۶ء)

مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کا بیان جو مسجد وزیر خان میں جلسہ میں ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء کو بیان فرمایا۔ ''علماء خُدا کو چھوڑ کر پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔''

(روزنامہ نیشنل کانگریس لاہور ۱۹۳۹ء)

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ آج کل تو علماء کی شان اُس ڈوم کے ہاتھی جیسی ہے جس کو اکبر (بادشاہ) نے انعام میں ہاتھی دے دیا تھا۔ وہ ڈوم بڑا گھبرایا کہ اِس کا خرچ کہاں سے لاؤں۔ ایک دن ہاتھی کے گلے میں ڈھول ڈال کرا کبر کے راستہ میں چھوڑ دیا۔ اکبر نے حیران ہوکر ڈوم کو بُلایا اور ہاتھی کو اِس طرح چھوڑنے کی وجہ پوچھی، کہا، حضور آپ نے مجھے ہاتھی تو دے دیا میں اِسے کھلاتا پلاتا کہاں سے۔ میں نے اُس سے کہا کہ بھائی! میں تو گا بجا کر کھاتا ہوں تُو بھی گا بجا کر اپنا پیٹ بھر لے۔ اکبر ہنس پڑا اور ڈوم کو اِس کی امداد کے لیے بھی عطا فرمایا۔ یہی حال آج کل مولویوں کا ہے کہ لوگوں نے اُن کے گلے میں ڈھول ڈال دیا ہے کہ جاؤ گاؤ بجاؤ اور روپیہ جمع کر کے خود ہی سب کام کرو''۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں'' آج کل تو پیروں کی یہ حالت ہے کہ جہاں مرید نے سر کھجلایا سمجھے کہ پگڑی سے روپے نکال کر دے گا۔

پھر فرماتے ہیں: ایک بھانڈ کہتا تھا کہ دُنیا میں سب سے منحوس قوم مُلّا نے (مولوی) اور سب سے اچھی قوم بھانڈ ہے۔ اِس لیے کہ بھانڈ ہر وقت اور ہمیشہ دِل سے خوشی اور خورمی کی دُعا کرتے ہیں۔ اور مُلّا نے ہمیشہ مرنا مناتے ہیں کہ اُس موقع پر اِن کی دعوتیں ہوتی ہیں۔

(حکیم الاُمّت (اشرف علی تھانوی) کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۳۶۴، ۳۵۷، ۳۸۱ مرتّب محمد اسحاق ملتانی ناشر فرید بک ڈپو لمیٹڈ دہلی)

جب دینی رہنماؤں کے مابین تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے تو اگلی نسلوں میں خود کتاب اللہ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو جاتے ہیں اور یہی حال ہماری نئی نسل کا ہے جو کہتی ہے کہ یہ مولوی تو آپس میں لڑتے رہتے ہیں، ہم کس کی سُنیں۔ (شیعہ سُنّی اختلاف از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۱۷)

ڈاکٹر اسرار فرماتے ہیں: اگر مذہبی کیمپ پانچ حصوں میں بٹا ہوا ہوگا تو پھر وہی کچھ ہوگا جواب تک ہو رہا ہے کہ دن بدن عزّت کا دھیلا ہو رہا ہے۔ علماء کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ان کے کچھ بیانات ضرور اخبار میں چھپ جاتے ہیں، لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ معاشرے پر علماء کی گرفت بتدریج ڈھیلی ہوتی جارہی ہے۔ اور یہ سارا نتیجہ اُس غلط حکمت عملی کا ہے جو اُن کی طرف سے اختیار کی گئی ہے۔''

(پاکستان کے وجود کو لاحق خطرات وخدشات اور بچاؤ کی تدابیر از مولانا اسرار الحق صفحہ ۵۳)

اُمّت مسلمہ پر کُفر مسلط ہو گیا ہے۔ پاکستان کے ایک سیاسی دھڑے کا رویہ اسلام کے ساتھ

باغیانہ اور دوسرے کا منافقانہ ہے۔ (مولانا طاہر القادری جنگ ۵ مئی ۱۹۹۶ء)

قاضی حسین احمد فرماتے ہیں:۔

مسلمانوں کے انحطاط کا سبب قرآن سے رُوگردانی ہے۔ پاکستان کے گلی کُوچوں میں مغربی اور بھارتی تہذیب کی گندگی پھیل رہی ہے۔ دُنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کا خُون بہہ رہا ہے اور کفّار نے اِنہیں دبوچ رکھا ہے لیکن اِن کے ساتھ ساتھ مسلم نوجوانوں میں بیداری کی لہر ہے۔ ہر جگہ جہاد جاری ہے اور یہ افغان جہاد کے ثمرات ہیں کہ ہر جگہ مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔'' (اس نام نہاد جہاد نے مسلمان ماؤں کو خُون کے آنسو رُلا دیا ہے) (جنگ ۸ مئی ۱۹۹۶ء)

شورش کاشمیری مدیر چٹان فرماتے ہیں۔ ''مسجدیں فضول یا لغو واعظوں کا اکھاڑہ ہوں، علماء کا شعار شکم پرستی ہو، ذکرِ محمدؐ سے لے کر ذکرِ حسینؓ اِن لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ ہو اور اُسی جنس کو بیچ کر یہ لوگ کاروبار کریں تو نئی پود کی اسلام سے بغاوت قدرتی ہے۔'' (چٹان لاہور ۳۱ دسمبر ۱۹۷۳ء)

شورش صاحب مزید فرماتے ہیں کہ جتنا نقصان ہمارے علماء محترم کی اکثریت نے اسلام کو پہنچایا اتنا شدید نصرانیت اور مجوسیّت کے اجتماعی حملے نے بھی نہ پہنچایا ہوگا۔ لوگ مُرتد اِس لیے نہیں ہو رہے کہ اُن کے لیے اسلام میں دلکشی نہیں رہی لوگ اِس لیے مُرتد ہو رہے ہیں کہ جو لوگ مسند رسول ﷺ کے وارث ہیں اور جنہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ خطاباتِ حسنہ کا ایک انبار لگا رکھا ہے اُن کے اعمال وافعال عامتہ الناس کو مُرتد کر رہے ہیں۔

مدیر ماہنامہ الرشید ساہیوال لکھتے ہیں ''ہمارے اکثر وبیشتر علماء وخطباء، مسلم قوم کو لڑاتے اور اختلافی مسائل میں اُلجھانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ہمارا پریس ادب اور صحافت کے نام پر قوم کو زہر کھلا رہا ہے۔ ہمارے لیڈر خود غرض اور مفاد پرست ہیں۔'' (الرشید اکتوبر ۸۷ء)

ساجد میر صاحب فرماتے ہیں ''علماء کے قول وفعل میں تضاد نے اسلام کو نقصان پہنچایا۔''

مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

رہے علماء تو ان کی نسبت ہر شخص جانتا ہے کہ یہی حضرات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی اِن کی موجودہ حالت تک راہنمائی کی ہے۔ یہ بہار انہی کی لائی ہوئی ہے۔

مجھے مسلمانوں میں سے کسی ایسی جماعت کا پتہ نہیں جس کا کوئی اصول ہو۔ اِن کی حیثیت سیلاب میں بہنے والے تنکوں سے زیادہ نہیں ہے۔

اس وجہ سے اگر وہ (مسلم سیاسی جماعتیں) ہم کو اچھی طرح سمجھتی ہیں اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بھی سمجھتی ہیں تو اُن کو ہمارا دوست نہیں دُشمن ہی ہونا چاہیے۔ (رسالہ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۲۷،۱۲۹)

مودودی صاحب اپنی کتاب سیاسی کشمکش کی جلد ا کے صفحہ ۷۷ پر لکھتے ہیں:۔

سیاسی لیڈرز ہوں یا علماء دین ومفتیان شرع متین دونوں قسم کے راہنما اپنے نظریہ اور پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ میں دونوں راہِ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

اب مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ سیاسی مسلمان ہو گئے ہیں۔ خود علماء کو اپنے فرائض و مناصب کا احساس نہیں رہا۔ غیروں کو مسلمان بناتے بناتے مسلمانوں کو کافر بنانے کی تحریکیں چلا دیں ہیں۔ ہندوستان میں یہ فصل انگریزوں نے کاشت کی ہے۔ پہلے لوگ اہل اللہ کی نگاہ سے مسلمان ہوتے تھے، اب اہل علم کی زبان سے کافر ہو رہے ہیں۔'' (سید عطاء اللہ شاہ بخاری از شورش کاشمیری تازہ ایڈیشن صفحہ ۲۷۸)

جام ساقی صاحب فرماتے ہیں ''مولوی حضرات اسلام کی غلط تشریح کر رہے ہیں، ہمیں نفرتیں مٹا کر علم و دانش پھیلانا چاہیے۔ (جنگ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

جسٹس شفیع محمدی صاحب فرماتے ہیں:۔

پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بنایا گیا تھا۔ ۹۹ فیصد علماء اسلام کی بجائے اپنے مکتبہ فکر کا پرچار کرتے ہیں، فیصلہ کرنا محال ہے کہ صحیح کون ہے۔ (جنگ ۲۴ اگست ۱۹۹۶ء)

ہمارے پیروں اور مولویوں نے ہم کو کہاں پہنچا دیا ہے کہ ان کو (پیشانی کے داغوں کو) دیکھ کر غصہ میں آجاتے ہیں۔ کیا حشر کے میدان میں یہی کہو گے کہ باری تعالیٰ میں نے تو بہت سے مسلمانوں پر کُفر کا فتویٰ لگایا تھا، لوگوں کو مسجد میں نماز تک نہیں پڑھنے دیتا تھا۔ اپنے مقتدیوں اور مریدوں کو خوب سمجھاتا رہتا تھا کہ دیوبندیوں کو خوب گالیاں دو، تبلیغی جماعت والوں کو خوب ستاؤ، اہل حدیث بھائیوں کی خوب دھجیاں اڑاؤ۔ قرآن وحدیث کو مانتے ہوئے بھی یہ حرکت اور جہالت؟

(شریعت یا جہالت از محمد پالن حقانی گجراتی صفحہ ۴۸)

جناب وجاہت مسعود صاحب اپنے ایک مضمون تیشہ نظر میں فرماتے ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ مُلّا ایسی ذہنیت کا نام ہے جسے بذات خود ایک عمرانی فحاشی سے تعبیر کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ مُلّا کا کسی افادی علم یا پیداواری عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ معقولات کی بجائے منقولات پر انحصار کے باعث مُلّا معاشرے کے ہموار ارتقا میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔ مثلاً پاکستان میں مذہبی پیشوا ساٹھ برس سے خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کر رہے ہیں۔ مُلّا بچیوں کی تعلیم کا مخالف ہے۔ انہوں نے پاکستان میں تمام فوجی آمریتوں کا ساتھ دے کر جمہوریت کی راہ کھوٹی کی۔ یہ پولیو ویکسینیشن کے مخالف ہیں کیونکہ یہ لُولے لنگڑے شہریوں پر بالادستی قائم کرنا آسان سمجھتے ہیں۔ اِن مذہبی انتہا پسندوں کو جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں۔ مُلّا کا ذہن جُرم اور گناہ میں تمیز نہیں کرتا۔۔۔ یہ امر قطعاً حیران کُن نہیں کہ اپنی سیاسی قیمت بڑھانے کے لیے مُلّا دانستہ فساد کھڑا کرتا ہے۔ (مولوی پولیو کے ٹیکے کرانا بھی حرام سمجھتا ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان میں سب سے زیادہ پولیو کے مریض ہیں۔ دوسرے نمبر پر افغانستان ہے) (آج کل ادارتی صفحہ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

امام مهدی ومسیح موعودکے دُشمن

معزز قارئین! مولویوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کی منظر کشی کچھ اِس طرح کی ہے کہ آسمان سے آپؑ ایک سفید منارے پر اُتریں گے۔ اور مسلمان فوراً ایمان لے آئیں گے، جو ایمان نہیں لائے گا اُسے قتل کر دیں گے، بہت سی جنگیں لڑیں گے، دُنیا بھر میں بنائی گئی صلیبیں توڑیں گے اور خنزیروں کو ہلاک کریں گے وغیرہ وغیرہ۔ اُن کے اِن بے ہودہ خیالات کا رَدّ بہت سے بزرگان بصیرت نے کیا ہے۔ ان صاحب الہام بزرگان کے مطابق حضرت امام مہدی و مسیح موعود کا انکار کرنے والے نام نہاد مولوی ہوں گے۔ آپؑ کی مخالفت اُسی طرح ہوگی جس طرح رسول اللہ محسن انسانیت حضرت محمد ﷺ اور دوسرے تمام انبیاء کی مخالفت کی گئی تھی۔ امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی آمد مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے۔ یقینی طور پر مومنین کے لیے تو آپؑ کی آمد رحمت ہوگی۔ لیکن مُلّا کے لیے آپؑ کی آمد باعث زحمت ہوگی۔ چنانچہ بزرگان اسلام نے فرمایا ہے کہ آپؑ کی مخالفت میں مولوی لوگ پیش پیش ہوں گے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بزرگان دین اِن مفسدین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ جب امام مہدی دُنیا میں ظاہر ہوگا تو علمائے ظاہر سے بڑھ کر اُن کا کوئی کھلا دُشمن نہیں ہوگا، کیونکہ مہدی کی وجہ سے ان کا اثر رسوخ جاتا رہے گا۔ (فتوحات مکیہ جلد۳ صفحہ۳۳۴)

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں **"اذاخرج ھذا الامام المھدی فلیس لہ عدومبین الا الفقھاء خاصہ"** ترجمہ: جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو ان کا کھلا کھلا دُشمن اِن علماء اور فقہا کے سوا اور کوئی نہیں ہوگا۔ (فتوحات مکیہ جلد۳ صفحہ۳۷۴، جلد۲ صفحہ۲۴۰)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسیٰ کے مجتہدات کو انکے ماخذ کے کمال وقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں اوران کو کتاب وسُنّت کے منافی جانیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۵۵ صفحہ۷)

نواب صدیق الحسن خان صاحب فرماتے ہیں:۔

جب امام مہدی تشریف لائیں گے تو علماء وقت جو تقلید فقہا اور قتدائے مشائخ اور اپنے آباء کی عادت اختیار کر چکے ہوں گے، سمجھیں گے کہ یہ شخص ہمارے دین وملّت کو برباد کرنے والا ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: یہی حال مہدیؑ کا ہوگا کہ اگر وہ آگئے سارے مقلّد بھائی اُن کے جانی دُشمن بن جائیں گے اُن کے قتل کی فکر میں ہوں گے کہیں گے یہ شخص تو ہمارے دین کو بگاڑتا ہے۔''

(اقتراب الساعۃ صفحہ۲۲۴ سعید المطابع بنارس ۱۳۰۹ ہجری)

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب پیشوا فرقہ دیوبند فرماتے ہیں کہ امام مہدیؑ چونکہ سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے اِس لیے کروڑوں لوگ مہدی سے رد گردانی کریں گے۔ (قاسم العلوم صفحہ۱۱۵)

نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں کہ چونکہ مہدی علیہ السلام سُنّت کے احیاء اور بدعت کے انسداد کے لیے جہاد کریں گے علماء وقت جو فقہا کی تقلید اور مشائخ اور اپنے باپ دادوں کی پیروی کے عادی ہوں گے کہیں گے کہ یہ شخص دین اور ملّت کی بنیادوں کو برباد کرنے والا ہے اور اُس کی مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اپنی عادت کے مطابق اُس کی تکفیر اور گُمراہی کے فتوے جاری کریں گے۔

(حجج الکرامہ ص۳۴۳)

امداد اللہ مہاجر مکّی (۱۸۱۸ء تا ۱۸۹۹ء) دیوبند اکابر کے رُوحانی پیشوا فرماتے ہیں کہ ظہور امام

مہدی آخر الزماں کے ہم سب لوگ شائق ہیں مگر وہ زمانہ امتحان کا ہے اور اوّل اوّل اُن کی بیعت اہل باطن اور ابدال شام بقدر ۳۱۳ اشخاص کے کریں گے اور اکثر لوگ مُنکر ہو جائیں گے۔

(شمائم امدادیہ مع اردو ترجمہ نفحات مکیہ صفحہ۱۰۲)

مولوی عبدالغفور کہتے ہیں کہ مہدی اپنے احکام وفیصلوں میں علماء زمانہ کے خیالات کی مخالفت کرے گا جس سے وہ ناراض ہو جائیں گے۔ (النجم الثاقب جلد اوّل صفحہ۸۴)

امامیہ مکتبہ فکر کے سید محمد سبطین السرسوی فرماتے ہیں کہ علماء اُس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اُس کے قتل کے لیے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تمام نام کے مسلمان ہوں گے۔

(الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ۵۰۷)

شیعہ عالم سید محمد عباس زیدی نے فرمایا ہے کہ پہلے تو فقہائے عالم ہی بر بنائے عدم معرف اس جناب کے (یعنی مہدی کے) قتل کا فتویٰ دیں گے۔ (آثار قیامت وظہور حجت حصہ دوم صفحہ۵۹)

معزز قارئین! شیعہ لٹریچر میں دو تین ہزار علماء کا امام مہدی پر کُفر کا فتویٰ لگانا ثابت ہے۔ شیعہ رسالہ ''البشر لکھتا ہے کہ اُمّت میں سب سے پہلے علماء اور امراء کے لیے گُمراہی کی پیشگوئیاں مذہبی معلوم ریکارڈ میں موجود ہیں۔ تین سو یا دوسری روایت میں تین ہزار علماء کا حضرت حجت اللہ علیہ السلام کی تلوار سے (دلائل کی تلوار) قتل ہونا مسلّمات میں سے ہے۔ جو حضور علیہ لسلام پر نیا دین پیش کرنے اور گُمراہی پھیلانے کا فتویٰ دیں گے۔ (البشر لاہور، اپریل، مئی ۱۹۷۴ء صفحہ۲۰)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آوارگانِ اُمّت کے شَرّ سے بچائے۔ آمین۔

مُلّا اور پاکستان

معزز قارئین! آپ ہر روز اخبارات میں پڑھتے اور ٹیلی ویژن میں دیکھتے ہیں کہ مولوی حضرات کے سینے میں پاکستان کے لیے کس قدر عقیدت ہے۔ کچھ اِس طرح دکھائی دیتا ہے کہ یہ مولوی لوگ کہیں جوشِ جذبات میں ہلاک ہی نہ ہو جائیں۔ گزشتہ پینسٹھ برسوں سے مولوی سڑک پر ہے یا مدرسوں میں۔ مدرسوں کے طالب علم اکٹھے کر کے آئے روز احتجاج کے لیے سڑکوں پر شور مچایا جاتا ہے کبھی امریکہ کے خلاف کبھی پاکستانی حکمرانوں کے خلاف، اگر یوں کہا جائے کہ ہر چھوٹی بڑی بات پر

مولوی کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنے لگتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہ سب دھما چوکڑی پاکستان کے وقار اور اسلام کی عزّت کے لیے مچائی جاتی ہے۔ اُس پاکستان کے لیے جسے بدذات فرقہ مولویاں پلیدستان کہتا تھا اور جن کا دعویٰ تھا کہ کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔ مگر جب عظیم ماؤں کے عظیم بیٹوں نے پاکستان بنا لیا تو اِن مولویوں نے بھی اِن بیٹوں کو منافقانہ طور پر اپنا لیڈر تسلیم کرتے ہوئے اپنا اندازِ واردات تبدیل کر لیا۔ اور اب گزشتہ پینسٹھ برسوں میں پاکستان کی عزّت و وقار پر کاری وار کر چکے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں تحریک پاکستان میں مولوی کا کردار کیا تھا؟

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی دستور ساز اسمبلی کا صدر منتخب ہونے کے بعد تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”You are free to go to your Temples, you are free to go to your Mosques .... You may belong to any Religion or Casts are creed ....That has nothing to do with the business of the state.

قائداعظم کا یہ فرمان میثاق مدینہ کی رُوح کے مطابق تھا ۔مگر پاکستان کی مخالفت کرنے والے مولویوں نے قائداعظم کے پاکستان کو تباہی و بربادی سے ہم کنار کر دیا ہے۔ پاکستان میں فتنہ فساد کر کے ملک کو کمزور کرنے کے سب سے زیادہ ذمہ دار پاکستان مخالف مولوی ہیں۔ پاکستان بننے سے پہلے مولوی لوگ مندرجہ ذیل بیانات داغا کرتے تھے۔

عطاءاللہ شاہ بخاری نے پسرور کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم کو مخاطب کر کے کہا:

تم کہتے ہو کہ ہم نے پاکستان بنانا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اب تک کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان تو کجا پاکستان کی ”پ“ کا ایک نقطہ بھی بنا سکے۔

(روزنامہ جدید نظام لاہور استقلال نمبر ۱۹۵۰ء، ور پورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ ۲۷۴)

دلی دروازے کے باہر تقریر کرتے ہوئے امیر شریعت (عطاءاللہ شاہ بخاری) نے فرمایا۔ ”یہ لوگ پاکستان مانگتے ہیں۔۔۔ جانتے ہو کیا مانگتے ہیں۔۔ پاکستان۔۔۔ پاکی استان۔۔۔ انہیں پاکی استان چاہیے۔ دے دیجیے اُسترے اُن کے ہاتھوں میں اور بھیج دیجیے غسل خانوں میں“۔

(سیارہ ڈائجسٹ اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۹۹)

مولانا عطاءاللہ شاہ نے ایک دفعہ کہا ”جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں سؤر کھانے والے ہیں“۔ (بحوالہ چمنستان صفحہ ۱۶۵)

عطاءاللہ شاہ بخاری کہتے ہیں کہ کانگریس کے چہرے کی سرخی ہماری قربانیوں اور ہمارے خُون کا نتیجہ ہے“ پھر کہتے ہیں کہ کون کہتا ہے کہ۔۔۔ کانگریس ہندو جماعت ہے۔ مسلمانو! ہوشیار رہو اور بچو یہ غلط اور خطرناک الزام کہ مسلمان کانگریس سے الگ ہیں، اور وہ صرف ہندوؤں کی جماعت ہے بہت بڑے ابلیس کا پروپیگنڈہ ہے۔

(سوانح حیات عطاءاللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۰۶ از خان کابلی پبلشر ہندوستانی کتب خانہ ۶۳ ریلوے روڈ لاہور طبع اول جون ۱۹۴۰ء)

جب پاکستان، شاہ صاحب کی مخالفت کے باوجود معرض وجود میں آ گیا تو شاہ جی نے فرمایا کہ سیاستدانوں نے جغرافیائی نقشہ اُٹھا کر اس پر ضرب و تقسیم کی ہے لیکن اس کی بدولت بڑی مُدّت کے لیے انسان مر گیا ہے۔ برصغیر میں تبلیغ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے۔ پاکستان سیاسی یزیدوں کی آماجگاہ بن کے رہے گا۔ شورش کاشمیری کے ایک اداریے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: تم نے ٹھیک لکھا ہے کہ ہندوستان میں مسلمان اور پاکستان میں اسلام نہیں رہے گا، لیکن اسلام نہ رہا تو پاکستان کہاں ہوگا؟

۱۹۶۰ء میں مسٹر پربودھ دہلی سے لاہور آئے تو ملتان میں شاہ جی سے کہا پنڈت جی سلام کہتے تھے اور ہاں اندرا نے بھی سلام کہا ہے۔ جواب میں فرمایا: بھائی! پنڈت جی سے کہنا جس عطاءاللہ شاہ کو آپ جانتے تھے وہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو مر گیا تھا۔ البتہ اندرا کو سلام کہنا کہ وہ بیٹی ہے۔

(سید عطاءاللہ شاہ بخاری، سوانح و افکار از شورش کاشمیری صفحہ ۲۹۸)

مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری قیام پاکستان کے بعد ایک تقریب میں اپنی بدخصلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ”پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے“۔

(انکوائری رپورٹ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

شورش کاشمیری، عطاءاللہ شاہ بخاری جیسے دُشمنِ پاکستان کے بارے میں فرماتے ہیں:

جن شخصیتوں نے راقم کے افکار، سوانح کا رُخ بدل ڈالا اُن میں شاہ جی ایک ایسی شخصیت تھے کہ بلا شبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ قرن اوّل میں ہوتے تو عشرہ مبشرہ میں ہوتے۔

(سید عطاءاللہ شاہ بخاری، سوانح و افکار از شورش کاشمیری صفحہ ۲۷۷)

احراری لیڈروں مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عطا اللہ شاہ بخاری، تاج الدین انصاری اور مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی نے ہمیشہ پاکستان کو ''پلیدستان'' اور ''خاکستان'' کے ناموں سے پکارا۔ مولانا عطا اللہ شاہ بخاری نے بارہا اعلان کیا کہ ''اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی ''پ'' بھی بنا سکے۔ مدرس محمد موسیٰ نے عطا اللہ شاہ بخاری کی وفات پر ایک مرثیہ لکھا تھا جس کا ایک شعر یہ ہے۔

وکنت من الرحیم علی بسیط عطاء رحمة للعالمینا

(تو خدائے رحیم کی طرف سے اس کرہ عرض پر عطا اور رحمتہ للعالمین تھا)

(ہفت روزہ ترجمان الاسلام لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۶۱ء)

قیام پاکستان کے لیے مسلم لیگ نے جو جدوجہد کی اس میں مولانا مودودی صاحب عملاً جس وجہ سے شرکت نہیں کی وہ مسلم لیگ کے طریق کار سے مولانا کا اختلاف تھا۔

(تحریک آزادیء ہند اور مسلمان مصنف مولانا مودودی صفحہ ۹)

مولانا مودودی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ''پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں۔ اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔'' (سیاسی کشمکش حصہ سوم صفحہ ۱۳۲)

سعید ابراہیم صاحب ''بھگوڑے اور بزدل'' کے عنوان سے سے لکھے گئے ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب کو شکایت رہی کہ مسلم لیگ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پاکستان کا خطہ اس لیے حاصل کیا جارہا ہے کہ وہاں پر اسلامی خلافت چلائی جائے گی بلکہ یہ قومیت کی جنگ تھی۔ قومیت کی جنگ کو اسلام کی جنگ سے کوئی واسطہ نہیں۔ لیگ کی قراردادوں کا جائزہ لیجیے، لیگ نے آج تک تسلیم نہیں کیا کہ پاکستان میں شریعت کا نفاذ ہوگا۔ یہ مولانا کے اپنے الفاظ ہیں جو جماعت کے اپنے روزنامہ ''تسنیم'' میں یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو چھپ چکے ہیں۔

ابراہیم صاحب فرماتے ہیں۔ یہ جو ایک عرصے سے جماعت اسلامی سمیت سبھی مذہبی حلقوں نے سٹیریو ٹائپ جملوں کی گردان شروع کر رکھی ہے کہ یہ ملک لاکھوں ماؤں، بہنوں کی عصمتوں اور

مسلمانوں کی جانوں کی قربانی کے نتیجے میں وجود میں آیا اور مسلمانوں کی تاریخ میں ہجرت مدینہ کے بعد یہ مقدّس ترین ہجرت تھی، یہ تو خود امیر جماعت اسلامی کے موقف کی ضد ہے۔ مولانا کے مطابق تو ہجرت کرنے والے بھگوڑے اور بزدل تھے۔ مودودی صاحب بلا لگی لپٹی رکھے صاف لفظوں میں یہ فرماتے ہیں کہ: ''میرے نزدیک کسی کو مہاجر کہنا از روئے شریعت ناجائز ہے کیونکہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کا یہ سفر ہجرت نہیں ہے۔ ہجرت اعلائے حُکم اللہ کے لیے کی جاتی ہے۔ لیگ کی جنگ کُفر و اسلام کی جنگ نہیں تھی۔۔۔ میرے نزدیک مہاجرین کی جانی و مالی قربانیوں کی کوئی قیمت نہیں، وہ بھگوڑے اور بُزدل ہیں۔ انہوں نے ایک غلط قدم اُٹھایا تھا، قومیت کی جنگ لڑی تھی۔ جب اس کی سزا بھگتنے کی باری آئی تو مشکلات سے گھبرا کر راہِ فرار اختیار کی۔''

سعید ابراہیم لکھتے ہیں کہ قیام پاکستان کو ''درندے کی پیدائش'' سے تشبیہ دینا اسی سوچ کا شاخسانہ تھا۔ جب پاکستان بنا اس وقت جماعت اسلامی ابھی پالنے میں تھی سو جماعت کے کریڈٹ پر ایک بھی عملی کوشش ایسی نہیں ہے جسے جماعت کے کرتا دھرتا تحریک پاکستان میں اپنی مثبت شمولیت کے ثبوت کے طور پر پیش کر سکیں ہاں البتہ مودودی صاحب کی تحریروں سے قائداعظم اور لیگ کے خلاف زہریلا اور ثقاہت سے گرا ہوا پروپیگنڈہ ضرور دستیاب ہے۔ آج جماعت کی بھرپور کوشش ہے کہ مولانا مودودی کو تحریک پاکستان کی نظریاتی بنیادیں فراہم کرنے والی شخصیت ثابت کیا جائے، بھلے اس کے لیے انہیں کتنا ہی جھوٹ کیوں نہ بولنا پڑے۔

اسلامی نظام جماعت اسلامی کے منتخب کردہ صاحب الرائے نافذ کریں گے۔ اپنے صاحب الرائے صالحین کو مولانا اپنی معروف کتاب ''مرتد کی سزا'' میں بڑی صراحت کے ساتھ نفاذ اسلام کا طریقہ سمجھا چکے ہیں جس کے مطابق ان کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ مسلمانوں پر نہ صرف اسلامی قوانین کا جبری نفاذ کریں گے بلکہ انہیں زبردستی نمازیں بھی پڑھوائیں گے۔ اور اگر کسی نے (جماعت کے نافذ کردہ) اسلام کے دائرے سے ذرا بھی قدم باہر رکھا تو وہ اپنی جان سے جائے گا۔

(اردو روزنامہ آج کل ''بھگوڑے اور بزدل''؟ ۲۸/اکتوبر ۲۰۰۸ء)

مولانا مودودی کہتے ہیں کہ اصلاح خلق کی کوئی سکیم بھی حکومت کے اختیارات پر قبضہ کیے

بغیر نہیں چل سکتی۔ جو کوئی حقیقت میں خُدا کی زمین سے فتنہ فساد کو مٹانا چاہتا ہے تو اس کے لیے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا فضول ہے۔ اسے اُٹھنا چاہیے اور غلط اصول کی حکومت کا خاتمہ کر کے غلط کار لوگوں کے ہاتھوں سے اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیے۔

(اسلام ایسی چھینا جھپٹی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا) (رسالہ حقیقت جہاد زیرعنوان 'جہاد کا مقصد')

سرسید احمد خان اور دیگر زعماء کی شدید مخالفت کے باوجود مسلمانوں کے ایک فریق نے جن میں علمائے لدھیانہ اور علمائے دیوبند تھے کانگریس میں شمولیت کی حمایت کی۔ علمائے لدھیانہ جن میں مولانا محمد اور مولانا عبدالعزیز تھے اور علمائے دیوبند نے جن میں مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمود الحسن تھے۔ کانگریس کی حمایت میں ایک رسالہ نصرۃ الابرار شائع کیا۔ اس میں کوئی یک صد فتوے تھے۔

(المنبر لائل پور ۲۵ جنوری ۱۹۷۴ء)

اکبر الٰہ آبادی نے دیوبندی علماء کے بارے میں فرمایا ہے کہ ۔

یہ کانگریسی مُلّا، تم کو بتاؤں کیا ہیں؟ گاندھی کی پالیسی کے عربی میں ترجمان

مولانا اسرار الحق بانی تنظیم اسلامی فرماتے ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام فضل الرحمان گروپ اور دوسرے دیوبندی سیاسی گروپ مولانا مدنی کے سیاسی مسلک کے قائلین ہیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ ان کے زعماء نے تحریک پاکستان سے کھلم کھلا دوٹوک الفاظ میں اعلانِ برأت کیا اور یہاں تک کہا کہ ''پاکستان بنانے کے گناہ میں ہم شامل نہیں تھے۔ (مذہبی جماعتوں کے باہمی تعاون کے ضمن میں تنظیم اسلام از مولانا اسرار الحق صفحہ ۴۷)

بریلوی مکتبہ فکر کی مشہور کتاب تجانب اہل السنہ میں مسلم لیگ کے چار مقاصد یعنی ہندوستان میں آزاد جمہوری حکومت کا قیام، ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی و مذہبی حقوق و مفادات کی حفاظت، ہندوستان کے مختلف مذہبی فرقوں میں اتحاد و اتفاق کی کوشش اور ہندوستان کے مسلمانوں میں رشتہ اخوت اور بھائی چارہ کو مضبوط کرنے کی فکر و جدوجہد کو بیان کر کے تفصیل سے تنقید کی گئی ہے۔ آخر میں لکھا ہے

''یہ چاروں مقاصد لیگیہ مشتمل بر محرمات و خباثات و شناعات بلکہ منجر باشد ضلالات و کفریات ہیں۔''

(تجانب اہل السنہ صفحہ ۱۱۲ بحوالہ بریلوی فتنہ کا نیا روپ از محمد عارف صفحہ ۲۲۲)

مولانا نورانی صاحب فرماتے ہیں۔ ''قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے ابھی تک

پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ یہ مملکت مستحکم ہو۔ مفتی صاحب نے تحریک نظام مصطفیٰ کو بھی بڑا نقصان پہنچایا ہے۔'' (روزنامہ پاکستان ٹائمز ۲۱ جولائی ۱۹۷۸ء مذہبی و سیاسی فرقہ بندیاں از اشرف ظفر صفحہ ۴۷)

جمعیت علمائے پاکستان پنجاب کے جنرل سیکرٹری ملک محمد اکبر ساقی نے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ مولانا مفتی محمود (والد مولانا فضل الرحمان) نے بھری محفل میں کہا تھا کہ ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں تھے۔ (چٹان لاہور ۸ ستمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۵)

واجد شمس الحسن ہائی کمشنر برطانیہ فرماتے ہیں کہ وہ عناصر جو آج پاکستان میں دہشتگردی، خود کش حملے اور مذہبی جنون اور نفرت پیدا کر رہے ہیں یہ وہی عناصر ہیں جو قیام پاکستان کے بدترین مخالف اور بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کو کافر قرار دیتے تھے۔ پھر ضیاء الحق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ضیاء الحق نے اپنے ہی طور پر ایک خودساختہ امیر المومنین بننے کے خواب دیکھنے شروع کر دیے۔ پاکستان کے غیور اور غریب عوام کو علم ہے کہ جنرل ضیاء یہ سب کچھ اسلام اور مذہب کے نام پر کر رہا تھا۔

(جنگ لندن ۳ جون ۲۰۱۰ء)

اپنے ایک کالم میں شمس الحسن صاحب فرماتے ہیں کہ ''بہتر ہے کہ ہم تاریخ دہرالیں اس مُلّا کے پیش رووں نے مسٹر جناح کی مخالفت کی، تقسیم ہند کے بعد ۱۹۹۷ء تک پاکستان میں عوام نے کبھی مُلّا کو ووٹ نہیں دیا اس کے برعکس لوگوں نے ان کی قیادت کا جنازہ نکال دیا۔ (روزنامہ اوصاف ۱۶ مئی ۲۰۰۷ء)

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان ایک نظم میں فرماتے ہیں:

اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
پنجاب کے احرار، اسلام کے غدّار احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدّار

(نگارستان صفحہ ۲۳۱ طبع اول پبلشرز یونائٹڈ، چوک انارکلی لاہور)

مجلس احرار خلافت کمیٹی کی کوکھ سے نکلی تھی اور یہ جماعت کانگریس کی ہمنوا تھی۔

(زندہ رود از جاوید اقبال صفحہ ۵۸۹)

مجلس احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۳ مارچ ۱۹۴۶ء کو دہلی میں ہوا جس میں احراری ملاؤں نے پاکستان کے منصوبے کو رَد کر دیا اور اپنی تقریروں میں پاکستان کو پلیتستان۔ پھر ۱۷ تا ۱۹ مارچ ۱۹۴۷ء

کو گوجرانوالہ میں اجلاس ہوا جس میں مسلم لیگ کے خلاف جانے کا فیصلہ ہوا اور اس اجلاس میں مولانا مولانا مظہر علی اظہر نے قائداعظم کے بارے میں زہرافشانی کرتے ہوئے کہا ۔

کہ اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا   یہ قائد اعظم ہے کہ ہے کافر اعظم

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں احراری لیڈروں نے مسلم لیگی امیدواروں کے خلاف ۱۳ احراری امیدوار کھڑے کیے جو تمام کے تمام ہار گئے ۔ (جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۲،۱۱)

چوہدری فضل حق احراری فرماتے ہیں۔''ہم اس کے سخت خلاف ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر کسی یزید جیسے مسلمان کے لیے تخت سلطنت بچھایا جائے''۔

(تاریخ احرار پہلا ایڈیشن صفحہ ل،م (سید عطاءاللہ شاہ بخاری از شورش کاشمیری صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ ۱۱ ستمبر ۱۹۵۶ء)

پاکستان ایک خونخوار سانپ ہے جو ۱۹۴۰ء سے مسلمانوں کا خُون چوس رہا ہے۔اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔ (احراری اخبار آزاد کا اداریہ ۹ نومبر ۱۹۴۹ء)

''مسلم لیگ کو دام فرنگ سمجھ کر دور ہی رہنا چاہتے ہیں۔'' ''ہمیں پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کے دام فریب میں نہ پھنساؤ''۔''قومی بوجھ بجھکڑ ایسے حال میں شمالی ہند کو پاکستان بنا رہے ہیں۔'' (خطبات احرار صفحہ ۲۲، ۱۰۱، ۱۴۱ بار اوّل)

مولوی ظفر علی خان فرماتے ہیں''پھر میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمان لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ''دس ہزار جیناؔ اور شوکتؔ اور ظفرؔ جواہر لعل کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔'' اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی ۔

کیا کہوں آپ سے کیا ہیں   احرار کوئی لُچّا ہے اور کوئی لُقّہ

(چمنستان مجموعہ منظومات ظفر علی صاحب صفحہ ۱۶۵)

''احرار اس پاکستان کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔''

(تقریر چوہدری فضل حق یکم دسمبر ۱۹۴۱ء قصور منقول از خطبات احرار صفحہ ۸۳ مطبوعہ اول ۱۹۴۴ء)

مولوی خان عبدالقیوم خان کا شمار بھی پاکستان کے مخالفین میں ہوتا تھا۔پاکستان بننے کے بعد

انہوں نے مذہبی منافرت پھیلا کر اور سیاسی جوڑ توڑ اور سیاسی بلیک میلنگ کے ذریعے آزاد کشمیر کی وزارت اعلیٰ حاصل کی تھی۔ان کے متعلق عرفان احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

خان عبدالقیوم خان بھی کانگریسی تھا اور اُس نے پاکستان بننے سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک کتاب لکھی جس کا نام''GOLD AND GUN'' تھا۔جب خان صاحب وزیر اعلیٰ بنا تو اس نے خود اپنی لکھی ہوئی کتاب (BAN) کی۔دکانوں سے اُٹھوائی اور گھروں سے نکلوائی۔(پاکستان پہ کیا گزری؟)

معزز قارئین! آخر میں ایک حقیقت پر مبنی فکر انگیز مضمون پیش خدمت ہے جو حرف تمنّا کے نام سے جنگ میں شائع ہوا تھا۔

ارشاد احمد حقانی فرماتے ہیں میرے ایک کرم فرما راجہ فتح خان لکھتے ہیں کہ جہاں تک نظریہ پاکستان کی بات ہے تو پاکستان کی تاریخ میں یہ جھوٹ قیام پاکستان کے برسوں بعد مُلّائیت کی سازش اور جنرل شیر علی کے توسط سے شامل کرایا گیا اور تعلیمی نصاب میں لازمی پڑھنا قرار دلوایا گیا۔مُلّائیت نے پروپیگنڈے کے زور پر اِس جھوٹے اور فرضی نظریہ پاکستان کو،وہ بیل باور کرا لیا جس کے سینگ پر سر زمین ٹکی ہوئی ہے۔منہ بولتی تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ مُلّائیت نے بحیثیت مجموعی مطالبہ پاکستان کی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مخالفت کی۔کسی نے جناح کو کافر اعظم کہا،کسی نے اس وجہ سے حمایت نہیں کی اگر پاکستان بن گیا تو وہاں مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔۔اور جب پاکستان بن گیا تو کشمیر کے لیے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔

دوسرے مُلّائیت کے برخلاف قادیانیوں نے بحیثیت جماعت مطالبہ پاکستان کی اعلانیہ حمایت اُس وقت کی جب جماعت اسلامی اپنے جلسوں میں گاندھی کو بلا کر ان سے تقریر کروا رہی تھی۔

قائداعظم کی وفات کے بعد قانون ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد منظور کروائی گئی اور پھر چراغوں میں روشنی نہ رہی۔تھیوکریسی کے لیے پہلی اینٹ رکھ دی گئی اور اس ٹیڑھی بنیاد پر سیدھی عمارت بننے کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔اس پر مُلّائیت نے گھی کے چراغ جلائے اور مودودی صاحب نے فرمایا کہ قرارداد مقاصد منظور ہونے سے ریاست نے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ریڈیو پاکستان پر مودودی ۲۲ نکات کا پروپیگنڈہ کرتے رہے۔اس حقیقت کو چھپا لیا گیا کہ یہ ۲۲ نکات پاکستان بننے (اور قائداعظم کی وفات

)کے بعد منظور کیے گئے۔تحریک پاکستان کے دوران تو پاکستان کو ناپاکستان اور قائداعظم کو انگریزوں کا ایجنٹ کہا گیا،احرار نے کہا یا خاکسار نے کہا حتیٰ کہ قائداعظم کو قتل کرانے کے لیے قاتل بھی بھیجے گئے۔بہرحال مودودی کی ’اسلامی ریاست‘ میں جماعت اسلامی کا مسلمانوں کو ’مسلمان‘ بنانے کا پروگرام واضح ہے کہ ایک سال کے اندر صحیح مسلمان بن جاؤ ورنہ خود کو غیر مسلم قرار دے کر دائرہ اسلام سے خود کو خارج سمجھ لو، ذمی ہو جاؤ۔شاید ہی کوئی مذہبی فرقہ ہو جس نے باقی فرقوں کو اپنے فتوے سے کافر قرار نہ دے رکھا ہو۔اس ’کافر سازی‘ کا ہی نتیجہ ہے کہ آگے چل کر مساجد اور امام بارگاہوں کے در و دیوار عبادت گزاروں کے خُون سے رنگین ہونے لگے اور اب تو مزاروں کو بھی اُڑایا جانے لگا ہے۔

کہاں تو قرارداد مقاصد سے پہلے ملک کا وزیر خارجہ قادیانی اور وزیر قانون ہندو!اور قرارداد مقاصد کے بعد پاکستان کے پہلے انعام یافتہ سائنس دان کی لاش بھی باہر سے چپکے سے پاکستان لا کر دفنانی پڑی کہ قرارداد مقاصد کے مطابق بننے والے آئین کے تحت ریاست شہریوں کے عقیدے کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہوگئی کہ ریاست کا مذہب اسلام تھا جس نے ڈاکٹر عبدالسلام کی جماعت کو ان کی مرضی کے خلاف ’غیر مسلم‘ قرار دے دیا تھا۔مُلّائیت اور اس کی پالنہار حکمران اقلیت چونکہ ووٹ کے ذریعے کبھی بھی اقتدار حاصل نہیں کر سکتی اسی لیے یہ مذہب کے نام سے جمہوریت کی مخالفت کرتے ہیں۔مُلّائیت بحیثیت مجموعی ریاست اقتدار پر قابض ہونے کی تمنائی ہے۔یہ بہ زور ریاست پر قبضہ کرنے کے پروگراموں اور سازشوں پر عمل پیرا رہتا ہے۔مصر کے اخوان المسلمین ہوں یا ان کا پاکستانی ایڈیشن جماعت اسلامی یکساں پروگرام ہیں۔ (”حرف تمنا“ جنگ ۲۷ جون ۲۰۰۹ء)

ڈاکٹر محمد اقبالؔ اپنے زمانہ کے علماء کی حالت کا نقشہ کچھ یوں کھینچتے ہیں۔

مولوی بیگانہ از اعجازِ عشق ناشناسِ نغمہ ہائے سازِ عشق

مولوی عشق کے معجزہ سے بیگانہ ہے اور سازِ عشق کے نغموں سے ناشناس ہے۔

شیخ درعشقِ بُتاں اسلام باخت رشتہء تسبیح راز نار ساخت

شیخ نے بُتانِ مجازی کے عشق میں اسلام کو ہار دیا ہے اور تسبیح کے رشتے کو زنار بنا دیا ہے۔

واعظاں ہم صُوفیاں منصب پرست اعتبارِ ملّتِ بیضا شکست

واعظ اور صُوفی منصب پرست ہوگئے ہیں اور اُنھوں نے ملّت بیضا کا اعتبار توڑ دیا ہے۔

واعظِ ماچشم بر بُتخانہ دوخت مُفتی ءِ دینِ مُبیں فتویٰ فروخت

ہمارے واعظ نے نگاہ بُتخانہ پر جمادی ہے تو مُفتی ء دین نے فتویٰ فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔

چیست یاراں بعدازیں تدبیرِ ما رُخ سوئے مے خانہ دارد پیرِ ما

اے دوستو!اس کے بعد ہماری کیا تدبیر ہوسکتی ہے ہمارے پیر صاحب تو میخانہ کی طرف رُخ کیے ہوئے ہیں۔ (اسرار و رُموز صفحہ ۶۷،۷۹)

خَتم نبوّت

معزز قارئین! گزشتہ تقریباً ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں اِس دُنیا کے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے ہیں۔نئی نئی ایجادات نے پُرانی اور دھیمی زندگی کو نہایت تیز رفتار زندگی میں بدل دیا ہے۔اِس طرح کا ترقی یافتہ دور گزشتہ انسانی زندگی میں نہیں ملتا۔اِن ایجادات کا اِس دور میں ہونا اِس لیے مقدّر تھا کہ ہمارے حبیب آقا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو دُنیا کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لیے اِن ایجادات کی ضرورت تھی۔جس طرح مغربی اقوام نئی نئی ایجادات کر کے انسانوں کے لیے آسانیاں پیدا کر رہی ہیں وہیں آخری دور کے نام نہاد مسلمان مُلّا بھی نئی نئی بدعات اور عقائد کو اسلام کی زندگی اور موت قرار دیتے ہوئے اِس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہمارے اسلام اور اُس کی تشریحات کو مانو، اگر نہیں تو اسلام سے خارج اور کافر قرار دیے جاؤ گے اور مُرتد ہونے کی سزا الگ پاؤ گے۔جس طرح مغربی اقوام نئی نئی ایجادات کر رہی ہیں اُسی طرح اُمّت مسلمہ میں پیٹ کا دھندہ کرنے والے نام نہاد مولوی نئی نئی بدعات اور عقائد کے موجد ہیں۔

علماءِ سُوء کہتے ہیں کہ خاتَم النبیین کے جو معنی ہم نے ایجاد کیے ہیں اِنہیں مسلمان کہلانے والے تمام لوگ بلا چون و چرا قبول کریں، ورنہ اِنہیں کافر، مُرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔علماءِ سُوء کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی کسی بھی صورت میں نہیں آسکتا۔اِس کے بالمقابل قرآن، احادیث اور اقوال بزرگان دین اس عقیدے کی نفی کر رہے ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہے

ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوّت، نبوّت بخش بھی ہے۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل میں سینکڑوں آزاد نبی آ سکتے ہیں۔ اور نبی کریم حضرت محمد ﷺ جو وجہ کائنات ہیں اور تمام فیض کے چشمے اُنہیں کے دم سے جاری ہیں کی اُمّت میں ایک نبی بھی نہیں آ سکتا جبکہ رسول اللہ ﷺ اُس کے آنے کی پیشگوئی بھی فرما چکے ہیں۔ یہ مولوی لوگ خود کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہوئے، کُفر اور اسلام کے پروانے تھمانے والے صرف اپنی کم فہمی کو سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ اُن علماء اور بزرگوں سے اِن کا کوئی تعلق نہیں جو اسلام کو خُدا سے الہام پا کر سمجھے ہیں اور الہام جیسی نعمت سے مالا مال ہونے کے لیے رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر اخلاص اور عقیدت سے عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اِس کی توفیق بھی خُدا سے ہی طلب کرنی پڑتی ہے۔ آج کے مولوی کو نہ خوفِ خُدا ہے اور نہ مَرنے کا ڈر اور رسول اللہ ﷺ کے دینِ متین کو اُنہوں نے پیٹ کا دھندہ بنا رکھا ہے۔ اللہ اِنہیں ہدایت دے۔ اِن علماءِ سُو نے عقیدہ ختم نبوّت کے نام پر جو مار دھاڑ اور کُفر کُفر اور مُرتد مُرتد کا کھیل شروع کر رکھا ہے اُس کی سب سے بڑی وجہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اللہ تعالیٰ سے علم پا کر رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق دعویٰ نبوّت ہے۔ اِن بدنصیبوں کو بانی جماعت احمدیہ سے دُشمنی نے اُس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے واضح ارشادات مقدّسہ بھی اِن کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں نبوّت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی، اِن بدبختوں نے آنے والے مسیح و امام مہدی کو نبی ماننے سے ہی انکار کر دیا ہوا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے : **اَنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِینَ وَ الْاٰخِرِینَ مِنَ النَّبِیِّینَ**۔ (رواہ الدّیلمی) یعنی مَیں تمام پہلے اور پچھلے انبیاء کا سردار ہوں۔ (اس حدیث کے مطابق آپؐ کے بعد بھی نبی آنے چاہئیں تا کہ آپ ﷺ آخرین کے بھی سردار قرار پائیں)

رسول اللہ ﷺ اپنی اُمّت میں آنے والے مختلف ادوار کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تکون النبوّة فیکم ماشاء الله ان تکون ثُمَّ یرفعهاالله تعالیٰ ثُمَّ تکون خلافة علٰی منهاج النّبوّة ماشاء اللّٰه ان تکون ثُمَّ یرفعها اللّٰه تعالیٰ ثُمَّ تکون ملکاً عاضاً فتکون ماشاء اللّٰه ان تکون ثُمَّ یرفعها اللّٰه تعالیٰ ۔ثُمَّ تکون ملکاً جبریةفتکون ماشاء اللّٰه ان

تکون ثُمَّ یرفعها اللّٰه تعالیٰ ۔ثُمَّ تکون خلافة علٰی منهاج النّبوّة ثمّ سکت۔ ’’حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوّت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علٰی منہاج النبوّۃ قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اُس نعمت کو بھی اٹھا لے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس ظلم ستم کے اس دور کو ختم کر دے گا جس کے بعد پھر نبوّت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی! یہ فرما کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۳۔ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

(مشکٰوۃ میں اس حدیث کے بین السطور یہ الفاظ لکھے ہیں کہ **"الظّاهر انّ المراد به زمن عیسٰی و المهدی"**۔ یعنی یہ بات ظاہر ہے کہ خلافت کے اِس دوسرے دور سے مسیح اور مہدی (نبی اللہ) کا زمانہ مُراد ہے۔ مشکٰوۃ طبع اصح المطابع کراچی صفحہ ۴۶۱)

محمد ابن سیرینؒ (۳۳ھ تا ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: **یکون فی هذه الامة خلیفة خیر من ابی بکر و عمر قیل خیر منهما قال قد یفضل علی بعض الانبیاء**۔ اس اُمّت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بہتر ہوگا۔ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہجہانی بھوپال)

اور آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا **ان رایت یو مئِذ خلیفته اللّٰه فی الارض فالزمه وان نهك جسمك واخذ مالك**۔ یعنی ’’اگر تُو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔‘‘ (مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفۃ بن الیمان حدیث نمبر ۲۲۹۱۶)

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ کے اِس واضح ارشاد مبارکہ کو پس پشت ڈال کر علماء سُوء اللہ کے خلیفہ پر ایمان لانے کے بجائے اُس خلیفہ اللہ پر ایمان لانے والوں کے جسم نوچنے اور مال چھیننے جیسے بدافعال کے مرتکب ہو رہے ہیں بالکل اُسی طرح جس طرح کفّارِ مکّہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے مسلمانوں کے جان و مال کے دُشمن بن گئے تھے۔ قارئین کرام! آنحضرتؐ سے دریافت کی گیا

مَن اهل السُنّة ۔یعنی سُنّت پرعمل پیرا کون لوگ سمجھیں جائیں گے؟ فرمایا: **ما انا علیه الیوم و اصحابی** (المستدرک الحاکم ،لطل ونحل شہرستانی جلدا صفحہ ۵) یعنی آج میرے زمانہ میں جو طریقہ میرا اور میرے اصحاب کا ہے اس پر چلنے والے اور اس کے مطابق عمل کرنے والے اہلسنت ہیں۔ (الاعتصام ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

معزز قارئین! کیا جسم نوچنے والے، مال لوٹنے والے، ایک دوسرے کو کافر اور مُرتد کہہ کر مسلمان کہلانے والے، جہاد کے نام پر معصوم لوگوں کی جان لینے والے، اقلیتوں کی عبادت گاہوں اور مسجدوں کو فرقہ واریت کے جنون میں مسمار کرنے والے اور عبادت گزاروں کو خُون میں نہلانے والے، قرآن اور حدیث کے متوازی عقائد گھڑنے والے، ناچ گانے کے متوالے اور قوالی کے نام پر میوزک سے دِل بہلانے والے، فحاشی اور عریانیت میں ڈوبے ہوئے مدہوش راہبر، مال و دولت کے لیے ایمان بیچنے والے، رشوت خور، سود خور، زکٰوۃ چور، بیواؤں اور یتیموں کا مال کھانے والے قبضہ کی ہوئی زمین پر مساجد بنانے والے اور چوری کی بجلی سے مساجد اور مدرسے روشن کرنے والے، بچوں سے زیادتی اور کم سن بچیوں کی شادی کرنے والے، قرآن سے بچیوں کی شادی کرانے والے، غیرت کے نام پر بچوں اور بچیوں کی زندگی لینے والے، ونی اور کاروکاری کے نام پر عورتوں کی زندگیوں سے کھیلنے والے ،اغواء برائے تاوان کے مُجرم، نا انصاف میڈیا والے اور انصاف کرنے والی عدالتوں کے نا انصاف منصف، فلمی اور اشتہاری کمپنیوں کے مالک اور فلموں سے دِل بہلانے والے رسول اللہ ﷺ کی سُنّت پر عمل کر رہے ہیں؟ اور کیا احمدی مسلمانوں کو نماز سے روکنے والے، حج سے روکنے والے، قرآن کی تلاوت پر تلملانے والے، کلمہ کی توہین کرنے والے، کلمہ گو مسلمانوں کو کافر اور مُرتد قرار دینے والے، السلام علیکم کہنے اور اذان دینے پر مقدمات درج کروانے والے اور پھر ان پاکیزہ جُرائم پر سزائیں سُنانے والے جج رسول اللہ ﷺ کے ربّانی پیغام پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا صحابہ کا یہی طریق تھا؟ قطعاً نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو نماز پڑھنے سے روکا گیا، قرآن پڑھنے پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، بائیکاٹ کیا گیا، حج سے روکا گیا، نہ صرف تشدّد کیا بلکہ بعض اصحابؓ کی دردناک طریق سے جان بھی لے لی گئی، مال و اسباب لوٹ لیا گیا اور ہجرت پر مجبور کر دیا گیا۔ اس دور میں صرف اور صرف احمدیہ مسلم جماعت ہی مندرجہ بالا مقدّس حدیث کی مصداق جماعت ہے۔ کیونکہ وہ اخلاق اور اوصاف جو رسول

اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب میں پیدا کیے تھے وہی بھولے ہوئے اوصاف حمیدہ رسول اللہ ﷺ کے غلام صادق نے اپنے اصحاب میں رواج دے کر دورِ رسول اللہ ﷺ کی یاد تازہ کر دی ہے۔

مزید آگے بڑھنے سے پہلے یہ بتانا خاکسار ضروری سمجھتا ہے کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دو طرح کے نبی مبعوث ہوتے تھے۔ ایک وہ جو جن پر شریعت نازل ہوئی اور دوسرے وہ جن پر شریعت نازل نہیں ہوئی مگر وہ مستقل آزاد نبی تھے یعنی وہ کسی نبی کی پیروی کے نتیجے میں نبی نہیں بنے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد کوئی بھی نئی شریعت لانے والا یا مستقل آزاد نبی قطعاً نہیں آ سکتا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں رسول اللہ ﷺ کا اُمّتی خاتَم النبیین ﷺ کا کامل ظِلّ و بروز ہونے کی وجہ سے نبی کے لقب کا مستحق ہو سکتا ہے۔ مگر مستقل نبی اور شریعت لانے والے نبی کا لقب شریعت کاملہ آجانے کی وجہ سے نہیں مل سکتا۔ کیونکہ شریعت تامّہ کاملہ آجانے پر اب اس کی پیروی ظلّیت اور بروزیت کے لیے شرط ہے اور کوئی شخص شریعت کی پیروی کے واسطہ کے بغیر یعنی اصالتاً کوئی رُوحانی مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ لہذا مستقل اور آزاد نبی کا آنخضرتؐ کے بعد آنا ممکن نہیں۔

لُغتِ عربی کے رُو سے خاتَم (تاء کی زبر سے) اور خاتِم (تاء کی زیر سے) ہر دو لفظوں کے حقیقی لغوی معنی آخری یا ختم کرنے والا نہیں۔ بلکہ مہر کی طرح نقش پیدا کرنے کی تاثیر رکھنے والا وجود ہیں۔ (مفردات راغب) اس لیے خاتَم النبیین کی جو قراۃ تاء کی زبر سے ہے اُس کے معنی ایسا نبی ہیں جو اپنے فیض کی تاثیر سے دوسرے شخص کو نبوّت ملنے کا ذریعہ ہو کیونکہ خاتَم تاء کی زبر کے ساتھ خاتَم سے اسم آلہ بمعنی **بِماَ یُختَمُ بِه** ہے۔ یعنی آلہ جس سے مُہر لگائی جائے جیسے **عَالَم عِلم**ٌ سے اسم آلہ بمعنی **لِمَا یُعلَمُ بِه** ہے یعنی ایسی اشیاء جو خُدا کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ دُنیا کی ہر چیز معرفتِ الٰہی کا ذریعہ ہے، اِسی لیے وہ عالَم میں داخل ہے خاتِم تاء کی زیر سے اسم فاعل ہے۔ خاتَم آلہ کے معنے تاثیر کا ذریعہ ہیں تو خاتِم اسم فاعل کے معنے اپنا اثر دوسری شے میں پیدا کرنے والا صاحبِ خاتَم یعنی بدرجہء کمال موثرہ کیفیت رکھنے والا ہیں۔ پس خاتَم اور خاتِم میں صرف بناوٹ کے لحاظ سے فرق ہے۔ مفہوم میں نتیجہ کے لحاظ سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ مزید یہ کہ خاتِم النبیین کی قراۃ جو تاء زیر سے ہے اس کے معنی ایسا نبی ہیں جو دوسرے شخص کو اپنی ختمِ نبوّت کے اثر سے مقامِ نبوّت پر سرفراز کرنے والا ہو۔ ان دونوں قراء

توں کے معنے علی الترتیب مطلق آخری نبی یا نبیوں کو ختم کرنے والا صرف مجازی معنے ہیں۔اور حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کا ایک ذات میں جمع ہونا محال ہوتا ہے۔اور مجازی معنے وہاں مراد ہوتے ہیں جہاں حقیقی معنی کا پایا جانا متعذر ومحال ہو۔چونکہ قرآن مجید کی رُو سے آنحضرتﷺ کی ذاتِ بابرکت میں حقیقی معنی کا پایا جانا محال نہیں۔اس لیے اس جگہ مجازی معنے تسلیم نہیں کیے جاسکتے۔ہاں چونکہ قرآن مجید سے یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرتﷺ آخری شارع اور آخری مستقل نبی ہیں۔اس لیے یہ معنے خاتَم النبیین کے حقیقی معنوں کے ساتھ بطور لوازم کے جمع ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب خاتَم یا خاتِم کسی گروہ یا جمع کے صیغے کی طرف مضاف ہو تو اس کے حقیقی معنے کیا ہوں گے۔سو واضح ہو کہ لفظ خاتَم جب جمع کی طرف مضاف ہو جیسے خَاتَمُ الاَ ولِیَاءِ تو جڑھ کے طور پر اس خطاب کے حامل میں یہ بات پائی جانی چاہیے کہ وہ اس گروہ کے کمال کے انتہائی نقطہ پر پہنچا ہوا ہو۔گویا خاتَم الاولیاء کو خاتَم الولایت بھی ہونا چاہیے۔جب اس میں یہ جڑھ والے معنے پیدا ہوں گے تو پھر وہ طبعی طور پر دُوسرے میں تاثیر کا ذریعہ بنے گا۔مثلاً خاتم الاولیاء وہی ہوگا جس کی تاثیر یعنی افاضہءِ رُوحانیہ سے ولی پَیدا ہوسکیں۔اِسی طرح خَاتَمُ النبیین کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ خاتم النبوّۃ ہو یعنی نبوّۃ کا وصف جو پہلے انبیاء کو حاصل تھا خاتَم النبیین میں اپنے انتہائی کمال کو پہنچا ہوا ہو۔اور خاتَم النبیینﷺ نہ صرف تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہوں بلکہ وصفِ نبوّت میں ان سب کے مجموعی وصف سے بھی بڑھے ہوئے ہوں۔جیسا کہ علاّمہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں کہ ''صوفیاء ولایت کی مثال نبوّت سے دیتے ہیں۔اور ولایت میں جامع کمالات کو خاتَم الولایت کہتے ہیں جیسے خاتَم الانبیاﷺ کے کمال اور مرتبہ کے پورے طور پر جامع ہیں۔'' (مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۲۷۱،۲۷۲) اس طرح خاتم النبوّۃ ہونے کے بعد اب خاتَم النبیینﷺ کی تاثیر یہ ہوگی کہ وہ اپنے افاضہءِ رُوحانیہ سے دوسرے شخص کو کمالِ نبوت پر پہنچا سکیں گے۔کیونکہ جامعیّتِ کمالاتِ نبوّۃ کا یہ طبعی تقاضہ ہے کہ خاتَم النبیینﷺ اپنی تاثیر سے دوسرے شخص میں کمالاتِ نبوّت منتقش یا منعکس کر سکنے کا ذریعہ ہو۔جس طرح مادی مُہر اپنے نقوش دوسری شے میں منتقش یا منعکس کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی خاتَم النبیین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

مولانا محمود الحسن صاحب اور علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب کے ترجمۃ القرآن کے حاشیہ پر درج ہے کہ ''جس طرح روشنی کے تمام مراتب آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں اسی طرح نبوّت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی رُوحِ محمدی پر ختم ہوجاتا ہے۔بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپﷺ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتَم النبیّین ہیں اور جن کو نبوّت ملی ہے آپﷺ کی ہی مُہر لگ کر ملی ہے۔''
(تفسیر مولوی محمود الحسن وشیخ الہند زیر آیت خاتم النبیّین۔صفحہ ۵۵۰ شائع کردہ ادارہ اسلامیات وناشر پاک قرآن پبلشرز لاہور صفحہ ۵۵۰)

مولوی حضرات کسی اور ہی طرح کی مہر مراد لیتے ہیں۔کہتے ہیں کہ خاتم کا مادہ ختم ہے۔جس کے معنی ختم کرنے کے اور مُہر لگانے کے آتے ہیں۔اور مُہر لگانے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ کسی شے کو اس طرح بند کیا جائے کہ اندر کی چیز باہر نہ آسکے اور باہر کی چیز اندر نہ جاسکے۔

پھر خاتَم اور خاتِم کی دونوں قراءتوں کا حاصل یہ بتاتے ہیں:۔

حاصل دونوں قراءتوں کا ایک ہے وہ یہ کہ آنحضرتﷺ کا وجودِ باجُود انبیاء کو ختم کرنے والا اور سلسلہءِ نبوّت پر مہر کرنے والا ہے۔آپؐ کے بعد کوئی اس سلسلہ میں داخل نہیں ہوسکتا اور آپؐ سے پہلے جو اس سلسلہ میں داخل ہو چکا وہ اس سلسلہ سے نکل نہیں سکتا۔

جب خاتَم بمعنی مُہر اور خاتِم بمعنی ختم کرنے والے کی یہ کیفیت ہے تو حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کو انہیں بہرحال ختم سمجھنا چاہیے کیونکہ مُہر نبوّت کے اندر جو چیز بند ہوجائے جب وہ اس سلسلہ سے بقول مولویان کے باہر نہیں نکل سکتی جس سلسلہ کے ساتھ بند ہوئی ہے تو عیسیٰؑ اس سلسلہ سے جو ختم ہوگیا اور بند ہوگیا باہر نکل کر آنحضرتﷺ کے بعد کیسے آسکتے ہیں جب تک کہ وہ مُہر ٹوٹ نہ جائے جو اُن کی نبوّتِ مستقلّہ پر لگی ہے کیونکہ ان کا غیر مستقل نبی ہوکر آنا انہیں پہلے سلسلہ نبوّت سے نکالتا ہے اور یہ امر مُہر ٹوٹے بغیر ناممکن ہے۔ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے:

آمِینُ خَاتَمُ رَبِّ العٰلَمِینَ عَلٰی عِبَادِ اللہِ المُؤمِنِینَ۔ (نہایہ ابن اثیر وحاشیہ کشّاف مصری محشّٰی محمد الیان وفردوس دیلمی) یعنی آمین ربّ العالمین کی مُہر ہے جو اُس کے مومن بندوں پر لگتی ہے۔(کیا دُعا کے بعد آمین کہنے سے آمین کی جو مُہر ربّ العالمین کی طرف سے اُس کے مومن بندوں پر لگتی ہے کیا اِس مُہر کے لگنے پر خُدا کے مومن بندے پیدا ہونے بند ہوجاتے ہیں؟یقیناً آمین کی مُہر جب قبولیت دُعا کی

صورت میں مومن بندوں پر لگتی ہے تو اس سے مومن بندے برکات حاصل کر کے رُوحانی اور جسمانی زینت پاتے ہیں)

مولوی کم عقلی کی وجہ سے یہ نقطہ بھی اُٹھاتے ہیں کہ اگر فنا فی الرسول کی وجہ سے غیر تشریعی اور غیر مستقل نبی کا لقب مل سکتا ہے تو مستقل رسول اور مستقل نبی کا لقب کیوں نہیں مل سکتا؟ اور فنا فی اللہ کی وجہ سے اللہ اور خُدا کا لقب کیوں نہیں ملتا؟

ان ۲ سوالات کا جواب دیتے ہوئے قاضی محمد نذیر صاحبؒ شانِ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں:۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا خُدا بننا ممتنع بالذّات اور محال ہے مگر کسی انسان کا نبی بننا ممتنع بالذّات نہیں۔ اِس لیے نبوّت کا لقب بطور ظلیّت و بروزیت ملنے کو خُدا تعالیٰ کی ظلیّت و بروزیت پر پورے طور پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لیے خلفاء اور بادشاہ بلکہ انبیاء بھی حقیقی طور پر خُدا نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ خُدا کے مجازی بروز اور ظِلّ ہوتے ہیں۔ مگر خاتم النبیین ﷺ کا کامل ظِلّ و حقیقی ظِلّ و بروز ہونے کی وجہ سے نبی کے لقب کا مستحق ہوگا۔ ہاں مستقل نبی اور رسول کا لقب شریعتِ کاملہ آجانے کی وجہ سے نہیں مل سکتا۔ کیونکہ شریعت تامّہ کاملہ آجانے پر اب اس کی پیروی ظلیّت و بروزیت کے لیے شرط ہے اور کوئی شخص شریعت کی پیروی کے واسطہ کے بغیر یعنی اصالتاً کوئی رُوحانی مقام حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا مستقل اور آزاد نبی کا آنحضرت ﷺ کے بعد آنا محال ہے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی فرماتے ہیں۔ ''تو خلاصہ اعتقاد، شان رسالت ﷺ میں یہ ہے کہ ''مرتبہ وجود میں صرف اللہ عز وجل ہے باقی سب ضلال اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس ﷺ ہیں باقی سب عکس و پرتو'' صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے: ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم نہیں مگر واسطے کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ اُٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا۔ پہلی اور (یعنی دیگر) انبیاء اور دوسری صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ! بس اُٹھو اور مجھ تک چلے آو! تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں، سب کے لیے وسیلہ تم ہو۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم صفحہ ۲۵۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ الخیر الکثیر کے صفحہ ۸۰ پر فرماتے ہیں:۔

"امتنع ان یکون بعده نبی مستقل با تعلقی" ترجمہ: آنحضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو مستقل طور پر بلاواسطہ (آنحضرت ﷺ) سے فیض پانے والا ہو۔

اگر مولوی لوگ ظلیّت و بروزیت کی حقیقت سے واقف ہوتے تو وہ کبھی خُدا تعالیٰ کے ظلّ و بروز کا خاتم النبیین ﷺ کے ظلّ و بروز پر قیاس کرتے ہوئے **"السُّلطان العادل ظلّ اللّٰہ"** کی حدیث سے یہ استدلال نہ کرتے کہ جس طرح عادل بادشاہ خُدا نہیں ہوسکتا اُسی طرح خاتم النبیین ﷺ کا ظلّ بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ تفہیمات الٰہیہ کے صفحہ ۱۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اَلکُمُونُ وَالبُرُوزُ عَلٰی ضَربَینِ حَقِیقِیٌ وَ مَجَازِیٌّ وَ لِھٰذَ ا اَلمَجَازِیُّ شُعبٌ کَثِیرَة "مِنھَا اَن یَتَمَثَّلَ تِلكَ الحَقِیقَةُ فِی المِثَال فَیَرٰی فِی بَعضِ وَاقِعَتِه کَاَنَّهٗ خَلَقَ العَالَمَ ثُمَّ اَفنَاهُ۔ یعنی کمون اور بروز کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور مجازی۔ اس مجازی بروز کی کئی شاخیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حقیقت (بروزیہ) عالمِ امثال میں متمثّل ہوتی ہے اور بروز اپنے بعض واقعات میں یہ دیکھتا ہے کہ گویا اُس نے دُنیا کو پیدا کیا ہے۔ پھر اُسے فنا کیا ہے۔ اسی طرح حقیقی بروز کے متعلق لکھتے ہیں:۔

وَامَّا الحَقِیقِیُّ فَعَلٰی ضُرُوبٍ ....وَ تَارَةً اُخرٰی بِاَن تَشتَبِكَ بِحَقِیقَةِ رَجُلٍ اٰلُهٗ اَ وِ المُتَوَ سِّلِینَ اِلَیهِ کَمَا وَقَعَ لِنَبِیِّنَا بَا لنِّسبَةِ اِلٰی ظُھُورِ المَھدی۔

یعنی حقیقی بروز کی کئی قسمیں ہیں۔۔۔۔۔ کبھی یوں ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حقیقت میں اُس کی آل یا اُس کے متوسّلین داخل ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی مہدی سے تعلّق میں اس طرح کی بروزی حقیقت وقوع پذیر ہوگی۔

ماحصل یہ ہے کہ مہدی آنحضرت ﷺ کا حقیقی بروز ہے اور سُلطانِ عادِل خُدا تعالیٰ کا مجازی بروز ہے۔ اور خُدا تعالیٰ کا حقیقی بروز کوئی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خیال مشرکانہ ہے۔ لیکن خاتم النبیین ﷺ کا حقیقی بروز ہوسکتا ہے اور مہدی و مسیح موعود علیہ السلام آنحضور ﷺ کا حقیقی بروز ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانیؒ (الیواقیت الجواہر) میں فرماتے ہیں:۔

مَاتَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بَعدَ مَا قَرَّرَ الدین الَّذی لَا یُنسَخُ وَالشَّرعَ الّذی لَا

يَتَبَدّ لُ دَخَلَتِ الرُّ سُلُ كُلُّهُم فِی شَرِ یعَتِه لِیَقُومُوابِهَا فَا لَا تَخلُوالاَرضُ مِن رَسُولِ حَیٍّ بِجِسمِه اِذ هُوَ قُطبُ العَلَمِ الِانسَنِیِّ وَلَوکَانُوا اَلفَ رَسُولِ فَاِنَّ المَقصُودَ مِن هٰؤُ لَآ ءِ هُوَالوَحِدُ۔یعنی دین جومنسوخ نہ ہوگا اور شرع جو تبدیل نہ ہوگی شریعت کو قائم کرنے کے بعد رسول اللہؐ وفات پاگئے تو اب تمام رسول آپؐ کی شریعت میں داخل ہوگئے تا اُسے قائم کریں۔(یعنی اب ایسا رسول نہیں آسکتا جس کی غرض آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی اور اُسے قائم کرنا نہ ہو) پس زمین کبھی مجسّم زندہ رسول سے خالی نہ رہے گی۔خواہ ایسے رسول شمار میں ہزار بھی ہوں۔کیونکہ آپؐ عالمِ اِنسانی کے قطب ہیں اور اُن رسولوں سے مقصود خود آنحضرت ﷺ کی واحد شخصیت ہے۔(یعنی یہ رسول آپ ﷺ کی شخصیت کا ہی بروز ہوں گے)

فَمَا زالَ اَلمُرسَلُونَ وَ لَایزَالُونَ فِی هٰذِهِ الدَّارِ وَ لٰکِن مِن بَاطِنِیَّةِ شَرعِ مَحَمَّدٍ ﷺ و لٰکِنَّ اَکثَرَالنَّاسِ لَا یَعلَمُون. پس پہلے بھی رسول دُنیا میں رہے اور آئندہ بھی اِس دُنیا میں رسول رہیں گے۔لیکن یہ محمد ﷺ کی شریعت کی باطنیّت سے ہوں گے (یعنی آنحضرت ﷺ کی شریعت کے فیض سے اُن کا مقام رسالت کا ہوگا) لیکن اکثر لوگ اس (باطنیّت شرع) کی حقیقت سے واقف نہیں۔ (الیواقیت والجواہر صفحہ ۹۰ مبحث نمبر ۴۵ صفحہ بلحاظ ایڈیشن مختلفہ ۷۲)

امام عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں:۔

اِعلَم اَنَّ مُطلَقَ النُّبُوَّةِلَم تَر تَفِع وَ اِنَّمَا ارتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشرِیعِی ۔

یعنی یہ جان لو مطلق نبوّت نہیں اُٹھی (بند نہیں ہوئی) صرف تشریعی نبوّت منقطع ہوئی ہے۔

پھر ابن عربیؒ کے حوالے سے تشریعی اور غیر تشریعی وحی سے متعلق فرماتے ہیں:۔

وَ الحَقُّ اَنَّ الکَلَا مَ فِی الفَرقِ بِنَهُمَا اِ نَّمَا هُوَ فِی کَیفِیَّةِ مَا یَنزِ لُ بِه المَلَکُ لَا فِی نُزُولِ المَلَکِ۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۵،۹۵)

یعنی سچی بات یہ ہے کہ دونوں قسم کے نبیوں (تشریعی وغیر تشریعی) کے درمیان فرق صرف اس چیز کی کیفیت میں ہوتا ہے۔جسے فرشتہ لے کر نازل ہوتا ہے۔نزول فرشتہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا (یعنی فرق صرف تشریعی اور غیر تشریعی وحی کا ہوتا ہے۔فرشتہ کے اُترنے میں کوئی فرق نہیں ہوتا)

شیخ اکبر ابن عربیؒ خُدا تعالیٰ کے قول اِنَّ الَّذِینَ قَا لُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ استَقَامُو ا تَتَنَزَّلُ عَلَیهِمُ المَلٰٓئِکَةُ۔(سورۃ حٰم السجدہ) کی تفسیر میں فتوحات المکیّہ میں فرماتے ہیں:۔

هٰذَا التَّنزِیلُ هُوَالنُّبُوَّ ةُ العَامَّةُ لَا نُبُوَّةُ التَّشرِیعِ۔ یعنی استقامت دکھانے والوں پر یہ فرشتوں کا کلام کے ساتھ اُترنا نبوّتِ عامہ ہی ہے، نہ کہ نبوّتِ تشریعی۔(فتوحاتِ مکیّہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ باب معرفۃ الاستقامۃ)

نام نہاد مولوی لوگ نہ تو اُمّت محمدیہ میں کسی بھی طرح کے نبی کے آنے کے قائل ہیں اور نہ صرف کسی قسم کی وحی کا نزول نہیں مانتے بلکہ وحی لانے والے فرشتوں کا نزول بھی ان کے خود ساختہ عقیدہ کی رُو سے ممکن نہیں ہے۔گویا گلستان محمدیہ ہر قسم کے آسمانی پانی سے محروم ہو چکا ہے اور اِس کا مقدّر صرف بنجر ہونا ہی ہے۔ایسے عقائد اور ان عقائد کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نحوستیں آوارگانِ اُمّت کو مبارک ہوں۔آوارگانِ اُمّت کے اِن بے ہودہ عقائد پر مَر مٹنے کی وجہ تکبر، ذاتی جاہ وحشمت اور پیٹ پرستی ہے اور ان دُنیاوی آلائشوں کو زندگی سمجھنے کی وجہ اللہ تعالیٰ پر توکل جیسی انمول نعمت نہ ہونا ہے۔

معزز قارئین! مندرجہ بالا مختصر تمہید کے بعد آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا اُمّت محمدیہ میں کسی بھی نبی کے نہ آنے کا عقیدہ نام نہاد علماء کا خود ساختہ ہے یا گزشتہ اُمّتوں کے نام نہاد علماء کی تقلید کی گئی ہے؟

قارئین نام نہاد علماء نے جس طرح حیات مسیح کا عقیدہ عیسائیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنایا ہے اُسی طرح ختم نبوّت کا نعرہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے منہ موڑ کر یہود ونصاریٰ کی غلط روش سے متاثر ہو کر لگایا ہے۔گزشتہ انبیاء کے دورِ نبوّت کے بعد اُس وقت کے نام نہاد علماء کہا کرتے تھے کہ اب نبی نہیں آئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُم بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ مِن بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ۔الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ (سورۃ المومن آیت ۳۵،۳۶)

اور یقیناً تمہارے پاس اِس سے پہلے یوسف بھی کھلے کھلے نشان لے کر آ چکا ہے مگر تم اُس بارہ میں شک میں رہے ہو جو وہ تمہارے پاس لایا یہاں تک کہ جب وہ مَر گیا تو تم کہنے لگے کہ اب اِس

کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ اِسی طرح اللہ حد سے بڑھنے والے (اور) شکوک میں مبتلا رہنے والے کو گُمراہ ٹھہراتا ہے۔ اُن لوگوں کو جو اللہ کی آیات کے بارہ میں بغیر کسی غالب دلیل کے جو اُن کے پاس آئی ہو جھگڑتے ہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اُن کے نزدیک بھی جو ایمان لائے ہیں۔ اِسی طرح اللہ ہر متکبر (اور) سخت جابر کے دِل پر مہر لگا دیتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کی اُمّت کا عقیدہ عصر حاضر میں نام نہاد مسلمان مولویوں نے بھی بغیر کسی دلیل کے اپنایا ہوا ہے۔ آج بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نبی نہیں بھیجے گا۔ قرآن کریم کی آیات مقدّسہ قصّے کہانیاں نہیں ہیں بلکہ اللہ نے عبرت کے لیے بیان فرمائی ہیں۔

بعض جن (یہ افغانستان کے بڑے لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کا پیغام سُن کر تحقیق کے لیے آئے تھے) جب آنحضرت ﷺ سے قرآن سُن کر اپنی قوم کے پاس گئے، تو جا کر کہنے لگے۔

وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَداً۔ اور انہوں نے بھی گمان کیا تھا جیسے تم نے گمان کرلیا کہ اللہ ہرگز کسی کو مبعوث نہ کرے گا۔ (سورۃ الجن آیت ۸)

گویا آنحضرت ﷺ سے قبل پہلے نبیوں کی اُمّتیں یہی عقیدہ رکھتی تھیں کہ نبوّت کا دروازہ ہمارے نبی پر بند ہو چکا ہے۔ چنانچہ مسلم الثبوت کے صفحہ ۱۷۰ پر لکھا ہے کہ **اجماع الیهود علیٰ ان لا نبی بعدی بعد موسیٰؑ** یہود کا اجماع ہے کہ موسیٰؑ کے بعد نبی نہیں آئے گا۔

امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ یہ کہا کرتے تھے کہ تورات اور انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں شریعتیں کبھی منسوخ نہیں ہوں گی اور اُن کے بعد نبی نہیں آئے گا۔

مولوی عبدالستار صاحب اپنی مشہور پنجابی کتاب قصص المحسنین (قصّہ یوسف زلیخا) مطبوعہ مطبع کریمی ۵ جنوری ۱۹۳۰ء جے ایس سنت سنگھ تاجران کتب لاہور کے صفحہ ۱۷۹ پر لکھتے ہیں

جعفر صادق کرے روایت اِس وچ شک نہ کوئی اُس ویلے وچ حق یوسف دے ختم نبوّت ہوئی

اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: **مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۔** (سورۃ حٰم السّجدہ آیت ۴۴)

یعنی تجھے کچھ نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔ یقیناً تیرا ربّ بہت

مغفرت والا نیز دردناک عذاب دینے والا ہے۔

تفسیر الدر المنثور میں ہے: **وقالت النصاریٰ عیسیٰ خاتم النبیین۔** اور عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰؑ خاتَم النبیین ہیں۔ (تفسیر الدرالمنثور جزء ۲ صفحہ ۲۲۶)

معزز قارئین! جب بھی کسی اُمّت میں فتنہ وفساد اور تفرقہ بازی عروج پر پہنچ جاتی ہے اور لوگ گُمراہ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ اُن کے باہمی جھگڑوں کو نپٹانے اور راہِ حقیقت دکھانے کے لیے اپنے انبیاء کو مبعوث فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِم مُّنذِرِينَ۔** (سورۃ الصافات آیات ۷۲،۷۳) اور یقیناً ان سے قبل پہلی قوموں میں سے بھی اکثر گُمراہ ہو چکے تھے۔ جبکہ یقیناً ہم اُن میں ڈرانے والے بھیج چکے تھے۔ اگلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ۔ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ۔** یعنی پس دیکھ کہ ڈرائے جانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ سوائے اللہ کے خالص کیے ہوئے بندوں کے۔ (یعنی گُمراہی سے چمٹے رہنے والوں کا انجام بُرا ہوا اور گُمراہی کو چھوڑ کر نبیوں کا ساتھ دینے والوں کا اچھا انجام ہوا)

ثابت ہوا کہ اختلاف اور تفرقہ کا وجود ضرورت نبی کو ثابت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِن بَعْدِ مَا جَاءتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْياً بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّهُ الَّذِينَ آمَنُواْ لِمَا اخْتَلَفُواْ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ۔** (سورۃ البقرہ آیت ۲۱۴) تمام انسان ایک ہی اُمّت تھے۔ پس اللہ نے نبی مبعوث کیے اِس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے، اور اُن کے ساتھ حق پر مبنی کتاب بھی نازل کی تا کہ وہ لوگوں کے درمیان اِن امور میں فیصلہ کرے جن میں اُنہوں نے اختلاف کیا۔ اور اس (کتاب) میں اختلاف نہیں کیا مگر باہم بغاوت کی بنا پر انہی لوگوں نے، جنہیں وہ دی گئی تھی، بعد اِس کے کہ کُھلی کُھلی نشانیاں اُن کے پاس آ چکی تھیں۔ پس اللہ نے اُن لوگوں کو اپنے اِذن سے ہدایت دے دی جو ایمان لائے تھے بسبب اُس کے کہ اُنہوں نے اُس میں حق کے باعث اختلاف کیا تھا اور جسے اللہ چاہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اِس وقت مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اس آیت کریمہ کے مطابق ہے: **ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِی عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔** لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو بدیاں کمائیں ان کے نتیجہ میں فساد خشکی پر بھی غالب آگیا اور تری پر بھی تا کہ وہ انہیں ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تا کہ شاید وہ رجوع کریں۔ (سورۃ الروم آیت ۴۲)

معزز قارئین! کسی نبی کے آنے سے پہلے سب لوگ ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔ خواہ بظاہر پہلے نبیوں ایمان بھی لاتے ہوں لیکن فسق و فجور اور بداعمالی میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ تقریباً ایک سو چھبیس سال پہلے جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم پر امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تو اُمّت محمدیہ کی حالت زار اس بات کا تقاضہ کرتی تھی کہ ایک نبی مبعوث ہو۔ جب آپؑ نے دعویٰ فرمایا تو نام نہاد علماء نے یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جس کے نتیجے میں اِن نام نہاد علماء و مشائخ اور اُن کے چیلوں کے نصیب میں سوائے ذلّت اور خواری کے کچھ نہ آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے نبی کو اپنا امام بنانے والوں کے دامن میں دائمی خوشیاں گھر کر گئیں۔

نام نہاد فرقہ مولویاں مسلمانوں کو یہ کہہ کر گُمراہ کرتا ہے کہ بانی جماعت احمدیہ اور اُن کی جماعت خاتم النبیین کی مُنکر ہے۔ جبکہ خود حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے قائل ہیں۔ موسوی شریعت کے آخری نبی کو اُمّت محمدیہ کا نجات دہندہ قرار دیتے ہیں۔ اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰؑ ابن مریم گزشتہ تقریباً دو ہزار سال سے اپنے جسد خاکی اور نبوّت سمیت آسمان پر زندہ بیٹھے انتظار کر رہے ہیں کہ کب اُس اُمّت میں نازل ہو کر، جس اُمّت کا نبی یا اُمّتی بننے سے حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا تھا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بگڑ جانے والی اُمّت کی اصلاح کریں۔ ایسے بے ہودہ خیالات رکھنے سے اِن آوارگانِ اُمّت کے نزدیک رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی شان اور رُتبے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بانی جماعت احمدیہ جو رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق صادق ہیں اور آوارگانِ اُمّت کے نزدیک خاتم النبیین کے مُنکر ہیں، فرماتے ہیں:۔

مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افتراء عظیم ہے۔ ہم جس قوّت، یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی وہ لوگ نہیں مانتے۔ (الحکم ۷ مارچ ۱۹۰۵ء)

قارئین کرام! آیئے دیکھتے ہیں قرآن کریم، احادیث مقدّسہ اور بزرگان دین کے اقوال کی روشنی میں خاتم النبیین سے کیا مراد ہے؟

جس طرح انبیاء سابقین کی بعثت کے کچھ عرصہ بعد اُن کی اُمّت میں لوگوں کی سیاہ بختی کی وجہ سے ظلمت اور تاریکی کے سائے گہرے ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ نبی مبعوث فرما کر لوگوں کی رُوحانی پیاس بجھا دیتا جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر پڑی ہوئی مکروہ و منحوس مشرکانہ بدعات و عقائد کی غلیظ چادروں کو خاکستر کر کے خالص توحید کا پیغام عام کر دیتا۔ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمّت کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہ ہو، یہ کیسے ہوسکتا ہے، ظلمت اور تاریکی کے زمانے میں اُمّت محمدیہ کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی اصلاح کرنے والا نہ بھیجے؟ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمّت کو خبر دی تھی کہ ان تاریک ایّام میں بھی اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو بھولے گا نہیں چھوٹے بڑے رُوحانی چاند اور چودھویں کا درخشاں چاند پیدا فرمائے گا جو آپؐ ہی کے سورج کے گرد گھومنے والے ہوں گے۔

چنانچہ آپؐ کی زبان میں اللہ تعالیٰ سورۃ النّور کی آیت ۵۶ میں فرماتا ہے کہ **وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِی الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِی ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِی لَا يُشْرِكُونَ بِی شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔**

(یعنی اے اُمّت محمدیہ کے لوگو!) تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ اُنہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لیے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں اَمن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو

یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

آیت استخلاف میں یہ بات ظاہر فرمائی گئی ہے کہ جس طرح اللہ نے پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اُسی طرح آنحضور ﷺ کے بعد بھی جاری فرمائے گا اور وہ خلافت نبی کے نُور کو لے کر آگے بڑھے گی۔ اور ہر دفعہ جب کوئی خلیفہ گزرے گا تو جماعت کو ایک خوف کا سامنا کرنا پڑے گا جو اللہ کے فضل سے خلافت کی برکت سے اَمن میں بدل جائے گا۔ پس سچی خلافت کی نشانی یہ ہے کہ وہ مومنوں کی جماعت کو بداَمنی سے اَمن کی طرف لے کر آئے گی۔ (اِس وقت دُنیا میں لوگوں کو بداَمنی سے اَمن کی طرف لانے والی جماعت احمدیہ واحد جماعت ہے)

ابوداؤد جلد۲ باب الملاحم میں اس آیت مقدسہ کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے :۔

ان اللّٰہ یبعث لھذہ الا مۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کے لیے ہر صدی کے سَر پر ایک ایسا شخص مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کر کے مسلمانوں کے اُن عقائد اور اعمال کی اصلاح کیا کرے گا جو اُس درمیانی عرصہ میں بگڑ چکے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد جہاں ایک خاص تاریکی کے زمانے کا ذکر فرمایا ہے وہاں دجّالی فتنوں جیسے بڑے فتنوں کے قلع قمع کرنے کے لیے ایک مصلح کی آمد کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ آپؐ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اِس زمانہ میں ایک عالی شان مجدّد یعنی مثیل مسیح کا نزول ہوگا۔ آپؐ فرماتے ہیں:۔

والّذی نفسی بیدہ لیو شکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم حَکّماً عَدلاً فیکسر الصّلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیۃ ......کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

یعنی مجھے خُدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ضرور ضرور مسیحؑ ابن مریم (اپنے ایک مثیل کے ذریعہ) نازل ہوگا۔ وہ تمام دینی اختلافات میں حکم بن کے فیصلہ کرے گا اور اُس کا فیصلہ حق اور انصاف کا فیصلہ ہوگا۔ وہ صلیبی فتنہ کے زور کے وقت آئے گا اور اُس فتنہ کو پاش پاش کر دے گا۔ اور اُس وقت دُنیا میں خنزیری گندوں اور پلیدوں کا بھی زور ہوگا۔ اور مسیح اُن پلیدوں کو تباہ کر کے

رکھ دے گا۔ مگر یہ سب کام دلائل اور براہین اور رُوحانی نشانوں کے ذریعے ہوگا کیونکہ مذہبی جنگ اور جزیہ اُس زمانہ میں موقوف ہو جائے گا۔۔۔ ہاں ہاں اُس وقت تمہاری کیسی اچھی حالت ہوگی جب مسیح تم میں نازل ہوگا اور وہ تمہیں میں سے تمہارا ایک امام ہوگا۔

معزز قارئین! جب بانی جماعت احمدیہ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اُس وقت صلیبی فتنے نے پوری دُنیا کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا تقریباً تمام اسلامی ممالک عیسائیوں کے زیر تسلط تھے اور عیسائی پادری ساری دُنیا کو عیسائی بنانے کی کوشش میں تھے صرف ہندوستان میں لاکھوں مسلمان عیسائی ہو گئے تھے۔ مگر جب بانی جماعت احمدیہ نے اُن کے بنائے ہوئے خُدا کو اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر مُردہ ثابت کر دیا تو صلیبی فتنہ دیکھتے دیکھتے نمک کی طرح گھلنے لگا اور نا صرف کروڑوں مسلمان اِس فتنے کے دام میں آنے سے بچ گئے بلکہ وہ مسلمان جو نام نہاد علماء کی بے ہودہ اور خود ساختہ اسلامی تعلیمات سے دِل برداشتہ ہو کر عیسائی مشنریوں کا شکار ہو گئے تھے واپس اُس اسلام کی طرف لوٹ آئے جو حقیقتاً سلامتی کا مذہب ہے۔ بانی جماعت احمدیہ کے مبعوث ہونے کے بعد نہ صرف عیسائی پادری مایوسی کا شکار ہوئے بلکہ صلیبی تسلط سے بھی اسلامی ممالک اور تمام دُنیا کو نجات ملنے کا آغاز ہوا۔ قارئین یہ بھی یاد رہے کہ بانی جماعت احمدیہ کی بعثت کے ساتھ ہی جہاں رُوحانی خزائن نے لوگوں کی زندگیوں کو گل و گلزار کر دیا وہاں زمین نے اپنے مدفون خزانے بھی اُگلنے شروع کر دیے۔ نئی سواریاں موٹر کار اور ریل گاڑی وغیرہ نے سفر نہایت تیز اور آرام دہ کر دیا۔ پریس کی ایجاد نے علم کی دُنیا میں انقلاب پیدا کر دیا۔ فونوگراف اور لاؤڈ اسپیکر ایجاد ہوئے۔

پیشگوئی کے دوسرے پہلو کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (سورۃ الجمعہ آیت ۳) اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔ (اس آیت کریمہ میں جن آخرین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اُسی رسول کی بعثت کا ذکر ہے جس کا گزشتہ آیت (**هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِىْ الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا ....**) میں ذکر ہوا ہے۔ لیکن اس آیت کے آخر پر وہ چار صفات الٰہیہ بیان نہیں کی گئیں ہیں جو آیت نمبر۲ کے آخر پر بیان ہیں بلکہ محض

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کی دوصفات دہرائی گئی ہیں۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رسول کا آغاز میں ذکر ہے وہ دوبارہ خود مبعوث نہیں ہوگا بلکہ اس کا کوئی ظلّ مبعوث فرمایا جائے گا جو شرعی نبی نہیں ہوگا۔دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں بھی یہی دوصفات الٰہیہ بیان ہوئی ہیں۔جیسا کہ فرمایا: **بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً**۔(تفسیری نوٹ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ) (سورۃ النساء آیت ۱۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **آخَرِيْنَ مِنْهُمْ** سورۃ جمعہ کی تفسیر میں حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا **لو كان الايمان عندا لثّريا لنا له رجلٌ مِن هٰؤُ لاءِ**۔یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو اُسے ایک آدمی اِن لوگوں (فارسیوں) میں سے اُتار لائے گا۔ایک دوسرے موقع پر آپؐ نے فرمایا: **سلمانُ مِنّا اهل البيت**۔(طبرانی کبیر و حاکم المستدرک) یعنی سلمان فارسیؓ ہمیں میں سے یعنی ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔(آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتَم النبیین ہونے کا انکشاف ۵ ھجری میں ہوا۔دعویٰ نبوّت کے تقریباً اٹھارہ سال بعد اللہ کی طرف سے خاتَم النبیین ہونے کی خوشخبری سنائی گئی تھی)

(بخاری جلد۳ صفحہ ۱۴۵ تفسیر سورۃ جمعہ، مجمع البیان از علامہ طبری زیر آیت سورۃ جمعہ وآخرین منھم)

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً۔(سورۃ احزاب آیت ۴۱) محمد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے۔اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

معزز قارئین! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۲) یعنی ہم قرآن میں ایک مضمون کو بار بار مختلف شکلوں اور مختلف صورتوں میں بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ سمجھ سکیں۔اور غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔پس قرآن مجید کا اس اہم مضمون پر صرف ایک مندرجہ بالا آیت بیان کر کے خاموش ہو جانا اور کسی دوسری جگہ اس مضمون کو نہ دہرانا بلکہ جا بجا اس کے خلاف بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو سارے دوسرے نبیوں سے زیادہ وسیع اور بالا اور ارفع رنگ میں پیش کرنا اس بات کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ آیت خاتَم النبیین کے وہ معنی ہرگز درست نہیں جو نام نہاد علماء کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں، یہ بھٹکے ہوئے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپؐ کے بعد خُدائی نعماء کے ظہور کو محدود اور محصور کرنا چاہتے ہیں۔قرآن مجید کی کوئی آیت بشمول آیت خاتَم النبیین (جس کی تشریح اگلی

سطور میں پیش کی جائے گی)۔یا لفظ جس سے ہر قسم کی نبوّت کا دروازہ بند ہوتا ہو، موجود نہیں ہے۔

معزز قارئین! مکّی زندگی میں کفّار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے۔''موضوع القرآن'' میں لکھا ہے کہ'' کہتے تھے کافر، اِس شخص کے بیٹا نہیں، زندگی تک اِس کا نام ہے، پیچھے کون نام لے گا۔''

اس پر آیت **إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ**۔نازل ہوئی کہ تیرا دُشمن ہی ابتر رہے گا تجھے تو اللہ اولاد کثیر عطا کرے گا۔جلالین میں لکھا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کے متعلق اُس وقت نازل ہوئی تھی جب اُس نے آنحضرتؐ کو آپ کے صاحبزادہ قاسم کی وفات کے موقع پر ابتر کہا تھا۔ (جلالین جلد۲ صفحہ ۲۷۵)

یاد رہے کہ سورۃ احزاب کی آیت ۵ میں اعلان کیا جا چکا تھا کہ''یہ پیغمبر مومنوں کا اُن کی جانوں سے بھی زیادہ خیر خواہ ہے، اُس کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔(اس طرح آپؐ لامحالا مومنوں کے باپ قرار پائے) پھر حضرت زیدؓ کی مطلقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شادی کرنے پر کفّار اور مُنافقین کے جواب میں فرما دیا" **مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ** "یعنی محمد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔اِس بیان سے بہو سے شادی کر لینے کے اعتراض کا جواب تو بخوبی ہو گیا مگر اِس کے ساتھ یہ دو سوال اُبھر کر سامنے آ گئے۔۱۔سورۃ احزاب کی آیت ۷ "**النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** .."میں بوجہ نبی ہونے کے آپؐ کو مومنوں کا باپ قرار دیا تھا اب جب آپؐ کسی کے باپ نہیں تو کیا پھر آپؐ کی نبوّت و رسالت بھی جاتی رہی؟ ۲۔مکّہ میں دُشمن آپؐ کو اَبتر اور بے اولاد کہتے تھے، قرآن مجید نے اُن کی تردید کی تھی مگر اب خود ہی تسلیم کر لیا کہ آپؐ کا کوئی بیٹا نہیں، کیا دُشمنوں کا اعتراض درست ثابت ہو گیا؟

اِن دونوں اعتراضوں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ**۔یعنی پہلے حصہ آیت میں ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کی ہے اور یہ کہا ہے کہ جسمانی طور پر آپؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن رُوحانی ابوت بدستور قائم ہے اور اُس کا دائرہ زمانی اور مکانی طور پر بھی اور بلحاظ رُتبہ و شرف بھی وسیع ہے، پہلے لفظ رسول اللہ میں سورۃ احزاب کی آیت ۵ والی رُوحانی ابوت کو ثابت فرمایا ہے کیونکہ ہر رسول اپنی اُمّت کا باپ ہوتا ہے اور اُس کی اُمّت کے قائم رہنے سے اُس کا نام باقی رہتا ہے، دوسرے لفظ خاتَم النبیین میں اُس بلند ترین رُوحانی ابوت کا اثبات فرمایا گیا

ہے جو سورۃ الکوثر میں ذکر کی گئی تھی۔ گویا فرمایا: آنحضرت ﷺ اپنی اُمّت کے عام افراد کے ہی باپ نہیں بلکہ آپؐ نبیوں کے بھی باپ ہیں اور اُن کو بھی رُوحانی زندگی بخشنے والے ہیں۔ پس اگر آپ کا جسمانی بیٹا کوئی نہیں تو کچھ حرج نہیں آپؐ کی رُوحانی اولاد بے شمار ہے، آپؐ کی رُوحانی اولاد بلند ترین مناصب کی وارث ہے کیونکہ آپ ﷺ رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ کا بیٹا ابراہیم جب وفات پا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا **لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبياً** (ابن ماجہ کتاب الجنائز) ترجمہ: اگر ابراھیمؑ زندہ رہتا تو یقیناً صدیق نبی ہوتا۔'' اِس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فقہ حنفیہ کے مشہور امام حضرت مُلّا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ '' آنحضرت ﷺ کا یہ قول کہ (ابراہیمؑ زندہ رہتے تو صدیق نبی بنتے) آیت خاتم النبیین کے مناقض نہیں کیونکہ اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نبی نہیں آ سکتا جو (اوّل) آپ ﷺ کی ملّت کی تنسیخ کرنے والا ہو۔ یا (دوم) آپ ﷺ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔'' (الموضوعات الکبریٰ صفحہ ۲۹۲)

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ مولوی طاہر القادری صاحب کیا کہتے ہیں؟

تاریخ انبیاء گواہ ہے کہ اِس کرّہ عرضی پر ایسے جلیل القدر پیغمبر بھی گزرے ہیں جن کی اولاد کو بھی شرفِ نبوّت سے نوازا گیا۔ حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے فرزند تھے، وہ قیامت کے دِن نبی کی حیثیت سے اپنے والدین گرامی کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اگر حضور ﷺ کا کوئی فرزند جوان ہوتا تو وہ بھی یقیناً مرتبہءِ نبوّت پر فائز ہوتا کیونکہ آپ ﷺ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں، لیکن وہ بیٹا اگر آپ ﷺ کی ختم نبوّت کے باعث نبی نہ ہوتا تو اس طرح آپؐ کی شانِ نبوّت کی اکملیت و افضلیت پر لا محالہ حرف آتا۔ چونکہ حضورؐ کو بے مثل پیدا کرنا مقصود تھا۔ اِس لیے قُدرت کو گوارہ نہ ہوا کہ حشر کے دِن حضور ﷺ کے ساتھ اِن کا کوئی غیر نبی بیٹا کھڑا ہو۔ حضورؐ کو چونکہ خاتم الانبیاء ہونا تھا اِس لیے اُن کے صاحب زادوں کو بچپن ہی میں اُٹھا لیا گیا۔ (سیرت النبی از مولوی طاہر القادری صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴)

مولوی طاہر القادری جیسے مولوی ایسا ہی لکھ سکتے ہیں کیونکہ الہام سے محروم آدمی صرف اپنی دُکان کے متعلق ہی سوچتا ہے۔ نام نہاد شیخ الاسلام کے خود ساختہ خیالات کا رَدّ کرتے ہوئے علامہ شہاب الدین احمد الہیثمی خاتمۃ الفقہا والمحدثین (متوفی ۹۸۳ھ) فتاویٰ الحدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ

حضرت علیؓ کی ایک روایت ہے کہ حضرت ابراہیم (متوفی ۹ ہجری) فرزند رسول ﷺ انتقال فرما گئے تو آنحضرت ﷺ نے اُن کی والدہ (حضرت ماریہ قطبیہؓ) کو بُلا بھیجا۔ وہ آئیں اُنہیں غُسل دیا اور کفن پہنایا۔ رسول اللہ اُنہیں لے کر باہر تشریف لائے اور لوگ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے اُنہیں دفن کیا اور پھر اپنا ہاتھ اُن کی قبر میں داخل کیا اور فرمایا "**اما واللہ! انه ا لنبی ابن نبی**" یعنی خُدا کی قسم! یقیناً یہ نبی اور نبی کا بیٹا ہے۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ صفحہ ۱۲۵)

مُلّا علی قاریؒ فرماتے ہیں "**لو عاش ابراهيم و صار نبيا و كذالو صار عُمر نبيا لكانا من اتباعه عليه السلام**۔ کہ: اگر صاحب زادہ ابراہیمؑ زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے یا حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آپ ﷺ کے متبعین میں سے ہوتے (یعنی تابع اور اُمّتی نبی ہوتے نہ کہ مستقل اور تشریعی نبی) پھر فرماتے ہیں۔ "**اذا لمعنى انه لا ياتى بعده نبى ينسخ ملته ولم يكن من امته**" ترجمہ: یعنی خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کی اُمّت میں سے نہ ہو۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸، ۵۹)

قارئین کرام! یاد رہے آیت خاتم النبیین، صاحب زادہ ابراہیمؑ (وفات ۹ ہجری) کی وفات سے پہلے یعنی ۵ ہجری کو نازل ہوئی تھی۔ پس اگر خاتم النبیین کے بعد اُمّتی نبی کا آنا محال ہوتا تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا بلکہ یہ فرماتے کہ وہ زندہ بھی رہتا تو نبی نہ ہوتا۔ مولوی لوگ سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات کو گرم رکھنے کے لیے اِس طرح کی تاویلات کرتے ہیں۔ بندہ مولوی صاحب سے پوچھتا ہے کہ کیا خُدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی جان اِس لیے لے لی کہ اگر یہ زندہ رہا تو نبی ہو جائے گا؟ کیا خُدا تعالیٰ قادر نہیں تھا کہ حضرت ابراہیمؑ زندہ رہتے تو بھی ابراہیمؑ کو نبوّت سے سرفراز نہ فرماتا؟ اور کیا حضرت ابراہیمؑ کی جان لینے کا سبب رحمۃ للعالمین کا خاتم النبیین ہونا تھا؟ اور مولوی صاحب کو یہ کس طرح پتہ چل گیا کہ حشر کے دِن آپؐ کے بیٹے آپؐ کے ساتھ نہ ہوں گے۔

ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں لکھا ہے کہ عبدالرحمان مسلمیؒ فرماتے ہیں کہ **كنت اقرئى الحسن و الحسين رضى الله عنهما فمرّ بى على ابن ابى طالب رضى الله عنه وَاَنَا اُقرئُهما وقال لى اقر ئهما و خاتم النبيين بفتح التاء** ۔ مجھے حضرت علیؓ نے

حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو قرآن مجید پڑھانے پر مقرر کیا ہوا تھا اور میں قرآن مجید پڑھ رہا تھا کہ حضرت علیؓ پاس سے گزرے اُس وقت میں خاتم النبیین کی آیت پڑھ رہا تھا، اس پر آپؓ نے فرمایا: اللہ تجھے توفیق دے میرے بچوں کو خاتَم النبیین ت کی زبر سے پڑھا۔ (کیونکہ خاتم میں ت کی زیر سے یہ شبہ بھی پیدا ہو سکتا تھا کہ سب قسم کے نبی ختم ہو گئے) (تفسیر درمنشور مرتبہ امام سیوطی زیر آیت خاتم النبیین جلد ۵ صفحہ ۲۰۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا**۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۶۳، فاطر آیت ۴۴) یہ (اللہ تعالیٰ) کی سُنّت اُن لوگوں کے متعلق بھی تھی جو پہلے گزر چکے ہیں اور تُو ہرگز اللہ کی سُنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ پہلے بھی نبی بھیجتا تھا، اب بھی تبلیغ کے لیے بھیجے گا)

اسْتِكْبَاراً فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّءِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّءُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا۔ (سورۃ فاطر آیت ۴۴) (اُن کے) زمین میں تکبر کرنے اور بُرے مکر کرنے کی وجہ سے۔ اور بُری تدبیر نہیں گھیرتی مگر خود صاحب تدبیر کو۔ پس کیا وہ پہلے لوگوں (پر جاری ہونے والی اللہ) کی سُنّت کے سوا کوئی اور انتظار کر رہے ہیں؟ پس تُو ہرگز اللہ کی سُنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا اور تُو ہرگز اللہ کی سُنّت میں کوئی تغیّر نہیں پائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا**۔ یہ سُنّت ہمارے اُن رسولوں کے متعلق تھی جو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے اور تُو ہماری سُنّت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸)

مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (سورۃ فاطر آیت ۳) اللہ انسانوں کے لیے جو رحمت جاری کر دے اُسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جو چیز وہ روک دے اُسے اُس کے (روکنے) کے بعد کوئی جاری کرنے والا نہیں۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيّاً۔ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيّاً۔ (سورۃ مریم آیت ۵۰، ۵۱) پس جب اُس نے اُنہیں چھوڑ دیا اور اُن کو بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے ہم نے اُسے اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا اور انہیں ایک بلند مرتبہ زبانِ صدق عطا کی۔ **يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**۔ (سورۃ ال عمران آیت ۷۵) وہ اپنی رحمت کے لیے جس کو چاہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ **وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ أَبَداً وَلَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ**۔ (سورۃ النور آیت ۲۱، ۲۲) اور اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت تم پر نہ ہوتے اور یہ کہ اللہ یقیناً بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (تو تم میں بے حیائی پھیل جاتی)۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے۔ اور اللہ بہت سُننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ **وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَى إِمَاماً وَرَحْمَةً**۔ (سورۃ ھود آیت ۱۸) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت موجود ہے۔

"**وَمَا اَرسَلنَكَ اِلَّا رَحمَةً لّلعٰلَمِينَ**" یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں اور تمام قوموں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے انسانوں کو پاک کیا جاتا ہے اور نبوّت خاص رحمتِ الٰہی ہے۔ اور اُسے کوئی نہیں روک سکتا۔ **ارسل الرسول**، اللہ کی صفت ہے اسے کوئی پابند نہیں کر سکتا۔

إِنَّ اللّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّهُ بِقَوْمٍ سُوءاً فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ۔ (سورۃ الرعد آیت ۱۲) یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اُسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے نفوس میں ہے۔ اور جب اللہ کسی قوم کے بدانجام کا فیصلہ

کر لے تو کسی صورت میں اس کا ٹالنا ممکن نہیں۔ اور اس کے سوا اُن کے لیے کوئی کارساز نہیں۔

ذَلِكَ بِأَنَّ اللّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّراً نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَى قَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمْ وَأَنَّ اللّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔ (سورۃ انفال آیت ۵۴)

یہ اِس لیے کہ اللہ کبھی وہ نعمت تبدیل نہیں کرتا جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت تبدیل کر دیں۔ اور (یادرکھو) کہ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

مَّا كَانَ اللّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىَ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِوَمَا كَانَ اللّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ،فَآمِنُواْ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَإِن تُؤْمِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ۔ (سورۃ العمران آیت ۱۸۰) اللہ ایسا نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو اور اللہ کی یہ سُنّت نہیں کہ تم (سب کو) غیب پر مطلع کرے۔ بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر۔ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

سورۃ ال عمران رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے تقریباً تیرہ برس بعد نازل ہوئی تھی۔ جب کہ پاک اور ناپاک میں، ابوبکرؓ اور ابوجہل میں، عمر اور ابولہب میں اور عتبہ وشیبہ وغیرہ میں کافی تمیز ہو چکی تھی مگر اللہ اس کے بعد فرماتا ہے کہ اللہ مومنوں میں پھر ایک دفعہ تمیز کرے گا مگر اس طور سے نہیں کہ ہر مومن کو الہاماً بتا دے کہ فلاں مومن اور فلاں منافق ہے بلکہ فرمایا رسول بھیج کر ہم پھر ایک دفعہ تمیز کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ۔ (المومن آیت ۶۰) اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

اور ہم ہر روز پانچ نمازوں میں مندرجہ ذیل دُعا کرتے ہیں:

اهدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ۔صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ۔ (سورۃ الفاتحہ آیت ۶،۷) (اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ اُن لوگوں کے

راستہ پر جن پر تم نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔

اور وہ انعام کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: أُوْلَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ۔ (سورۃ مریم آیت ۵۹ کی ابتدا)

یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا جو آدم کی ذرّیّت میں سے نبی تھے۔

اور جو ان نبوّت کا انعام پانے والے انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُوْلَئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاء عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ۔ (سورۃ الحدید آیت ۲۰) اور وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے ربّ کے حضور صدّیق اور شہید ٹھہرتے ہیں۔ ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نُور ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہی جہنّمی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُواْ نِعْمَةَ اللّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاء وَجَعَلَكُم مُّلُوكاً، وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَداً مِّن الْعَالَمِينَ۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۲۱) اور (یادکرو) وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اُس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور اُس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دیا۔ (اُمّت محمدیہ میں بھی بادشاہت اور نبوّت کا ہونا ضروری ہے ورنہ حضرت موسیٰؑ سے مماثلت کی پیشگوئی بے معنی اور فضول ٹھہرتی ہے)

قارئین! ثابت ہوا کہ نبوت اور بادشاہت دو نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دیا کرتا ہے۔

اور ان نعمتوں کی قدر نہ کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ۔ وہ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر بھی اُس کا انکار کر دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر کافر لوگ ہیں۔ (سورۃ النحل آیت ۸۴)

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ سچا مومن وہی ہوتا ہے جو اللہ کی نعمت یعنی نبوّت کی گواہی دے اور اس نعمت کا انکار کرنے والے کافر اور جہنّمی ہوتے ہیں۔ حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **کل مومن صدیق و شہید**۔ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ (اور مومن وہ ہے جو مامور من اللہ پر ایمان لائے اور ایسے مومنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْراً عَظِيْماً**۔ اور عنقریب اللہ مومنوں کو ایک بڑا اجر عطا کرے گا۔) ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے اُن لوگوں کو جو اُن کے پاس بیٹھے تھے فرمایا: تم میں سے ہر ایک صدّیقؓ اور شہید ہے۔ (یہ تمام لوگ رسول اللہ ﷺ کی نبوّت کی تصدیق کرنے والے تھے) (الدرالمنثور جلد ۶ صفحہ ۱۷۶)

صدّیق اور شہید وہی ہوتا ہے جو نبوّت کی تصدیق کرے عصر حاضر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے بھی صدّیق اور شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالَّذِيْنَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُوْلَئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ**۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا یہی جہنّمی ہیں)

سورۃ النساء کی آیت ۷۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيْقاً**۔ ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدّیقوں میں سے شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے، اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اِس آیت کی رُو سے آنحضرت کا مقام اتنا بلند اور ارفع ہے کہ آپؐ کی پیروی انسان کو بڑے سے بڑے رُوحانی انعام کا وارث بنا سکتی ہے۔ اور کوئی انعام ایسا نہیں جو آپؐ کے سچے متّبع کی پہنچ سے باہر ہو۔ نام نہاد مولوی لفظ مَعَ سے مراد نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور صالحین کی معیت حاصل ہونا بیان کرتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہوگا کہ کہ نبی بننا تو الگ رہا صدّیق، شہید اور صالح بھی کوئی نہیں بن سکتا۔ یاد رہے اس آیت کریمہ میں مَعَ کا لفظ نبیوں کے ساتھ استعمال نہیں ہوا بلکہ **أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم** کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوا ہے جن میں نبی اور صدّیق اور شہید اور صالح سب شامل ہیں۔

قرآن مجید کی کئی آیات میں مَعَ کا لفظ مِنْ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسے سورۃ النساء کی آیت ۱۴۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِلاَّ الَّذِيْنَ تَابُواْ وَأَصْلَحُواْ وَاعْتَصَمُواْ بِاللّهِ وَأَخْلَصُواْ**

دِيْنَهُمْ لِلّهِ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّهُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْراً عَظِيْماً۔ ''مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر لیا تو یہی وہ لوگ ہیں جو مومنوں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ مومنوں کو ایک بڑا اجر عطا کرے گا۔'' (اس آیت کا یہ مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی مومن نہیں بن سکتا)

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الأبْرَار۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۴) یعنی اے ہمارے ربّ ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری کمزوریوں کو دُور فرما اور ہمیں اپنے نیک بندوں کے ساتھ (یعنی نیک بندوں میں شامل کر کے) وفات دے۔ (اِس آیت میں **مَعَ الأبْرَار** (یعنی نیک بندوں کے ساتھ) کا لفظ آیا ہے اِس سے ہرگز یہ مُراد نہیں ہے کہ ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے یعنی جب کوئی نیک آدمی مَرنے لگے تو اُس وقت ہماری بھی جان قبض کر لے۔ اس جگہ مَعَ کے معنی یقیناً مِنْ کے ہیں۔ اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں نیک بندوں میں شامل کر کے وفات دے اور ایسا نہ ہو کہ ہم گناہ کی حالت میں مَریں۔ مزید تین امثال پیش خدمت ہیں۔

إِلاَّ إِبْلِيْسَ أَبَى أَن يَكُوْنَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ ۔ (سورۃ الحجر آیت ۳۲)

یعنی سوائے ابلیس کے۔ اُس نے انکار کر دیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔

قَالَ يَا إِبْلِيْسُ مَا لَكَ أَلاَّ تَكُوْنَ مَعَ السَّاجِدِيْنَ۔ (سورۃ الحجر آیت ۳۳)

یعنی اُس نے کہا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تُو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلآئِكَةِ اسْجُدُواْ لآدَمَ فَسَجَدُواْ إِلاَّ إِبْلِيْسَ لَمْ يَكُن مِّنَ السَّاجِدِيْنَ ۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۲) اور یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں صورتوں میں ڈھالا پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ بنا۔

اِس طرح گویا خود قرآن نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ بعض اوقات مَعَ کا لفظ مِنْ کے معنوں میں بھی استعمال ہو جایا کرتا ہے۔ مَعَ کا لفظ مِنْ کے معنوں میں استعمال ہونا عربی میں تو عام ہے۔ اس قسم کا محاورہ ہر زبان میں ملتا ہے جیسے کہ مثلاً اُردو میں بھی کہتے ہیں فلاں شخص مسلم لیگ کے ساتھ ہے۔ یعنی وہ

مسلم لیگ کا ایک فرد ہے اور لیگ والوں میں شامل ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ " **الارواح جنود مجندة** "یعنی روحوں کے بھی گروپ ہوتے ہیں۔اور ایک قسم کی رُوحیں اُسی قسم کی رُوحوں کی طرف جُھکتیں اور اُن کے ساتھ رابطہ اور اتحاد پیدا کرتی ہیں۔سورۃ النساء کی آیت ۷۰ کے آخر میں **حَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيْقاً۔** کے الفاظ رکھے گئے ہیں تا کہ اِس رُوحانی رفاقت اور رابطہ اور اتحاد کی طرف اشارہ کیا جائے جو ہر منعم علیہ جماعت میں لازماً موجود ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔اسی اصول کے ماتحت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:**الانبیاء اخوة من علات امهاتهم شتی و دینهم واحد** ۔(مسلم باب فضائل عیسیٰؑ) یعنی تمام نبی آپس میں ایسے بھائی بھائی ہیں کہ اُن کی مائیں تو جُدا جُدا ہیں مگر باپ ایک ہی ہے اور دین بھی ایک ہے۔پس سورۃ النساء کی آیت ۷۰ میں بھی اسی رُوحانی اتّحاد کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مَعَ کا لفظ لایا گیا ہے تا مِنْ اور مَعَ کا مرکّب مفہوم پیدا کر کے آیت کے معنی میں وسعت پیدا کی جائے۔

ثابت ہوا کہ جس طرح اُمّتِ محمدؐیہ میں سورۃ الفاتحہ میں سکھائی گئی دُعا کے نتیجے میں انعام کے طور پر صِدّیق،شہید اور صالحین ہوتے رہے،ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے اُسی طرح اُمّت محمدیہ میں نبی کا مقام بھی مل سکتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ایک عظیم المرتبت نبی آخری زمانہ میں قیامت سے پہلے مبعوث ہوگا۔تمام مسلمان اِس بات پر متفق ہیں کہ ایسے نبی کا ظہور ضرور ہوگا۔فرق یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے مخالف فرقے یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر عنصری جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور وہی واپس آ کر اُمّت محمدیہ کی اصلاح کریں گے۔جماعت احمدیہ کا موقف ہے کہ کوئی بھی انسان آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ زندہ نہیں ہے۔رسول اللہ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والا نبی اُمّت محمدیہ میں اُسی طرح آئے گا جس طریقے سے تمام انبیاء تشریف لائے۔

حضرت امام راغبؒ اپنی تفسیر بحرالحیط میں لکھتے ہیں:۔

یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول "**من النبیین**" "**الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم** "کی تفسیر ہے۔گویا یہ کہا گیا ہے کہ جو تم میں سے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے اُن انعام

یافتہ لوگوں سے ملا دے گا جو اُن سے پہلے گزر چکے ہیں (امام) راغبؒ نے کہا ہے یعنی ان چار گروہوں کے ساتھ درجہ اور ثواب میں شامل کر دے گا جن پر اُس نے انعام کیا ہے اس طرح کہ جو تم سے نبی ہو گا (یعنی اُمّت محمدیہؐ میں نبی بھی ہوں گے) اُس کو نبی کے ساتھ ملا دے گا اور جو صدیق ہوگا اُسے صدیق کے ساتھ ملا دے گا اور شہید کو شہید کے ساتھ ملا دے گا اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دے گا۔

(تفسیر بحرالمحیط جلد۳ صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر)

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ۔اور وہ لوگ جو اُس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اُتارا گیا اور اُس پر بھی جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۵)

اس آیت میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔**مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ** سے قرآن کی وحی اور **مَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ** سے انبیاء سابقین کی وحی اور **آخرة** سے مراد بعد میں آنے والے موعود نبی کی وحی ہے۔**آخرة** کے معنی ہیں پیچھے آنے والے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِيْناً۔ (سورۃ المائدۃ آیت ۴ میں سے) آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

اس آیت کریمہ سے غیر احمدی حضرات یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ جب اسلام بطور دین مکمل اور نعمت تمام کر دی گئی ہے تو نبوّت کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔سورۃ یوسف کی آیت ۷ اس استدلال کو غلط ثابت کرتی ہے۔اللہ فرماتا ہے:**وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيْلِ الأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَى أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ، إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ**۔اور اُسی طرح تیرا ربّ تجھے (اپنے لیے) چُن لے گا اور تجھے معاملات کی تہہ تک پہنچنے کا علم سکھا دے گا اور اپنی نعمت تجھ پر تمام کرے گا اور آلِ یعقوب پر بھی جیسا کہ اُس نے اُسے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پہلے تمام کیا تھا۔یقیناً تیرا ربّ دائمی علم رکھنے والا (اور) حکمت والا ہے۔

اگر اتمام نعمت کا مطلب نبوّت ختم ہونا لیا جائے تو پھر اس آیت کریمہ کا معنی بنے گا کہ نبوّت

اِس آیت میں مذکور انبیاء کو بار بار ملی اور بار بار ختم ہوئی۔ لیکن اس صورت میں بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب نبوّت کا بار بار ختم ہو کر شروع ہونا ثابت ہے تو آنحضرتؐ پر ختم ہو کر دوبارہ کیوں نہیں شروع ہوسکتی؟

هُوَ الَّذِیْٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ وہی خُدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے۔ خواہ مشرک بُرا منائیں۔ (سورۃ الصّف آیت ۱۰)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اِس آیت کے اصل مصداق آنحضرتؐ ہی ہیں لیکن وہ موعود غلبہ مسیح و مہدیؑ کے زمانے میں ظاہر ہونا تھا اس لیے مسیح و مہدیؑ کو آپؐ سے جدا نہیں سمجھا گیا بلکہ اُس کا آنا حضورؐ کا آنا قرار دیا گیا ہے۔

اس مفہوم کی وضاحت حضورﷺ کے اِس فرمان سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ آپﷺ نے فرمایا: " **يهلك الله فى زمانه الملل كلها الاالاسلام** " امام مہدیؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو مٹا دے گا۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) اس سے پتہ چلتا ہے کہ اُمّت میں ظاہر ہونے والے مسیح و مہدیؑ آنحضرتﷺ کے رُوحانی فرزند اور ظِلّ کامل ہوں گے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِيْ قَالُواْ أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُواْ وَأَنَاْ مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِيْنَ۔ (سورۃ العمران آیت ۸۲)

ترجمہ مولانا محمود الحسن دیو بندی: اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اُس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اُس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

اس آیت میں ہر نبی سے قوم کی نمائندگی میں آئندہ آنے والے نبی حضرت محمد مصطفیٰﷺ پر ایمان لانے اور آپؐ کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا ہے یہ عہد رسول کریمﷺ سے بھی سورۃ احزاب کی آیت ۸ میں ومن کے الفاظ میں لیا گیا ہے۔ تا مسلمان آئندہ آنے والے اُمتی نبی پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے: **وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيْمَ وَمُوسَى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيْثَاقاً غَلِيْظاً**۔ اور جب ہم نے نبیوں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے بھی اور نوح سے اور ابرہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے۔ اور ہم نے ان سے بہت پختہ عہد لیا تھا۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ**۔ (سورۃ الحج آیت ۷۶) یعنی اللہ فرشتوں میں سے رسول چُنتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

یہاں **يَصْطَفِيْ** مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں ایک الٰہی سُنّت کو بطور قاعدہ کلیہ بیان فرمایا گیا ہے اگر واقع ماضی ہوتا تو **اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی** فرمایا جاتا۔ اس آیت سے پہلے اور بعد پوری سورۃ میں واقع ماضی کی طرف اشارہ تک نہیں ہے۔ اِس آیت کریمہ میں سلسلہ رسالت کے منقطع ہونے کا کوئی ذکر نہیں یعنی یہ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یا انسانوں کو اپنا رسول بنا کر بھیجا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا بَنِيْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** (الاعراف آیت ۳۶) اے ابنائے آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تم پر میری آیات پڑھتے ہوں تو جو بھی تقویٰ اختیار کرے اور اصلاح کرے تو اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔

یہ بنی آدم کو یعنی تمام انسانوں کو عمومی خطاب کیا گیا ہے کہ جب بھی اُن کے پاس کوئی رسول آئیں اور اللہ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائیں تو وہ اُن سے رد گردانی نہ کریں۔ اس آیت سے پہلے کئی مرتبہ ''**يَا بَنِي آدَمَ**'' آیا ہے اور سب جگہ آنحضرتﷺ اور آپؐ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں جیسا کہ '**يَا بَنِي آدَمَ خُذُواْ زِيْنَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ** (سورۃ الاعراف آیت ۳۲) اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباس تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔

امام جلال الدین سیوطیؒ اِس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

فَاِ نه خِطا ب لِاهلِ ذٰلِك الزَّماَنِ وَ لِكُلِّ مَن بَعدَ هُم. (تفسیر اتقان جلد۲ صفحہ۳۶ مصری)

یعنی بنی آدم کے الفاظ سے یہ خطاب اس زمانہ اور بعد کے لوگوں سے ہے۔

اور علاّمہ بیضاویؒ تفسیر بیضاوی مجتبائی کی جلد۲ کے صفحہ ۱۵۴ پر فرماتے ہیں:۔

اِتیانُ الرُّسُلِ اَمرجَائِز غَیرُوَاجِبِ.

کہ رسولوں کا آنا جائز یعنی ممکن ہے واجب یعنی ضروری نہیں۔

اِس آیت کریمہ میں قرآن شریف خود بہ بانگِ بُلند فرما رہا ہے کہ اے آدم کے بیٹو! ہوشیار ہو کر سُن لو کہ تم میں آگے چل کر بھی ہمارے رسول آسکتے ہیں۔مگر وہ بہرحال تمہیں میں سے ہوں گے اور تمہارے رسول کے طابع اور خوشہ چین رہیں گے۔ختم نبوّت کے من پسند معنی کرنے والے کہتے ہیں کہ اِس آیت میں اِمَّا یعنی ''اگر'' کا لفظ رکھا گیا ہے اور جو بات ''اگر'' کے لفظ سے کہی جائے وہ یقینی نہیں ہوا کرتی بلکہ اِس میں شک کا پہلو نکلتا ہے۔تو یہ جہالت کا شُبہ ہوگا۔یاد رکھیئے اِسمیں حکمت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک بہت سی نسلوں نے آنا تھا۔پس اِمَّا یعنی ''اگر'' کا لفظ رکھ کر اِس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ آپؐ کے بعد ہر نسل کو آنے والے رسول کے لیے تیار رہنا چاہیے۔کیونکہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس نسل میں آجائے۔اگر اِس سے یہ مُراد لی جائے کہ شک والی بات ہے کہ کوئی نبی آنا وانا تو ہے نہیں اگر کوئی بالفرض نبی آجائے تو مان لینا تو یہ نعوذ باللہ ایک لغو کلام بلکہ ایک کھیل بن جاتا ہے۔اور اِس آیت میں لفظ رُسُل بھی آیا ہے تو یاد رکھنا چاہیے اگر ایک نبی اُمّتی آچکا ہے تو جلد باز بھائیوں کو سمجھنا چاہیے ابھی دُنیا کی عمر ختم نہیں ہوئی۔شاید آگے چل کر کوئی اور اُمّتی نبی بھی آجائے۔یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ یہ عام قاعدہ ہے اور ہر زبان میں پایا جاتا ہے کہ جہاں کوئی بات بطور اصول بیان کرنی ہو تو وہاں بعض اوقات واحد کا صیغہ چھوڑ کر جمع کا صیغہ استعمال کر لیتے ہیں خواہ مُراد ایک ہی ہو اور پھر یہ نقطہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مختلف رسولوں کا، بروزں کا اجتماع ہوا ہے۔آپؑ کی بعثت میں دراصل بہت سے رسولوں کی بعثت جمع ہے اور یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف قرآنی آیت **واذا الرسل اقتت** یعنی مختلف رسول ایک ہی وقت میں اکٹھے کیے جائیں گے۔میں اشارہ کیا گیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً إِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيْمٌ۔

(سورۃ المومنون آیت ۵۲) اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک اعمال بجالاؤ۔جو کچھ تم کرتے ہو اُس کا میں یقیناً دائماً علم رکھتا ہوں۔

ان آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ وفات یافتہ رسولوں کو یہ حکم نہیں دے رہا کہ اُٹھو! اور پاک کھانے کھاؤ اور نیک کام کرو۔یہاں اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ خطاب گزشتہ رسولوں کو نہیں ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ یا آپ ﷺ کے بعد آنے والے رسولوں سے متعلق ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَداً إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيْماً۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۴ کا آخری حصہ) اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اُس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کی بیویاں بھی انتقال فرما گئیں،اگر سلسلہ نبوّت کو نہ مانا جائے تو یہ آیت بے فائدہ ہوجاتی ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ۔ ذِكْرَى وَمَا كُنَّا ظَالِمِيْنَ۔** اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اُس کے لیے ڈرانے والے (بھیجے جاچکے) تھے۔(یہ) ایک بڑا اعبرت ناک ذکر (ہے) اور ہم ہرگز ظلم کرنے والے نہیں تھے۔ (سورۃ شعرآء آیات ۲۰۸،۲۰۹)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنّوں (بڑے لوگ) اور عام انسانوں کے گروہوں کو کہے گا:۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاء يَوْمِكُمْ هَـذَا قَالُواْ شَهِدْنَا عَلَى أَنفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُواْ عَلَى أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُواْ كَافِرِيْنَ۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۳۱) اے جنّوں اور عوام النّاس کے گروہو! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے جو تمہارے سامنے میری آیات بیان کیا کرتے تھے اور تمہیں تمہاری اِس دن کی ملاقات سے ڈرایا کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے کہ (ہاں) ہم اپنے ہی نفوس کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔اور اُنہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کُفر کرنے والے تھے۔

مَّنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا ۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۶،۱۷)

جو ہدایت پا جائے وہ خود اپنی جان ہی کے لیے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہو تو وہ اُسی کے مفاد کے خلاف گمراہ ہوتا ہے، اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی، ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کردیں)۔

اگلی آیت میں ہے: وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُواْ فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيراً۔ اور جب ہم ارادہ کر لیتے ہیں کہ کسی بستی کو تباہ کر دیں تو اُس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں (کہ من مانی کارروائیاں کرتے پھریں) پھر وہ اس میں فسق و فجور کرتے ہیں تو اس پر فرمان صادق آجاتا ہے سو ہم اُس کو ملیامیٹ کر دیتے ہیں۔

وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔ اور جب ابراہیم کو اُس کے ربّ نے بعض کلمات سے آزمایا اور اُس نے اُن سب کو پورا کر دیا تو اُس نے کہا میں یقیناً تجھے لوگوں کے لیے ایک عظیم امام بنانے والا ہوں، اُس نے عرض کیا اور میری ذریّت میں سے بھی، اُس نے کہا (ہاں مگر) ظالموں کو میرا عہد نہیں پہنچے گا۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۵)

اس آیت کریمہ میں امام سے مراد نبوّت ہی ہے، لغت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور قرآن مجید میں ہے: وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ۔ یعنی ہم نے اُسے (یعنی ابراہیم کو) اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور اُس کی ذریّت میں بھی نبوّت اور کتاب (کے انعام) رکھ دیے۔ اور اُسے ہم نے اُس کا اجر دُنیا میں بھی دیا اور آخرت میں تو وہ یقیناً صالحین میں شمار ہوگا۔ (سورۃ عنکبوت آیت ۲۸) اس آیت کی رو سے جب تک نسلِ ابراہیمؑ روئے زمین پر آباد ہے اور وہ ساری کی ساری ظالمین کے گروہ میں شامل نہیں ہوگئی، اُن میں سلسلہ نبوّت اور رُسل جاری رہنا ضروری ہے۔ درود شریف میں ہم پڑھتے ہیں "**کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم اور کما بارکت علی ابراھیم**

و علی ال ابراھیم" اس پر غور و فکر کرنے والے مسلمان فوراً سمجھ سکتے ہیں کہ اب چونکہ جملہ ابراہیمی وعدوں اور برکات کی وارث اُمّت محمدؐیہ ہی ہے اور ان سے باہر کے گروہ الظالمین میں شامل ہوگئے ہیں اس لیے اب یہ نعمت اور یہ امامت ابراہیمی صرف نبی پاک ﷺ کے متبعین کے لیے مخصوص ہے، باقی لوگ اس نعمت کے پائے جانے سے محروم ہیں مگر صرف حضرت خاتم النبیین ﷺ کے پیرو امامت ابراہیمی کے انعام کو پاتے رہیں گے۔

عن ابی جعفر علیه السلام فی قول الله عز وجل فقد اتینا ال ابراهیم الکتب و الحکمه و اتینا هم ملکا عظیما جعل منهم الرسل والانبیاء و الائمه فکیف یقرون فی ال ابراهیم علیه السلام و ینکرونه فی ال محمد ﷺ۔

ترجمہ: حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام اللہ جل شانہ کے اس ارشاد أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكاً عَظِيماً۔ (سورۃ النساء آیت ۵۵) کی تفسیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آل ابراھیم میں رسول، انبیاء اور امام بنائے لیکن عجیب بات ہے کہ لوگ نبوّت و امامت کی نعمتوں کا وجود آل ابراھیمؑ میں تو تسلیم کرتے ہیں، لیکن آل محمد ﷺ میں ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ (الصافی شرح اصول الکافی جز سوم حصہ اول صفحہ ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُوْلَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۔ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۔ (سورۃ مجادلہ آیات ۲۱،۲۲) یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے اور جو میرے بھیجے ہوئے رسولوں کی تکذیب کریں گے وہ انتہائی ذلیل لوگ ہوں گے۔ جس طرح گزشتہ انبیاء کے مخالفین ذلیل اور رُسوا ہوتے رہے ہیں۔ اُسی طرح آئندہ بھی ایسے مخالفین ہی انتہائی ذلیل لوگ ہوں گے۔ آوارگانِ اُمّت کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی خود ساختہ تاویلات کو قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مبارکہ رَدّ کرتے ہوئے اُمّتی نبی کا آنا ثابت کرتے ہیں۔ عصر حاضر

میں مسلمانوں کی حالت زار بتاتی ہے کہ ان پر ذلّت ،مسکنت اور خباثت کی جو مار پڑ رہی ہے اُس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے مبعوث کیے جانے والے امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا انکار ہے۔اللہ سب کو ہدایت دے۔نُور فراست عطا کرے۔اور اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو انعام یافتہ ہیں۔انتہائی ذلیل لوگوں کے شُرّ سے بچائے۔آمین۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُواْ إِلاَّ بِحَبْلٍ مِّنْ اللّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ**۔ اِن پر ذلّت کی مار ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے ۔سوائے اُن کے جو اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد (کی پناہ) میں ہیں۔اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ واپس لوٹے اور اُن پر (بے بسی کی) مار ڈالی گئی۔یہ اِس لیے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ انبیاء کی ناحق سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔یہ اِس سبب سے ہوا جو اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدِّ اعتدال سے گزر جایا کرتے تھے۔(قتل کے معنے سخت مخالفت اور بائیکاٹ کے بھی ملتے ہیں۔دیکھیں لسان العرب)سورۃ آل عمران آیت ۱۱۳)

پھر اللہ تعالیٰ نبیوں کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے:**إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّن السَّمَاء آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ۔ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ** ۔(سورۃ الشعراء آیت ۵،۶)اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک ایسا نشان اُتاریں جس کے سامنے ان کی گردنیں جُھک جائیں۔اور ان کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی تازہ نصیحت نہیں آتی مگر وہ اس سے اعراض کرنے والے ہوتے ہیں۔

معزز قارئین!احادیث مقدّسہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں علماءِ سُوء کا خود ساختہ عقیدہ ختم نبوّت رَدّ کیے جانے کے لائق ہے۔علماءِ سُوء کا یہ خود ساختہ عقیدہ بھی غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نبی نہیں ہوگا۔یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں رنگین اُمّتی نبی ہوگا۔جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

لیس بینی و بینہ نبیّ و انّہ نازل۔یعنی آنے والے مسیح موعود اور میرے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا۔(بخاری میں بھی **لیس بینی وبینہ نبیّ** کے الفاظ آئے ہیں) (ابوداؤد کتاب الملاحم جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

رسول اللہ اپنے اس خاص کلام میں فرما رہے ہیں کہ دیکھنا آنے والے مسیح کو یونہی غیر اصطلاحی طور پر نام کا نبی نہ سمجھ لینا بلکہ نفس نبوّت کے لحاظ سے (نہ کہ مقامِ نبوّت یا قسمِ نبوّت کے لحاظ سے)وہ اُسی طرح خُدا کا نبی ہے جس طرح کہ مَیں نبی ہوں۔گو وہ میرا خادم،اور شاگرد اور ظلّ ہوگا ،مگر بہرحال اُس کے نبی ہونے میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔کیونکہ اُمّت محمدیہ کے ایک کنارے پر مَیں کھڑا ہوں اور دوسرے کنارے پر یہ آنے والا مسیح ہے۔

اس حدیث کے الفاظ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ اگر مسیح موعودؑ کے ظہور سے پہلے میری اُمّت میں نبوّت کا دعویٰ کرے تو اُسے ہرگز نہ ماننا کیونکہ میرے اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

"ابوبکر افضل ھٰذہ الاُمّۃ الّا ان یکون نبی"۔ترجمہ:یعنی ابوبکرؓ اس اُمّت میں سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو۔(اُمّت میں پیدا ہو) (دیلمی بحوالہ کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا**"ابو بکر خیر الناس الّا ان یکون نبی"**۔یعنی ابوبکرؓ سب لوگوں سے بہترین ہیں بجز اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

(طبرانی کبیر و کامل ابن عدی بحوالہ جامع الصغیر از امام سیوطی کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۱۳۸)

آپ ﷺ نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود کے بارے میں چار دفعہ نبیّ اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:۔**ویُحصر نبیّ اللہ عیسٰی و اصحابہ...فیر غبُ نبیّ اللہ عیسٰی و اصحابہ ...ثمّ یھبط نبیّ اللہ عیسٰی واصحابہ...فیر غبُ نبیّ اللہ عیسٰی و اصحابہ الی اللہ ...الخ** (مسلم جلد ۲ کتاب الفتن ذکر الدجال وصفتہ)

یعنی جب مسیح موعود یاجوج ماجوج کے زور کے زمانہ میں آئے گا تو مسیح نبی اللہ اور اُس کے صحابی دُشمن کے نرغہ میں محصور ہو جائیں گے ۔۔۔پھر مسیح نبی اللہ اور اُس کے صحابی خُدا کے حضور دُعا تضرّع کے ساتھ رجوع کریں گے۔۔۔اور اِس دُعا کے نتیجہ میں مسیح نبی اللہ اور اُس کے صحابی مشکلات کے بھنور سے نجات پا کر دُشمن کے کیمپ میں گھس جائیں گے۔لیکن وہاں نئی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی ۔۔۔اور پھر مسیح نبی اللہ اور اُس کے صحابی دوبارہ خُدا کے حضور دُعا کرتے ہوئے جھکیں گے اور خُدا اُن کی مشکلات کو دُور فرما دے گا۔وغیرہ ۔(اس لمبی حدیث کو مفصّل نقل کرنے کی اس جگہ گنجائش نہیں۔یہ حدیث

یقیناً آخری زمانہ کے فتنوں اور آنے والے مسیح کے متعلق ہے ہر شخص مکمل حدیث کو پڑھ کر فیصلہ کر سکتا ہے)

مدعیانِ نبوّت مسیلمہ اور ابن صیاد نے جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ انہیں خُدا کا نبی مانتے ہیں؟ تو آنحضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مَیں تو آخری نبی ہوں تم نبی کیسے ہو سکتے ہو۔ اس کی بجائے آپؐ نے فرمایا کہ مَیں تو اللہ کے تمام رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

حدیث میں آتا ہے کہ دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے ہیں جن میں سے شریعت لانے والے رسول صرف تین سو پندرہ تھے۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب بدء الخلق وذکر الانبیاء ومرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۵ صفحہ ۳۵۲)

شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں:۔

ان النبوّت التی انقطعت بوجود رسول الله صلعم انما هی نبوّة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخا لشرعه صلعم و لا یزید فی شرعه حکما اخر و هذا معنی قوله صلعم ان الرساله والنبوّة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی یکون علی شرع بخلاف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسول ای لا رسول بعدی الی احد من خلق الله بشرع ید عوهم الیه فهذا هو الذی انقطع و سد بابه لا مقام النبوة. (فتوحات مکیہ جلد دوم صفحہ ۳ باب ۷۳)

یعنی جو نبوّت نبی ﷺ کے وجود پر ختم ہوئی وہ صرف تشریعی نبوّت ہے نہ کہ مقام نبوّت۔ پس آنحضرتؐ کی شریعت کو منسوخ کرنے والی کوئی شریعت نہیں آسکتی اور نہ اس میں کوئی حکم بڑھا سکتی ہے اور یہی معنی ہیں حضور ﷺ کے اس قول کے کہ رسالت اور نبوّت منقطع ہوگئی اور **رسول لا بعدی ولا نبی** یعنی میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کے خلاف کسی اور شریعت پر ہو، ہاں اس صورت میں نبی آسکتا ہے کہ وہ میری شریعت کے حکم کے ماتحت آئے اور میرے بعد کوئی رسول نہیں یعنی میرے بعد دُنیا کے کسی انسان کی طرف کوئی ایسا رسول نہیں آسکتا جو شریعت لے کر آوے اور لوگوں کو اپنی طرف بُلانے والا ہو۔ پس یہ وہ قسم نبوّت ہے جو بند ہوئی اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ورنہ مقام نبوّت بند نہیں ہے۔ پھر فرماتے ہیں "**فالنبوة ساریة الی یوم القیامة فی الخلق وان کان التشریع قد انقطع فالتشریع جزء من اجزاء النبوّة**" ترجمہ: نبوّت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری

ہے۔ گو تشریعی نبوّت منقطع ہوگئی ہے، پس شریعت، نبوّت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

(فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۷۳ سوال نمبر ۸۲ صفحہ ۱۰۰)

پھر ابن عربیؒ مزید فرماتے ہیں "**عیسیٰ علیه السلام ینزل فینا حکما من غیر تشریح وهوا نبی بلاشك**" ترجمہ: حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام ہم میں نازل ہوں گے حکم بن کر بغیر نئی شریعت کے اور کوئی بھی شک نہیں کہ وہ نبی ہوں گے۔ (فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۵۷۰)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں "**وجب نزوله فی اخر الزمان بتعلقه ببدن اخر**" اس کا نزول واجب ہے آخری زمانہ میں وہ ایک نئے بدن میں ظاہر ہوگا۔

(تفسیر ابن عربی زیر آیت قبل موته النساء: ۱۶۰ الجزء الاول صفحہ ۱۶۵)

علامہ حکیم صوفی محمد حسن صاحب فرماتے ہیں کہ الغرض اصلاح میں نبوّت بخصوصیت الٰہیہ خبر دینے سے عبارت ہے وہ دو قسم کی ہے ایک نبوّت تشریعی جو ختم ہوگئی۔ دوسری نبوّت بمعنی خبر دادن وہ غیر منقطع ہے۔ پس اس کو مبشرات کہتے ہیں۔ (الکواکب الدریہ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

حضرت خواجہ غلام فرید صاحبؒ چاچڑاں شریف فرماتے ہیں۔ ''حضرت آدمؑ سے لے کر خاتم الولایت امام مہدیؑ تک حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بارز ہیں۔ پہلی بار آپ ﷺ نے حضرت آدمؑ میں بروز کیا ہے۔۔۔ اس کے بعد دوسرے مشائخ عظام میں نوبت بہ نوبت بروز کیا اور کرتے رہیں گے حتی کہ امام مہدیؑ میں بروز فرمائیں گے۔ پس حضرت آدمؑ سے امام مہدیؑ تک جتنے انبیاء اور اولیاء قطب مدار ہوئے تمام رُوحِ محمدی ﷺ کے مظاہر ہیں۔'' (مقابیس المجالس صفحہ ۴۱۹)

ہندوستان میں قرآن مجید کے پہلے فارسی مترجم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ''کہ آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے شریعت دے کر مامور فرمائے یعنی شریعت جدیدہ لانے والا کوئی نبی نہ ہوگا۔''

(تفہیمات الٰہیہ صفحہ ۵۳)

پھر محدث دہلوی صاحب فرماتے ہیں کہ: اُمّت محمدیہؐ میں آنے والے مسیح موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عامتہ الناس یہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دُنیا میں آئے گا تو اس کی حیثیت محض ایک اُمّتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدیؐ کی پوری

تشریح ہوگا۔اوراسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔پس اس کے اور ایک عام اُمّتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

(الخیر الکثیر از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۷۶ مدینہ پریس بجنور)

الخیر الکثیر کے صفحہ ۸۰ پر حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:۔

امتنع ان یکون بعده نبی مستقل بالتلقی ۔یعنی آنحضرتﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوسکتا جو مستقل طور پر بلا واسطہ (آنحضرت ﷺ کے) فیض پانے والا ہو۔

ان الحق تعالیٰ یخبرنا نافی سرائر نا بمعانی کلامه و کلام رسوله ﷺ **و یسمی صاحب هذا المقام من انبیاء الاولیاء**۔(الیواقیت الجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۹، المبحث الخامس والثلاثون)

حضرت غوث اعظم کا قول ہے کہ انبیاء کو نبی کا نام دیا گیا اور ہمیں نبی کا لقب اور ہمیں نبی کا نام پانے سے روک دیا گیا اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اور اپنے رسول کے کلام کے اسرار و رموز اوران کے معنی سکھاتا ہے اس مقام پر فائز آدمی کو انبیاء الاولیاء کہتے ہیں۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں۔''اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیّت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس مطبع قاسمی دیو بند صفحہ ۲۸)

اللہ تعالیٰ کا قول تفسیر القمی میں لکھا ہے کہ اُس نے غرفتہ الماء کو ہاتھ میں لے کر کہا: **"منك اخلق النبیین و المرسلین والدعاة الی الجنته و اتباعهم الی یوم القیامة ولا ابالی"** یعنی (اے قطرہ پانی!) مَیں تجھ سے قیامت تک نبی اور رسول اور نیک بندے اور ہدایت یافتہ امام، جنّت کے داعی اوران کے اتباع پیدا کرتا رہوں گا اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہوگی۔

قاضی ابوبکر بن عربیؒ فرماتے ہیں کہ **قَالَ العُلَمَاءُ نَا سُمِّیَ سِرَاجًا لِاَ نَّ السّرَاجَ الوَاحِدَ یُو خَذُ مِنهُ السُّرُجُ الکَثِیرَۃُ وَلَا یَنقُصُ مِن ضَوئِه شَیءُ**۔(زرقانی شرح المواہب اللدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۱) ہمارے علماء نے کہا ہے کہ آنحضرتﷺ کا نام سراج (چراغ) اس لیے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے بہت سے چراغ روشن ہوسکتے ہیں اوراس سے اصل چراغ کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

حکیم ترمذیؒ فرماتے ہیں **یظن ان خاتم النبیین تاویله انه اخر هم مبعثا فای منقبته فی هذا؟و ای علم فی هذا؟ هذا تاویل البله الجهلة"** ترجمہ: خاتم النبیین کی یہ

تاویل کہ آپ ﷺ مبعوث ہونے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں بھلا اس میں آپؐ کی کیا فضیلت وشان ہے اوراس میں کون سی علمی بات ہے۔یہ تو محض احمقوں اور جاہلوں کی تاویل ہے۔(کتاب ختم الاولیا صفحہ ۳۴۱)

حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلّی فرماتے ہیں۔''بعد آنحضرت ﷺ یا زمانے میں آنحضرتﷺ کے مجرّد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ ممتنع ہے۔'' (دافع الوساوس صفحہ ۱۶) مزید فرماتے ہیں۔''علمائے اہل سنّت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے عصر میں کوئی نبی صاحبِ شرع جدید نہیں ہوسکتا۔اورنبوّت آپﷺ کی عام ہے اور جو نبی آپﷺ کے ہمعصر ہوگا وہ متبّع شریعتِ محمدیہ کا ہوگا۔'' (مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب جلد اول صفحہ ۱۴۴)

حضرت امام باقر علیہ السلام (۵۱ھ تا ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ جب امام مہدی آئے گا تو یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ میں ہی ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہوں۔اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ اور یوشعؑ ہوں۔اور اگر تم میں سے کوئی عیسیٰؑ اور شمعونؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ عیسیٰؑ اور شمعونؑ میں ہی ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد مصطفیٰﷺ اور امیر المومنین (علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو سُن لے کہ محمد مصطفیٰ اور امیر المومنین میں ہی ہوں۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲)

فرقہ مہدویہ کے بزرگ سید شاہ محمدؒ فرماتے ہیں۔''ہمارے محمدﷺ خاتم نبوّت تشریعی ہیں فقط۔'' (ختم المہدی سبل السویٰ صفحہ ۲۴)

خلیفہ الصوفیاء شیخ العصر حضرت الشیخ بالی آفندیؒ فرماتے ہیں: **خاتَم الرسل هو الذی لا یوجد بعده نبی مشرع** ''خاتم الرسل وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت (جدیدہ) پیدا نہ ہوگا۔'' (شرح فصوص الحکم صفحہ ۵۶، مقامات مظہری صفحہ ۸۸)

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ (وفات ۱۱۹۵ھ، جنوری ۱۷۸۱ء) فرماتے ہیں:۔

هیچ کمال غیر از نبوت بالاصالة ختم نگر دید و در مبداء فیاض بخل و دریخ ممکن نیست ۔ کہ سوائے مستقل نبوتِ تشریعہ کے کوئی کمال ختم نہیں ہوا، باقی فیوض میں اللہ تعالیٰ کے لیے کسی قسم کا بخل اور تردد ممکن نہیں۔ (مقامات مظہری صفحہ ۸۸)

حضرت بایزید بسطامیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ عام مومنوں کے مقام کی انتہا صالحین کے مقام کی ابتداء ہے اور صالحین کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے اور شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی انتہا اولوالعزم رسولوں کے مقام کی انتہا حبیب خُدا احمد مجتبیٰ ﷺ کے مقام کی ابتداء ہے اور حبیبِ خُدا احمد مجتبیٰ ﷺ کے مقام کی انتہا کو اللہ عزّ وجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (تذکرۃ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۵۸، برہان صفحہ ۴۹۲ بحوالہ فیضان کمالات اولیاء صفحہ ۱۴۴)

امام فخر الدین رازیؒ (متوفی ۵۴۴ ہجری) فرماتے ہیں۔"**فالعقل خاتم الکل والخاتم یجب ان یکون افضل الاتری ان رسولنا صلی اللہ علیه وسلم لما ان خاتم النبیین کان افضل الانبیاء**" ترجمہ: عقل تمام کی خاتَم ہے اور خاتَم کے لیے واجب ہے کہ وہ افضل ہو۔ دیکھو ہمارے رسول اللہ خاتَم النّبیین ہوئے تو سب نبیوں سے افضل قرار پائے (تفسیر کبیر رازی جلد ۶ صفحہ ۳۱)

اور مولوی اسماعیل صاحب شہید فرماتے ہیں:۔

یعنی اُس امیر کی (بادشاہ نے) وجاہت کے سبب سے اُس کی سفارش قبول کی۔ سو اِس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتی اور جو کوئی نبی، ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے، سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل۔ اور اس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں، ایک حکم کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جنّ وفرشتے، جبرئیل اور محمد ﷺ کی برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک اُلٹ پلٹ کر ڈالے۔ (مولوی اسماعیل صاحب شہید تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸)

شیخ محمد علی ترمذیؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مجذوب کے بھی کئی مدارج ہیں پہلے درجہ میں تہائی نبوّت حاصل ہوتی ہے دوسرے میں نصف اور تیسرے میں نصف سے کچھ زیادہ۔ اور جب وہ مدارج نبوّت طے کر کے تمام مجذوبین پر سبقت لے جاتا ہے تو خاتَم الاولیاء ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ولی کو درجہ نبوّت کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد ہے ’میانہ روی اور رویائے صادقہ نبوّت کے چوبیس حصوں میں سے ایک ہے‘ اور جذب یہی جزو پیغمبری ہے اور دوسری

بات یہ ہے جو شخص رزق حلال استعمال کرتا ہے اس کو مدارج نبوّت میں سے ایک درجہ عطا کیا جاتا ہے اور یہ دونوں اوصاف مجذوب میں بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں۔ آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ جن لوگوں میں کلام اللہ سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو وہ دانشمند نہیں ہوتے۔ (تذکرۃ الاولیاء از حضرت فریدالدین عطار صفحہ ۲۳۴ شائع کردہ برکت اینڈ سنز)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔"**حصول کمالات نبوّت مرتابعاں را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعث ختم الرسل علیه و علی جمیع الانبیاء و الرسل الصلوت والتحیات منافی خاتمیت اونیت علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام فلا تکن من الممترین**" ترجمہ: ختم الرسل حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے بعد آپؐ کے متبعین کا آپؐ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کمالات نبوّت کا حاصل کرنا آپؐ کے خاتم الرسل ہونے کے منافی نہیں۔ لہٰذا اے مخاطب! تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ (امام صاحب حنفی، دیوبندی، بریلوی اور ہر فرقہ اہل سنت والجماعت کے ہاں مسلمہ بزرگ ہیں) (مکتوب امام ربانی مکتوب نمبر ۳۰۱ صفحہ ۴۳۲ جلد ۱)

حضرت مُلّا عبدالرحمان جامیؒ (۸۱۷ھ تا ۸۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا مشکوٰۃ باطن ہی محمدؐ کی ولایت خاصہ ہے اور وہی بجنسہ خاتم الاولیاء حضرت امام مہدیؑ کا مشکوٰۃ باطن ہے کیونکہ امام موصوف آنحضرتؐ کے ہی مظہر کامل ہیں۔ (شرح فصوص الحکم ہندی از علامہ مُلّا عبدالرحمان جامی صفحہ ۶۹)

الانسان الکامل جلد ۱ صفحہ ۷۶ مطبوعہ مصر میں حضرت سیّد عبدالکریم جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

فانقطع حکم نبوّة التشریع بعده و کان محمد ﷺ خاتَم النبیین لا نه جاء بالکمال ولم یجئی احد بذلك. کہ حضور ﷺ کے بعد نبوّت تشریعی کا انقطاع ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ خاتَم النّبیین قرار پا گئے کیونکہ آپؐ ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور نبی کوئی نہ لایا۔

حضرت شیخ عبدالقادر الکردستانیؒ فرماتے ہیں:۔

ان معنی کونه خاتَم النبیین هوانه لا یبعث بعده نبی اخر بشریعة اخری. یعنی حضور ﷺ کے خَاتم النّبیین ہونے کے یہ معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لے کر مبعوث نہ ہوگا۔ (تقریب المرام جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

حضرت امام عبدالرزّاق قاشانیؒ فرماتے ہیں:۔

"المهدی الذی یجیء فی اخر الزمان فانه یکون فی احکام الشریعة تابعاً لمحمد ﷺ و فی المعارف والعلوم والحقیقة تکون جمیع الانبیاء و الاولیاء تابعین له کلهم ولا یناقص ما ذکرناه لان باطنه باطن محمد علیه السلام"

یعنی مہدی آخرالزّ ماں شرعی احکام میں محمد ﷺ کا تابع ہوگا۔لیکن معارفِ علوم میں تمام انبیاء اوراولیاءاس کے تابع ہوں گے کیونکہ اس کا باطن محمد ﷺ کا باطن ہوگا۔ (شرح القاشانی علی فصوص الحکم صفحہ ۳۵)

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:۔

ترجمہ از فارسی ''جاننا چاہیے کہ منصبِ نبوّت حضرت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات سے تابعداری کے باعث آپ ﷺ کے تابعداروں کو بھی کامل حصہ عطا ہوا ہے۔ یہ کمالات طبقہ صحابہؓ میں زیادہ ہیں۔اور تابعین اور تبع تابعین میں بھی اس دولت نے کچھ کچھ اثر کیا ہوا ہے۔اس کے بعد یہ کمالات پوشیدہ ہو گئے ہیں اور ولایت ظلّی کے کمالات جلوہ گر ہوئے ہیں لیکن امید ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سرِ نو تازہ ہو اور غلبہ اور شیوع پیدا کرے اور کمالاتِ اصلیہ ظاہر ہوں اور ظلیہ پوشیدہ ہو جائیں اور حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں اسی نسبت علیہ کو رواج دیں گے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۰۔ترجمہ محمد سعید احمد بار اول کراچی مدینہ پبلشنگ کمپنی ۱۹۷۱ء صفحہ ۲۱۸)

آپ (مولوی الیاس تبلیغی جماعت والے) نے فرمایا کہ اللہ کا ارشاد "کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون با لمعروف و تنھون عن المنکر" کی تفسیر خواب میں القاء ہوئی کہ تم مثلِ انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔ (ملفوظات الیاس بحوالہ تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۷)

'کنتم خیر امة اخرجت للناس...۔اس قرآنی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اُمّت محمدیہ ساری اُمّتوں سے افضل ہے۔اس پر سوال اُٹھتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی اُمّت میں تو بہت سے نبی پیدا ہوئے اگر اُمّت محمدیہؐ واقعی افضل ہے تو اس اُمّت میں اُن سے بھی زیادہ نبی مبعوث ہونے چاہیے تھے۔اس شُبہ کا جواب یہ ہے کہ بظاہر حضرت موسیٰؑ کی اُمّت میں آنے والے نبی حضرت موسیٰؑ کی پَیروی اور فیض کا نتیجہ نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں براہِ راست نبوّت کے انعام سے نوازا تھا،ان کا آنا موسوی اُمّت یا موسوی شریعت کی افضلیّت کا نشان نہیں تھا۔لیکن اس کے مقابل پر جو نبی اُمّت محمدیہ میں حضرت

مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود کی صورت میں مبعوث ہوا ہے وہ خالصتاً آنحضرت ﷺ سے فیض یافتہ اور آپؐ کا رُوحانی فرزند ہے اور اُس نے جو کچھ پایا ہے آپؐ کی شاگردی اور غلامی میں پایا ہے۔رسول اللہ ﷺ کے نورِ فیضان سے روشنی حاصل کرنے والے مجددین اور ہزاروں اولیاءاللہ بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند بلکہ بڑھ کر ہیں۔اس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے تمام لوگ اکثرت موسوی اُمّت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔یقیناً حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ افضل ترین نبی ہیں اور اُمّت محمدیہؐ ساری اُمّتوں سے افضل اُمّت ہے۔

مولوی احمد رضا خان 'ملفوظات اعلیٰ حضرت' کے حصہ سوم کے صفحہ ۳۷۷ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت امام مہدی سَر سے پاؤں تک حضور اقدس ﷺ سے مشابہ ہوں گے۔

شیعہ مجتہد سید علی الحائری (۱۲۸۸ھ تا ۱۳۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حضرت مسیحؑ پر افضلیت واضح اور ثابت ہے۔ (غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ از مولوی سید علی حائری مطبع شمس الہند لاہور)

شیعہ مجتہد مولانا سید محمد سبطین (۱۳۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ مہدی نفس رسول ﷺ ومظہر اوصاف رسول ﷺ و نائب خاص رسول اور آئینہ کمالات رسول ﷺ ہے اور ظہور انوار محمدیؐ و اوصاف و کمالات محمدیؐ اس جناب پر موقوف ہے پس چاہیے کہ وہ ہمشکل وہم نام وہم کنیت و جزو نُور محمدیؐ خلق اور سیرت میں بھی مثل محمدؐ ہو بلکہ ایسا ہونا ضروری اور لازمی ہے۔

(الصراط السوی فی احوال المہدی صفحہ ۴۰۹ از سید محمد سبطین ناشر منیجر البرہان بک ڈپو ۳۳۔اے عمر روڈ اسلام پورہ لاہور)

مفتی محمد شفیع صاحب فاضل دیوبند فرماتے ہیں۔''جو شخص حضرت عیسیٰؑ کی نبوّت سے انکار کرے وہ کافر ہے۔یہی حکم بعد از نزول بھی باقی رہے گا۔ان کے نبی اور رسول ہونے کا عقیدہ فرض ہو گا۔اور جب وہ اس اُمّت میں امام ہو کر تشریف لائیں گے۔اس بناء پر ان کا اتباع احکام بھی واجب ہو گا۔الغرض عیسیٰؑ بعد نزول بھی رسول اور نبی ہوں گے اور ان کی نبوّت کا اعتقاد گو قدیم سے جاری ہے اس وقت بھی جاری رہے گا۔'' (رجسٹر فتاویٰ الف صفحہ ۴۹)

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے درود شریف سے قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس اُمّت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوّت میں انبیاء سے مل گیا ہے۔مگر وہ شریعت

لانے والے نہیں ہیں۔ (فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۵۴۵)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت مسیح نبوّت سے علیحدہ ہو کر آئیں گے وہ کھلا کافر ہے۔

(حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صفحہ ۴۳۱)

شیعوں کی مستند کتاب ''اکمال الدین'' میں لکھا ہے کہ جب تک بندے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مکلّف ہیں تب تک ہدایت دینے والے نبیوں اور وصیوں کا انقطاع جائز نہیں۔

مرزا حیرت دہلوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''صرف ایک ابوبکرؓ میں کُل انبیاء کا خلاصہ موجود ہے، نہ موسیٰ اس کی برابری کر سکتے ہیں نہ عیسیٰ، خُداوند قدوس نے خود اس سے باتیں کیں اور مصیبت، تکلیف میں اس کی تسکین فرمائی، اور جب صحابہؓ کی طرف سے اصرار ہو تو چند باتوں پر قناعت کرنا، غرض دُنیا نے یا تو آنکھ کھول کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کو کامل اور عظیم الشان دیکھا، یا ابوبکرؓ کو۔ اگر چہ جلوہ فاروقی اپنی جگہ خوب چمکا اور اس نے بھی بنی اسرائیل کے انبیاء کی بہت سے روشنیوں کو ماند کر دیا۔'' (کتاب الشہادت صفحہ ۱۴، ۱۵ طبع مطبع جاء الحق کراچی) (تحقیقی دستاویز صفحہ ۶۹)

آخری زمانہ میں جو مہدی آئے گا وہ شرعی احکام میں تو محمدؐ کے تابع ہو گا لیکن معارف، علوم اور حقیقت کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء اس کے تابع ہوں گے۔ مہدی کا باطن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہو گا۔ (شرح فصوص الحکم از عبدالرزاق قاشانیؒ صفحہ ۵۲، ۵۳ مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی مصری)

مولانا رومؒ (متوفی ۶۷۲ ہجری) جنہیں سرتاج الاولیاء بھی کہا جاتا ہے فرماتے ہیں

مکر کن در راہ نیکو خدمتے تا نبوّت یابی اندر امتے

ترجمہ: نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے اُمّت کے اندر نبوّت مل جائے۔

(مثنوی مولوی معنوی مترجم قاضی سجاد حسین دفتر ششم صفحہ ۱۳۰ الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور، مثنوی روم دفتر پنجم صفحہ ۴۲ کانپور)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں

بہر ایں خاتَم شد است او کہ بجود مثلِ او نے بود نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برو استاد دوست نے تو گوئی ختم صنعت بر تو ہست

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے خاتَم ہیں کہ سخاوت یعنی فیض پہنچانے میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا کوئی ہوا ہے نہ ہو گا۔ جب کوئی کاریگر اپنی صنعت میں انتہائی کمال پر پہنچے تو اے مخاطب! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر کاریگری ختم ہے۔ (مثنوی مولانا روم دفتر ششم صفحہ ۱۸، ۱۹)

چودھویں صدی کے مشہور شاعر ناسخؔ (متوفی ۱۸۳۷ء) نے اپنے ایک مشہور قصیدہ میں ولادت مہدی علیہ السلام کا ذکر نہایت زوردار الفاظ میں کیا ہے۔ اس نادر قصیدہ کے بعض اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ فرماتے ہیں:

ہو مبارک قائم آلِ عبا پیدا ہوا
مہدیِ ہادی امامِ ما سوا پیدا ہوا
تھا اُسی کا نُور جو سجدہ فرشتوں نے کیا
ابتدا و انتہا کا پیشوا پیدا ہوا
خضر و الیاس و مسیحا بھی کریں گے اقتدا
آج وہ لُطفِ خُدا سے مقتدا پیدا ہوا
سُنتے ہیں مُردے جو ہیں زندہ کرے گا ایکدن
وہ امامِ آخریؑ معجز نما پیدا ہوا
اوّل و آخر کی نسبت ہو گئی صادق یہاں
صورتِ معنی شبیہِ مصطفیٰ پیدا ہوا
اب رہا باقی نہ طوفانِ حوادث کا خطر
کشتیٔ ارض و سماء کا نا خُدا پیدا ہوا
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں
یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا
مژدہ باد اے دل امیر المومنین پیدا ہوا
عرش کی کرسی نشیں کا جانشیں پیدا ہوا
کیا سلیمانؑ اور کیا مہرِ سلیماں۔ مومنو!

خَاتَمِ خَتمِ نبوّت کا نگیں پیدا ہوا

(دیوانِ ناسخ جلد دوم صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

حدیث ہے کہ "**الشيخ فی قومه النبی فی امة**" یعنی شیخ اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے کہ ایک نبی اُمّت میں۔ (صراط الصالحین جلد ا تعارف اصلاحی جماعت صفحہ ۱۴)

اقبالؔ نے کہا ہے کہ انسانیت کا جوہر یہ ہے انسان مخالف قوتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرے اور انہیں اپنا خادم بنا لے۔ اُس وقت انسان ''خلیفۃ اللہ'' (نبی) کے مرتبہ پر پہنچ جائے گا۔

نیابت الٰہی دُنیا میں انسانی ارتقاء کی آخری منزل ہے جو اس منزل پر پہنچ جاتا ہے وہ اس دُنیا میں خلیفۃ اللہ (نبی) ہوتا ہے۔

ملّت اختلاطِ افراد سے پیدا ہوتی ہے اور اس کی تربیت کی تکمیل نبوّت سے ہوتی ہے یعنی اللہ انبیاء کو اس لیے بھیجتا ہے کہ وہ مختلف الخیال افراد کو ایک مسلک کر کے قوم بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کو موسیٰؑ نے ایک قوم بنا دیا اور عربوں کو سرکار مدینہ نے۔ (علامہ اقبال اور ہم از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۸۱، ۸۹۸۳)

امام مہدی اپنے آپ کو آدم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمدؐ وغیرہ قرار دے گا۔

(بحار الانوار جلد ۵۳ صفحہ ۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

حضرت امام ملا علی القاریؒ نے نبوّت کے مجازی مرتبے کے بارے میں فرمایا ہے کہ "**فا المنزلة المجازية لا توجب الكفر ولا بدعة**" (نبوّت) کا مجازی مرتبہ نہ کُفر ہے نہ بدعت۔

(شرح شفاء قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

''حضور ﷺ کی شان محض نبوّت ہی نہیں نکلتی، نبوّت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوّت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ ﷺ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔'' (آفتاب نبوت صفحہ ۸۲ از مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور باہتمام اشرف برادرز۔ بار اول ۱۹۸۰ء۔ مطبوعہ وفاق پریس لاہور)

ابو نعیم نے (حلیہ) میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خُدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ کو وحی کی کہ جو شخص مجھے اس حال میں ملے گا کہ وہ احمد کا منکر ہو گا تو میں اُسے آگ میں داخل کروں گا۔ موسیٰ نے کہا اے رب! احمد (ﷺ) کون ہیں خُدا

تعالیٰ نے فرمایا میں نے کوئی مخلوق اپنے نزدیک اُس سے زیادہ باعزت نہیں بنائی۔ میں نے اُس کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے بھی پہلے لکھا ہے۔ بیشک جنّت میری تمام مخلوق پر اس وقت تک حرام ہے یہاں تک کہ وہ نبی اور اس کی اُمّت جنّت میں داخل ہو جائے۔ موسیٰ نے کہا اور آپ کی اُمّت کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بہت حمد کرنے والے ہیں جو چڑھائی پر چڑھتے ہوئے بھی حمد کرتے ہیں اور اس سے اترتے ہوئے بھی حمد کرنے والے ہیں۔ اور ہر حال میں اپنی کمروں کو باندھتے ہیں اور اپنی اطراف (اعضاء) کو پاک رکھتے ہیں، دن کو روزہ دار رہتے ہیں اور رات کو خُدا تعالیٰ کی عبادت میں کھڑے رہتے ہیں میں اُن سے تھوڑا عمل بھی قبول کروں گا۔ انہیں **لا اله الا الله** کی گواہی دینے پر جنّت میں داخل کروں گا۔ (موسیٰؑ) نے کہا مجھے اس اُمّت کا نبی بنا دیجیے خُدا تعالیٰ نے کہا اس اُمّت کا نبی اس اُمّت میں سے ہو گا۔ (موسیٰ) نے کہا مجھے اس نبی کی اُمّت میں سے بنا دیجیے۔ خُدا تعالیٰ نے جواب دیا تُو پہلے ہو گیا ہے اور وہ نبی پیچھے ہو گا۔ لیکن میں تجھے اور اسے دار الجلال (جنّت) میں اکٹھا کر دوں گا۔ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد اول صفحہ ۱۲)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ سابقہ اُمّتوں کا کوئی نبی اُمّت محمدیہ کی اصلاح کے لیے نہیں آ سکتا۔ اس کی تصدیق اس آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَمَا أُنزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالإِنجِيْلُ إِلَّا مِن بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ**۔ (ال عمران آیت ٦٦) اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ تورات اور انجیل نہیں اُتاری گئیں مگر اُس کے بعد۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟ (عصر حاضر کے نام نہاد علماء بھی عقل سے کام نہیں لیتے، اُمّت محمدیہ میں ہونے کے باوجود حضرت عیسیٰؑ کو رسول اللہ ﷺ کا نا صرف اُمّتی بلکہ نبی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی اور عیسائی اُمتوں میں سے کسی ایک کے فرد بھی قرار نہیں دیے جا سکتے۔ (حضرت ابراہیمؑ حضرت نوحؑ کی اُمّت سے تھے)

معزز قارئین! چند ایسی احادیث پیش خدمت ہیں جنہیں مولوی لوگ ختم نبوّت کے خود ساختہ مفہوم کی چادر پہنا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

۱۔ **رسول الله ﷺ نے فرمایا: اِنّی آخر الانبیاء**۔ یعنی میں آخری نبی ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے آخری نبی ہونے کے معنی کو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ کے دوسرے حصے میں واضح کر دیا ہے۔ **اِنّی آخرالانبیاء و انّ مسجدی آخر المساجد۔** یعنی مَیں آخری نبی ہوں اور میری یہ (مدینہ والی) مسجد آخری مسجد ہے۔ (مسلم باب فضل الصلوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: "**یا عم اختم مکانك الذی انت فیه ،فان الله یخَتم بك الهجرة کما خَتَم بی النبوة**" ترجمہ: اے میرے چچا (عباسؓ) وہیں مکہ میں ہی رہو اللہ نے تم پر ہجرت کو یوں ختم کر دیا ہے جس طرح مجھ پر نبوّت۔

انا خاتَم الانبیاء وانت یا علی خاتَم الاولیاء ترجمہ: میں خاتَم الانبیاء اور اے علی تو خاتَم الاولیاء ہے۔ (تفسیر صافی از مُلّا محسن فیض کاشانی۔ الاحزاب آیت خاتم النبیین)

احمد رضا خان بریلوی جو خاتَم النبیین کے خودساختہ معنی کرتے ہیں، لکھتے ہیں:۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں (مکّہ معظّمہ سے) عرض حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیّبہ) حاضر ہوں۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمان نافذ فرمایا: "**یا عم اختَم مکانك الذی انت فیه ،فان الله یختم بك الهجرة کما ختم بی النبوة**" یعنی اے چچا! اطمینان سے رہو کہ تم مہاجر نہیں خاتَم المہاجرین ہونے والے ہو، جس طرح میں نبوت میں خاتَم النبیین ہوں۔ (اس روایت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ قادیانی (احمدی مسلمان) اسے بھی دلیل بنائیں گے) (تہذیب تاریخ دمشق بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۶۹۸ تا ۷۰۹ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن)

۲۔ ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے "**لانبی بعدی**" یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مشہور حدیث **لانبی بعدی** کے بعد حضرت عائشہؓ کا یہ قول بھی درج ہے:

'**قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولو الا نبی بعده۔** ترجمہ: یعنی اے لوگو یہ تو کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتَم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہا کرو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

(در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ از علامہ جلال الدین سیوطیؒ ناشر دار المعرفہ للطباعہ والنشر بیروت لبنان تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

نام نہاد علماء کے تمام خود ساختہ خَاتَم النبیین کے مطالب و معنی پر ہماری شفیق اور جان سے پیاری ماں حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پانی پھیر دیا ہے۔ آپؓ سے بڑھ کر کون خَتم نبوّت کے معنی جانتا

ہے؟ بدنصیب علماء سُوء آپؐ سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر آپؐ سے دین سیکھنے اور سمجھنے کے بجائے اپنے وہ خیالات جو معدے میں گرانی کے باعث پیدا ہوتے ہیں اُنہیں دین کا حاصل قرار دیتے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بزرگانِ اسلام رسول اللہ ﷺ کے مقدّس بیان اور ہماری عزیز از جان ماں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے قول مبارک پر کیا رائے رکھتے ہیں۔

شیخ الامام حضرت ابن قتیبہؒ (متوفی ۲۶۷ھ) سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کا مندرجہ بالا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔'' (حضرت عائشہ صدیقہؓ) کا یہ قول آنحضرت ﷺ کے فرمان **لا نبی بعدی** کے مخالف نہیں کیونکہ حضور کا مقصد اس فرمان سے یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو میری شریعت کو منسوخ کر دینے والا ہو'' (تاویل مختلف الاحادیث صفحہ ۲۳۶)

محدث اُمّت امام محمد طاہر گجراتی فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا یہ قول "**لا نبی بعدی**" کے منافی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کی مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں ہوگا جو آپؐ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵)

حضرت امام عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں۔ **اعلم ان النبوّة لم ترفع مطلقاً بعدمحمد ﷺ انما ارتفع نبوّة التشریع فقط** ''مطلق نبوّت نہیں اُٹھائی گئی۔ محض تشریعی نبوّت ختم ہوئی ہے۔'' اور فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے قول مبارک "**لانبی بعدی ولا رسول**" سے مراد صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو نئی شریعت لے کر آئے۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔'' آنحضرت ﷺ کے اِس قول '**لانبی بعدی**' سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ جو نبوّت اور رسالت ختم ہو گئی ہے وہ حضور ﷺ کے نزدیک نئی شریعت والی نبوّت ہے''۔ (قرۃ العین صفحہ ۳۱۹)

حضرت حافظ برخوردار صاحب (متوفی ۱۰۵۳ ہجری) فرماتے ہیں ''اس حدیث (**لانبی بعدی**) کے معنی یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جو نئی شریعت لے کر آئے، ہاں اللہ چاہے انبیاء، اولیا میں سے۔'' (نبراس صفحہ ۴۴۵ حاشیہ)

مولوی زمان خان آف دکن فرماتے ہیں۔''حدیث '**لاوحی بعدی**' باطل و بے اصل

ہے۔ہاں **لانبی بعدی** صحیح ہے۔لیکن معنی اِس کے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدیؐ کومنسوخ کرنے کے بعد حضرت ﷺ کے حادث نہ ہو۔'' (ہدیہ مہدویہ صفحہ ۳۰۱)

امام اہلسنّت حضرت ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں ''خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ ﷺ کے دین کو منسوخ کرے اور آپ ﷺ کا اُمّتی نہ ہو۔'' (الموضاعات الکبریٰ صفحہ ۲۹۲)

مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں۔''حدیث **لاوحی بعد موتی** بے اصل ہے البتہ **لا نبی بعدی** آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائے گا۔'' (اقتراب الساعہ۔طبع ۱۳۵۱ھ صفحہ ۱۶۲)

قارئین! ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک **لانبی بعدی** غیر شرعی، اُمّتی اور ظلّی نبی کے آنے میں رکاوٹ نہیں۔

۳۔**اِنّ الرّسالۃَ والنّبوّۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبیّ**۔یعنی اب رسالت اور نبوّت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے اور میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اِس حدیث میں کوئی نیا مضمون بیان نہیں کیا گیا بلکہ بعینہ وہی مضمون ہے جو سابقہ حدیثوں میں مختلف طور پر بیان کیا جا چکا ہے۔پس جو تشریح حدیث **لا نبی بعدی** اور حدیث **اِنّی آخر الانبیاء** وغیرہ کے متعلق اوپر بیان ہو چکی ہے وہی اس حدیث کے لیے بھی کافی وشافی ہے۔

۴۔**مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کعصر ....الخ** (قصرِ نبوّت والی حدیث)

ترجمہ حدیث: ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور سابقہ نبیوں کی مثال اُس محل کی طرح ہے جس کی تعمیر بڑے خوبصورت انداز میں ہوئی لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔لوگ اس محل کو گھوم پھر کر دیکھتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے لیکن دِل میں کہتے یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔پس وہ میں ہوں جس نے اِس اینٹ کی جگہ کو پُر کیا۔میرے ذریعہ یہ عمارت تکمیل میں اعلیٰ اور حُسن میں بے مثال ہو گئی ہے اسی لیے مجھے رسولوں کا خاتَم بنایا گیا ہے۔ایک اور روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا وہ اینٹ مَیں ہوں اور نبیوں کا خاتَم ہوں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد)

معزز قارئین! امام یحیٰ، ابوزرعہ، عثمان الدارمی اور نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔اس حدیث کے راوی زبیر بن محمد تمیمی کی غلط روایات کثرت سے ہیں۔اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی مولویوں کا بیان کردہ مفہوم غلط ہے بلکہ اس حدیث کا جو مطلب لیا جاتا ہے اس میں آنحضرت ﷺ کی ہتک ہے کیونکہ نام نہاد علماء کی تشریح کے مطابق صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اور آنحضرتؐ نے آکر ایک اینٹ کی جگہ پُر کر دی، گویا آنحضرتؐ تشریف نہ لاتے تو نبوت کے محل میں صرف ایک ہی اینٹ کی تھوڑی سی جگہ خالی رہ جاتی تھی جیسے ایک بہت بڑے محل میں ایک معمولی سوراخ۔حالانکہ آنحضرتؐ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''**لولاك لما خلقت الافلاك**''یعنی اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں جہاں پیدا نہ کرتا۔رسول اللہ ﷺ اپنے متعلق فرماتے ہیں **کنتُ نبیًّا و اٰدم منجدل بین الماء والطّین**۔یعنی مَیں نبوّت کا مرکزی نُقطہ ہوں اور اُس وقت سے نبی ہوں جب کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھا یعنی آدم ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ **اَنَا سیّد وُلد آدم و لا فخر وَ اَنَا اکرم الاوّلین والاٰخرین و لا فخر**۔یعنی مَیں تمام بنی آدم کا سردار ہوں مگر مَیں اِس کی وجہ سے فخر نہیں کرتا اور مَیں اوّلین وآخرین میں سے خُدا کے حضور سب سے افضل ہوں مگر مَیں اِس کی وجہ سے فخر نہیں کرتا۔ قارئین اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث میں شریعت کے محل کو مکمل کرنا بیان کیا گیا ہے اور آخری شارع نبی آنحضرت ﷺ ہیں۔

اب نام نہاد مسلمان علماء سے سوال ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو وہ اینٹ کہاں لگے گی؟ جہاں سے اُن کے لیے جگہ نکالو گے وہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے بھی گنجائش موجود ہے اور اگر کہو عیسیٰؑ ابھی زندہ ہیں تو معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰؑ والی اینٹ نہیں لگی۔پھر آنحضرت ﷺ کو فرمانا چاہیے تھا کہ دو اینٹوں کی جگہ خالی ہے، ایک میری اور ایک عیسیٰؑ بن مریم کے لیے۔بہر حال یہ حدیث بھی اُمّتی نبی کے منافی نہیں۔اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علاّمہ ابن حجر عسقلانیؒ بخاری کی مشہور شرح فتح الباری کی جلد ۶ کے صفحہ ۳۶۱ پر لکھتے ہیں: **المراد هنا النظر الیٰ الاكمل بالنّسبة الی الشّريعة المحمّديّة ما مضٰی من الشرائع الكاملة**۔یعنی اِس جگہ صرف اِس بات کا اظہار کرنا مقصود ہے کہ گو سابقہ شریعتیں اپنے اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے

کامل ہوں لیکن شریعت محمّد یہ نے خُدائی شریعت کودائمی صورت میں اکمل ومکمل کردیا ہے۔

اورعلاّ مہ ابن خلدون (مقدمہ ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ مطبعۃ الازہریہ مصر ۱۳۱۱ھ) میں فرماتے ہیں:۔

کہ لوگ خاتَم النبیین کی تفسیر اس اینٹ سے کرتے ہیں کہ جس سے عمارت مکمل ہوگئی لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ نبی جس کے لیے نبوّت کاملہ حاصل کی گئی۔

۵۔قا ل رسول الله :لم یبق من النبوّة الّاالمبشّرات قالواوما المبشّرات قال الرّویا الصالحة۔(صحیح بخاری ابواب الرّویا) یعنی آنحضرتﷺ نے فرمایا: کہ اب نبوّت میں سے مبشّرات کے سوا اورکوئی پہلو باقی نہیں رہا۔صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ!مبشّر ات سے کیا مُراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا:اِس سے رؤیا صالحہ مُراد ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :**وَمَا نُرۡسِلُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ إِلَّا مُبَشِّرِیۡنَ وَمُنۡذِرِیۡن**۔(سورۃ الانعام آیت ۴۹) اورہم پیغمبرنہیں بھیجتے مگراس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اورانذارکرنے والے ہوتے ہیں۔پھراللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحۡزَنُوا وَأَبۡشِرُوا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوعَدُونَ**۔(سورۃ حٰم السجدہ آیت ۳۱) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھراستقامت اختیارکی،اُن پربکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرواورغم نہ کھاؤاوراس جنّت (کے ملنے) سے خوش ہوجاؤ جس کاتم وعدہ دیے جاتے ہو۔

حضرت محی الدین شیخ اکبرابن عربیؒ اِس آیت کی تفسیرمیں فرماتے ہیں:۔

هٰذَ االتَّنزِ یلُ هُوَ النُّبُوَّةُ العَامَّةُ لَانُبَوَّ ةُ التّشرِیعِ۔یعنی یہ ملائکہ کا کلام لا نا نبوّتِ عامّہ ہی ہے۔نہ کہ تشریعی نبوّت۔ (فتوحات مکّیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ باب معرفۃ الاستقامۃ)

پس عام آدمی کے مبشّرات محض خواب ہیں مگرصلحاء،اولیاءاورانبیاء کے مبشّرات علی الترتیب کشف،الہام اوروحی غیرتشریعی کی صورت میں ہوتے ہیں۔اِس ضمن میں امام ابوالحسنؒ لکھتے ہیں کہ **المراد انّهالم یبق علی العموم و الّا فالا لهام والکشف للاولیاء فموجودٌ**۔(شرح سنن ابن ماجہ مصنف امام ابوالحسنؒ جلد ۲ صفحہ ۴۴۸) یعنی (مبشّرات والی) اِس حدیث میں الرؤیا الصّالحۃ (سچی خوابوں) کا لفظ عام لوگوں کومدِّنظررکھ کربیان کیا گیا ہے ورنہ اولیاءاورخواص کے لیے الہام اورکشف کا سلسلہ تو مسلّم اور

موجود ہی ہے۔پس اس حدیث کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کی بعثت سے شریعت والی نبوت ومستقل نبوّت کا دروازہ تو بیشک بند ہوگیا ہے لیکن مبشّرات اورمُنذرات والی نبوّت کا دروازہ بند نہیں ہوا کیونکہ وہ آپؐ کی نبوّت کی ظِلّ ہے نہ کہ اصل اورآزادنبوّت۔

علاّ مہ ابن حجرعسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:**اللّام فی النبوّة للعهد و المراد نبوّته والمعنٰی لم یبق بعد النبوّة المختصّةٰبی الّا المبشّرات**۔(فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۳۱۵) یعنی اس حدیث میں جوالنبوّ ۃ کا لفظ آیا ہے اس سے مخصوص طورپرآنحضرتؐ کی اپنی نبوّت مُراد ہے (نہ کہ عام نبوّت) اورمطلب یہ ہے کہ میری مخصوص نبوّت میں سے شریعت والا حصہ تو ختم ہوگیا ہے مگر مبشّرات باقی ہیں۔

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلَى غَیۡبِهِ أَحَداً ۔ إِلَّا مَنِ ارۡتَضَى مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ یَسۡلُكُ مِن بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِ رَصَداً** ۔(سورۃ الجنّ آیت ۲۷،۲۸)

وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کواپنے غیب پرغلبہ عطانہیں کرتا۔بجزاپنے برگزیدہ رسول کے،پس یقیناً وہ اس کے آگےاوراُس کے پیچھے حفاظت کرتا ہوا چلتا ہے۔

مبشرات کا ایک کثیراورمعتد بہ مقدار میں ملنا ہی جبکہ وہ مبشّرات عظیم الشّان اخبارِغیبیہ پر مشتمل ہوں لغتِ عربی کے لحاظ سے نبوّت کہلاتا ہے۔ابن عربیؒ فرماتے ہیں:**لَیسَتِ النُّبُوَّةُ بِاَمرِ زَائِدِ عَلیٰ الاَخبَارِ الاَالٰهِی** ۔(فتوحات مکیّہ جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ سوال ۱۸۸) یعنی نبوّت اخبارِالٰہی (اُمورِغیبیہ) سے کسی زائدامرکا نام نہیں۔

رسول اللہﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:**انت منی بمنزلةھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی** ۔(بخاری)اس حدیث کی دوسری روایت ہے کہ **قال رسول اللّٰه علیه السلام :یا علی اما ترضی ان تکون منی ھارون من موسیٰ غیر انك بست نبیا**۔(الطبقات الکبریٰ جلد ۵ صفحہ ۱۵) کہ حضورؐ نے فرمایا:اے علی: کیا تُو اس بات پرخوش نہیں کہ مجھے تُو ایسا ہے جس طرح موسیٰ کو ہارون تھے مگرفرق یہ ہے کہ تُو نبی نہیں۔

پس **بست نبیا** نے لا نبی بعدی کی تشریح کردی کہ آنحضرتؐ کا خطاب عام نہیں بلکہ خاص

حضرت علیؓ کے لیے ہے۔ پھر یہ مشابہت بھی غزوہ تبوک کے عرصہ سے متعلق ہے، دائمی نہیں۔ بخاری میں ہے **قال رسول اللّٰہ** ﷺ**:اذا هلك قيصر فلا قيصر بعده ٗواذا هلك كِسرىٰ فلا كِسرىٰ بعده ٗ** ۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب یہ قیصر مرے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ مرے گا تو اُس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ رسول اللہ نے اپنے متعلق **لا نبی بعدی** اور قیصر کے متعلق **لا قیصر بعدہ** فرمایا۔ کیا قیصر کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوا ہے؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس قیصر وکسریٰ کے بعد اس شان کے قیصر وکسریٰ نہ ہوں گے۔ فتح الباری شرح بخاری کی جلد ۶ میں لکھا ہے:

معنا ہ فلا قیصر بعدہ یملك مثل ما یملك ھو۔ یعنی کہ جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی ایسا قیصر نہ ہوگا، جو اس طرح حکومت کرے جس طرح یہ کرتا ہے۔ تو لا نبی بعدی کا مطلب بھی یوں ہوگا کہ آپؐ جیسا نبی آپؐ کے بعد نہیں ہوگا۔ کبھی ''لا'' موصوف کی صفت کے کمال کی نفی کے لیے بھی آتا ہے جیسا کہ مشہور مقولہ ہے **"لا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار "** حضرت علیؓ کے بعد کوئی جوان نہیں ہوا ؟ اور کیا ذوالفقار کے بعد کوئی تلوار نہیں بنی؟ پس مقولہ بالا میں علیؓ جیسے جوان کی اور ذوالفقار جیسی تلوار کی نفی ہے مطلق نہیں اسی طرح **"لانبی بعدی "** میں **"لا"** نفی کمال صفتِ نبوت کے لیے آیا ہے اور مراد حضرت محمد ﷺ جیسے شارع مستقل نبی کی نفی ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں جس طرح **"لا ھجرۃ بعد الفتح"** کا مطلب یہ نہیں کہ فتح مکّہ کے بعد ہر قسم کی ہجرت بند ہوگئی بلکہ ایک خاص ہجرت مراد ہے جو کہ مکّہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہوئی تھی۔ بعینہ اسی طرح **"لا نبی بعدی "** میں بھی ہر قسم کی نبوت مراد نہیں بلکہ ایک مخصوص نبوت کا انقطاع مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ** ۔ (سورۃ جاثیہ آیت ۷) کہ اللہ اور اس کی آیات کے بعد کونسی بات پر وہ ایمان لائیں گے۔ اللہ کے بعد کا کیا مطلب؟ کیا اللہ کے فوت ہونے کے بعد؟ یا اللہ کی غیر حاضری میں ہے۔ ظاہر ہے یہ دونوں معنی باطل ہیں۔ پس **"بعد اللّٰہ"** کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے خلاف۔ اور یہی معنی **"لا نبی بعدی"** کے بھی ہو سکتے ہیں یعنی مجھ کو چھوڑ کر یا میرے خلاف رہ کر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

۶۔**لوکان بعدی نبی لکان عمر**۔(ترمذی جلد ۲ صفحہ) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

ترمذی میں اس حدیث کے آگے لکھا ہے ھذا حدیث حسن غریب۔ مشکوٰۃ باب مناقب عمر میں لکھا ہے کہ حدیث غریب وہ ہے جس کا ایک ہی راوی ہوتا ہے، وہ حجت نہیں ہوتی۔ قارئین مندرجہ بالا حدیث کا صرف ایک راوی مشرح بن ھامان ہے۔ اور تہذیب التہذیب کے صفحہ ۱۵۵ پر اور میزان الاعتدال کی جلد ۲ کے صفحہ ۴۷۷ وجلد ۳ کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا ہے کہ ترجمہ: مشرح بن ھامان کو ابن حیّان نے ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی روایات کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ جس روایت کا یہ اکیلا ہی راوی ہو وہ روایت درست نہ تسلیم کی جائے بلکہ ترک کر دی جائے۔ ابن داؤد کہتے ہیں کہ یہ راوی (مشرح بن ھامان) حجاج کے اُس لشکر میں شامل تھا جنہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کیا اور گھمانیوں (منجیقوں) سے کعبہ پر پتھر برسائے۔

۷۔ایک اور حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **لولم البعث لبعثت یا عمرؓ**۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از مُلاّ علی قاری صفحہ ۵۳۹) اور کنوز الحقائق جلد ۲ کے صفحہ ۵۱ پر لکھا ہے کہ **لو لم البعث فی کم لبعث عمر فیکم**۔ یعنی اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر تم میں مبعوث ہو جاتا۔

قارئین چونکہ آنحضرت ﷺ مبعوث ہو گئے اس لیے عمرؓ نبی نہ بنے پس اس حدیث سے بھی مطلق نبوّت کی نفی نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی یاد رکھنا چاہیے کہ **"ابوبکر افضل ھٰذہ الاُمّۃ الّا ان یکون نبی"**۔ ترجمہ: یعنی ابوبکرؓ اس اُمّت میں سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی ہو۔ (اُمّت میں پیدا ہو) (دیلمی بحوالہ کنوز الخلائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴)

۸۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **سیکون فی اُمّتی ثلاثون کذّابون (وفی روایۃ ثلاثون دجّالون) کلّھم یزعم انّہ ٗنبیّ۔ واَنَا خاتَم النبیین لا نبی بعدی۔**) یعنی میری اُمّت میں ۳۰ کذّاب اور دجّال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور مَیں تو خاتَم النبیین ہوں میرے بعد (یعنی میرے مقابل پر) کوئی نبی نہیں۔

اس حدیث میں تیس کی تعین ہی بتاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی سچے نبی بھی آنے والے تھے ورنہ آنحضورؐ فرماتے کہ جو بھی آئیں گے جھوٹے ہی آئیں گے تیس کے عدد کا تعین نہ فرماتے۔ اس حدیث کے راوی قابل اسناد نہیں۔ اگر یہ حدیث صحیح تسلیم کر لی جائے تو یاد رکھنا چاہیے کہ

مسلم کی شرح ''اکمال الاکمال'' میں لکھا ہے کہ ''اس حدیث کی سچائی ثابت ہوگئی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک کے نبوت کے جھوٹے مدعیوں کو گنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے اور اس بات کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے۔'' (اکمال الاکمال جلد ۷ صفحہ ۲۵۸)

اس کتاب کے مصنف ۸۲۸ ہجری میں فوت ہوئے گویا ۴ سو سال گزرے کہ ۳۰ دجّال آ چکے۔ حجج الکرامہ کے صفحہ ۲۳۹ پر نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ یہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ اور علاّمہ عسقلانیؒ کی کتاب المواہب الدنیہ کی جلد ۲ کے صفحہ ۱۹۸ پر بھی یہی لکھا ہے کہ ۳۰ کی تعداد پوری ہو چکی ہے۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا نبی بعدی ولا امته بعدا امتی** ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمّت کے بعد کوئی اُمّت نہیں۔

معزز قارئین! نئی اُمّت قائم کرنا صاحبِ شریعت نبیوں کا کام ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی صاحبِ شریعت نبی آنے والا ہے اور نہ ہی کوئی نئی اُمّت قائم ہونے والی ہے۔ اُمّتی نبی کا تو لفظ ہی اس کی نفی کرتا ہے کہ وہ کوئی نئی اُمّت پیدا کرنے آیا ہے۔

۱۰۔ بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونو ا انبیاء فان یکن من امتی احد فعمر**۔ کہ تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں اُن میں سے ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، میری اُمّت میں اگر کوئی ہوا تو وہ عمر ہوگا۔

معزز قارئین! گویا نام نہاد مولویوں کے نزدیک اس اُمّت کے لیے نبوّت غیر تشریعی کا تو سوال ہی نہیں اس حدیث کے مطابق تو نبوّت کے بغیر اُمّت محمدؐیہ میں مخاطبہ الٰہیہ پانے والے بھی نہیں ہو سکتے۔ مولوی لوگ اُمّت محمدؐیہ کے متعلق جو خیر اُمّت ہے نہایت مایوس کن نظریہ رکھتے ہیں۔ ان کے نظریات کے مطابق گویا بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری اُمّت ہے۔ معزز قارئین! اگر مولوی حضرات مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے کی سعادت سے بے نصیب ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اُمّت کے ہزار ہا راستبازوں اور اولیاء جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرنے والوں کو، جن کے الہامات اُمّت کا سرمایہ افتخار ہیں مولوی لوگ اپنے اوپر قیاس کریں۔

آیئے دیکھتے ہیں مولوی اور دانشور کیا کہتے ہیں؟ کچھ مسلمانوں نے تو ان لوگوں کو بھی نبی کا لقب دے دیا ہوا ہے جنہوں نے کبھی خواب میں بھی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

م۔ش کی ڈائری سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''میں نے جب اگلے روز اخبارات میں ائر مارشل اصغر خاں کی لاہور کی اُس پریس کانفرنس کی روئداد پڑھی جس میں انہوں نے حکومت بدلنے کے لیے بیلٹ کی بجائے بُلٹ کا ذکر کیا تھا۔ تو میں نے معاً کہا کہ جمہوریت کا پیغمبر اپنا مقام بھول گیا ہے اور جب پیغمبر گُمراہ ہو جائے تو آدمی استغفار پڑھنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے۔'' (نوائے وقت ۳ مئی ۱۹۷۷ء ص ۲)

سعودی مدارس میں ایک کتاب ''القراۃ الاعدادیہ'' داخل نصاب رہی ہے جس کا ایک باب گاندھی جی کے لیے مخصوص ہے۔ جس میں اُن کی شان میں ایک قصیدہ بھی درج ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

گاندھی نبی مثل کنفیوشس او من ذالک العھد

یعنی گاندھی کنفیوشس کی طرح نبی ہیں اور اسی عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔

(بحوالہ رضائے مصطفیٰ ۲۰ اگست ۱۹۵۹ء ۱۵ صفر المظفر ۱۳۷۹ھ صفحہ ۵)

وہی جلوہ جو فاران پر ہوا ظاہر احمد کی صورت — اسی جلوے کو پھر عریاں کیا مٹھن کی گلیوں میں
بیادر کوٹ مٹھن تارخ خیر الوریٰ بنی — کہ در شکل فرید آمد شہنشاہ حجاز ایں

(دیوان محمدی صفحہ ۱۳، ۱۹)

ستمبر ۱۹۵۶ء میں بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض پہنچے تو محافظ الحرمین جلالت الملک شاہ سعود نے اُن کا پُر جوش استقبال کیا اور **"مرحبا نهرو رسول السلام"** (پیغمبر امن) کے فلک شگاف نعروں سے حجاز کی سرزمین گونج اُٹھی۔ پاکستانی علماء نے اس نعرہ پر سعودی حکومت سے احتجاج کیا جسے سعودی سفارت خانہ نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ یہ لوگ عربی کی ابجد سے بھی واقف نہیں، عربی میں قاصد کو رسول کہتے ہیں۔

(بحوالہ تاریخی حقائق صفحہ ۲۰ از مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب ناشر رضویہ کتب خانہ چوک وانگراں لاہور)

اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کے لیے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں

سے ایک ایک کے تصورِ کمال کا مُجسمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگر چہ زبان سے ختم نبوّت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور جو کوئی اجرائے نبوّت کا نام بھی لے تو اُس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ (مولانا مودودی ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۴ تا ۶)

مولانا رفیع الدین مجددی سابق مہتمم دارالعلوم کا مکاشفہ ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کی قبر عین کسی نبی کی قبر ہے۔ (مبشرات دارالعلوم صفحہ ۳۶ مطبوعہ محکمہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند انڈیا)

ایک دن مولانا قاسم نانوتوی نے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے شکایت کی کہ ''جہاں تسبیح لے کر بیٹھا بس ایک مصیبت ہوتی ہے اس قدر گرانی کہ جیسے سو سو من کے پتھر کسی نے دل پر رکھ دیے ہیں زبان و قلب سب بستہ ہو جاتے ہیں۔''

اس شکایت کا جواب حاجی صاحب کی زبانی کہ ''یہ نبوّت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (گرانی) ہے جو حضورﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا تم سے حق تعالیٰ کو وہ کام لینا ہے جو نبیوں سے لیا جاتا ہے۔'' (سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

حضرت احمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے قائم الزماں کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حُبّ اللہ تعالیٰ اپنے نظام خیر میں سے کسی چیز کا ارادہ کرے گا تو اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے آلہ کار مجھے بنائے گا۔ (فیوض الحرمین مشاہدہ ۴۴)

مولوی طاہر القادری اپنے مشن کو پیغمبرانہ مشن قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

پیغمبر جب بھی دُنیا میں آتے تھے تو دو قسم کے انتہا پسندانہ ماحول میں آتے تھے۔ کفر و شرک کی انتہا ظُلم و جبر و بربریت، ملوکیت، آمریت، قبائلیت اور طاقت کے ارتکاز کی انتہا پسندی۔ ان دو قسم کی انتہا پسندی کے ماحول میں پیغمبران کرام ہمیشہ اعتدال اور (Tolerence) کا پیغام لے کر آئے تھے۔

آج بھی ایک طرف مذہبی انتہا پسندی دوسری طرف Secular انتہا پسندی ہے۔ (یعنی عصر حاضر ایک نبی کا تقاضہ کرتا ہے) اور ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ہم Traditional Rationalism کے حامل ہیں۔ چند فقرے چھوڑ کر فرماتے ہیں۔ ہمارا پیغمبرانہ مشن ہے۔ (ماہنامہ منہاج القرآن جون ۲۰۱۱ء انقلاب کب اور کیسے؟) (اسے کہتے ہیں مینڈکی کو زکام ہونا۔ جب مولوی صاحب کی بیان کردہ وجو

ہات ایک نبی کا تقاضہ کرتی ہیں تو مولوی صاحب کا مشن پیغمبرانہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ یقیناً کسی مولوی یا نام نہاد شیخ الاسلام کا کوئی مشن کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔ معزز قارئین! ایسے تاریک حالات میں کسی مولوی، پیر یا جماعت کی مجال نہیں کہ وہ ان خباثتوں کو معاشرے سے اکھاڑ سکے۔ صرف اور صرف خُدا کے پیغمبر ہی زمین کو خباثتوں اور نحوستوں سے پاک صاف کر سکتے ہیں۔ عصر حاضر کے حالات بھی فقط خُدا تعالیٰ کا نبی ہی ٹھیک کر سکتا ہے۔

مصر کے صدر جمال عبدالناصر کی وفات پر اخبار الکویت نے عربوں کے نامور قوم پرست شاعر نزار اقبانی کا مرثیہ شائع کیا جس کا عنوان تھا "**قتلناك يا آخر الانبيا**" ترجمہ: اے آخری نبی ہم نے تجھے قتل کر دیا۔ (اخبار الکویت ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

بیروت سے کرنل معمر قذافی صدر لیبیا کی سوانح حیات شائع کی گئی جس کا نام ''القذافی فی رسول الصحراء'' ہے۔

فلسطین کے سرفروش نوجوانوں کی تنظیم الفتح کی ترجمانی کرتے ہوئے نزار اقبانی اپنی ایک رزمیہ نظم میں کہتا ہے۔ "**یا "فتح" نحن مكّه ننتظرالرسولا**" سعیدہ انیس ماجد صاحبہ نے اس مصرعہ کو درج ذیل انگریزی الفاظ میں منتقل کیا ہے۔

ALFTAH, we are the mecca of the past, awaiting redemption with the birth of the prophet. یعنی الفتح! ہم ماضی کے مکّہ ہیں اور نہایت شدّت سے ایک نبی کی پیدائش کا انتظار کر رہے ہیں۔ (رسالہ 'فتح' مطبوعہ آزاد کشمیر پرنٹنگ پریس ۴۔۸۱ شارع قائداعظم لاہور بحوالہ جدید علم کلام کے عالمی اثرات از مولانا دوست محمد شاہد)

مسجد خیر دین امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں (عطاء اللہ شاہ بخاری) مسٹر گاندھی کو نبی بالقوہ مانتا ہوں۔ (اخبار ذوالفقار ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء، بحوالہ زجاجہ صفحہ ۱۴۰ از طفیل محمد شاہ)

عطاء اللہ شاہ صاحب نے فرمایا ''بلا تشبیہ اور تمثیل مہاتما کا میم اور موسیٰ کا میم برابر ہے۔''
(مقدمات امیر شریعت صفحہ ۲۷، ۲۸۔ ناشر مکتبہ احرار الاسلام ملتان اشاعت اپریل ۱۹۶۹ء)

برائے لا دوائے حضرت عیسیٰ سجد اللہ   دریں اجمیر یک دارالشفائے کردہ ام پیدا

"جن بیماروں کا حضرت عیسیٰؑ علاج نہ فرما سکے اُن کے لیے ایک اسپتال میں نے اجمیر شریف میں بنادیا ہے۔" (دیوان محمدی صفحہ ۸)

مولوی ثناء اللہ امرت سری فرماتے ہیں:۔

"نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوّت کی ترقی نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔۔دعویٰ نبوّت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائے گا ہلاک ہوگا۔(سچی نبوت کی ترقی ہوتی ہے۔جیسا کہ بانی جماعت احمدیہ کی جماعت کا دوسو سے زیادہ ملکوں میں نفوذ ہو چکا ہے۔قادیان سے اُٹھنے والی ایک آواز تقریباً ۱۲۵ برس بعد تقریباً سولہ کروڑ مسلمانوں کی آواز بن چکی ہے۔اور آپؑ کی بربادی چاہنے والے ناکام حسرتوں پر سینہ کوبی کرتے ہوئے ذلّت کی دلدل میں آج تک دھنس رہے ہیں،مررہے ہیں۔) (مقدمہ تفسیر ثنائی جُزاول صفحہ ۱۷ مطبع چشمہ نُور امرت سر)

مُصنّف براہین قاطعہ کہتے ہیں کہ بڑے میاں نے اِس اپنے باوٴلے کے متعلق فرمایا تھا کہ تُو حامل ولایت اور حامل علوم نبوّت ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۷۹)

عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں: یہ عبدالقادر کا وجود نہیں بلکہ محمدؐ کا وجود ہے۔(گلدستہ کرامات صفحہ ۱۰)

معزز قارئین! آج کے نام نہاد مولوی ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی کہتے ہیں ۔دوسری طرف ایسے بزرگوں کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں جنہوں نے کلمہ میں رسول اللہ ﷺ کی بجائے اپنا نام شامل کر کے خود کو رسول اللہ کہا ہے۔

ایک شخص خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے اپنا مرید بنائیں فرمایا پڑھ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں چشتی اللہ کا رسول ہے)۔

(فوائد فریدیہ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان صفحہ ۸۳،فوائد السالکین صفحہ ۲۱،تحقیق الحق صفحہ ۱۸۱)

زبان پہ کلمہ ہو یہی جاری کہ یا محمد معین خواجہ

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۶۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

ایک شخص پیر محکم الدین کے پاس مرید ہونے کے لیے آیا بعد بیعت اُس سے کہا کہ پڑھ لا الہ الا اللہ محکم الدین رسول اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محکم الدین اللہ کا رسول ہے)۔

(تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۱۰ گنج شکر اکیڈمی لاہور،تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۰۸ نوری کتب خانہ لاہور)

حضرت ابوبکر شبلیؒ کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیعت حاضر ہوئے فرمایا! کہ کہہ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ: (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں شبلی اللہ کا رسول ہے) (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۲۳،مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

سجادہ نشین پیر بل شریف صاحبزادہ محمد عمر صاحب نے ایک داڑھی صفا نوجوان سے کہا کہ کہو "لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ، لا الہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ"۔وہ بے چارہ ہیبت سے لرز رہا تھا اور مجلس دم بخود تھی اور وہ بے چارہ برابر پڑھ رہا تھا۔ (انقلاب حقیقت فی التصوف والطریقت ملفوظ نمبر ۲۷)

بریلویوں کے معتمد علیہ صوفی بزرگ اور ولی غلام خواجہ فرید احمد صاحبؒ فرماتے ہیں۔

حضرت مولانا (فخر الدین محمد دہلوی) فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے شیخ (حضرت نظام الدین اولیاءؒ) کے تمام مریدین برگزیدہ تھے اور محبتِ شیخ میں اس قدر محو تھے کہ کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" حضرت شیخ کے ڈر سے کہتے تھے ورنہ ان کا جی چاہتا تھا کہ شیخ کے نام کا کلمہ پڑھیں۔

(ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مقابیس المجالس صفحہ ۱۶۷)

مرزا مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں:۔میں نے دیکھا کہ سرور عالم ﷺ میرے مقابل تشریف فرما ہیں پھر دیکھا کہ آنحضرت ﷺ میری جگہ تشریف فرما ہیں،اور پھر دیکھا حبیب خُدا کی نشست مبارک پر بیٹھا ہوا ہوں پھر دیکھا کہ ہر دو نشستوں پر رسول خُدا تشریف فرما ہیں،پھر دیکھا کہ ان دونوں جگہوں پر میں ہی بیٹھا ہوں۔ (مقامات مظہری از شاہ غلام حسین صفحہ ۲۸۳)

محمد وصی خان صاحب فرماتے ہیں:۔

"دِل کی تمام گہرائیوں،دماغ کی تمام وسعتوں،رُوح کی تمام بالیدگیوں اور عقیدت وشوق کی تمام ایمانی کیفیتوں کے ساتھ یہ ہدیہ ولا اور نذرانہ عقیدت امام زمانہ حُجتِ خُدا امام آخر حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتا ہوں۔اور انہیں کے نام نامی واسم گرامی سے معنون کرتا ہوں۔" پھر فرماتے ہیں "یہی سبب ہے کہ سرکار رسالت نے **انا من الحسین** فرمایا۔اس طرح حسینؑ کمالاتِ وصفاتِ رسول کا مظہر بن گئے۔"

(تاریخ ومعجزات سرِ حسین از محمد وصی خان صفحہ ۷،۱۸ ناشر سید غیور حسین بھٹی امام بارگاہ النبین حسن کالونی کراچی)

جیسا کہ عام دستور ہے کہ اگر کسی کو اعلیٰ ترین مقام عطا کرنا ہوتو کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں ہُنر میں خاتَم ہے۔جس طرح اُردو میں کہا جاتا ہے کہ وہ خاتَم الشعراء ہے اور پنجابی میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شاعر تے ختم ہے،اسی طرح عربی میں بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں خاتم الشعراء ہے۔صوفیہ شورش لکھتی ہیں کہ مولانا ظفرعلی خان کی سیاسی شاعری ان سے شروع ہوئی اور انہیں پرختم ہوگئی۔وہ اپنے طرز کے موجد اور اپنے طرز کے خاتم تھے۔ان سے پہلے کسی دوسری جگہ ان کی نظیر نہیں ملتی۔ (چٹان لاہور ۴ دسمبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۵)

ڈاکٹر محمد اقبالؔ مرحوم نے تو صرف مولانا حالیؔ کے چند اشعار سنانے کی وجہ سے اپنے آپ کو کِشورِ شعر کا نبی کہہ دیا ہے جیسا کہ ذکرِ اقبال صفحہ ۲۴ میں فرماتے ہیں۔

میں کِشورِ شعر کا نبی ہوں گویا — جاری ہے میرے لب پہ کلامِ حالی
مردِ حق از آسمان افتد چو برق — ہیزم اوشہرو دشت غرب و شرق
ما ہنوز اندر کائنات — او شریک اہتمام کائنات
او کلیمؑ و او مسیحؑ و او خلیلؑ — او محمدؐ او تاب و جبرئیلؑ

(جاوید نامہ از اقبال صفحہ ۱۸۴ شائع کردہ اقبال اکیڈمی پاکستان)

پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی ان اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اے مخاطب! مردِ حق کا ظہور حق تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے (وہ آسمان سے آتا ہے) جب حق تعالیٰ چاہتا ہے تو اپنے بندوں کی اصلاح کے لیے کسی نیک بندے کو (جس میں سرکار دوعالم ﷺ کی صفات ظلّی طور پر منعکس ہوتی ہیں) مامور کردیتا ہے اور وہ مردمومن (مرشد کامل) باطل کو فنا کر دیتا ہے۔اس کی صفات حسب ذیل ہیں۔ا۔ہم لوگ تو کائنات کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں یعنی ہم تو زمان ومکان کی قید میں ہیں یا محکوم کائنات ہیں اور وہ کائنات کے انصرام واہتمام میں مصروف رہتا ہے یعنی وہ کائنات کا حاکم ہوتا ہے۔۲۔وہ کلیم ومسیح وخلیل ومحمد صلوٰت اللہ علیھم اجمعین کے رُوحانی کمالات کا وارث ہوتا ہے اس میں انبیاء کی صفات کا عکس جلوہ گر ہوتا ہے وہ بالقُوہ نبی ہوتا ہے مگر بالفعل نبی اس لیے نہیں ہوتا کہ نبوّت ختم ہوچکی ہے۔ (شرح جاوید نامہ از یوسف سلیم چشتی صفحہ ۱۹۸)

فیصل آباد میں ایک جلسہ میں مولانا نورانی کا تعارف یوں کروایا گیا:۔

''شاہ احمد نورانی اپنے عظیم باپ کے عظیم فرزند ہیں اور میں یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا نورانی چہرہ دیکھنا موجودہ دور میں حضور پرنورؐ کی زیارت کرنے کے برابر ہے۔'' (ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ ۱۴ تا ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء بحوالہ آئینہ بریلویت)

مولانا مودودی فرماتے ہیں:۔

رسولِ خُدا کی ایک پیشگوئی جسے امام شاطبیؒ نے موافقات میں اور مولانا اسماعیل شہیدؒ نے منصبِ امامت میں نقل کیا ہے،اس کو تجدید واحیائے دین کے ذریعے جب نوجوان قوّتوں کے سامنے لایا گیا تو اُن کی آنکھیں کُھل گئیں۔اس حدیث مبارکہ میں پہلے دورِ نبوّت کے نظامِ رحمت کا ذکر ہے، پھر خلافتِ راشدہ علیٰ منہاج النبوّت کا، پھر ملکِ عضوض، پھر ملکِ جبر کا اور آخری پانچویں زمانے کے متعلق یہ مژدہ ہے کہ **"ثم تکون خلافته علٰی منهاج النّبوّة تعمل فی الناس بسنته النبی و قلقی الاسلام بحبرانه فی الارض یرضی عنه ساکن السماء و ساکن الارض لا قدع السماء من قطر الاصبته مدرارا ولا قدع الارض من نیا تهاو برکاةها شئیاًالا اخر جته۔"** ترجمہ: پھر وہی خلافت بطریق نبوّت ہوگی جو لوگوں کے درمیان نبی کی سُنّت کے مطابق عمل کرے گی اور اسلام زمین میں پاؤں جمائے گا۔اس حکومت سے آسمان والے بھی خوش ہوں گے اور زمین والے بھی۔آسمان دل کھول کر اپنی برکتوں کی بارش کرے گا اور زمین اپنے پیٹ کے سارے خزانے اُگل دے گی۔مودودی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''تمام قرائن بتارہے ہیں کہ انسانی تاریخ تیزی کے ساتھ اُس کی طرف (پانچویں دور کی طرف) بڑھ رہی ہے۔انسانی ساخت کے سارے اِزم آزمائے جاچکے ہیں اور بُری طرح ناکام ہوئے ہیں۔آدمی کے لیے اب کوئی چارہ نہیں کہ تھک ہار کر اسلام کی طرف رجوع کرے۔عالمگیر حد تک اس دور کے آنے سے پہلے مختلف اقوام اور خطوں میں نظامِ حق کی تجدید ہوسکتی ہے۔اور یہ کہ اس طرح کا کام کرنے والی مختلف تحریکیں کش مکش کرکے وہ ماحول تیار کریں گی۔جس میں ملّت اسلامیہ کا وہ کامل لیڈر پیدا ہو جسے الامام المھدی کے لقب سے متعارف کرایا گیا ہے۔'' (المودودی از نعیم صدیقی صفحہ ۲۵۵)

معزز قارئین! حقیقت یہ ہے کہ مولوی لوگ بھی جانتے ہیں کہ ختم نبوّت کی حقیقت کیا ہے؟ یہ

لوگ اُن تمام بزرگوں اور دانشوروں کو مسلمان سمجھتے ہیں جنہوں نے اِن مولویوں کے عقائد کو رَدّ کیا ہے اور کہا ہے کہ ختمِ نبوّت سے مُراد صرف یہ ہے کہ اب نئی شریعت لانے والا نبی نہیں آ سکتا اور نہ مستقل نبی آ سکتا ہے۔ اب مولوی جانتا ہے کہ اگر ان بزرگوں کی باتیں عام ہو گئیں تو ہمارا کاروبار تو بند ہو جائے گا اس لیے اِن علماءِ سُوء نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ بزرگانِ اسلام کا مقام بڑھا چڑھا کر بیان کیا جائے اور اُن کی وہ تعلیمات جو زندگی بخش ہیں اُنہیں عام عوام کے پاس نہ پہنچنے دیا جائے۔ عام عوام کو فیض حاصل کرنے کے لیے قبروں اور زیارتوں کے چکر میں ڈال کر رقم بٹوری جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت بڑی تعداد میں تنظیمیں ختمِ نبوّت کے عقیدے کے دفاع کے لیے بنائی گئیں ہیں جن کا کام لوگوں سے رقم لوٹ کر رقم بنانا ہے۔ ایک سو پچیس سال سے یہ دکان چل رہی ہے مگر نتیجہ صفر۔ عام عوام کو کیا کہا جائے جو اسلام کو مولوی کی آنکھ سے دیکھتی ہے۔ اور مولوی کی آنکھ صرف اپنے ذاتی مقاصد کو اسلام میں ڈھونڈتی ہے۔ اگر عام مسلمان اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے قرآن اور سیرت حضرت محمد ﷺ سے دِل لگائیں اور اللہ تعالیٰ کی عنائت کردہ عقل کو استعمال کرتے ہوئے اپنے فیصلوں کو قرآن کے تابع کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلامی معاشرہ صراطِ مستقیم کی طرف گامزن نہ ہو۔ آج تحقیق کا کام آسان ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ صراطِ مستقیم کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے اور تحقیق کرے۔ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آخری زمانہ میں لوگوں کی اصلاح کے لیے آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اتَّبِعُواْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلاَ تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء قَلِيلاً مَّا تَذَكَّرُونَ۔ وَكَم مِّن قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا فَجَاء هَا بَأْسُنَا بَيَاتاً أَوْ هُمْ قَآئِلُونَ۔ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ إِذْ جَاء هُمْ بَأْسُنَا إِلاَّ أَن قَالُواْ إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ۔ فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْأَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ۔ (سورۃ الاعراف آیات ۴ تا ۷)

اُس کی پیروی کرو جو تمہارے ربّ کی طرف سے تمہاری طرف اُتارا گیا ہے اور اسے چھوڑ کر دوسرے ولیوں کی پیروی نہ کرو۔ تھوڑا ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔ اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ اُنہیں ہم

نے ہلاک کر دیا۔ پس اُن پر ہمارا عذاب رات کو (سوتے میں) آیا یا جب وہ قیلولہ کر رہے تھے۔ پھر اُن کی پکار اِس کے سوا کچھ نہ تھی جب اُن کے پاس ہمارا عذاب آیا کہ انہوں نے کہا یقیناً ہم ہی ظلم کرنے والے تھے۔ پس ہم ضرور اُن سے پوچھیں گے جن کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے اور ہم ضرور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے۔

بانی جماعت احمدیہ حضرت امام مہدی و مسیح موعود کے مخالفین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس آیت کریمہ پر غور و فکر کریں۔

بزرگانِ دین کے خُدائی دعوے

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے اپنے ربّ کو بے ریش نوجوان کی صورت میں دیدار کیا'' (سرّ الاسرار صفحہ ۱۳۱ عبدالقادر جیلانی)

حدیث قدسی۔ ''میں اپنی زمین اور آسمان میں نہیں سما سکتا مگر اپنے بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔'' (سیوطی الدور صفحہ ۳۶۲، الاحیاء از غزالی جلد ۳ صفحہ ۱۵)

مندرجہ بالا احادیث میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے اور اللہ تعالیٰ کے مومنین کے دلوں میں سما جانے کا ذکر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بعض بزرگانِ دین نے خود کو اللہ بھی کہا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں چند امثال پیش خدمت ہیں۔

تحفہ اثناء عشریہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب نے حضرت علیؓ کا ایک قول نقل فرمایا ہے:۔ ''میں زندہ ہوں نہ مروں گا میں۔ اور میں قائم کروں گا قیامت کو۔ اور میں باندھتا ہوں نُطفہ کو ارحام میں۔ اور میں اُٹھاؤں گا مُردوں کو قبروں سے۔''

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں:۔ بتحقیق میں اللہ ہوں۔

حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں:۔ البتہ میں ہوں اللہ، کسی کی بندگی نہیں میرے سوا۔ سو میری عبادت کرو، میں پاک اور بڑی شان والا ہوں۔

ابوالقاسم جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔ نہیں میرے جُبہ میں مگر اللہ ہے۔

ابوبکر شبلیؒ فرماتے ہیں:۔ میں ہی کہتا ہوں اور میں ہی سُنتا ہوں۔ بھلا میرے سوا دونوں جہاں میں کون ہے۔

سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔ ''میں رؤف ہوں شفیق۔''

حضرت شاہ منصور حلاجؒ فرماتے ہیں۔ ''میں خُدا ہوں۔''

حضرت فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔ میں خُدا ہوں میں خُدا ہوں اور میں کبر و کینہ وغیرہ سے پاک ہوں۔ (تعلیم غوثیہ المعروف مراۃ الوحدت مُصنف سید گل حسن قلندر قادری صفحہ ۴۹۴، ۴۹۵، اشاعت اگست ۲۰۰۳ء ناشر شبیر برادرز)

میرے پیراہن میں اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ (مکتوب امام ربانی جلد ا صفحہ ۳۴۴ و رسالہ مستقیم صفحہ ۱۳، ۱۴)

حضرت بایزید بسطامیؒ سے عرش کی حقیقت سے متعلق کسی نے سوال کیا تو فرمایا کہ عرش تو مَیں خود ہوں۔ پھر کرسی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کُرسی بھی مَیں خود ہوں۔ پھر قلم کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے تو اور بھی بہت سے مقرب بندے ہیں، مثلاً حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضور محمد ﷺ اس پر بھی آپؒ نے یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں، پھر سائل نے ملائکہ کے لیے پوچھا تو جب بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ تب سائل خاموش ہو گیا تو فرمایا کہ حق میں فنائیت کے بعد تمام چیزوں کو اپنی ہی ہستی میں ضم پاتا ہوں۔ اس لیے کہ حق میں سب چیزیں موجود ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء از شیخ فریدالدین عطارؒ صفحہ ۱۰۷)

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک دفعہ عالم وجد میں یہ کہہ دیا کہ سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں اور میری شان بہت بڑی ہے۔ جب ارادت مندوں نے کہا کہ یہ جملہ آپؒ نے کیوں کہا؟ کہا مجھے تو علم نہیں کہ میں نے کوئی ایسا جملہ کہا ہو۔ اگر آئندہ اس قسم کا کوئی جملہ میری زبان سے نکل جائے تو مجھے قتل کر ڈالنا۔ آپؒ نے وجد میں دوبارہ یہی جملہ کہا جس پر آپ کے ارادت مند آپؒ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن پورے مکان میں انہیں ہر سمت بایزید ہی بایزید نظر آئے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۹۱)

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے سامنے ایک دن کوئی صوفی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آیا اور زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگا کہ میں اپنے دور کا جنیدؒ و شبلیؒ ہوں۔ آپؒ نے بھی کھڑے ہو کر پاؤں زمین پر مارتے ہوئے کہا کہ میں بھی ''خُدائے وقت ہوں اور مصطفائے وقت'' ہوں۔

(تذکرۃ الاولیاء از شیخ فریدالدین عطارؒ صفحہ ۲۹۰ شائع کردہ برکت اینڈ سنز)

ایک دن بایزید بسطامیؒ نے نماز فجر کے بعد لوگوں سے کہا کہ میں تو خُدا ہوں، اس کے باوجود بھی لوگ میری پرستش نہیں کرتے، یہ سنتے ہی لوگ آپؒ کو پاگل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۸۹)

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب سماوی میں فرمایا ہے۔

اے بنی آدم! میں اللہ ہوں، خالق کائنات ہوں، میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ میں کائنات میں جس چیز کو حکم دوں کہ ہو جا! وہ فوراً ہو جاتی ہے اور عدم سے عالم وجود میں آ جاتی ہے۔

پس تُو خالصاً میری طاعت و عبادت کر، تا کہ میں تجھے توحید کی برکت سے وہ رُوحانی قوت عطا کروں کہ تُو بھی جس چیز کو کہے ''ہوجا'' وہ ہو جائے اور وجود و ظہور میں آئے۔

(فتوح الغیب از عبدالقادر جیلانیؒ مقالہ ۱۳ صفحہ ۴۶ ترجمہ عبدالرحمان طارق ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں **"انا القرآن والسبع المثانی"** (میں قرآن ہوں اور میں سبع الثانی ہوں)۔ (وروح الروح لارُوح الاوانی) (فتوحات مکیہ جلد ا صفحہ ۹ مطبوعہ دار صادر بیروت)

مولوی کے خُدا اور محمد

خواجہ محمد یار فریدی اپنے مرشد حضرت غلام فرید چاچڑاں شریف کے بارے میں کہتے ہیں:

انور ہے آفتاب سے ذرہ فرید کا ——— کُھلتا نہیں کسی سے معمہ فرید کا
تفسیر و الضحیٰ تجلّی فرید کا ——— تصویرِ مصطفیٰ ہے نظارہ فرید کا
جب تک سکون و گردش ارض و فلک رہے ——— بجتا رہے الٰہی نقارہ فرید کا
دریائے بے کنار ہے قطرہ فرید کا ——— ملتا نہیں کسی کو کنارا فرید کا
لاکھوں اُٹھائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے ——— اُٹھتا نہیں مسیحؑ سے مارا فرید کا
غیروں کے دَر پہ جانے کی حاجت نہیں رہی ——— کافی ہے ہم کو ایک سہارا فرید کا

(دیوان محمدی از خواجہ محمد یار فریدی صفحہ ۱۷۴)

بس یا فرید کہتے ہی ہمیں جنّت ملی ——— اللہ بھی ڈھونڈتا ہے بہانہ فرید کا

(گولڑوی کے ارشادات بحوالہ کتاب مہر نمبر صفحہ ۴۳۰)

پیر خواجہ یار محمد نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے:- خدا کے عرش پر اب میں مستوی ہو چکا ہوں۔

مندرجہ ذیل شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ بریلویوں کا کلمہ شہادت پر بھی ایمان نہیں ہے۔

خُدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰ معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ جسے کہتے ہیں بندہ خود خُدا معلوم ہوتا ہے

(دیوان محمدی صفحہ ۱۴۵،۷)

ہم نوحؑ و ہم آدمؑ تو ئی ہم عیسیٰؑ مریمؑ تو ئی ۔۔۔ ہمراز و ہم محرم تو ئی چیزے بدہ درویش را

(دیوان حضرت شمس تبریز صفحہ ۶۔ مطبع نامی منشی نولکشور (لکھنؤ)

خرام ناز میں آیا تو دیکھا اور پہچانا ۔۔۔ محمد مصطفیٰ یعنی خُدا مٹھن کی گلیوں میں

خُدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا مٹھن کی گلیوں میں ۔۔۔ خُدا بے پردہ ہے جلوہ نما مٹھن کی گلیوں میں

مولوی الیاس قادری امیر دعوت اسلامی کے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

یا شہید کربلا! ہو دور ہر رنج ہر بلا ۔۔۔ اب مدد کو آؤ! دشت کربلا کے شاہسوار

المدد یا غوثؓ اعظم! دستگیر بے کساں ۔۔۔ پھنس گئی ہے ناؤ طوفان میں لگا دو آپؒ پار

یا معین الدین! آؤ اب مدد کے واسطے ۔۔۔ ہو کرم بدحال پر، اے چشتیوں کے تاجدارؒ

یا امام احمد رضاؒ! بہر ضیاءالدین اب ۔۔۔ کرم کی اِک نظر، اے سُنّیوں کے تاجدارؒ

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

کیوں نہ جاؤں میں غوث پر واری، آفتیں دور ہو گئیں ساری

جب اِنھیں تڑپ کے پُکارا ہے ،واہ!

اُس کو مَن کی مُراد مِل کر رہی ،اُس کی بگڑی ضرور بن کے رہی

جس نے دامن یہاں پسارا ہے،واہ!

درد واَلم جب رُلاتے ہیں،غوث اعظم مدد کو آتے ہیں

ہر جگہ غوث کا سہارا ہے ،واہ!

معزز قارئین! مولوی صاحب نے تمام دُکھوں کا مداوا کرنے والا خُدا نہیں بتایا بلکہ اُس کی مخلوق کو خُدائی صفات عطا فرما دی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ خُدا تعالیٰ ہی تمام دُکھوں اور رنج واَلم کا مداوا

کرنے والا ہے اور تمام مسائل اور ناؤ کو طوفان سے نکالنے والا صرف اور صرف خُدا تعالیٰ ہی ہے۔

(مدینے کا حرم از محمد الیاس قادری شائع کردہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

قارئین کرام! خدائی کے دعوے، محمد ﷺ کے عین ہونے کے دعوے اور قرآن ہونے کے دعوے کرنے کے باوجود بھی یہ تمام بزرگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ یہاں تک کے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ نے عارف انسانوں کو خُدا کی دُلہنیں بیان کیا ہے آپؒ فرماتے ہیں۔"عارف انسان حقیقی ہے۔ وہ اللہ عزوجل کا محبوب، محرم راز اور اس کی دُلہن ہے جیسا کہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں۔"اولیاءاللہ، اللہ تعالیٰ کی دُلہنیں ہیں۔ دُلہنوں کو محرم کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔" (سرّ الاسرار از حضرت عبدالقادر جیلانی صفحہ ۲۷ مترجم ظفر اقبال کلیار)

"حضور اقدس کو میرے والد ماجد کی شکل میں دیکھا۔" (اصلاحی خطبات صفحہ ۸۴، کلمہ حق صفحہ ۴۹)

مفتی تقی عثمانی نے حسین احمد مدنی کے متعلق لکھا ہے کہ"میں نے حضور ﷺ کو خواب میں حضرت مدنی کی شکل وصورت میں زیارت کی۔" (نا ہنجار مولوی، بانی جماعت احمدیہ کے خوابوں کو بھی دعویٰ کہہ دیتے ہیں) (حسین احمد مدنی واقعات وکرامات کی روشنی میں از مولوی رشید الدین حمیدی صفحہ ۱۰۸)

صوفی شعراء کا تصورِ خُدا

پنجابی صوفیاء کے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں۔ بُلھے شاہ ہونی کہندے نیں۔

واہ سوہنیا تیری چال عجائب لٹکاں نال چلیندے ہو ۔۔۔ آپے ظاہر، آپے باطن، آپے لُک لُک بہندے ہو

آپ مُلّاں، آپے قاضی، آپے علم پڑھیندے ہو ۔۔۔ ہُن کس تھیں آپ چُھپائیدا!

کِتّے مُلّاں ہو، بُلیندے ہو ۔۔۔ کِتّے سُنّت فرض دسیندے ہو

کِتّے مَتّھے تِلک لگائیدا ۔۔۔ ہُن کس تھیں آپ چھپائیدا

ترجمہ: پیارے محبوب! تمہارے انداز بھی عجیب ہیں خود ہی ظاہر ہو خود ہی باطن ہو خود ہی چُھپ چُھپ کر بیٹھتے ہو۔ خود ہی مُلّا ہو خود ہی قاضی۔ اور خود ہی تعلیم دینے والے۔ اپنے آپ کو چُھپاتے ہو، تو کس سے چُھپاتے ہو! کہیں تم مُلّاں بن کر اذانیں دیتے ہو، کہیں سُنّتوں اور فرضوں کے احکام سُناتے ہو، کہیں ماتھے تِلک لگا کر دھونی رماتے ہو۔ یہ تو بتاؤ کہ تم جو اس قدر نئے نئے روپ بدلتے ہو آخر اپنے آپ کو چُھپاتے کس سے ہو؟ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ۔

اربع عناصر محمل بنائیو، وِچ وڑ بیٹھا آپے ۔۔۔ آپ گُڑیاں، آپے ننگر، آپے بنیا ئیں ماپے

آپے مریں تے آپے جیویں، آپے کریں سیاپے   بُلّھیا! جو قدرت ربّ دی، آپے آپ نچاپے

ترجمہ: اُس نے خود ہی مادی کائنات کو پیدا کیا اور خود ہی اس کے اندر آ کر بیٹھ گیا۔ خود ہی لڑکی ہوتا ہے، خود ہی لڑکا ہوتا ہے اور خود ہی ماں باپ۔ وہ خود ہی زندہ ہوتا ہے اور خود ہی مرتا ہے! اور اپنے مرنے پر آپ ہی سیاپے کرتا ہے۔ یہ وہ بھید ہیں جو کسی کی سمجھ میں اپنے آپ نہیں آسکتے۔

بید ، قرآن پڑھ پڑھ تھکّے   سجدے کردیاں گھس گئے متّھے
ناں رَبّ تیرتھ، ناں رَبّ مکّے   جس پایا اُس نُور انوار

ترجمہ: لوگ وید اور قرآن پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں۔ مسجدوں میں سجدے کر کر کے خوامخواہ اپنے ماتھے گھسا لیے۔ خُدا نہ مکّے میں ہے نہ تیرتھ میں۔ عشق کی اپنی بہار ہے اس میں پہنچ کر سب نُور الانوار میں گُم ہو جاتے ہیں۔

خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والے فرماتے ہیں۔

نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان   بَن گئی کل کوڑ کہانی

درحقیقت نہ کوئی آدم ہے نہ کوئی شیطان۔ یہ سب افسانے ہیں۔ حقیقت میں سب وہی ہے۔

ہِک جا رَبّ سنگھار دکھاوے   ہِک جا عاشق بَن بَن آوے
ہر مظہر وِچ آپ سماوے   اپنا آپ کرے دیدار
کڈے شہا نہ حُکم چلاوے   کڈے گدا مسکین سڈاوے
او سدا بھید کوئی نہ پاوے   سب مَست پھرن سَرشار

کہیں وہ معشوق کی شکل میں آ کر اپنے حُسن سے محسور کرتا ہے۔ کہیں خود ہی عاشق بن جاتا ہے۔ کائنات کے تمام مظاہر میں وہ خود ہی سمایا ہوا ہے اور اس طرح وہ اپنا دیدار آپ کرتا ہے۔ کبھی وہ شہنشاہ بن کر اپنا حُکم نافذ کرتا ہے، کبھی گدا اور مسکین کی شکل میں بھیک مانگتا نظر آتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اس کا کوئی بھید نہیں پا سکتا۔ ہر ایک اپنے اپنے نشہ میں سرشار ہے۔

جناب شاہ حُسین کہتے ہیں۔

رانجھا رانجھا کر دی نیں میں آپے رانجھا ہوئی

سدّھو نی مینوں دھیدو رانجھا ہیر نہ آکھو کوئی
رانجھا میں وِچ، میں رانجھے وِچ، ہور خیال نہ کوئی
میں نہیں، او آپے ہے، اپنی آپ کرے دِلجوئی

ترجمہ: میں محبوب محبوب پُکارتے خود ہی محبوب بن گئی۔ اب مجھے ہیر کوئی نہ کہے۔ مُجھے (رانجھا) محبوب کہو میں جس محبوب کو ڈھونڈ رہی تھی وہ مُجھے مِل گیا ہے۔ محبوب مُجھ میں ہے میں محبوب میں ہوں اور کوئی خیال نہیں۔ اصل یہ ہے کہ میں ہوں ہی نہیں۔ سب کچھ وہ آپ ہی ہے۔ وہ خود ہی ہجر کے آزار میں مُبتلا ہوتا ہے اور خود ہی اپنی دِلجوئی کرتا ہے۔

غالبؔ کہتے ہیں۔

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسدؔ   عالم تمام حلقہ دامِ خیال ہے

معزز قارئین! بات شروع ہوئی تھی ختم نبوّت سے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں۔ اس دور کا مُلّا جہاں یہ کہتا ہے کہ وحی والہام کا نزول اور نبوّت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے وہیں غوث، قُطب اور ابدال وغیرہ کو انبیاء کی شان سے بھی بُلند درجہ دیتے ہیں۔ اگر ختم نبوّت سے مراد یہ ہے کہ اب کوئی رسول نہیں آسکتا اس لیے ایسا عقیدہ یا دعویٰ کرنے والا کافر ہے تو انسان کو بلکہ کائنات کی ہر چیز کو اللہ کہنے والوں کو کیا کہیں گے؟ اس سوال پر غور کرنے سے یقیناً بہت سے یقینی علوم سے پردہ ہٹ سکتا ہے۔ کیوں کہ عصرِ حاضر کے مولوی حضرات نے بہت سے حقائق کو پردوں میں چھپا دیا ہے۔ اور خُدا نے بھی ان علماء سُوء کی نالائقیوں کی بدولت ان کی آنکھوں اور دِلوں کو اندھا اور مُردہ کر دیا ہے۔ خُدا ہماری قوم اور تمام اُمّت کو بصیرت عطا کرے۔ آمین۔

آن نبیٔ وقت باشد اے مرید !   تا از و نُورِ نبی اید پدیدا !

ترجمہ مولوی لال حسین: اے مرید! پیر نبیء وقت ہوتا ہے تا کہ اس سے نُورِ نبی ظاہر ہو۔

☆ ☆

اِک ذرّہء حقیر کی قیمت ہی کیا بھلا
کرتے ہیں اُن کے لُطف کے بَل پر ہی ناز ہم

آخری دور

معزز قارئین! ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کام صرف عربوں کو اسلام سکھانا اور ان پر غالب آنا ہی نہیں تھا بلکہ تمام ادیان باطلہ پر غالب آنا ہے۔ جیسا کہ ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمام ادیان باطلہ پر اسلام غالب نہیں آسکا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ الصّف کی آیت ۱۰ میں فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهٗ بِالۡهُدَى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُونَ۔ وہی جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

یعنی رسول اللہ ﷺ صرف ایک دین کے ماننے والوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے بلکہ تمام جہانوں میں ظاہر ہونے والے ہر دین کے پیروکاروں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اور غلبہ پائیں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اس آیت کے اصل مصداق آنحضرتؐ ہی ہیں لیکن وہ موعود غلبہ مسیح و مہدیؑ کے زمانے میں ظاہر ہونا تھا اس لیے مسیح و مہدیؑ کو آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں سمجھا گیا بلکہ اس کا آنا حضورؐ کا آنا قرار دیا گیا ہے۔

اس مفہوم کی وضاحت حضور ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "**يهلك الله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام**" امام مہدیؑ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو مٹا دے گا۔ (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) اس سے پتہ چلتا ہے کہ اُمّت میں ظاہر ہونے والے مسیح و مہدیؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند اور ظِلّ کامل ہوں گے۔

معزز قارئین! جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح و مہدیؑ کے زمانہ میں ادیان باطلہ پر اسلام غالب آجائے گا۔ ایسے عظیم الشان محمدؐ کے غلام کی آمد سے پہلے ضروری تھا کہ اُس کے آنے کی نشانیاں اور آخری دور میں رونما ہونے والے واقعات و حالات کا

نقشہ اُمّت محمدؐیہ پر آشکار ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرقان حمید میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیان کردہ احادیث مبارکہ میں اس عظیم خوشخبری کے اُمّت مُسلمہ میں نازل ہونے کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ اور ان علامات میں اُمّت مسلمہ کا ایمان سے دور ہو جانا، یہودیوں کے مشابہ ہو جانا، سائنسی ایجادات اور نئی بدعتوں کا عام ہونا، دجّال کا فتنہ، آنے والے مسیحؑ کا حُلیہ، آنے والے مسیحؑ کی ذمہ داریاں اور حضرت مہدی و عیسیٰؑ سے علماء سُوء کی بغض و عداوت وغیرہ وغیرہ نمایاں ہیں۔

آنے والے مسیح و مہدیؑ کا ادیان باطلہ پر غالب آنا حضرت محمد ﷺ کا غالب آنا ہی ہوگا۔ دراصل مہدی و مسیح موعودؑ کا آنا حضرت محمد ﷺ کا آنا ہی ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ "**مثل اُمّتی مثل المطر لا يدرى اوله خير ام اخره**" میری اُمّت کی مثال اُس بارش کی سی ہے جس کے متعلق معلوم نہیں کہ اس کا اوّل حصہ بہترین ہے یا آخری حصہ۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقائق باب ثواب ھذہ الامۃ)

ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے ہیں کہ اللہ نے بھیجا محمدؐ کو غلبہ دین کے لیے تاکہ دین حق کو غالب کر دیں تمام ادیان پر۔ اور بھیجا پوری نوعِ انسانی کے لیے۔ لیکن تکمیل رسالت کا آخری مرحلہ وہ ہوگا کہ جب کل نوع انسانی پر اللہ کا دین غالب آجائے۔ اقبالؔ نے جواب شکوہ میں کہا تھا کہ ؎

وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے　　　نُورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے!!

یہ کام ابھی نہیں ہوا۔ پوری نوع انسانی تک تو یہ دین نہیں پہنچا لیکن یہ ہو کر رہنا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے زمانے سے لے کر تا قیام قیامت پانچ ادوار گنا دیے ہیں۔ ۱۔ دورِ نبوت۔ ۲۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (یعنی نبوّت کے طریق پر خلافت)۔ ۳۔ ظالمانہ ملوکیت۔ ۴۔ غلامی والی ملوکیت۔ ۵۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ یعنی خلافت راشدہ۔ اس وقت نوع انسانی اس پانچویں دور کی دہلیز تک پہنچی ہوئی ہے گویا یہ دور آیا چاہتا ہے۔ (ختم نبوت کے دو مفہوم از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۳۷)

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اُس کی　　　کہ رُوح شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے　　　اے مصطفوی خاک میں اس بُت کو ملا دے
آسماں ہو گا سحر کے نُور سے آئینہ پوش　　　اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دِلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود　　　پھر جبیں خاکِ حَرم سے آشنا ہو جائے گی

آنکھ جو دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں — محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوہء خورشید سے — یہ چمن معمور ہو گا نغمہٗ توحید سے

ڈاکٹر اسرار کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے جزیرہ نمائے عرب میں وہ ہو گیا۔۔اب بھی یہی ہوگا کہ کسی ایک خطے میں اللہ کا وہ نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگا۔ یہ کب ہوگا؟ یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔(یعنی نبی کب آئے گا) (ختم نبوت کے دو مفہوم صفحہ ۴۰ ناشر خدام القرآن لاہور)

معزز قارئین! اس باب میں مختصر طور پر مسیح ومہدیؑ کی آمد سے متعلق آیات ربّانیہ اور احادیث مبارکہ بیان کی گئی ہیں۔اور اس کے ساتھ ساتھ علماء حق کے تبصرے بھی شامل کیے گئے ہیں۔خُدا تعالیٰ اُمّت محمدیہ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْأُمِّیِّیْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَإِن کَانُوا مِن قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔وہ اُن پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گُمراہی میں تھے۔جب سورۃ الجمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی **وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ** ۔اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔(سورۃ الجمعہ آیت ۳،۴) تو صحابہؓ نے دریافت فرمایا کہ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن میں حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی۔اس پر آنحضرت ﷺ نے مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: **"لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل او رجال من هولای"** (بخاری کتاب التفسیر سورۃ جمعہ) یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دُنیا میں قائم کریں گے۔

پس اس آیت میں آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے فارسی الاصل شخص کی بعثت کو آنحضرت ﷺ کی بعثت قرار دیا گیا ہے گویا آنے والا موعود آنحضرت ﷺ کا ظل کامل ہوگا۔

معزز قارئین! **"لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل او رجال من**

هولای" میں امام مہدی و مسیح موعودؑ کی بعثت کا ذکر ہے جو فارسی النسل ہوگا۔اس میں کسی شک کی گنجائش نظر نہیں آتی مگر مولوی لوگ بھی عجیب لوگ ہیں، کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے متعلق ہے کیونکہ امام صاحب فارسی الاصل تھے۔ان خیالات کا اظہار علامہ ابوتراب الحق قادری نے اپنی کتاب امام الاعظم میں کیا ہے۔ان کی اس منطق کا رَدّ سورۃ جمعہ کی آیت ۴ کرتی ہے جس میں آخرین کا ذکر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کے استفسار پر حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دُنیا میں قائم کریں گے۔بات آخرین کی ہو رہی ہے جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا۔(اگر ایمان آسمان پر نہ بھی جائے پھر بھی امام ابوحنیفہؒ اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ آخرین میں شمار نہیں ہوتے کیونکہ آخری زمانہ کی علامات کا رسول اللہ ﷺ نے تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور سب سے بڑی علامت زمانہ مسیح و امام مہدی ہے اور اس زمانہ کو پانے والے صحابہؓ کا عظیم لقب حاصل کریں گے اب امام صاحب تو خود صحابہؓ رسول اللہ سے فیض حاصل کر رہے تھے۔پھر یہ بھی سوال اُٹھے گا کیا صحابہؓ کا مقام بلند ہے یا تابعین کا؟ ایک روایت میں ہے کہ امام صاحب نے حضرت انسؓ سے براہ راست احادیث سُنیں تھیں) اب کوئی مولوی صاحب سے پوچھے کہ کیا امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں ایمان ثریا ستارے پر چلا گیا تھا جبکہ آپؒ کی پیدائش ایک روایت کے مطابق ۶۰ ہجری میں ہوئی اور بعض کے نزدیک ۷۰ ہجری کو اور بعض کے نزدیک ۸۰ ہجری کو ہوئی۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلی تین صدیاں خیر کی صدیاں ہیں۔ان خیر کی صدیوں کے شروع میں ہی ایمان ثریا پر کیسے جا سکتا ہے؟ مولانا صاحب نے اپنی کتاب میں یہ بھی بتایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں اٹھائیس صحابہؓ زندہ تھے ان میں سے بعض صحابہؓ خاص طور پر حضرت انسؓ سے براہ راست ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا۔اگر مولانا صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہؓ کی زندگی میں ہی ایمان اُٹھ گیا تھا، آخری دور کی علامات ظاہر ہو گئی تھیں اور صحابہؓ سے بڑے لوگ صحابہؓ کی زندگیوں میں ہی موجود تھے تو ان کی عقل و دانش پر افسوس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے۔

بعض مولوی کہتے ہیں کہ ایمان ثریا پر نہیں جائے گا"اگر" کا لفظ کوئی خاص معنی نہیں رکھتا۔اس کے برعکس اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ایمان آسمان پر ضرور چلا جائے گا۔اللہ تعالیٰ قرآن

مجید میں فرماتا ہے: **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ** وہ فیصلے کو تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اُتارتا ہے ۔پھر وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے ۔(سورۃ السجدۃ آیت ۶) قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو ''خیر القرون'' بہتر صدیاں قرار دیا ہے۔ (دین کے آسمان پر چڑھنے کا زمانہ چودھویں صدی بنتا ہے نہ کہ ساٹھ، ستّر یا اسّی ہجری) (صحیح بخاری باب مایحذر من زھرۃ الدنیا)

اسی طرح کے خیالات مولوی طاہر القادری کے بھی ہیں۔ یہ مولوی لوگ اپنے اخباری بیانات میں اس بات کا رونا روتے ہیں کہ آج کا دور بھیانک دور ہے ایسی حالت اسلام پر پہلے کبھی نہیں آئی اور اسلام کے ابتدائی زمانہ کے ایمان افروز واقعات لہک لہک کر سناتے ہیں۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں نہ صاحب الہام لوگ ہیں اور نہ صاحب بصیرت ۔گویا اسلام دُنیا سے اُٹھ کر ثریا ستارے پر چلا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "**العبادة فی الهرج کهجرة الی ...الخ**" یعنی فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنے کا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص ہجرت کر کے میرے پاس آئے۔ اس اُمّت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جن کو اُمّت کے پہلے لوگوں (صحابہ کرامؓ) جیسا اجر وانعام عطا کیا جائے گا۔ (امام ابوحنیفہؒ قطعاً صحابی نہیں تھے) یہ لوگ خُدا کی اطاعت کا حُکم کریں گے، اس کی نافرمانی سے منع کریں گے، اور اُن لوگوں سے، جو فتنہ میں مُبتلا ہیں مقابلہ کریں گے۔

(مشکوۃ بحوالہ معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب از مولا یوسف لدھیانوی صفحہ ۴۳،۲۷،۱۷)

امام السفارینی فرماتے ہیں:۔

"**ای من العلامات العظمیٰ وهی اولها ان یظهر الامام المقتدیٰ الخاتم لائمة**" قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدی کا ظہور ہے۔

(لوائح الانوار البھیۃ جلد ۲ صفحہ ۶۷)

عن ثوبانؓ مولیٰ رسول الله عن النبی عصابتان من امتی احزر هما

الله من النار۔عصا بة تغزو الهند، و عصابة تکون مع عیسیٰ ابن مریم۔

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمّت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک وہ گروہ جو سرزمین ہند پر غزوہ کرے گا اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کا ساتھ دے گا۔ (النسائی واحمد بن حنبل بحوالہ تحریک اہل حدیث کا تاریخی پس منظر)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "**بدا الاسلام غریبا،و سیعود کما بدا،فطوبیٰ للغرباء**" اسلام آغاز میں غریب تھا اور عنقریب (اسی طرح) غریب ہو گا، پس غریب لوگوں پر خوشخبری ہے۔ (پوچھا غرباء کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: وہ لوگ جو لوگوں کے فساد میں مبتلا ہونے کے وقت ان کی اصلاح کریں گے۔ بروایت حضرت عیاشؓ بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجّال) (مشکوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۰ حدیث نمبر ۱۵۹ و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دین کی ابتداء اجنبی ماحول میں ہوئی اور وہی ابتدائی دور پھر لوٹ آئے گا۔ بشارت ہے اجنبیوں کے لیے۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان)

مولانا عاصم عمر صاحب اپنی کتاب تیسری جنگ عظیم اور دجّال میں لکھتے ہیں:۔

آج یہی کہا جائے گا کہ اسلام ایک ارب چالیس کروڑ کے ہوتے ہوئے بھی اجنبی بن کر رہ گیا ہے۔ (اگر اسلام اجنبی ہو گیا ہے تو امام مہدی و مسیح موعود کو بھی تلاش کرنا ضروری ہے)

مولانا عبدالہادی العمری نے کہا ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام ایسے ہی اجنبی ہو جائے گا جس طرح ابتداء میں اجنبی تھا۔ آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی اجنبیت کا وہ دور آ چکا ہے کیونکہ آج کل صحیح اسلام پر عمل کرنا مشکل ہو چکا ہے۔

(جنگ ۱۸ فروری ۲۰۱۱ء)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اپنے کو بچانے کے لیے فتنوں سے دور بھاگ جانے والے، اللہ تعالیٰ ان کو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ شامل فرمائے گا۔ (فتنہ کا دوسرا نام آوارگانِ اُمّت ہے) (بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجّال از عاصم عمر صفحہ ۴۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **یقوم با لدین فی آخر الزمان کما قمت به فی اوّل**

زمان۔ امام مہدی آخری زمانہ میں دین کو اس طرح قائم کرے گا جس طرح میں ابتدائی زمانہ میں اُسے قائم کر رہا ہوں۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۰)

آپ ﷺ نے فرمایا **یقیم الناس علی ملتی و شریعتی**۔ مہدی لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔ (بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **فسد الدین ولا یصلحه الا مهدی**۔ اُمّت پر ایک ایسا دور آ جائے گا جسے مہدی کے سوا کوئی اور دور نہ کر سکے گا۔ (ینابیع المودۃ جلد ۲ صفحہ ۸۳)

حضرت عمرو بن عوفؓ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "بلاشبہ دین (اسلام) حجاز میں سمٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے اور دین (اسلام) حجاز میں محفوظ ہوگا جیسا کہ پہاڑی بکری پہاڑ کی بلندی پر پناہ لیتی ہے۔ بلاشُبہ دین (اسلام) کا آغاز اجنبیت میں ہوا اور یقیناً اس کا آخر بھی اس کے آغاز کی مانند ہوگا" "پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے" یہ وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری سُنّت کی اصلاح کریں گے جسے لوگ بگاڑ دیں گے۔" (مشکوۃ جلد اول صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ حدیث نمبر ۱۰۷ (ترمذی)

قارئین کرام! آخری دور میں امام مہدی کی صورت میں اللہ کی رحمت کا نزول حضرت محمد ﷺ کی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ مگر اس کی ناقدری کرنے والے خود کو علماء کہلانے والے ہونگے۔ چنانچہ دیکھ لیجیے گزشتہ ایک سو پچیس سال سے بانی جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے والے شریر مُلّا ہی ہیں۔ مشہور شیعہ کتاب الصراط السوی فی احوال المھدی میں لکھا ہے۔ "وہ لوگ اوّل اس (مہدی) کی تصدیق کر سکتے ہیں۔۔۔ جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منتظر۔ جب تک ان میں حالتِ منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہوگی ہرگز اطاعت و اتّباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز نہ ایمان لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک و شبہ کر کے اپنے قیاساتِ باطلہ رکیکہ سے اس کی حجّیت کا انکار کریں گے بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت اور دُشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے۔ اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لیے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تمام نام کے مسلمان ہوں گے۔

(الصراط السوی فی احوال المھدی از علامہ سیّد محمد سبطین صفحہ ۵۰۷ ناشر امامیہ کتب خانہ مغل حویلی اندرون موچی دروازہ لاہور)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین اور آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدیؑ کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں چاند کو اس کی پہلی رات میں گرہن لگے گا اور سورج کو اس کے درمیانی دن میں گرہن لگے گا۔ (دار قطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸ باب الخسوف والکسوف)

معزز قارئین! چاند گرہن کے لیے قانون قدرت میں تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تواریخ مقرر ہیں پہلی رات تیرہویں بنتی ہے۔ قانون قدرت میں سورج گرہن کے لیے ستائیس، اٹھائیس اور انتیس تواریخ مقرر ہیں۔ دوسرا دن اٹھائیس بنتا ہے۔

عین پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر ۱۳۱۱ ہجری بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۹۴ء کو ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوا اور سورج کو ۲۸ رمضان بمطابق ۱۸ اپریل ۱۸۹۴ء کو گرہن ہوا۔ اگلے سال مغربی دُنیا میں انہیں تاریخوں کو سورج اور چاند کو گرہن ہوا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امام مہدی و مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ (مولوی کی عجیب منطق ہے کہ چاند کو چاند کی پہلی تاریخ کو جب وہ ہلال ہوتا ہے اور بڑی مشکل سے نظر آتا ہے گرہن لگے گا۔ اسی طرح سورج کے بارے میں کہتے ہیں کہ مقررہ طریقوں سے ہٹ کر اس کو گرہن لگے گا۔ اگر یہ مولوی قرآن اور حدیث کو سمجھنے والے ہوتے تو کبھی یہ مضحکہ خیز بات نہ کہتے۔ اس دور میں بچے بھی جانتے ہیں کہ سورج، چاند یا کسی بھی سیارے کی رفتار میں کمی بیشی کائنات کو تباہ کر دے گی۔ قانون قدرت کسی مولوی کی پسند یا ناپسند کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔

حدیث میں امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت مشرق و مغرب اور عرب میں خسف ہونا بیان ہوا ہے۔ مسلم کتاب الفتن باب فی الآیات التی تکن قبل الساعۃ (خسف سے مراد خوفناک زلزلوں کا آنا ہے۔ معزز قارئین جانتے ہیں شدید زلزلے گزشتہ صدی سے شدت اختیار کر چکے ہیں)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت ہندوستان میں لڑے گی۔ اور وہ مہدی کے ساتھ ہوگی جس کا نام احمد ہوگا۔ یہ روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں درج کی ہے۔

(النجم الثاقب حصہ دوم صفحہ ۱۳۴)

حضرت عبداللہ بن حارثؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مشرق سے کچھ

لوگ ظاہر ہوں گے جو مہدی علیہ السلام کی راہ ہموار کریں گے یعنی اس کی ترقی اور اس کے غلبہ کے لیے کوشش کریں گے۔ (ابن ماجہ باب خروج المہدی)

صاحب جواہر الاسرار لکھتے ہیں کہ اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہدی ایک ایسے گاؤں سے مبعوث ہوگا جس کا نام ''کدعہ'' Qadaa ہوگا اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں نشان دکھائے گا اور بدری صحابہؓ کی طرح مختلف علاقوں کے رہنے والے ۳۱۳ تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہؓ سے عنائت فرمائے گا، جن کے نام اور پتے ایک مستند کتاب میں درج ہوں گے۔

(جواہر الاسرار قلمی صفحہ ۵۶ از حضرت شیخ علی بن حمزہ بن علی الملک الطوسی۔ ارشادات فریدی جلد ۳ صفحہ ۷۰ مطبوعہ مفید عام پریس آگرہ ۱۳۲۰)

"ینزل عیسیٰ بن مریم الارض فیتزوج و یولد"

حضرت عیسیٰ بن مریم دُنیا میں تشریف لائیں گے، وہ شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ جلد ۳ صفحہ ۴۹ ناشر مکتبہ رحمانیہ لاہور)

امام مہدی مسیح موعود آخری زمانہ میں خنزیر کو قتل کرے گا۔ (آخری زمانہ کے علماء سُوء کو بھی ان کے بدخصائل، نقائص، بدعملی اور جھوٹ کے باعث بندر اور خنزیر کہا گیا ہے)

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۸۰ حدیث نمبر ۳۸۷۳)

ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **یکون فی اخر امتی خلیفة یحثی المال حثیاو لا یعده عدا الساعته۔** میری اُمّت کے آخر پر ایک عظیم الشان خلیفہ ہوگا جو بھر بھر کر مال دے گا اور گنے گا نہیں۔ (یعنی اس خلیفہ پر ایمان لانے والوں کو رُوحانی خزائن اور دُنیاوی خزائن بے بہا ملیں گے) (مسلم جلد ۶ کتاب الفتن صفحہ ۴۴۱)

مُلّا علی قاریؒ اپنی کتاب ''المشرب الوردی فی المہدی'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام مہدی کی افضلیت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں خلیفہ اللہ فرمایا ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو زیادہ سے زیادہ ''خلیفہ رسول اللہ'' کہا جاتا ہے۔'' (بحوالہ اسلام میں امام مہدی کا تصور صفحہ ۵۴)

شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں کہ ''اور یہ بھی امر ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی خلافت، خلافت راشدہ سے افضل انواع میں سے ہوگی۔'' (منصب امامت صفحہ ۱۱۸)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

کیف بکم اذانزل ابن مریم فامکم او قال امامکم منکم ''اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہونگے تمہاری امامت کریں گے یا یہ کہا تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔'' (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ حدیث نمبر ۶۷۶۳ صفحہ ۵۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان ایک حاکم عادل کی حیثیت سے نزول کریں گے، وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ قبول نہیں کریں گے اور اس وقت مال و دولت کی اتنی کثرت ہوگی کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ (بانی جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے انتہا رُوحانی خزائن کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا۔ بدقسمت مولوی، پیر وغیرہ وغیرہ رُوحانی مال و دولت کی نسبت مانگے تانگے کی روٹیوں کو ہی سرمایہ حیات سمجھتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ دجّال روٹیوں کے پہاڑ لے کر چلے گا۔ دراصل نام نہاد مولوی اور ان کے مرید بھی دجّال کا ہراول دستہ ہیں۔ ایسے مولویوں کے لیے ہی دجّال روٹیاں ساتھ رکھے گا کہ مولوی لوگ چند روٹیوں کے عوض ایمان کا سودا تک کر سکتے ہیں۔ گزشتہ دنوں خبر آئی تھی کہ مولویوں نے امریکی سفیر سے تیس ہزار ڈالر لیے تھے۔ جس کی روٹیاں کھائیں گے اُسی کے گُن گائیں گے۔ شُنید ہے ضیاء الحق کے زمانے میں مولویوں کو بوریاں بھر بھر کر ڈالر دیے گئے تھے۔ ایسے مولویوں کے پیٹ سے متعلق مسائل کا حل مسیح دجّال ہی ہے) (بخاری جلد ۲ کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم صفحہ ۳۶۵)

رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم مفلس ہو جاؤ گے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا تم پر وسیع ہو جائے گی۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع ہوئی تھی اور اُن ہی کی طرح تم لوگ اس کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلے میں لگ جاؤ گے (اور یہ مال کی طلب) تمہیں اس طرح تباہ کردے گی جس طرح تم سے پہلے لوگ تباہ ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

یوشك من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم علیهما السلام اماما مهدیا و حکما عدلا فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و تضع

الحرب اوزارها۔ ''قریب ہے کہ تم میں کوئی (طویل عمر) جیے تو وہ ملاقات کرے گا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے وہ امام مہدی اور حکم عادل ہوں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے اور حربی ہتھیار رکھ دیں گے۔'' (مسند احمد بن حنبل حدیث نمبر ۹۰۶۸ صفحہ ۱۳۳)

"ثم ینزل عیسیٰ ابن مریم مصد قا بمحمد علی ملّته اماما مهدیا و حکما عدلا فیقتل الدجّال" یعنی پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے محمدؐ کی تصدیق کرتے ہوئے ان کی ملّت پر امام مہدی حکم عدل ہوں گے اور دجّال کو قتل کریں گے۔

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے جب تم دیکھو کہ سیاہ جھنڈے خراسان کی جانب سے آرہے ہیں تو ان میں شامل ہو جانا اگرچہ برف سے گھٹنوں کے بل ہی کیوں نہ جانا پڑے کیوں کہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔ (بانی جماعت احمدیہ خراسان سے ہندوستان آئے تھے)
(مسند احمد، بیہقی، الامام المہدی از بدر عالم میرٹھی استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند ناشر مکتبہ سید احمد شہید ۱۰ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور ۳۱،۳۲)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوب سُن لو عیسیٰ بن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول، یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری اُمت میں میرے خلیفہ ہوں گے۔ یاد رکھو دجّال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور جنگ ختم ہو جائے گی، یاد رہے تم میں سے جو ان کو پائے میرا اسلام پہنچا دے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ چاہے تمہیں برف پر گھٹنوں کے بل جانا پڑے) (الدرالمنثور بحوالہ طبرانی علامات قیامت اور نزول المسیح صفحہ ۹۵)

اور حضرت سعید الخدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دو خلفاء کی بیعت کے لیے کہا جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔ (مندرجہ بالا دو احادیث میں عیسیٰ بن مریم کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے اور امام مہدی کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے۔ مولویوں کے نزدیک یہ دونوں ایک ہی زمانے میں تشریف لائیں گے۔ اگر مولویوں کی اس منطق کو مان لیا جائے کہ عیسیٰ اور مہدی دو الگ الگ وجود ہیں تو مندرجہ بالا حدیث کے مطابق ان دو خلفاء میں سے کس کو قتل کیا جائے گا؟) (مسلم کتاب الامارت باب اذا بویع لخلیفتین)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ولا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس ،ولا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم** قیامت صرف شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی ،اور عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی اور

مہدی نہیں۔ (کنزالعمال کتاب القیامۃ صفحہ ۱۱۸)

مندرجہ ذیل روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ الگ الگ وجود نہیں ہیں۔

مُلّا علی قاریؒ شارح مشکوٰۃ شریف تہتّر فرقوں والی مشہور حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

آخری زمانہ میں دجّال کے بالمقابل ظاہر ہونے والے مسیحؑ کا حُلیہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''مہدی کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی'' (ابوداؤد کتاب المہدی حدیث نمبر ۷)
دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس کے بال لمبے اور رنگ گندمی ہوگا'' (بخاری کتاب اللباس باب الجعد)
معزز قارئین! مولوی لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بن مریم ہی مسلمانوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ اسی وجہ سے آج تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ دونوں عظیم شخصیتوں کے حُلیے مختلف بتا رہے ہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونے والے مسیحؑ کا حُلیہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''وہ سُرخ رنگ کے گھنگریالے بال اور چوڑے سینے والے تھے۔'' (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم)

لا المهدی الا عیسیٰ ابن مریم۔ یعنی مہدی اور عیسیٰ الگ الگ وجود نہیں بلکہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ (ابن ماجہ ابواب الفتن باب شدۃ الزمان)

حضرت عیسیٰؑ کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہوگا۔
(تفسیر شیخ اکبر برحاشیہ عرائس البیان)

حسن بصریؒ فرماتے ہیں **ان کان مهدی فعمر بن عبدالعزیز و الا فلا مهدی الا عیسیٰ ابن مریم۔** یعنی اگر کوئی مہدی ہے تو عمر بن عبدالعزیز ہے ورنہ عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔ (تاریخ الخلفاء از جلال الدین سیوطیؒ صفحہ ۱۵۸)

الجامع القرآن تفسیر قرطبی میں لکھا ہے **وقیل المهدی هو عیسیٰ فقط۔** یعنی اور کہا جاتا ہے کہ صرف عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔ (تفسیر قرطبی تفسیر سورۃ التوبہ زیر آیت ھوالذی ارسل رسولہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۱)

فتلك اثنان و سبعون فرقة کلهم فی النار والفرقة الناجية هم اهل السنته البیضاء المحمدیة و الطریقة النقیة الاحمدیة۔ یعنی آخری زمانہ میں اُمّت محمدیّہ

کے تہتر فرقوں میں سے نجات یافتہ گروہ اہل سُنّت کا صرف وہ فرقہ ہوگا جو مقدس طریقہ احمدیہ پر گامزن ہوگا۔(اور انشاء اللہ وہ وقت قریب ہے بلکہ وہ دیکھو منزل کے نشان جب خُدا تعالیٰ کی ہدایت ساری دُنیا میں اسی نجات یافتہ فرقہ احمدیہ کے ذریعہ پھیل کر رہے گی)۔ (شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۸)

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سُنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صرف مجھے بتائی اور صرف مجھ پر الہام فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آں سرورِ کائنات علیہ والہ الصلوٰۃ والتحیاۃ کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے کہ حقیقت محمدؐی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں رسائی پا کر اس کے ساتھ متحد ہو جائے گی اس وقت حقیقت محمدؐی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔امام مہدی احمدیت کی رُوحانی سلطنت کے علمبردار ہوں گے۔ (رسالہ مبداء ومعاد صفحہ ۱۴۸ از امام ربانی مجدد الف ثانی)

یظہر صاحب الرایة المحمدیة و الدولة الاحمدیة۔ امام مہدی، محمدؐی جھنڈے اور احمدی حکومت کے حامل کے طور پر ظاہر ہوں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب امام مہدی آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اہل مشرق ومغرب کو جمع کردے گا۔ (ایسا ہو چکا ہے) (ینابیع المودۃ جلد ۳ صفحہ ۹۰)

حضرت شاہ رفیع الدینؒ فرماتے ہیں کہ (امام مہدی سے) بیعت کے وقت آسمان سے اِن الفاظ میں آواز آئے گی۔"**ھٰذا خلیفته اللّٰه المهدی فاستمعو له و اطیعوا**" کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو۔اور اس آواز کو اس جگہ کے تمام خاص وعام سنیں گے۔(اللہ کا خلیفہ مہدی یعنی نبی۔قرآن مجید میں نبیوں کو خلیفہ اللہ بھی کہا گیا ہے) (ترجمہ قیامت نامہ صفحہ ۱۰)

حضرت امام باقرؒ کا ایک قول ہے کہ امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا اس کی آواز مشرق میں بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب کے رہنے والوں کو بھی۔یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اُٹھے گا۔ (المہدی الموعود المنتظر عند علماء اہل السنة والامامیہ صفحہ ۲۸۴)

(مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ سے یہی پیغام ۲۴ گھنٹے تمام دُنیا میں ۱۰ سیٹلائٹس کے ذریعے نشر ہو رہا ہے)

" **وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** "(سورۃ ال عمران آیت ۸۴) تفسیر عیاشی میں حضرت امام محمد باقرؒ سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمدﷺ کے متعلق نازل ہوئی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا تو روئے زمین کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوگا جس میں **لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه** کی شہادت کا اعلان نہ ہو۔

(حاشیہ مقبول صفحہ ۱۱۹ سورۃ ال عمران بحوالہ اسلامی کلمہ افادات صفحہ ۱۳۶ از علامہ علی شیر حیدری ترتیب مولانا عبدالرحیم بھٹو جامعہ حیدریہ کراچی طباعت اکتوبر ۲۰۰۳)

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھا دے گا۔یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور اُن کے درمیان کا فاصلہ ایک برید یعنی ایک سٹیشن کے برابر رہ گیا ہے۔چنانچہ جب وہ اُن سے بات کریں گے تو وہ انہیں سُنیں گے اور ساتھ دیں گے۔جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا۔

(مہدی موعود ترجمہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۱۸)

پھر حضرت امام جعفر صادقؒ کا ایک اور قول ہے کہ مومن امام مہدی کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اور اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہے اور جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہے۔ (نجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

تحذیر المسلمین میں لکھا ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں اس کے ماننے والوں کو قوت سامعہ اور باصرہ اتنی تیز کر دی جائے گی کہ اگر متبعین ایک ملک میں ہوں گے اور امام دوسرے ملک میں تو وہ امام کو دیکھ لیں گے اس کا کلام سن سکیں گے اور اس سے آزادی سے بات چیت کر سکیں گے۔(تحذیر المسلمین صفحہ ۷۰)

معزز قارئین! آج اس جدید دور میں یوں تو بہت سے ٹیلی ویژن پروگرام نشر کیے جاتے ہیں اور لوگ ان پروگراموں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔بعض نام نہاد اسلامی چینلز بھی اب محدود پیمانے پر لوگوں اور حکومتوں سے مانگ تانگ کر پروگرام پیش کرتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات کو گھر گھر پہنچانے کا دعویٰ کرتے ہیں،حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی سچی تصویر کم ہی پیش کرتے ہیں اور اپنے فرقے کے

گُن زیادہ گاتے ہیں اور بے تحاشہ اشتہار بازی کرتے ہیں جو اکثر غیر اسلامی ہوتی ہے۔اس کے بالمقابل مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے جسے سب سے پہلا مکمل اسلامی چینل ہونے کا اعزاز حاصل ہے اور اسے یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ اس کی نشریات تمام دُنیا کے گوشے گوشے میں دکھائی اور سُنائی دیتی ہیں ۔کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جب قرآن کی دلنشیں تعلیمات ہوا کے دوش پر لہراتی ہوئی دُنیا کے کونے کونے میں نہ سُنائی دیتی ہوں۔اسی طرح امام مہدی و مسیح موعود اور اُس کے خلفاء کے ارشادات جو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت اور سُنّت رسول اللہ کے عین مطابق ہیں لوگوں کے دلوں کو منّور کرنے کے لیے اور بدعات اور بدرسوم کا قلع قمع کرنے کے لیے دن رات بیان کیے جاتے ہیں۔مندرجہ بالا روایات بالکل سچ ہیں ان کی سچائی کے ہم شاہد ہیں کہ لوگوں تک زمانہ کے امام کا پیغام مشرق اور مغرب کے لوگ بیک وقت دیکھ اور سُن رہے ہیں۔خُدا تعالیٰ اندھوں اور بہروں کو صحت دے۔آمین۔

سپین کے شہرہ آفاق صوفی حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔ **الساعتہ ای ظہور المہدی** ساعت سے مراد ظہور مہدی ہے۔ (تفسیر حضرت محی الدین ابن عربیؒ جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

امام مہدی و مسیح موعود کی پیدائش کے زمانہ میں ایک نئی سواری ایجاد ہوگی جس کے سبب اونٹ ترک کردیے جائیں گے۔(ریل، موٹریں، ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ)(مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

تمام دُنیا کی خبر ایک آن میں سنی جا سکے گی۔(ٹیلی فون، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ وغیرہ)

(بحار الانوار از محمد باقر مجلسی جلد ۵۲ صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ بیروت لبنان)

معزز قارئین! یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ تمام انبیاء کرام کی سخت مخالفت کی گئی۔ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جو رحمتہ للعالمین اور خاتم النبیین ہیں ان کی بھی مخالفت کی گئی۔ضروری ہے آپ ﷺ کے کامل غلام کی بھی مخالفت ہو چنانچہ حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ جب امام مہدی دُنیا میں ظاہر ہوگا تو علمائے ظاہر سے بڑھ کر ان کا کوئی کھلا دُشمن نہیں ہوگا، کیونکہ مہدی کی وجہ سے ان کا اثر رسوخ جاتا رہے گا۔ (فتوحات مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب پیشوا فرقہ دیوبند فرماتے ہیں کہ امام مہدیؑ چونکہ سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے اس لیے کروڑوں لوگ مہدیؑ سے روگردانی کریں گے۔ (قاسم العلوم صفحہ ۱۱۵)

آئیے دیکھتے ہیں کہ مسیح و مہدی علیہ السلام جب تشریف لائیں گے اسلام اور مسلمانوں کی کیا حالت ہوگی اور آخری زمانہ کی کیا نشانیاں حضور ﷺ نے بیان فرمائیں؟

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔قرآن کا صرف رسم الخط رہ جائے گا اُن کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر حقیقت میں نُورِ ہدایت سے محروم ہوں گی۔اُن کے علماء اِس آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ہر فتنہ انہیں سے نکلے گا اور انہیں کی طرف لوٹ جائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۵۲ حدیث نمبر ۲۷۶ بیہقی شعب الایمان)

قارئین کرام! ایک نام نہاد اسلامی ٹی وی چینل پر دو اشخاص نے اس حدیث کے بارے میں وضاحت چاہی تو سُنّی مولوی اور شیعہ مولوی نے اس حدیث کے وجود سے ہی انکار کر دیا۔حالانکہ یہ حدیث مشکوٰۃ اور کنز العمال کے علاوہ دوسری بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔ایسے مولویوں کے بارے میں رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے علم چھپایا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائے گا۔(المستدرک کتاب العلم) رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے ''جب اس اُمّت کے لوگ اگلوں پر لعنت کرنے لگیں اس وقت جو ایک حدیث چھپائے گا تو گویا اس نے اللہ کا نازل کردہ حکم چھپایا۔''

(سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ حدیث ۲۶۳ صفحہ ۲۴۹۳)

سنن ابن ماجہ ہی کی ایک حدیث جو صفحہ ۲۶۱ پر درج ہے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جو شخص کسی علم کو زبانی یاد کرے اور پھر اسے لوگوں سے چھپائے تو وہ قیامت کے دن آگ کی لگام پہن کر آئے گا۔'' (بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال صفحہ ۳۰۶، مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم جلد ۳ و کنز العمال صفحہ ۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

تم اللہ سے غمنا کی کے گڑھے میں جانے سے پناہ طلب کرو۔انہوں نے استفسار کیا۔اے اللہ کے رسول! غمنا کی کا گڑھا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جہنم میں ایک وادی ہے جس کے عذاب سے جہنم روزانہ چارسو بار پناہ مانگتی ہے، استفسار کیا گیا، اے اللہ کے رسول! اس میں کون داخل ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ علماء داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے ہیں۔ابن ماجہ میں یہ الفاظ مزید ہیں۔اللہ کے ہاں سب سے مبغوض قاری وہ ہوں گے جو امراء(کی ملاقات) کے لیے ان کے گھروں کا

طواف کریں گے۔ (مشکوٰۃ جلد۱صفحہ۱۵۲حدیث نمبر۲۷۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، جس میں جھگڑے ہوں گے، لڑائیاں ہوں گی، اختلافات پیدا ہوجائیں گے۔ بظاہر تو لوگ یعنی عوام ہی لڑتے ہیں لیکن اُن کا کوئی قصور نہیں ہوگا۔ وہ اپنے علماء کی طرف رجوع کریں گے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آخر اُن کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کیوں فتنہ فساد کا شکار ہو گئے ہیں۔ پس جب وہ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی اُمید سے جائیں گے۔ تو وہ اُنھیں بندروں اور خنزیروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی وہ علماء نہیں ہیں بندر اور خنزیر ہیں۔ (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال جلد۷صفحہ۱۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **تکون فی اُمّتی فزعة فیصیر الناس الیٰ علمائهم فاذاهم قردة وخنازیر** ۔یعنی میری اُمّت میں ایک گھبراہٹ اور بےچینی پیدا ہوگی جس پر لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو دیکھیں گے وہاں تو بندر اور سوٴر بیٹھے ہیں۔

(کنز العمال جلد۱۶صفحہ۸۰حدیث نمبر۳۸۷۲۷ ناشر موسسۃ الرسالتہ بیروت ۱۹۸۵ء، عن ابی امامتہ الترمذی الحکیم فی نوادر الاصول)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**یاتی علی الناس زمان یستخفی المومن فیهم کما یستخفی المنافق فیکم الیوم**" لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں مومن اسی طرح پوشیدہ رہیں گے جس طرح تم میں آج منافق چھپتے پھرتے ہیں۔ (عن جابر۔ دیلمی فی مسند فردوس)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**یاتی علی الناس زمان یحجون و یصلون و یصومون وما فیهم مومن**"

ترجمہ: لوگوں پہ ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ حج کریں گے، نمازیں پڑھیں گے اور روزے رکھیں گے مگر اُن میں کوئی مومن نہ ہوگا۔ (عن خیثمہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب باطل اِس قدر پَر پُرزے پھیلا چکا ہوگا کہ حق کی تلاش مُشکل ہوجائے گی۔ (نہج البلاغہ صفحہ۲۰۴ بحوالہ الشیعہ والسنیہ صفحہ۹)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں جاہل عبادت گزار اور فاسق قاری ہوں گے۔'' (حلیہ الاولیاء، مستدرک حاکم، کنز العمال جلد۱۴صفحہ۳۸۴۸ بحوالہ ماہنامہ بناتِ عائشہ جون ۲۰۱۰ء)

عنقریب اندھیری رات کی طرح تاریک فتنے ہوں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ۴۶۴)

حضرت زید بن لبیبؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک (خوفناک) چیز کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ: ''ایسا اُس وقت ہوگا جب دین کا علم مٹ جائے گا'' تو میں نے کہا ''اے اللہ کے رسول علم کیونکر مٹ جائے گا جب کہ ہم قرآن پڑھ رہے ہیں، اپنی اولاد کو پڑھا رہے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنی اولاد کو پڑھاتے رہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''خوب اے ابن زیاد! میں تجھے مدینہ کا سمجھدار آدمی سمجھتا تھا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل پڑھتے ہیں لیکن ان کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے''۔

(سنن ابی ماجہ کتاب الفتن)

حضرت ابوداؤدؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی پھر فرمایا: یہ وہ گھڑیاں ہیں کہ (اِن کے بعد) لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ علم کا کوئی حصہ اُن کے پاس باقی نہ رہے گا۔ حضرت زیاد بن لبیدؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے علم کیسے جاتا رہے گا جب کہ ہم نے قرآن پڑھ لیا ہے، سو خُدا کی قسم ہم خود بھی پڑھیں گے اور عورتوں اور بیٹیوں کو بھی پڑھائیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تجھے تیری ماں روئے! میں تو تجھے مدینہ کے عالموں میں اور عقلمندوں میں شمار کرتا تھا۔ دیکھو یہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی موجود ہے۔ پھر ان لوگوں کو اُن سے کیا فائدہ ہوا؟

(ترمذی جلد۲صفحہ۱۰۴حدیث نمبر۵۱۳ ابواب العلم، ابن ماجہ صفحہ۶۰۸ حدیث نمبر۴۰۴۴ باب الفتنہ بحوالہ شریعت یا جہالت صفحہ۵۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں پچھلی امتوں کی بیماری ضرور پھیلے گی اور وہ بغض وحسد ہے جو کہ اُسترے کی طرح ہے لیکن یہ اُسترا دین کو کاٹتا ہے نہ کہ بالوں کو، اُس پاک ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! تم اُس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو جاؤ اور اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اُس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔ (مولوی کہتے ہیں کہ ہمیں سلام جیسی دُعا نہ ہم دے سکتے ہیں اور نہ لے سکتے ہیں) (مسند احمد جلد۱صفحہ۲۴۸ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال ص۱۹۰)

رسول اللہ ﷺ نے آخری زمانے کے مسلمانوں کے بارے میں فرمایا۔ ''وہ قرآن مجید کی

تلاوت کریں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ اسلام سے اِس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔'' (مسند احمد بن حنبل جلد۴ صفحہ۳۱۲)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ''میری اُمّت میں قیامت تک ایک جماعت رہے گی، جس کی خُدا کی جانب سے مدد ہوتی رہے گی۔ جو ان کا ساتھ نہ دے گا، انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔''

(آخری زمانہ میں امام مہدی و مسیح موعود کی جماعت مراد ہے نہ کہ ۷۲ ناری فرقے۔ امام آخر الزماں سے پہلے مجدد دین کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا رہا ہے) (مشکوۃ، بناتِ عائشہ ماہنامہ جون ۲۰۱۰ء صفحہ ۷۶)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ **امر بالمعروف اور نہی عن المنکر** کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں بھی وہی (خرابیاں) ظاہر ہونے لگیں گی جو سابقہ قوموں میں تھیں'' ہم نے عرض کیا ''سابقہ قوموں میں کیا خرابیاں ظاہر ہوتی تھیں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا! ''جب تم میں پست ذہنیت کے لوگ حکمران بن جائیں گے، بڑوں میں بے حیائی پھیل جائے گی اور گھٹیا قسم کے لوگوں کے پاس علم رہ جائے گا''۔ (ایسا ہوگیا ہے۔ ایسے حالات میں نبی بھیجنا سُنّت اللہ ہے) (سنن ابی ماجہ کتاب الفتن)

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''عنقریب تم پر ایسے لوگ امیر بنائے جائیں گے کہ بعض کو تم پسند کرو گے اور بعض کو ناپسند۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانہ میں میری اُمّت کی ایک قوم کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا'' صحابہؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ خواہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں'' فرمایا ''ہاں خواہ نمازیں پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں، حج کرتے ہوں'' عرض کی گئی ان کا جُرم کیا ہوگا؟'' فرمایا: وہ عورتوں کا گانا سنیں گے اور باجے بجائیں گے اور شراب پئیں گے اسی لہو و لعب میں رات گذار دیں گے اور صبح کو بندر اور خنزیر بنا دیے جائیں گے۔ (عمدۃ القاری صفحہ ۵۹۳ جلد ۱۳ دار الفکر بیروت بحوالہ گانوں کے ۳۵ کفریہ اشعار از الیاس عطار صفحہ ۷ شائع کردہ مجلس مکتبہ المدینہ کراچی)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ لوگ آنحضرت ﷺ سے خیر کی باتیں پوچھا کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے شَرّ کے بارے میں تحقیق کیا کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے پہنچ

جائے، فرماتے ہیں، میں نے (ایک دفعہ) عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت اور شر میں پھنسے ہوئے تھے، حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کی بدولت، ہمارے پاس یہ خیر بھیج دی (یعنی اسلام) تو کیا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شَرّ ہوگا؟ فرمایا: ہاں، میں نے کہا اور اُس شَرّ کے بعد کوئی خیر ہوگی؟ فرمایا: ہاں، مگر اُس میں کدورت ہوگی، میں نے کہا کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا کچھ لوگ ہوں گے جو میری سُنّت کے بجائے دوسری چیزوں کی تلقین کریں گے، ان میں نیک و بد کی آمیزش ہوگی، میں نے کہا اچھا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شَرّ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! جہنم کے دروازوں پر بُلانے والے ہوں گے جو اُن کی دعوت پر لبیک کہے گا، اُسے جہنّم جھونک دیں گے، میں نے کہا یارسول اللہ! ذرا اُن کا حال تو بیان فرمائیے، فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا، اگر یہ بُرا وقت مجھ پر آجائے تو آپ ﷺ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں، فرمایا! مسلمانوں کی جماعت اور اُن کے امام سے چمٹے رہنا، میں نے کہا اگر اس وقت نہ مسلمانوں کی جماعت ہو نہ امام تو پھر؟ فرمایا: پھر ان تمام فرقوں سے الگ رہو خواہ تمہیں کسی درخت کی جڑ میں جگہ بنانا پڑے، حتیٰ کہ اسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔''

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۱، بخاری کتاب الفتن جلد ۸ صفحہ ۳۴۴ حدیث نمبر ۷۰۸۴)

(بخاری میں ہے کہ تو پھر ایسا کر کہ ان تمام فرقوں سے الگ رہ (جنگل میں دور دراز چلا جا) اگر وہاں کچھ کھانے کو نہ ملے تو خواہ کسی درخت کی جڑ مرنے تک چباتا رہ)

ابن مسعودؓ نے فرمایا یہ وہ وقت نہیں ہے آج تو تمہاری باتیں مان لی جاتی ہیں لیکن ہاں ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ نیک باتیں کہنے اور بھلائی کا حُکم کرنے والوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی جائے گی اُس وقت تم صرف اپنے نفس کی اصلاح کے لیے لگ جانا۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۳۰ سورۃ مائدہ رکوع ۱۴ کی تفسیر میں)

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کیا تم وہ کچھ دیکھ رہے ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات کو دیکھ رہے ہیں۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا جس دن اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے والا ہاتھ پر چنگاری رکھنے والے کی مثل ہوگا اور اس کے لیے تم جیسے پچاس کا ثواب ہوگا۔

(احمدی ہونے والا بھی ہاتھ پر چنگاری رکھتا ہے۔احمدی مسلمان ہوتے ہی قانون اور مولوی دُشمن بن جاتے ہیں لیکن خُدا ساتھ ہو جاتا ہے) (ابن ماجہ کتاب الفتن جلد۴صفحہ ۳۶۵ مطبوعہ دار المعرفت بیروت،شاہراہ اولیاء صفحہ ۳۸)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور دین کا علم دُنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔صحابہؓ نے عرض کی ھرج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: قتل خُون ریزی۔ (بخاری حدیث نمبر ۶۰۳۷)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی باتیں سُنائیں گے جو نہ تم نے سُنی ہیں اور نہ تمہارے آباؤاجداد نے سُنی ہیں۔پس تم اپنے آپ کو ان سے اور ان کو اپنے آپ سے بچائے رکھو،کہ وہ تم کو گُمراہی اور فتنہ میں ڈال دیں۔(مولوی بھی ایسی ہی کہانیاں سناتے ہیں اور ان کے مرید واہ واہ کرتے ہیں) (بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت از محمد ضیاءاللہ قادری صفحہ ۲۷،۲۸)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **"ولا تقوم الساعته حتی لا یحج البیت"** قیامت سے پہلے ایسا وقت بھی آئے گا کہ حج نہ کرنے دیا جائے گا۔(احمدی مسلمانوں کے لیے قانوناً حج کرنے پر پابندی ہے) (کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۶)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

زمانہ سمٹ جائے گا اور علم قبض کر لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے،لوگوں پر حرص اور بُخل ڈال دیا جائے گا اور فتنہ و فساد بکثرت ہو گا۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ فتنہ و فساد سے کیا مُراد ہے؟ فرمایا''قتل''۔اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے،دُنیا ختم نہیں ہو گی،یہاں تک کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ قاتل کو معلوم نہیں ہو گا کہ اِس نے کس جُرم میں دوسرے کو قتل کیا،اور مقتول کو کچھ معلوم نہیں ہو گا کہ اُسے کس جُرم میں قتل کیا گیا،عرض کیا گیا یہ کیسے ہو گا؟ فرمایا: فتنہ و فساد ہو گا،قاتل اور مقتول دونوں سیدھے جہنم میں جائیں گے۔(بعینہ ایسا ہی ہو رہا ہے)

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مومن،مسلمانوں کی جماعت کے لیے دُعا کرے گا،مگر اُس کی دُعا قبول نہیں کی جائے گی،اللہ تعالی ارشاد فرمائے گا کہ تُم اپنی ذات کے لیے اور اپنی پیش آمدہ

ضروریات کے لیے دُعا کرو،تو میں تیری دُعا قبول کروں گا،لیکن عام لوگوں کے حق میں نہیں۔اس لیے کہ اُنہوں نے مجھے ناراض کر رکھا ہے۔(ایک روایت میں ہے کہ میں اُن پر غضبناک ہوں)
(کتاب الرقائق صفحہ ۱۵۵ بحوالہ معاشرتی بگاڑ کا سدّ باب از مولانا یوسف لدھیانوی صفحہ ۲۲۷،۲۲۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ علم کو اِس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ لوگوں کے سینے سے نکال لے،بلکہ علماء کو ایک ایک کر کے اُٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنا لیں گے،اُن سے سائل پوچھیں گے وہ جانے بوجھے بغیر فتویٰ دیں گے،وہ خود بھی گُمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گُمراہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم صفحہ ۳۳)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کسی مسلمان کا دین سلامت نہیں رہے گا سوائے اس کے جو اپنے دین کی حفاظت کے لیے ایک بستی سے دوسری بستی،ایک گھاٹی سے دوسری گھاٹی اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف بھاگے گا۔
(احمدی مسلمان دین کی حفاظت کیلیے ہجرت کرتے ہیں)
(بیہقی فصل فی ترک الدنیا حدیث ۳۹۴۳ صفحہ ۱۸۳ بحوالہ اللہ والوں کی باتیں صفحہ ۶۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعث ہو گی۔اللہ کی قسم! میں اِس امر پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتا جو اِس کا سوال کرے یا اُس کی حرص رکھتا ہو'' (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۸ بحوالہ رسائل دعوت اسلامی صفحہ ۶۳)

حضرت ابونعیم نے حلیہ میں ابوامامہ باہلیؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

آخیر زمانے میں کیڑے مکوڑوں کی طرح ہر طرف ''مُلّا نے'' پھوٹ پڑیں گے پس تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے تو اُسے چاہیے کہ وہ اُن سے خُدا کی پناہ مانگے۔(مُلّا نے پھوٹ پڑے ہیں اور ٹڈی دل کی طرح دُنیا کے اَمن کو کھا رہے ہیں) (حلیہ،بحوالہ تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں صفحہ ۷)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کچھ ایسے آئمہ ہوں گے جو نہ میری ہدایت اپنائیں گے اور نہ ہی میری سُنّت پر کاربند ہوں گے،اور اُن کے درمیان کچھ ایسے

لوگ کھڑے ہوں گے جن کے دِل انسانوں کے اور جسموں میں شیاطین کے دِلوں کی طرح ہوں گے ۔حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھے ایسے حالات کا سامنا ہو تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم امیر کی سنو اور اطاعت کرو اگر وہ تمہاری پُشت پر ضرب لگائے اور تمہارا مال لے لے تو بھی اُس کی سنو اور اطاعت کرو۔ (صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۱۴۷۶ حدیث ۱۸۴۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب کہ لوگ اپنی مسجدوں میں دُنیا کی باتیں کریں گے۔ جب ایسا زمانہ آجائے تو تم اُن کے سامنے مت بیٹھنا۔ اللہ ایسے لوگوں سے بے پرواہ ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ تبلیغی جماعت احادیث کی روشنی میں از علامہ ارشد القادری صفحہ ۷۸ ناشر دارالعلوم امام احمد رضا کونڈ یورے، رتنا گیری مہاراشٹر)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری اُمّت پندرہ خصلتیں اختیار کرلے گی تو اِس پر آفتیں اور بلائیں نازل ہوں گی'' عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! وہ کونسی خصلتیں ہیں؟ فرمایا: ''جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال بنالیا جائے اور امانت کو مالِ غنیمت بنالیا جائے اور زکوٰۃ کو جُرمانہ سمجھا جائے اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے اور ماں کی نافرمانی کرے اور دوست کے ساتھ بھلائی کرے اور باپ کے ساتھ بے وفائی کرے اور مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں اور سب سے رذیل (یعنی کمینہ ترین) شخص کو قوم کا سردار بنالیا جائے اور کسی شخص کے شَرّ سے بچنے کے لیے اُس کی عزت کی جائے اور شرابیں پی جائیں اور ریشم پہنا جائے اور گانے والیوں اور آلاتِ موسیقی کو رکھا جائے اور اس اُمّت کے بعد والے پہلوں کو بُرا کہیں، اُس وقت لوگوں کو سُرخ آندھیوں یا زلزلوں یا زمین میں دھنسنے یا چہروں کے مسخ یا پتھر برسنے کا انتظار کرنا چاہیے۔'' (یہ تمام پندرہ خصلتیں مسلمان اختیار کرچکے ہیں)

(سنن الترمذی جلد ۴ صفحہ ۸۹، ۹۰ حدیث ۲۲۱۷، ۲۲۱۸ دارالفکر بیروت بحوالہ گانوں کے ۳۵ کفریہ اشعار صفحہ ۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **"فیبقی شرار النّاس فی خفته الطیر و احلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا۔"**

ترجمہ: صرف بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جو چڑیوں کی طرح ہلکے اور درندوں کی سی قلیں رکھنے والے ہوں گے نہ اچھائی کو وہ اچھائی سمجھیں گے نہ بُرائی کو بُرائی۔ (سعید فطرت احمدی ہو جائینگے) (صحیح مسلم)

شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انہیں حلال سمجھا جائے گا۔ سود،

جواء، گانے بجانے کے آلات، شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی، بے حیائی اور ناجائز اولاد کی کثرت ہوگی، دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی، ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہوگی، لوگ موٹی موٹی گدّیوں پر سواری کر کے مسجدوں میں آئیں گے، ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوں گی مگر وہ ننگی ہوں گی (لباس باریک اور چُست ہونے کے سبب) اُن کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، لچک لچک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، یہ نہ جنّت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی، مومن آدمی لوگوں کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا، مومن اِن برائیوں کو دیکھے گا، مگر اِنہیں روک نہ سکے گا، جس کے باعث اُس کا دل اندر ہی اندر گُھلتا رہے گا، فتنے بہت ہوں گے۔ (یہ سبھی علامتیں بھی مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں) (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بہتّر ۷۲ دوزخ میں اور ایک جنّت میں ہوگا (اس سے مراد) وہ لوگ ہیں جو جماعت کی موافقت کرنے والے ہیں، اور بے شک میری اُمّت میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن میں (بدعات) خواہشات یوں سرایت کر جائیں گی جیسا کہ باؤلے کُتّے کی بیماری اُس کے ساتھی میں مُنتقل ہوجاتی ہے، اس کی کوئی رَگ کوئی جوڑ باقی نہیں رہتا مگر بیماری اُس میں داخل ہوجاتی ہے۔

(مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۱۶ حدیث نمبر ۱۷۲، سنن ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

عنقریب علم ختم ہونے لگ جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ کسی فرض کے بارے میں دو آدمیوں میں اختلاف ہوجائے گا تو وہ کسی ایسے انسان کو نہیں پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ (امام مہدی و مسیح موعود کو ایسے حالات میں فیصلہ کرنے والا حَکم بنا کر اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا ہے)

(دارمی، دارالقطنی اور مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۵۳ حدیث نمبر ۲۷۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مویشی چرانے والے لوگ کوٹھیوں میں اکڑنے لگیں گے یعنی بلند کوٹھیاں بنوا کر فخر کریں گے۔

(بخاری کتاب ماجاء فی البناء صفحہ ۶۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قیامت قائم نہ ہوگی جب تک انسان مصائب سے تنگ آکر

کسی کی قبر کو دیکھ کر خواہش کرنے لگے کہ اُس میّت کی جگہ قبر میں مَیں ہوتا۔ (بخاری کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کریں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہو گی، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا۔ (بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاہلیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اُتر پڑے گی اور علم اُٹھا لیا جائے گا اور ''ہرج'' بڑھ جائے گا اور ''ہرج'' قتل ہے۔ (ہرج بڑھ چکا ہے، چرواہوں کی کوٹھیاں بن چکیں، خودکشیاں بڑھ گئیں)

(بخاری کتاب الفتن جلد ۸ صفحہ ۳۳۴ حدیث نمبر ۷۰۶۳)

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ لے کر پہاڑی کی چوٹیوں اور بارش برسنے کی جگہوں پر چلا جائے گا وہ فتنوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لیے وہاں بھاگ کر آ جائیگا۔ (کتاب الفتن بخاری حدیث ۷۰۸۸)

امام غزالیؒ نے ایک حدیث ارشاد فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''جب فقیروں سے لوگ دُشمنی کریں گے، دُنیاوی شان وشوکت کا اظہار کریں گے اور مال وزر کے جمع کرنے میں حریص ہو جائیں گے تو اُن پر اللہ تعالیٰ چار لعنتیں نازل کرے گا۔ ۱۔ قحط سالی ۲۔ ظالم و بےحِس حکمران ۳۔ خائن حاکم ۴۔ دُشمنوں کا غلبہ۔ (یہ چار لعنتیں نازل ہو رہی ہیں) (مکاشفۃ القلوب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **"لاتقوم الساعته حتی یعجل کتاب اللّٰہ عاراً و یکون الاسلام غریباً۔۔۔،و یصدق الکاذب و یکذب الصادق"**

قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ کتاب اللہ کو عار بنایا جائے گا اور اسلام غریب ہو جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔ (یہ بھی ہو رہا ہے۔ قرآن کی جھوٹی قسمیں اُٹھاتے ہیں اور قرآن سے شادیاں بھی کروائی جا رہی ہیں۔ سچائی کی پیکر جماعت احمدیہ پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں اور آوارگانِ اُمّت کو راہبر سمجھا جاتا ہے) (حدیث ابو موسیٰ اشعری تاریخ ابن عساکر و طبرانی)

مسند احمد، سنن ابی داؤد و ابن ماجہ و صحیح ابن حیان و مستدرک حاکم میں عبداللہ بن مغفلؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے **" انه سيكون فى هٰذه الامّته قوم يعتدون فى الطّهور و الدّعا ۔"** بے شک عنقریب اس اُمّت میں وہ لوگ ہوں گے کہ طہارت اور دُعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ۔** (سورۃ الطلاق آیت ۲) جو اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھے بے شک اُس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۱)

مولوی لوگ ظاہری صفائی کا خیال رکھتے ہیں اور اندرونی گندگیوں کو پالتے ہیں اور راتوں کو مجلس لگا کر لمبی لمبی دُعائیں کرتے ہیں۔ مولوی طاہر القادری اور ڈاکٹر عامر لیاقت وغیرہ اِس کی مثال ہیں۔ نماز جو عبادتوں کی سرتاج ہے اُسے چٹکیوں میں ختم کرتے ہیں اور بعد از نماز لمبی لمبی دُعائیں کرتے ہیں۔ یہ آوارگانِ اُمّت پبلک کے ساتھ مل کر جتنی دُعائیں کرتے ہیں اگر اُن میں سے چند دُعائیں بھی قبول ہو جائیں تو روٹی، بجلی اور پانی سے محروم انسانوں کو تھوڑا سا چین ضرور مل جائے۔ لیکن ہم دیکھتے جتنی یہ آوارگانِ اُمّت دُعائیں مانگتے ہیں عذاب کی شدّت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس ذلّت و رُسوائی کی وجہ سچوں کی تکذیب ہے۔ حضرت عیسیٰ نے سچ فرمایا تھا کہ نام نہاد علماء قبروں کی مانند ہیں جو باہر سے خوبصورت دکھائی دیتی ہیں اور ان کے اندر نجاست بھری ہوتی ہیں ہے۔

آخری زمانہ میں ستارہ ذوالسنین اور دُم دار ستارہ طلوع ہو گا۔ (حج الکرامہ صفحہ ۳۴۵، مکتوبات مجدد الف ثانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶) ستارہ ذوالسنین ۱۲۹۹ھ میں نکلا تھا۔ (اخبار روزگار ۹ ستمبر ۱۸۸۳ء) دم دار ستارے کا طلوع و غروب کے عنوان سے مع تصویر کے دمدار ستارے پر تفصیل سے ایک مضمون الہٰ آباد سے شائع ہونے والے ادیب نامی رسالے میں شائع ہوا تھا۔ مضمون نگار نے لکھا ہے کہ دمدار ستارہ ۷۵ برس کے وقفہ سے نمودار ہوتا ہے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو نمودار ہونے سے پہلے دمدار ستارہ ۱۸۳۵ء میں دکھائی دیا تھا۔

علامہ اقبال نے بھی اپنی ڈائری میں ۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء کو نمودار ہونے والے دمدار کا نظارہ کیا تھا۔ اقبال کے بیٹے جسٹس جاوید اقبال نے انکی ڈائری Stray reflactions کے نام سے شائع کی ہے۔ اس واقع کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کل چار بجے کے قریب میں نے ہیلی کا کومیٹ دیکھا۔ ۷۵ سال میں ایک بار یہ ہمارے آسمانوں پر نمودار ہوتا ہے۔

رمی شہاب ثاقب ہو گی جیسا کہ آنحضور ﷺ کی پیدائش کے وقت ہوئی تھی۔ (زرقانی جلد ۱ صفحہ

۱۲۲،۱۲۳)معزز قارئین !۲۷اور۲۸ نومبر ۱۸۸۸ءکورمی شہب کا نظارہ ساری رات رہا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱۰)

اکثر اہل ارض رومی یعنی عیسائی ہوں گے۔ (مسلم جلد۲ باب الفتن)

بہت سے لوگ دجّال کی پیروی اختیار کرلیں گے۔ (ترمذی باب الفتن فی فتنہ الدجّال)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔نماز ترک ہوجائے گی۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۲۹۸،۲۹۷)

قبر پرستی ہوگی۔**اتخذا امتك قبور هم مسجد۔۔** (بحارالانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۶)

امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت دابتہ الارض ہے۔(مسلم کتاب الفتن) علامہ توربشتی نے اس سے طاعون کا کیڑا مُرادلیا ہے۔

(عقائد مجددیہ الصراط السوی ترجمہ عقائد توربشتی متوفی ۶۳۰ ہجری از علامہ شہاب الدین توربشتی منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور)

اُنیسویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندوستان میں پھیلنے والی طاعون سے ایک ہفتہ میں تیس تیس ہزار لوگ مَرتے تھے۔اسی زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی نے امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔

امام مہدی کے زمانہ کی ایک علامت یاجوج وماجوج کا خروج ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن)

یاجوج وماجوج سے مراد آگ سے کام لینے والی طاقتیں ہیں۔آج کی ترقی یافتہ مغربی اقوام ہی یاجوج اور ماجوج ہیں۔اقبال نے کہا تھا ؎

کُھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حدب ینسلون

مفتی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ خُدا یاجوج ماجوج کے لیے کیڑے جیسی شے بھیجے گا وہ کیڑوں کی جیسی ہوگی جیسے اونٹ اور بکریوں کے ناک میں ہوتی ہے۔ (یاجوج ماجوج)

مُصنّف یاجوج ماجوج لکھتے ہیں کہ حضرت نواس بن سمعانؓ نے دجّال کے ذکر اور اُس کی سیدنا عیسیٰؑ کے ہاتھوں ہلاکت کے بعد ذکر فرمایا کہ عیسیٰؑ کے پاس ایک قوم آئے گی جنہیں دجّال سے اللہ تعالیٰ نے بچایا ہوگا اُن کے چہرے پر حضرت عیسیٰؑ ہاتھ پھیر کر اُن کے جنّت میں درجات بیان کریں گے

وہ اِس حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو وحی بھیجے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں کہ اُن کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں میرے اُن بندوں کو پہاڑ پر لے جایئے۔اِس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو خروج کا حُکم فرمائے گا وہ لوگوں پر خروج کریں گے۔آتے ہی تمام پانی پی جائیں گے۔اور لوگ (مومن) اُن سے بچ کر قلعوں میں محفوظ ہو جائیں گے اور اپنے مویشی بھی ساتھ لے جائیں گے یاجوج و ماجوج تمام روئے زمین کا پانی چٹ کر جائیں گے یہاں تک کہ اُن کا کوئی نمائندہ کسی نہر سے گزرے گا تو وہ اکیلا ہی تمام نہر کا پانی پی جائے گا یہاں تک کہ وہ نہر خُشک ہو کر رہ جائے گی لوگ اُس کے بعد وہاں سے گزریں گے تو کہیں گے کہ یہاں تو پانی کی نہر تھی۔مومن لوگ سب کے سب قلعوں میں محفوظ ہوں گے یا شہروں میں ہوں گے۔

یاجوج ماجوج بحیرہ طبریہ سے گزریں گے تو اُس کا تمام پانی نگل جائیں گے یہاں تک کہ اُن کے بعد بعض لوگ گزریں گے تو کہیں گے یہاں تو بڑی نہر (طبریہ) تھی لیکن اُس وقت اُس میں معمولی سا پانی ہوگا۔حضرت عیسیٰؑ اور آپ کے رفقاء قلعوں میں محصور ہوں گے۔خوراک وغیرہ سب ختم ہو جائے گی۔اُس وقت بیل اور گدھے کا ایک سر سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ (مسلم)

مسلم شریف وغیرہ کی ایک روایت میں ہے کہ یاجوج ماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو مار ڈالا اب چلو آسمان والوں کو بھی قتل کر دیں وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔اللہ تعالیٰ اُن کے تیروں کو خُون آلودہ کر کے واپس کرے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ یاجوج ماجوج کا کوئی ایک اپنا حربہ لہرا کر آسمان کی طرف پھینکے گا تو اُس کی طرف خُون آلودہ ہو کر واپس آئے گا یہ بھی ایک بہت بڑی آزمائش اور فتنہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا نبی (حضرت عیسیٰؑ) اور آپؑ کے رفقاء خُدا کی طرف التجا کریں گے۔خُدا کیڑے بھیجے گا جو یاجوج ماجوج کی گردنوں میں لٹک جائیں گے۔(طاعون چوہے کے پسّو سے پیدا ہوتی ہے اور انسانوں کی گردن کے اطراف پر پیدا ہونے والی گلٹیاں طاعون کی سب سے بڑی علامت ہوتی ہے۔بانی جماعت احمدیہ نے ہندوستان میں لاکھوں لوگوں کو کھا جانے والی بیماری طاعون سے متعلق چند برس قبل ہی بتا دیا تھا)

معزز قارئین! مفتی اویسی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی اس تحریر میں متعین کرتے ہوئے یہ بھی

ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ پر وحی بھی نازل ہوگی اور وہ نبی بھی ہوں گے۔آج کل مولوی لوگ بڑے زور شور سے حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کو بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ وہ نہ نبی ہوں گے اور نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔اویسی صاحب کی اس جرأت پر شاباش۔ (یاجوج ماجوج از مفتی فیض احمد اویسی، پبلشرز بزمِ فیضانِ اویسیہ کراچی)

ایک حدیث میں مسیح موعود کے زمانہ کی ایک علامت اونٹوں کا استعمال متروک ہونا بھی ہے۔(مسلم کتاب الایمان نزول عیسیٰ بن مریم) (آج آگ کھا کر چلنے والی سواریوں نے اونٹوں کی جگہ لے لی ہے)

حضور ﷺ نے فرمایا۔"قرب قیامت (آخری زمانہ) کی ایک علامت یہ ہے کہ مومن شخص اُس زمانے میں لوگوں کے درمیان خوف سے چلے گا" اور فرمایا۔"کمینوں کی بہت کثرت ہو جائے گی اور شریفوں کی نہایت کمی رہ جائے گی" اور فرمایا۔"اس وقت ایسے قاری ہوں گے جن کی عبادت آپس میں ایک دوسرے کی ملامت کرنا ہوگی، اُن کا نام فرشتوں کے پاس آسمانوں میں الانجاس الارجاس (ناپاک) ہوگا۔آدمی کے شَر کے خوف سے اُس کی عزت کی جائے گی" اور فرمایا۔"جہلا منبروں پر چڑھ جائیں گے" اور آپ ﷺ نے فرمایا۔"بے قصور آدمی کو قتل کیا جائے گا تاکہ عوام مشتعل ہوں۔" (مسلمان ممالک میں یہ سب ہو رہا ہے) (الاشاعۃ صفحہ ۸۲، بحوالہ ماہنامہ بناتِ عائشہ جون ۲۰۱۰ء صفحہ ۷۱،۷۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اُن تاریک فتنوں کی آمد سے پہلے نیک اعمال کر لو جو اندھیری رات کی تہ بہ تہ تاریکیوں کے مثل ہوں گے، آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، دُنیا کے چند ٹکوں کے بدلے اپنا ایمان بیچتا پھرے گا۔" (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۷۵)

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

تم بھی ٹھیک پہلی اُمتوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھُسے تو تم بھی اُس میں گھُس کر رہو گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلی اُمّتوں سے مُراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا، اور کون۔ایک روایت میں ہے کہ اگر اُن میں سے کسی نے اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری اُمّت میں بھی اس قماش کے لوگ ہوں گے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۵۸، الترمذی جلد ۲ صفحہ ۸۹)

آخری زمانہ میں جہاں امام مہدی مسیح موعود علیہ السلام کے نازل ہونے کی خوشخبری اللہ

اور رسول اللہ نے سنائی ہے وہیں دجّال کی تصویر کشی بھی کی ہے۔حدیث میں آخری زمانے کا سب سے بڑا فتنہ دجّال کا خروج بتایا گیا ہے۔ (مسلم کتاب الفتن) رسول اللہؐ نے دجّال کے فتنہ سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔اِن آیات میں مسیحیت کا رَدّ فرمایا گیا ہے۔قرآن کریم نے سب سے خطرناک فتنہ مسیحیوں کا مسیح کو خُدا کا بیٹا قرار دینا بتایا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدّاً ۔** (سورۃ مریم ۹۲) قریب ہے کہ تمہاری اِس بات سے آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔ **أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَداً**۔(سورۃ مریم ۹۲) کہ اِن لوگوں نے خُدائے رحمان کا بیٹا قرار دیا ہے۔سورۃ الفاتحہ میں خُدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو دو فتنوں **الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** کا فتنہ جس سے یہود مُراد ہیں اور **الضَّالِّينَ** کا فِتنہ جس سے مُراد عیسائی ہیں سے بچنے کی دُعا سکھائی ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہود کے بارے میں فرماتا ہے: **ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُواْ إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنْ اللّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُواْ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّهِ وَيَقْتُلُونَ الأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ**۔اِن پر ذلّت کی مار ڈالی گئی جہاں کہیں بھی وہ پائے گئے۔سوائے اُن کے جو اللہ کے عہد اور لوگوں کے عہد (کی پناہ) میں ہیں۔اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ واپس لوٹے اور اور اُن پر (بے بسی کی) مار ڈالی گئی۔یہ اِس لیے ہوا کہ وہ اللہ کے نشانات کا انکار کیا کرتے تھے اور وہ انبیاء کی ناحق سخت مخالفت کیا کرتے تھے۔یہ اِس سبب سے ہوا جو اُنہوں نے نافرمانی کی اور وہ حدِّ اعتدال سے گزر جایا کرتے تھے۔(قتل کے معنے سخت مخالفت اور بائیکاٹ کے بھی ملتے ہیں۔دیکھیں لسان العرب) سورۃ آل عمران آیت ۱۱۳) گویا یہود ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔قرآن کریم اور احادیث کی رو سے مسیح اور مہدیؑ کے زمانہ میں عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔

دجّال کے لغوی معنی لسان العرب کے مطابق مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔کذاب یعنی سخت جھوٹا۔۲۔مالدار اور خزانوں والا۔۳۔بڑا گروہ جو اپنی کثرت سے زمین کو ڈھانپ لے۔۴۔ایسا گروہ جو اموال تجارت اُٹھائے پھرے۔

دجّال سے متعلق احادیث پیشِ خدمت ہیں جن کے مطالعہ سے دجّال کی صحیح تصویر واضح ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (دجّال کو) میں نے سوتے ہوئے خواب میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری کتاب الفتن) پھر نبی ﷺ نے دجّال کو ظاہری حلیہ کے لحاظ سے ایک تنومند نوجوان، چوڑے سینے والا، سفید رنگ روشن پیشانی والا دیکھا۔ (مغربی اقوام کے یہی خدّ و خال ہیں)

(ابن ابی شیبہ جلد ۱۵ کتاب الفتن ما ذکر فی فتنۃ الدجال)

دجّال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ (دُنیاوی آنکھ روشن اور رُوحانی آنکھ اندھی ہوگی) (بخاری کتاب الانبیاء) اُس کی بائیں آنکھ بہت چمکتی ہوئی ہوگی گویا کہ وہ ایک موتی ہے۔ (کنز العمال باب فی خروج الدجّال)

اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر لکھا ہوگا جسے پڑھا ہوا اور اَن پڑھ دونوں پڑھ سکیں گے۔ (یعنی اُس کا کُفر ظاہر و باہر ہوگا) (صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

اصفہان کے ۸۰ ہزار یہودی دجّال کے ساتھ ہوں گے۔ (یہودی عیسائی اقوام کی بھرپور مدد کر رہے ہیں) (مسلم کتاب الفتن)

اُس دجّال کی سواری ایک ایسا گدھا ہوگا جس کا رنگ سفید ہوگا اور اُس کے ایک کان اور دوسرے کان کے درمیان تیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اُس کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کے درمیان ایک رات اور ایک دن مسافت کا فاصلہ پڑے گا۔ اُس کے لیے زمین سمیٹی جائے گی (یعنی وہ بڑی سُرعت سے سفر کرے گا) وہ سورج کے غروب ہونے کے مقام پر اُس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ سمندر کا پانی اُس کے ٹخنوں تک پہنچے گا۔ اُس کے آگے سیاہ دھوئیں کا پہاڑ ہوگا تو پیچھے سبز رنگ کے دھوئیں کا۔ وہ ایسی آواز دے کر بلائے گا کہ اُس کو زمین و آسمان کے درمیان سب سُنیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے دوستو! براہ کرم آجاؤ۔ اے میرے پیارو! براہ مہربانی آجاؤ۔ (ہوائی جہاز اور بحری جہاز)

(منتخب کنز العمال۔ برحاشیہ مسند احمد بن حنبل۔ الجزء السادس صفحہ ۵۳۔ دار الذکر للطباعۃ والنشر بیروت)

رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ دجّال روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ لے کر چلے گا۔ اور بڑی تیزی سے دُنیا میں پھیلے گا۔ اور ہر طرف فتنہ و فساد اور تباہی پھیلائے گا اور جسے چاہے گا قتل کرے گا اور جسے چاہے گا زندہ کرے گا اُس کے حکم پر بارش بھی برسے گی اور زمین کھیتی اگائے گی اور اپنے خزانے

نکال باہر کرے گی۔ (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اس کے ساتھ جنّت بھی ہوگی اور آگ بھی ہوگی اور جسے وہ جنّت کہے گا وہ حقیقتاً آگ ہوگی۔ (بخاری کتاب الانبیاء) شارح بخاری علامہ ابن حجر اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دجّال انعام و اکرام اور سزا پر قادر ہوگا جو اُس کی اطاعت کرے گا اس پر انعام و اکرام کرے گا گویا وہ اُسے اپنی جنّت میں داخل کرے گا لیکن حقیقتاً اخروی لحاظ سے یہ جہنم ہوگی اور جو اُس کی نافرمانی کرے گا وہ اُس کی دُنیا جہنم بنا دے گا۔ مگر ایسے لوگ اخروی جنّت کے وارث ہوں گے۔ (فتح الباری شرح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجّال کے دونوں کانوں میں سے ہر ایک کی لمبائی تیس ۳۰ ہاتھ ہوگی۔ (ٹیلیفون، فیکس، ای میل وغیرہ کی طرف اشارہ ہے، جہاز کے پروں کا درمیانی فاصلہ بھی مُراد ہے) (کنز العمال باب الدجال)

مسیح موعود دجّال کو باب لد میں قتل کرے گا۔ (لد کے معنی بحث کرنے والے، جھگڑنے والے افراد ہے۔ سورۃ مریم آیت ۹۸ میں اللہ فرماتا ہے وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا یعنی قرآن اس لیے آیا ہے کہ تو اس کے ذریعہ بحث کرنے والی قوم کو انذار کرے۔) (مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

دجّال مسیح موعود کو دیکھ کر نمک کی طرح گھلتا جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسیحؑ کے ذریعہ دجّال کو ہلاک کرے گا۔ (عیسائی احمدیوں سے گھبراتے ہیں) (مسلم کتاب الفتن فی فتح قسطنطنیہ وخروج الدجال ونزول عیسیٰ ابن مریم)

دجّال مشرق سے نکلے گا اور وہ زمانہ اختلاف اور فرقہ بندی کا ہوگا اور دجّال کا غلبہ ۴۰ دن رہے گا۔ مومن سخت تنگی معلوم محسوس کریں گے تب عیسیٰؑ تشریف لا کر لوگوں کی امامت کرائیں گے اور جونہی وہ رکوع سے سر اُٹھائیں گے اللہ دجّال کو قتل کر دے گا اور مسلمان غالب آجائیں گے۔ (مسیح موعود کو دجّال پر فتح عبادات اور دُعاؤں کے نتیجہ میں حاصل ہوگی) (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹ مکتبۃ القدسی القاہرہ ۱۳۵۳ھ)

دجّال خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتب مریم)

دجّال دین میں فساد و کجی پیدا کرنے کے لیے دین کے گرد چکر لگائے گا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ صفحہ ۱۴۱ کتاب الفتن)

شرح مشکوٰۃ میں مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے بھی دجّال کے خانہ کعبہ کے طواف سے مُراد یہ لیا ہے کہ دجّال خانہ کعبہ کی ویرانی اور تباہی کے درپے ہوگا۔ (مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ کتاب الفتن)

دجّال ایک ایسے گدھے پر سوار ہوگا جو روشن ہوگا اُس کے دونوں کانوں کے درمیان ستّر گز کا فاصلہ ہوگا۔(ہوائی جہاز) (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب العلامات وذکر الدجال)

دجّال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوگا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہوگا جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا۔کہ اے میرے دوستو میری طرف آ جاؤ۔اے میرے پیارو میری طرف آ جاؤ۔(ہوائی جہاز اور بحری جہاز) (کنز العمال کتاب القیامۃ من قسم الافعال باب الدجال حدیث نمبر ۳۹۷۰۹) اُن سواریوں میں سُوراخ یعنی دروازے بھی ہوں گے اور زینے یعنی نشستیں بھی ہوں گی۔ (بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۱۹۲ از امام محمد باقر مجلسی دار احیاء التراث العربی لبنان)

اِن احادیث میں دجّالی قوموں کی حیرت انگیز ایجادات کا ذکر کیا گیا ہے۔کہ وہ ایسی تیز رفتار سواریاں ایجاد کریں گی جن میں لائیٹس لگی ہوں گی جن پر بیٹھنے کے لیے نشستیں ہوں گی وہ سواریاں زمین پر بھی چلیں گی یعنی ریل گاڑیاں اور موٹریں وغیرہ اور فضا میں بھی اُڑیں گی یعنی ہوائی جہاز اور سمندر میں بھی چلیں گی یعنی بحری جہاز اور گدھے کے دو کانوں کے درمیان فاصلے سے یہ مراد ہے کہ یہ قومیں ایسی ایجادات کریں گی جس سے پیغام رسانی کا کام بہت ہی کم وقت میں سرانجام دیا جا سکے گا جیسے ٹیلیفون، انٹرکام وغیرہ اور پیغام رسانی کی یہ سہولتیں دجّال کی ایجاد کردہ سواریوں میں بھی موجود ہوں گی اور عملاً ایسا ہی ہو رہا ہے۔ چنانچہ بعض علماء نے دجّال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی لی ہے۔

(ہدیہ مہدویہ صفحہ ۸۹،۹۰ مطبع کان پور ۱۲۹۳ھ)

پس آنحضرت ﷺ نے دجّال کی جو علامات بیان فرمائی تھیں وہ آج لفظ بلفظ پوری ہو چکی ہیں اور اگر دجّال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح موعود کا ظہور بھی ضروری ہے۔

پوری ہوجانے والی پیشگوئیاں

معزز قارئین! اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ پیشگوئیاں جو حضرت محمد ﷺ نے آخری زمانہ کے

متعلق فرمائی تھیں پوری ہو چکی ہیں یا نہیں؟ بانی جماعت احمدیہ کے دعویٰ مسیح موعود سے قبل مسلمان کہا کرتے تھے کہ ظہور مسیح موعود و امام مہدی کے آنے سے متعلق تمام پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں، اب امام الزمان کا ظہور ہونے ہی والا ہے۔اُس زمانے اور آج کے عالم اسلام کے لیڈر اور مفکرین یہ اقرار کرتے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں ایمان مفقود ہے اور ہمیں مامور من اللہ کی ضرورت ہے۔چنانچہ اس ضمن میں بانی جماعت احمدیہ کے ظہور سے قبل مسلمانوں کی جو حالت تھی، ذیل میں پیش خدمت ہے۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دِل خوگر ہیں — اُمّتی باعثِ رُسوائی پیغمبر ہیں
بُت شکن اُٹھ گئے باقی جو ہیں بُت گر ہیں — تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

حضرت شاہ ولی اللہؒ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

تمہارے اخلاق سو چکے ہیں، تم پر بے جا حرص و آز کا ہوکھا سوار ہے، عورتیں مردوں کے سَر چڑھ گئی ہیں، حرام کو تم نے اپنے لیے خوشگوار بنالیا ہے، حلال تمہارے لیے بے مزہ ہے۔۔۔ چاہیے کہ تم اپنی شہوانی خواہشوں کو نکاح کے ذریعہ پوری کرو، خواہ تمہیں ایک سے زیادہ نکاح کیوں نہ کرنے پڑیں، اس قدر خرچ کرو جس کی تم میں سکت ہو، تم نے نمازیں برباد کیں، تم نے زکوٰۃ کو بھی چھوڑ دیا ہے، تم میں بعض نے روزے چھوڑ رکھے ہیں، خصوصاً فوجی ملازم۔ (تفہیمات الٰہیہ ومقامات مظہری صفحہ ۱۰۲ از شاہ غلام حسین)

حضرت شاہ ولی اللہؒ علماء کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اے بدعقلو! جنہوں نے اپنا نام ”علماء“ رکھ چھوڑا ہے، تم یونانیوں کے علوم میں ڈوبے ہوئے ہو اور صرف ونحو و معنی میں غرق ہو اور سمجھتے ہو کہ یہی علم ہے، علم تو قرآن کی آیات میں ہے یا سُنّت ثابتہ قائمہ ہے۔لیکن تم جن چیزوں میں اُلجھے ہوئے ہو اور جس میں سَر کھپا رہے ہو اس کو آخرت کے علم سے کیا واسطہ؟ تم نے دینی شعار اور اُس کے احکام کو تو پھیلایا نہیں۔

پھر فرماتے ہیں: اِس زمانہ میں فقیہہ اُس شخص کا نام ہے جو باتونی ہو زور زور سے ایک جبڑے کو دوسرے جبڑے پر پٹکتا ہو۔ جو فقہا کے اقوال قوی ہوں یا ضعیف سب کو یاد کر کے بغیر اِس امتیاز کے کہ ان میں سے کسی میں قوّت ہے، کسی میں نہیں ہے وہ انہیں اپنے جبڑوں کے زور سے چلتا کرتا ہے، فقہا جو پہلے عوام کے مطلوب تھے اب یہی عوام کے طالب ہو گئے ہیں اور سلاطین اور بادشاہوں سے الگ

رہنے کی وجہ سے جو معزز شمار کیے جاتے تھے اب بادشاہوں کے آستانوں پر جُھک کر ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ (الفوزالکبیر، تاریخ مشائخ چشت صفحہ ۲۵۴)

اگر اصا بر یہودی کی حالت دیکھنا چاہو، تو آج کل کے علماء کو دیکھ لو اور عیسائیوں کا نقشہ دیکھنا چاہتے ہو تو آج کل کے مشائخ کے سامنے بیٹھ کر دیکھ لو۔

(تفہیمات الٰہیہ ترجمہ مولانا مناظر احسن گیلانی ومقامات مظہری از شاہ غلام حسین ترجمہ محمد اقبال مجددی صفحہ ۱۰۶)

نواب صدیق حسن خان نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو اس اُمّت میں دجّالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہوکر تعداد مکمل ہوچکی ہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

اس حدیث کی سچائی ثابت ہوگئی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک کے تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو گِنا جائے تو یہ تعداد پوری ہوچکی ہے۔ اور اس بات کو وہ شخص جو تاریخ کا مطالعہ کرے گا جان لے گا۔'' (صحیح مسلم کی شرح ''اکمال الاکمال'' جلد ۷ صفحہ ۲۵۸)

نواب صدیق حسن خاں صاحب فرماتے ہیں:۔

''اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اِس اُمّت کے بدتر اُن کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے فتنے نکلتے ہیں، انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔'' (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری فرماتے ہیں: ''سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اُٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں، مگر واللہ دِل سے اسے معمولی اور بہت معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں۔'' (اخبار اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۶)

مشہور صوفی خواجہ محمد سلیمان تونسوی فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض اِس زمانہ میں اصحاب نبی ﷺ موجود ہوتے تو اِس زمانہ کے لوگوں کو کافر کہتے۔ اِس لیے کہ اِس زمانہ کے لوگوں نے شریعت کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ (نافع السالکین صفحہ ۵۷)

اگر پہلی صدی ہجری کا کوئی مسلمان کسی طرح زندہ ہوکر موجودہ ہندستان میں آئے تو فوراً پکار اُٹھے کہ یہاں کے اسّی فیصد مسلمان کافر ہیں۔ اور انہوں نے محض سیاسی مقاصد کے حصول کی خاطر

اپنے آپ کو مسلمان کہنا شروع کر دیا ہے۔ (مفکر احرار چوہدری فضل حق صاحب کتاب پاکستان اور اچھوت صفحہ ۱۹)

ابو الکلام آزاد صاحب نے فرمایا کہ آج پھر دُنیا تاریک ہے وہ روشنی کے لیے پھر تشنہ ہے۔۔۔ اور پھر اسے بھول گئی ہے جس کی تلاش میں بار بار نکلی تھی۔ اس کا وہ پرانا دُکھ جس کے علاج کے لیے خُدا کے رسول نے آہ وزاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا آج پھر تازہ ہوگیا ہے جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی جب کہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب اور تمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جب کہ اسلام اپنی غربت اولیٰ میں مبتلا ہے۔ (الہلال جلد ۴ صفحہ ۱۰۲)

حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ (وفات ۱۷۸۱ء) فرماتے ہیں:۔

''ہر چہار طرف کفرستان است'' چاروں طرف کفرستان بن گیا ہے۔

اِن ایام میں رزق حلال نایاب ہے اور جہالت کا دور دورہ ہے۔ اکثر کی اولاد علم و ادب سے بے بہرہ ہے۔ نکاح میں بدعات کے رواج سے بہت خلل پیدا ہوگیا ہے۔

اٹھارہویں صدی میں مسلمانوں کی اخلاقی حالت بعینہ وہی تھی جو قوموں کے انحطاط اور قوموں میں زوال کے موقع پر ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں: معاملات تباہ ہوگئے اور شریعت کے مطابق عمل موقوف ہوگیا ہے۔

(مقامات مظہری از شاہ غلام حسین ترجمہ اردو محمد اقبال مجددی صفحہ ۱۰۴ شائع کردہ اردو سائنس بورڈ ناشر محمد اکرام چغتائی طبع اول ۲۰۰۱ء)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے خلیفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: ہندوستان میں اسلام ضعیف ہو چکا ہے، کفر کے ظہور اور مغلوبی اسلام کا دور دورہ ہے۔ بادشاہوں میں جہاد اور اعلاء کلمہ حکمۃ اللہ کی سکت نہیں رہی۔

شاہ غلام حسین (خلیفہ اول وفات ۱۸۲۶ء) فرماتے ہیں۔ جن دنوں چیچک کی وبا پھیلتی تھی تو مسلمانوں کے گھروں میں طرح طرح کے ٹونے ٹوٹکے عمل میں آتے تھے، اِس موقع پر بالعموم سیتا دیوی کی پوجا ہوتی تھی۔ اُن ایام میں نہ صرف دہلی بلکہ سارے ہندوستان میں جادوگر، شعبدہ باز موجود تھے۔ میر شمس، تقی بھگتیہ اور نمود اور انمود جیسے جادوگر موجود تھے۔ انہوں نے اپنی شعبدہ بازی کے ذریعے اتنی

شہرت حاصل کر لی تھی کہ بادشاہ تک اُن کے معتقد ہو گئے تھے،عورتوں میں اُن کا اثر بہت بڑھ گیا تھا۔

مزید فرماتے ہیں: مرقع دہلی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں مزارات عیاشی کا اڈہ بن گئے تھے۔ بسنت کے روز عوام وخواص قدم حضرت رسالت پناہ (دہلی) کے مقام پر جمع ہوتے تھے،قوالی، مُجرا اور پری پیکر نازنین بھی شامل ہوتی تھیں، یہاں سے فارغ ہو کر لوگ مع ساز وسامان راگ ورنگ، دیگر مزارات پر جاتے تھے۔ دہلی کے تقریباً ہر عُرس پر موسیقار بکثرت جاتے تھے۔حضرت مظہرؒ نے اس دور کی عورتوں کی جہالت اور مذہب سے بیگانگی کا ذکر بھی کیا ہے وہ بزرگوں کے نام پر روزے بھی رکھتی تھیں۔ جہلا اولیاء کے مزارات پر حج کے ارادہ سے جاتے تھے۔اور اُنہوں نے اُن کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔اسی وجہ سے چودھویں صدی کے فقیہہ احمد رضا خان کو عورتوں کے عُرسوں میں شمولیت اور مزارات پر جانے کے عمل کو غیر شرعی قرار دینا پڑا۔ (صفحہ ۱۰۸ مقامات مظہری)

معزز قارئین! یہ حالت جو مسلمانوں کی نہایت مختصر طور پر بیان کی گئی ہے یہ وہی وقت تھا جب امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کا ذکر بڑے زور شور سے ہو رہا تھا نظمیں لکھی جا رہی تھیں اور دلائل سے ثابت کیا جا رہا تھا کہ یہی زمانہ امام آخر الزمان کے آنے کا ہے۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی حالت زار نہایت دردناک تھی۔ پھر پیشگوئیوں کے عین مطابق بانی جماعت احمدیہ نے امام مہدی و مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خُدا سے علم پا کر کیا۔مولوی لوگ جو مسیح کا انتظار کر رہے تھے اب مسیح کے دُشمن ہو گئے۔اور پچھلے ایک سو پچیس سال سے یہ نام نہاد مولوی بس مخالفت ہی کیے جا رہے ہیں اور جماعت احمدیہ جس کا آغاز صرف ایک شخص نے کیا تھا کروڑوں کی تعداد میں تمام دُنیا میں پھیل چکی ہے۔اور امام الزمان کو نہ ماننے کے نتیجے میں اُمّت مسلمہ ذلّت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتی چلی جا رہی ہے ۔

حالؔی اور اقبالؔ نے کہا ؎

رہا دین باقی نہ ایمان باقی — ایک اسلام کا رہ گیا نام باقی
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو — تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

بانی جماعت احمدیہ کے مبعوث ہو جانے کے بعد مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والے

مسلمانوں کی حالت بیان کرتے ہوئے مذہبی راہنما ودانشور کیا کہتے ہیں، پیش خدمت ہے۔

مودودی نے کہا کہ یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اُس کا حال یہ ہے کہ ۹۹۹ فی ہزار افراد اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔۔۔کریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافروں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اِس قوم میں بھی موجود ہیں۔ (مسلمان ہند کی سیاسی کشمکش صفحہ ۱۳۰ از مودودی)

مسلم سکالر احمد دیدات کہتے ہیں کہ آج مسلمان نہ تو خُود اسلام پر عمل پیرا ہیں اور نہ ہی اُس کی تبلیغ کر کے غیر مسلموں کو اِس نعمت سے بہرہ ور کر رہے ہیں اُن کی مثال اُس کوبرا ناگ کی سی ہے جو خزانہ پر بیٹھا ہوا ہے اور خزانہ کسی کے کام نہیں آ رہا ہے۔ (جنگ ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

مولوی طاہر القادری کہتے ہیں کہ گزشتہ اڑھائی صدی سے مسلمانوں کا بگاڑ جزوی نہیں رہا۔ سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی اقدار میں جو زوال آیا ہے اُس نے اخلاقی، رُوحانی، مذہبی، فکری، تعلیمی اور ہر طرح کی اقدار کو ملیا میٹ کر دیا ہے۔اب دو صدیوں سے پیدا ہونے والا بگاڑ جزوی نہیں رہا۔ یہ کلّی بگاڑ ہے۔ایسے بگاڑ کا ازالہ کُلّی اور ہمہ گیر انقلاب سے ہی ممکن ہے۔ (قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۳۰)

مولانا مودودی صاحب فرماتے ہیں:۔

اسلام میں اکثریت کا کسی بات پر متفق ہونا اُس کے حق ہونے کی دلیل ہے نہ اکثریت کا نام سواد اعظم ہے نہ ہر بھیڑ جماعت کے حکم میں داخل ہے اور نہ کسی مقام کے مولویوں کی کسی جماعت کا کسی رائے کو اختیار کر لینا اِجماع ہے۔۔۔اِس مطلب کی تائید اُس حدیث نبویؐ سے ہوتی ہے جو عبداللہ بن عمرؓ سے بایں الفاظ مروی ہے۔ یعنی بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی جو سب کے سب جہنّم میں پڑ جائیں گے بجُز ایک کے۔لوگوں نے پوچھا یہ کون لوگ ہوں گئے یا رسول اللہ ﷺ؟ آپؐ نے فرمایا وہ جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔

مودودی مزید فرماتے ہیں۔یہ گروہ نہ کثرت میں ہوگا نہ اپنی کثرت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل ٹھہرائے گا بلکہ اِس امّت کے تہتّر فرقوں میں سے ایک ہوگا اور اس معمور دُنیا میں اُس کی حیثیت اجنبی اور بیگانہ لوگوں کی ہوگی جیسا کہ فرمایا: **بداء الاسلام غریباً سیعود غریباً کما بدء فطوبی 'للغرباء۔**

مودودی صاحب فرماتے ہیں پس جو جماعت محض اپنی کثرتِ تعداد کی بناء پر اپنے آپ کو وہ جماعت قرار دے رہی ہے جس پر اللہ کا ہاتھ ہے۔۔۔اُس کے لیے تو اِس حدیث میں اُمید کی کوئی کرن

نہیں کیونکہ اس حدیث میں اُس جماعت کی دو علامتیں نمایاں طور پر بیان کر دی گئیں ہیں۔ایک تو یہ کہ وہ آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کے طریق پر ہوگی دوسری یہ کہ نہایت اقلیّت میں ہوگی۔

(ترجمان القرآن جنوری، فروری ۱۹۴۵ء صفحہ ۱۷۵،۱۷۶ مرتبہ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی)

قارئین کرام! ماں سے اعلانیہ بدکاری والی پیشگوئی بھی پوری ہو چکی ہے۔ایک مثال یہاں پیش کی جاتی ہے۔

ریاض اور جدہ میں بعد نماز جمعہ بالترتیب ناصر بن یحییٰ اور محمود بن محمد السراج کے سر قلم کر دیئے گئے۔وزارتِ داخلہ کے سرکاری بیان کے مطابق ناصر بن یحییٰ پر شراب پینے اور نشے میں بدمست ہو جانے کے بعد اپنی والدہ سے بدفعلی کا جُرم ثابت ہو جانے کے بعد ریاض کی اسلامی عدالت نے سزائے موت تجویز کی تھی جس کی شاہی توثیق کے بعد جمعہ کو سزا پر عملدرآمد کیا گیا۔جبکہ فلسطینی شہریت کے حامل محمود بن محمد السراج کو اپنی خالہ حنان بنت محمد زوجہ ولید بن مصطفیٰ اور اس کے تین بچوں خالد، خلود اور سمرہ کو قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔ (روزنامہ جنگ لندن ۸ جون ۱۹۸۷ بروز سوموار)

علامہ ظہیر صاحب فرماتے ہیں ’’قرآن سے دُوری مسلمانوں کے زوال کا سبب ہے‘‘۔

مولانا ضیا اللہ صاحب فرماتے ہیں۔’’اُمت مسلمہ زبوں حالی کا شکار ہے۔قرآن وسُنّت کی تعلیمات پر عمل کر کے ہی موجودہ حالات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔‘‘

ادریس تبسم صاحب قائد ملت اسلامیہ کشمیر فرماتے ہیں ’’مسلمان بدستور زوال کی طرف جا رہے ہیں۔یہود و نصاریٰ کے ساتھ مقابلے اور جہالت کے خاتمے کے لیے جدید وقدیم علوم ایک ساتھ سیکھنے ہوں گے۔‘‘ (جنگ ۱۱ اگست ۱۹۹۴ء)

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان کئی صدیوں سے ایرانی تاثرات کے اثر میں ہیں۔اِن کو عربی اسلام یعنی خُدا کے عطا کردہ دین کے ساتھ اور اُس کے نصب العین اور غرض و غایت سے آشنائی نہیں اِس کے لٹریری آئیڈیل بھی ایرانی ہیں اور سوشل نصب العین بھی ایرانی۔میں چاہتا ہوں اِس مثنوی میں حقیقی اسلام کو بے نقاب کر دوں جس کی اشاعت رسولِ اکرم ﷺ سے ہوئی۔

(بحوالہ منشی سراج دین کے نام خط ۱۹۱۵ء)

تمہارے دین کی یہ عظیم الشان بلند نظری مُلّاؤں، فقیہوں کے فرسودہ اوہام میں جکڑی ہوئی ہے۔اور آزادی چاہتی ہے۔۔۔رُوحانی اعتبار سے ہم حالات و جذبات کے ایک قید خانے میں محبوس ہیں جو صدیوں کی مُدّت میں ہم نے اپنے گِرد خود تعمیر کر لیا ہے اور ہم بوڑھوں کے لیے تو شرم کا مقام ہے کہ ہم نوجوانوں کو ان اقتصادی، سیاسی بلکہ مذہبی بحرانوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ بنا سکے جو زمانہ حاضر میں آنے والے ہیں۔ (۲۳ مارچ ۱۹۳۲ء بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں صفحہ ۱۴۶)

مولانا خلیل الرحمان سجاد نعمانی صاحب فرماتے ہیں:۔

کاش آج کا مسلمان کہہ سکتا کہ ہمارے اندر یہودیت نہیں ہے۔آج یہودیت ہم میں سے کسی کے اندر پچاس فیصد ہے، کسی کے اندر ساٹھ فیصد ملے گی، کسی کے اندر ستّر فیصد ملے گی، کسی کے اندر اسّی اور کسی کے اندر نوّے فیصد ملے گی (مولوی میں ننانوے فیصد یہودیت ملتی ہے) یہ حالت ہے مُسلم مُعاشرے کی۔ (روزنامہ مُنصف ۴ جنوری ۲۰۱۱ء)

معزز قارئین! مسلمانوں میں یہودیوں کی ایک علامت ایسی ہے جو تقریباً سو فیصد پائی جاتی ہے۔یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوّت کا انکار اس وجہ سے کیا تھا کہ آپؑ سے پہلے حضرت الیاسؑ رتھ پر سوار آسمان سے نازل نہیں ہوئے تھے۔جب یہ سوال حضرت عیسیٰؑ سے کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جس نے آنا تھا وہ آچکا یعنی حضرت یحییٰؑ۔بالکل یہودیوں کی طرح اب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آسمان پر دو ہزار سال سے زندہ بیٹھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُمّت محمدیہ کی آخری زمانہ میں اصلاح فرمائیں گے۔حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرما رہے ہیں کہ جس نے آنا تھا وہ میں ہوں۔دیکھا جائے تو یہ حقیقت یہودیوں اور مسلمانوں کو یوں ایک دوسرے سے مشابہ کر دیتی ہے جیسے ایک پاؤں کی جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہو۔اس مسئلہ پر اگر یہودی غلط تھے تو اس عقیدہ پر مسلمان بھی اتنے ہی غلط ہیں۔

اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی، انہوں نے اپنے انبیاء علیہ السلام کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا تھا۔‘‘ (اب اولیاء اللہ کی قبروں کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے) (صحیح مسلم کتاب المساجد)

معزز قارئین! آخری زمانہ سے تعلق رکھنے والی چند مزید پیشگوئیاں پیشِ خدمت ہیں۔

اُس وقت عورتیں زیادہ ہو جائیں گی۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ) اور تجارتی کاروبار میں سے چیزوں کے فروخت کرنے کا کام عورتوں کے سپرد ہوگا۔ (دُنیا میں عصر حاضر میں عورتوں کی تعداد تقریباً پچپن فیصد ہے۔ کامیاب کاروبار کے لیے عورتوں کا کام کرنا ضروری سمجھ لیا گیا ہے)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ روایت نمبر ۳۹۶۳۹ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

عورتوں کے لباس ایسے ہوں گے کہ اُن کے جسم کا وہ حصہ جسے پہلے لوگ بھی خواہ وہ عورتوں کے پردہ کے قائل نہ تھے پردہ کے قابل سمجھا کرتے تھے ننگا نظر آئے گا۔ (سب جانتے ہیں کہ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ بے پردگی ہی نہیں ہو رہی بلکہ بے حیائی کے ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں) (صحیح مسلم کتاب اللباس)

اور اس وقت تین بڑی حکومتیں تین بڑی حکومتوں سے لڑیں گی اور تین جو فاتح ہوں گی قسطنطنیہ پر قبضہ کرلیں گی لیکن ایک شخص قسطنطنیہ سے بھاگ کر شام کی طرف چلا جائے گا اور وہاں سے جنگ کر کے اپنے علاقے کو واپس لے لے گا۔ اس وقت نصاریٰ کو دیگر اقوام پر غلبہ ہوگا۔ (مرزا صاحب کے دعویٰ سے قبل نصاریٰ کی سلطنت پر سورج نہ ڈوبتا تھا) (مسلم کتاب الفتن باب تقوم الساعۃ)

ملک عرب دوسرے صوبوں سے الگ ہو جائے گا اور عراق اور شام اور مصر کی حکومتیں الگ قائم ہو جائیں گی۔ (ایسا ہو چکا ہے) (صحیح مسلم کتاب الفتن)

ایک قوم مہینوں کو چھوٹا کر دے گی۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

اسلامی شریعت کی مقرر کردہ حدود ترک کر دی جائیں گی۔ (ترک کر دی گئی ہیں)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

جواء کثرت سے پھیل جائے گا۔ (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

پولیس کثرت سے مقرر ہوگی۔ (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

تمام حدود ترک کی جا چکی ہیں، جواء عام ہے اور ہر ملک میں پولیس کی کثرت ہے۔ عورتوں نے مردوں کے لباس پہن لیے ہیں۔ بعض اوقات مرد، عورت میں تمیز مشکل ہوتی ہے)

عورتوں میں مردوں کے لباس کا رواج ہو جائے گا۔ (ایسا بھی ہو چکا ہے)

(کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۳ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

مزدوروں کی حکومت ہوگی۔ (مزدور یونین بڑی طاقت ہیں) (ابن ماجہ کتاب الفتن)

امراء غرباء کے لیے اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالنے کو بوجھ خیال کریں گے۔ (لوگ بنکوں سے رقوم نکال لیتے ہیں کہ کہیں زکوٰۃ نہ کٹ جائے) (کنز العمال جلد۱۴ صفحہ ۵۷۴ مطبوعہ حلب ۱۹۷۵ء)

اسلامی حکومتیں مٹ جائیں گی۔ (۵۷ اسلامی ممالک میں غیر اسلامی حکومتیں قائم ہیں)

(ابن ماجہ کتاب الفتن)

عرب کی دینی حالت بہت خراب ہو جائے گی۔ (انتہائی خراب ہو چکی) (بخاری کتاب الفتن)

بے جان چیزیں بولیں گی۔ (فونوگراف، ریڈیو، ٹیلی ویژن وغیرہ کی طرف اشارہ ہے)

(مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

ترجمہ: مولانا عاصم عمر: قیامت کی قریبی نشانیوں میں سے ایک چاند کا پھیل جانا ہے اور یہ کہ پہلی تاریخ کے چاند کو یہ کہا جائے گا کہ یہ دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ (عملاً ایسا ہی مولوی کر رہے ہیں)

(المعجم الصغیر جلد۲ صفحہ ۱۱۰ بحوالہ تیسری جنگ عظیم اور دجّال از عاصم عمر صفحہ ۴۰، ناشر الہجرۃ)

مسلمان فرقوں کی چاند پر لڑائی کا ذکر کیا کرنا؟ اب تو چار چار عیدیں منائی جا رہی ہیں۔ سُنتے ہیں کہ سال ۲۰۱۱ء میں برطانیہ میں چار عیدیں منائی گئیں۔ اب چاند تو ایک ہی ہے اور اُس کی پیدائش کا ایک وقت مقرر ہے، لیکن اُس کی پیدائش عصر حاضر میں مولوی کے ہاتھ میں ہے جب مولوی چاہے گا اُسے پیدا کر کے لوگوں کو مژدہ جانفزا سُنا کر عید کروا دے گا یا رمضان شروع کروا دے گا۔

ایسی سواریاں دریافت ہوں گی جو اس سے پہلے دُنیا میں موجود نہ تھیں۔ (موٹر کار، ریل ہوائی جہاز وغیرہ) (مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

دو سمندروں کے درمیان ایک خشکی جس کے ایک طرف مونگا پایا جاتا ہے اور دوسری طرف موتی، اس کو پھاڑ کر دونوں سمندروں کو ملا دیا جائے گا اور اس میں کثرت سے جہاز گزریں گے۔ (سویز اور پانامہ کی نہروں کی طرف اشارہ ہے) (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۰ تا ۲۵)

دریاؤں میں سے نہریں نکالی جائیں گی۔ حتیٰ کہ اصل دریا قریباً خشک ہو جائیں گے۔

(بعض دریا ریگستان بن چکے ہیں) (سورۃ التکویر آیت ۷)

پہاڑوں کو اُڑایا جائے گا۔(سڑکیں بنانے کے لیے پہاڑوں کو بارود سے اُڑایا جا رہا ہے، عرب ممالک میں پہاڑوں کی جگہ شہر آباد ہو رہے ہیں اور سڑکیں تعمیر ہو رہی ہیں، مکّہ اس کی ایک مثال ہے) (سورۃ القارعۃ آیت ۶، سورۃ التکویر آیت ۴)

سفر کا رواج زیادہ ہو جائے گا۔(یہ بھی ہو چکا ہے) (بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

بعض ممالک کی اصل آبادی تباہ کر دی جائے گی۔ستی وغیرہ کی قدیم رسوم قانوناً بند کر دی جائیں گی۔(ہندوستان میں ستی پر قانوناً پابندی ہے۔آسٹریلیا اور امریکہ کی قدیم اقوام تقریباً نابود کی جا چکی ہیں) (سورۃ التکویر آیت ۹، البروج ۹)

چند پیشگوئیاں آنے والے مسیح موعودؑ سے متعلق پیش خدمت ہیں۔

موعود دو زرد چادروں میں لپٹا ہوگا۔(یعنی دو بیماریوں میں مبتلا ہوگا ایک دھڑ کے اوپر کے حصہ سے تعلق رکھے گی اور ایک نچلے دھڑ سے۔بانی جماعت احمدیہ کو دونوں تکالیف تھیں) (مسلم کتاب الفتن)

اس کا رنگ گندم گوں ہوگا، سر کے بال سیدھے ہوں گے۔(بانی جماعت احمدیہ کے سر کے بال سیدھے اور رنگ گندم گوں تھا) (بخاری کتاب الفتن)

اس کے کلام میں لُکنت ہوگی۔

وہ بات کرتے وقت ہاتھ کو ران پر مارے گا۔

(لوائح الانوار البهيته و سواطع الاسرار الاثريته از شیخ محمد بن احمد السفارینی جلد ۲ صفحہ ۷۱ مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ، اقتراب الساعۃ از نُور الحسن خان صفحہ ۶۳ مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۰۱ھ)

کسانوں کے خاندان میں سے ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ جلد ۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

(بانی جماعت احمدیہ کی زبان میں معمولی لکنت تھی، کسانوں کے خاندان سے تھے اور بات کرتے وقت ران پر ہاتھ بھی مارتے تھے) کدعہ نامی گاؤں سے ظاہر ہوگا۔(قادیان مُراد لگتا ہے)

(اشارات فریدی از خواجہ غلام فرید صاحب جلد ۳ صفحہ ۷۰ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۰ھ)

میسیحیت اور مہدویت کی دو شانوں کا جامع ہوگا۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یعنی خبردار ہو بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بُت کو، ہاں یہ ہوگا کہ دکھاوے کے لیے اعمال کریں گے۔(عملاً ایسا ہو رہا ہے) (مسند احمد، ابن ماجہ، حاکم مستدرک، بیہقی بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۶۶۶ رضا فاؤنڈیشن)

آپؐ نے فرمایا ہے کہ اِس روئے ارضی پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا اور نہ کمبلوں کا بنا ہوا کوئی خیمہ بچے گا جس میں اللہ کے کلمہ اسلام کو داخل نہ کر دے۔(مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ اور مبلغینِ احمدیت کے ذریعے خُدا ایسا کر رہا ہے) (مسند احمد بن حنبل بحوالہ ختم نبوت کے دو مفہوم از ڈاکٹر اسرار احمد صفحہ ۳۹)

جناب ڈاکٹر شاہد مسعود صاحب نے اپنی کتاب اینڈ آف ٹائم میں درج ذیل آخری زمانے سے متعلق روایات بیان کی ہیں۔

آخری زمانہ میں میری اُمّت کے کچھ لوگ پالانوں سے ملتی جُلتی زینوں پر سوار ہو کر مساجد کے دروازوں پر اُترا کریں گے۔(اب لوگ موٹر کاروں اور بسوں وغیرہ پر مسجد آتے ہیں) (مستدرک)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت تب تک بپا نہ ہو گی جب تک زلزلے بکثرت نہ آنے لگیں۔(گزشتہ ایک سو سال میں ہزاروں ہلکے زلزلوں کے علاوہ ۱۳۰ بڑے زلزلے آ چکے ہیں جن میں لاکھوں لوگ ہلاک ہوئے ہیں)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ غریب تعداد میں بڑھ جائیں گے اور اناج صرف غریبوں تک نہیں پہنچے گا، غریب کو اُس کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔(عملاً اب ایسا ہی ہو رہا ہے) (ترمذی)

حضرت امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: امام آخر کے آنے سے پہلے ماہ صفر میں دُم دار ستارہ نظر آئے گا۔دوسری روایت میں ہے کہ دُم دار ستارہ مشرق سے نکلے گا۔(نمودار ہو چکا ہے) (المتقی الهندی)

صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔(ہو رہا ہے) (رموز احادیث، احمد خاشتوائی)

رشوت تحائف کی شکل اختیار کر لے گی۔ (احوال یوم القیامۃ از علامہ سفرانی)

لوگ معمولی قیمت پر ایمان فروخت کریں گے۔ (مسند احمد بن حنبل)

خود غرضی اور لالچ معاشرے میں عام ہوں گے۔(مسلمان ملکوں میں بالخصوص رشوت کا دور دورہ ہے۔بالخصوص اسلامی ممالک میں خود غرضی اور لالچ کی وبا عام ہے، یقینی طور پر لوگ کچھ رقم کے لیے

بے ایمان ہو جاتے ہیں، عدالتوں میں پیش ہونے والے گواہ اُس کی ایک مثال ہیں۔ مغربی ممالک میں آباد ہونے کے لیے مسلمان خاص طور پر پاکستانی مسلمان اپنے ایمان کا سودا کر لیتے ہیں، بالخصوص اسلامی ممالک میں خود غرضی اور لالچ کی وبا عام ہے)

مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کا روپ دھاریں گی۔ (درمنصور از علامہ سیوطی)

جب قیامت بپا ہوگی تو زنا کاری لوگوں کا معمول ہوگا۔ (کتاب الفتن، الحسیتی)

جنسی بے راہ روی عام ہوگی۔ (صحیح بخاری)

لوگ ہم جنسی میں مبتلا ہوں گے۔ (کنز الاعمال، المتقی الہندی)

(یہ سب کچھ ہو رہا ہے سب جانتے ہیں) (بحوالہ اینڈ آف ٹائم از ڈاکٹر شاہد مسعود)

معزز قارئین! حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے بھی آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں بیان فرمائی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا اُس کے شاگردوں نے الگ اُس کے پاس آ کر کہا ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی ؟ اور تیرے آنے اور دُنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوعؑ نے جواب میں اُن سے کہا کہ خبر دار! کوئی تم کو گُمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گُمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سُنو گے۔ خبر دار! گھبرا نہ جانا! کیونکہ اِن باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اُس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ (ایسا ہی ہو رہا ہے) لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اُس وقت لوگ تم کو ایذاء دینے کے لیے پکڑوائیں گے اور تم کو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی۔ اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گُمراہ کریں گے اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لیے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہو

گا۔ جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اُترے۔ اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔۔۔ اُس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دُنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ اُس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا کیونکہ جھوٹے مسیح اور نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گُمراہ کر لیں۔ کیونکہ بجلی جیسے پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ جہاں مُردار ہے وہاں گِدھ جمع ہو جائیں گے۔

اور فوراً اُن دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ (۱۸۹۴ء میں ایسا ہو چکا ہے) اور اُس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا۔ اور اُس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قُدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔ اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اُس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس کنارے سے اُس کنارے تک جمع کریں گے۔

اب انجیر کے درخت سے ایک تمثیل سیکھو۔ جونہی اس کی ڈالی نرم ہوتی، اور پتے نکلتے ہیں تم جان لیتے ہو کہ گرمی نزدیک ہے۔ اسی طرح جب تم اِن سب باتوں کو دیکھو تو جان لو کہ وہ نزدیک بلکہ دروازہ پر ہے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی ۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی۔

جیسا نوح کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابن آدم کے آنے کے وقت ہوگا۔ کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور بیاہ شادی کرتے تھے اُس دن تک کہ نوحؑ کشتی میں داخل ہوا۔ اور جب تک طوفان آ کر اُن سب کو بہا نہ لے گیا ان کو خبر نہ ہوئی اُسی طرح ابن آدم کا آنا ہوگا ۔ اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔ دو عورتیں چکّی پیستی ہوں گی ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی۔ پس جاگتے رہو۔

تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا۔ (متی باب ۲۴ آیات ۳ تا ۴۴)

اور اُس وقت میکائیل مقرب فرشتہ جو تیری قوم کے فرزندوں کی حمائت کے لیے کھڑا ہے اُٹھے گا اور وہ ایسی تکلیف کا وقت ہوگا کہ ابتدائی اقوام سے اُس وقت تک کبھی نہ ہوا ہوگا اور اُس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جس کا نام کتاب میں لکھا ہوگا رہائی پائے گا۔ اور جو خاک میں سو رہے ہیں اُن میں سے بہتیرے جاگ اُٹھیں گے۔ بعض حیات ابدی کے لیے اور بعض رُسوائی اور ذلّت ابدی کے لیے اور اہل دانش نُورِ فلک کی مانند چمکیں گے اور جن کی کوشش سے بہتیرے صادق ہو گئے سِتاروں کی مانند ابدُ الآباد تک روشن ہوں گے۔ لیکن تُو اے دانی ایل ان باتوں کو بند کر رکھ اور کتاب پر آخری زمانہ تک مُہر لگا دے۔ بہتیرے اس کی تفتیش و تحقیق کریں گے اور دانش افزُون ہوگی۔

پھر میں (دانی ایل) نے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ دو شخص اور کھڑے تھے۔ ایک دریا کے اس کنارہ پر اور دوسرا دریا کے دوسرے کنارہ پر۔ اور ایک نے اس شخص سے جو کتانی لباس پہنے تھا اور دریا کے پانی پر کھڑا تھا پوچھا کہ اِن عجائبات کے انجام تک کتنی مُدّت ہے؟ اور میں نے سُنا کہ اُس شخص نے جو کتانی لباس پہنے تھا جو دریا کے پانی کے اوپر کھڑا تھا دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر حیُّ القیُّوم کی قسم کھائی اور کہا کہ ایک دور اور دور اور نیم دور۔ اور جب وہ مقدس لوگوں کے اقتدار کو نیست کر چکیں گے تو یہ سب کچھ پورا ہو جائے گا۔ میں نے سُنا پر سمجھ نہ سکا۔ تب میں نے کہا اے میرے خُداوند ان کا انجام کیا ہو گا؟ اُس نے کہا اے دانی ایل تُو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری وقت تک بند و سر بمہر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کیے جائیں گے اور صاف و برّاق ہوں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں کوئی نہ سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے۔ اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اُجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی۔ ایک ہزار دو سو نوّے دن ہوں گے۔ مُبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک انتظار کرتا ہے۔ پر تو اپنی راہ لے جب تک کہ مُدّت پوری نہ ہو کیونکہ تُو آرام کرے گا اور ایام کے اختتام پر اپنی میراث میں اُٹھ کھڑا ہوگا۔ (مندرجہ بالا آیات دانی ایل کی آخری آیات ہیں ان سے پہلے دانی ایل میں تفصیل سے واقعات بیان کیے گئے ہیں) (دانی ایل باب ۱۲ آیات ۱ تا ۱۳)

معزز قارئین! قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر قرآن مجید میں کثرت سے بیان ہوا ہے خاص

طور پر تیسویں پارے میں۔ سورۃ التکویر کی پہلی اُنیس آیات کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ اس سورۃ میں قرب قیامت کی علامات بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۔ جب سورج لپیٹ دیا جائے گا ۔ **وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ** ۔ جب ستارے ماند پڑ جائیں گے ۔ **وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ** ۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے ۔ **وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ**۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی ۔ **وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ**۔ اور جب وحشی (جانور) اکٹھے کیے جائیں گے ۔ **وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ**۔ اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے ۔ **وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ** ۔ جب نفوس ملا دیے جائیں گے۔ **وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُ سُئِلَتْ** ۔ اور جب زندہ درگور کی جانے والی (اپنے بارہ میں) پوچھی جائے گی ۔ **بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ**۔ (کہ) آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی ۔ **وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ**۔ اور جب صحیفے نشر کیے جائیں گے۔ **وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ** ۔ اور جب آسمان کی کھال اُدھیڑ دی جائے گی۔ **وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ** ۔ اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی ۔ **وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ** ۔ اور جب جنّت قریب کر دی جائے گی ۔ **عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ**۔ ہر جان معلوم کر لے گی جو وہ لائی ہو گی ۔ **فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ**۔ پس خبردار! میں قسم کھاتا ہوں خفیہ کارروائیاں کر کے پلٹ جانے والیوں کی ۔ **الْجَوَارِ الْكُنَّسِ**۔ یعنی کشتیوں کی جو چُھپنے کے وقت (یا چُھپنے کی جگہوں میں) چُھپ جاتی ہیں۔ **وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ** ۔ اور رات کی جب وہ آئے گی اور پیٹھ پھیر جائے گی۔ **وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ**۔ اور صبح کی جب وہ سانس لینے لگے گی۔

معزز قارئین! بعض مترجمین ان آیات کو قیامت کے دن وقوع پذیر ہونے والے واقعات سمجھتے ہیں۔ اُن کا ایسا سمجھنا کم علمی اور قرآن کی فصاحت و بلاغت سے عدم واقفیت ہے۔ ان آیات میں سورج اور ستاروں کا صفحۂ ہستی سے مٹ جانا بیان نہیں ہوا ہے۔ ان آیات میں کسی چیز کے بھی مکمل نابود ہونے کی بات نہیں کی گئی۔ آسمان ادھیڑنے کی بات ہوئی ہے ختم ہو جانے کی نہیں۔ وحشیوں کے اکٹھے کرنے کی بات ہوئی ہے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کی نہیں۔ پہاڑوں کے چلنے کی بات ہوئی ہے روئی کی طرح اُڑ کر ختم ہو جانے کی نہیں۔ اونٹوں کے متروک ہونے کی بات ہوئی ہے ختم ہو جانے کی نہیں

۔کتابوں اور رسائل کی اشاعت کی بات ہوئی ہے نہ کہ نیست و نابود ہونے کی۔زندہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کی بات ہوئی ہے نہ کہ مردوں کے قبروں سے نکلنے کی۔اس خیال کی تصدیق بیان کردہ آخری آیت سے ہوتی ہے کہ ایک نئی صبح اسلام کی طلوع ہونا باقی ہے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کی بیان کردہ ان آیات کی مختصر تفسیر پیش خدمت ہے۔

قرآن کریم دُنیا میں رونما ہونے والے عظیم واقعات کی خبر دیتا ہے جو قیامت کی گھڑی پر گواہ ٹھہریں گے۔اور گواہ ٹھہرایا گیا ہے سورج کو جب اسے ڈھانپ دیا جائے گا (تباہ نہیں ہوگا) یعنی آنحضرتﷺ کی روشنی کو اُس زمانہ کے دُشمن بنی نوع انسان کی بھلائی کے لیے نہیں پہنچنے دیں گے اور اُن کا مکروہ پراپیگنڈا بیچ میں حائل ہو جائے گا۔جس طرح سورج کے بعد ستارے کسی حد تک روشنی کا کام دیتے ہیں اسی طرح صحابہؓ کا نُور بھی زائل کر دیا جائے گا۔یہ وہ زمانہ ہوگا جبکہ بڑے بڑے پہاڑ چلائے جائیں گے یعنی پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے سمندری جہاز بھی اور فضائی جہاز بھی سفر اور بار برداری کے لیے استعمال ہوں گے۔اور اونٹنیاں ان کے مقابل پر بے کار کی طرح چھوڑ دی جائیں گی۔یہ وہ زمانہ ہوگا جب کثرت سے چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ظاہر ہے کہ آنحضرتﷺ کے زمانے میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا اور اِس زمانہ کے چڑیا گھر بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے جانور سمندری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان میں منتقل کیے جاتے ہیں کہ اُس زمانہ کے انسان کو اِس کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔پھر غالباً سمندری لڑائیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے جب کثرت سے سمندروں میں جہاز رانی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں دُور دُور کے لوگ آپس میں ملائے جائیں گے یعنی صرف جانور ہی اکٹھے نہیں کئے جائیں گے بلکہ بنی نوع انسان بھی ملائے جائیں گے۔وہ دور قانون کا دور ہوگا یعنی تمام دُنیا پر قانون کی حُکمرانی ہوگی یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی اختیار نہیں دیا جائے گا کہ خود اپنی اولاد کے ساتھ ظُلم کا سلوک کرے۔بظاہر تو سب دُنیا پر قانون ہی کی حکومت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کے انکار کے نتیجہ میں دُنیا کا قانون بھی کسی ملک سے فتنہ وفساد دُور نہیں کر سکتا۔یہ دور کثرت سے کتب ورسائل کی اشاعت کا دور ہوگا اور آسمان کے رازوں کی جستجو کرنے والے گویا آسمان کی کھال ادھیڑ دیں گے۔اُس دن دوزخ بھی بھڑکائی جائے گی جو جنگ کی دوزخ بھی ہوگی اور آسمانی

غضب کی دوزخ بھی ہوگی۔اس کے باوجود جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں گے اور اُس پر ثابت قدم رہیں گے اُن کے لیے جنّت نزدیک کر دی جائے گی۔ہر شخص کو علم ہو جائے گا کہ اُس نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔آیت نمبر ۱۶ اور ۱۷ میں خفیہ کارروائیاں کر کے پلٹ جانے والی اُن کشتیوں کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے جو کارروائیوں کے بعد اپنے مقررہ اڈوں میں جا چھپتی ہیں۔اِس کی تکرار اس لیے ہے کہ کہ یہاں اب رُوحانی طور پر انسانی نفس پر حملے کرنے والے ایسے شیطانی خیالات کا ذکر ہے جو حملہ کر کے پھر غائب ہو جاتے ہیں۔اور اُس رات کو گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ جب وہ آخر دم توڑ رہی ہوگی اور طلوع فجر کے آثار ظاہر ہو جائیں گے۔آخر کار یہ اندھیری رات اسلام کی صبح پر ضرور منتج ہوگی۔

معزز قارئین! دیکھ لیجئے فرقہ بندیوں اور مولویوں کے بنائے ہوئے غلط عقائد نے رسول اللہﷺ کے لائے ہوئے دین کو گہنا دیا ہے۔یہی وجہ ہے تمام اسلامی ممالک نُورِ مصطفیٰ سے دور ہونے کی وجہ سے ظُلمت کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔سورج گہنا جانے کے بعد ستاروں کی روشنی بھی ختم ہو گئی ہے۔عصر حاضر کے نام نہاد علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق بن چکے ہیں اور رسول اللہﷺ کی پیشگوئی کے عین مطابق یہ لوگ بندر اور خنزیر بن چکے ہیں۔جس طرح بندر نقالی کرتے ہوئے مختلف سوانگ رچاتا ہے اسی طرح ان بندروں کو مولوی بننے کا سوانگ رچانا بہت پسند ہے اور خنزیروں کے مثل مولویوں کی مثالیں اِس کتاب کے آخر میں بیان کی گئیں ہیں۔

پھر بڑے بڑے سمندری جہاز اور فضائی جہاز سمندروں اور فضاؤں میں دوڑے پھرتے ہیں ۔اور پہاڑوں کو توڑا جا رہا ہے،ان کو توڑ کر سڑکیں بنائی جا رہی ہیں۔اسی طرح گابھن اونٹنیاں جن کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہوتی تھی ان سے توجہ ہٹ گئی ہے۔اب دیکھ لیجئے تیز ترین سواریوں نے اونٹوں کا استعمال متروک کر دیا ہے۔اِس دور میں عظیم الشان چڑیا گھر بنائے گئے ہیں جن میں ہر قسم کے وحشی درندے مختلف ممالک سے لا کر رکھے جاتے ہیں۔اسی طرح تیز ترین ذرائع نقل وحمل نے مختلف قوموں کے لوگوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا ہے۔کسی زمانے میں اولاد کو اپنی ملکیت سمجھا جاتا تھا،اِسی لیے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا،کوئی دُکھ کا اظہار تو کر سکتا تھا مگر ظالم کو سزا نہ دے سکتا تھا۔اِس دور میں ایسے جُرم کے مرتکب کو قانون سخت ترین سزا دیتا ہے۔چند صدیاں پیشتر انسان تصور بھی نہیں کر سکتا تھا

کہ کتب، اخبار اور رسائل اِس قدر شائع ہوں گے کہ اُن کا شمار ناممکن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ** ۔ اور جب آسمان کی کھال اُدھیڑ دی جائے گی۔ کل کی بات ہے جب ماہرین یہ بھی نہ جانتے تھے کہ زمین ساکن ہے یا نہیں زمین گول ہے کہ چپٹی۔ آج بچہ بچہ اِن ماہرین سے کہیں زیادہ علوم سے واقف ہے۔ اس کی وجہ سائنسدانوں کا آسمان کی کھال اُدھیڑنا ہے۔ جس طرح کسی جانور کی کھال اُدھیڑی جائے تو اس کے اندرونی راز جو کھال کے نیچے چھپے ہوتے ہیں نمایاں ہو جاتے ہیں اسی طرح سائنسدانوں نے آسمان کے بہت سے رازوں کو معلوم کر لیا ہے، اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے ۔اسی طرح اس دور میں آگ اور خُون کا کھیل جاری ہے گویا جنگ کی دوزخ اور آسمانی غضب کی دوزخ بھڑک رہی ہے۔ اہلِ جنّت اِس دُنیا میں بھی محفوظ و مسرور ہیں جس طرح وہ جنّت میں ہوں گے، جبکہ چاروں طرف ہر طرح کی دوزخ کے شعلے بھی بلند ہو رہے ہیں۔ یقیناً ہر بندے کی جنّت اور دوزخ اُس کے ساتھ ہے۔ جس کے ساتھ جو بیتتی ہے وہ جان جاتا ہے کہ یہ جہنم کی آگ کے شعلے ہیں یا جنّت کی ٹھنڈی ہوا ہے۔ انسانی نفس پر حملہ کر کے غائب ہو جانے والے شیطانی خیالات قوموں کی تباہی کا باعث بن رہے ہیں۔ پھر سیاہ رات کو گواہ ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخر کار یہ دم توڑ دے گی اور طلوعِ فجر کے آثار ظاہر ہو جائیں گے اور بالآخر یہ اندھیری رات اسلام کی صبح پر منتج ہو جائے گی۔

معزز قارئین! اگر یہ تمام قربِ قیامت کی علامتیں پوری ہو چکی ہیں تو قربِ قیامت کی سب سے بڑی علامت جس کے ہاتھوں اندھیری رات کو اللہ تعالیٰ اسلام کی فتح پر منتج کرے گا، اُس کا ظہور بھی ضروری ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آخری زمانہ میں رُونما ہونے والی بے شمار علامتیں پوری ہو جائیں اور جس کے لیے اِن علامات کا ظاہر ہونا مقدّر کیا گیا ہے، وہ نہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیان فرمودہ تمام پیشگوئیاں آخری زمانہ سے متعلق پوری ہو چکی ہیں۔ اگر تمام دُنیا دوزخ کے شعلوں سے اپنا دامن بچانا چاہتی ہے اور جنّت کی راحتوں کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اُسے صراطِ مستقیم کے لیے ربّ العزّت کے سامنے گڑگڑانا ہوگا اور اُس ہستی یعنی حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو پہچاننے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کرنا ہوگی۔ بانی جماعت احمدیہ کے پیغام کو ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمانا صراطِ مستقیم تک پہنچا سکتا ہے۔ انشاء اللہ۔

وفاتِ مسیحؑ

معزز قارئین! جب ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو دعویٰ نبوّت سے قبل صادق اور امین کہنے والے، آپ ﷺ کو جھوٹا، ساحر اور مجنون وغیرہ کہنے لگے اور آپؐ کے خُون کے پیاسے ہو گئے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ایک یتیم کیسے نبی ہو سکتا ہے۔ یہودی اور عیسائی کہتے تھے کہ ہم جن تعلیمات پر سینکڑوں برس سے عمل پیرا ہیں حضرت محمد ﷺ نے انہیں جھٹلا دیا ہے۔ ہم اپنے باپ دادا کے (مشرکانہ) خیالات کو نہیں چھوڑ سکتے۔ مکہ کے مشرکین کہتے تھے کہ محمد ﷺ نے بھائی کو بھائی کا دُشمن بنا کر رشتہ داریوں میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ سردارانِ مکّہ نے اپنی جاہ و حشمت کے لیے آپ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ مختصر یہ کہ مشرکوں، عیسائیوں اور یہودیوں نے اپنے باپ دادا کے اجماع کو رسول اللہ ﷺ کے پیغام پر فوقیت دے کر خود کو اعلیٰ وارفع قرار دے دیا۔ مگر دُنیا جانتی ہے کہ تھوڑے عرصے میں ہی اُن کے تمام نام نہاد اجماع اور عقائد کے بُت زمین بوس ہو گئے۔ اور ایسا ہونا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ جب انبیاء کو مبعوث کرتا ہے تو تمام بدعات اور مشرکانہ رسومات کا اُن کے ذریعے قلع قمع کر دیتا ہے۔ قرآن سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی وفات پا جاتے ہیں تو دوبارہ اُن کی قوم یا اُمّت میں بدعات اور غلط عقائد راہ پا جاتے ہیں جن کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ نبی مبعوث کر کے سعید فطرت لوگوں کی رُوحانی پیاس بجھانے کے سامان کر دیتا ہے۔

عصرِ حاضر میں جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ہونے کا دعویٰ فرمایا تو جہاں سعید فطرت لوگوں نے آپؑ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی پیاسی روحوں کو سیراب کیا وہیں بد فطرت علماءِ سُوء نے اپنی سرداریاں اور گدّیاں بچانے کے لیے نا صرف خود مخالفت کا راستہ اختیار کیا بلکہ اپنے مریدوں کو بھی اِس کارِ بد کا حصہ بنالیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں دوسرے بہت سے غلط عقائد کی اصلاح فرمائی وہیں عقیدہ حیاتِ مسیح کی حقیقت بھی اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا کہ حیاتِ مسیح

کا جوعقیدہ مسلمانوں میں راہ پا گیا ہے وہ غلط ہے عیسیٰ ابن مریم وفات پا گئے تھے۔آپؐ نے قرآن اور احادیث مقدسہ سے ثابت بھی فرمایا۔مگر مولوی حضرات جس طرح دوسری بدعات اور بدعقائد کے بدبودار ٹاٹ سے چمٹے ہوئے ہیں اُسی طرح حیات مسیح کے عقیدہ کو بھی نام نہاد اجماع اُمّت کا نام دے کر روزی روٹی کا سامان بنائے ہوئے ہیں۔مولوی لوگ کہتے ہیں اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ عیسیٰؑ ابن مریم فوت ہو گئے تھے تو بانی جماعت احمدیہ پھر بھی نبی ثابت نہیں ہوتے۔خاکسار یقین سے کہہ سکتا ہے جس طرح وفات مسیح کے عقیدہ نے عیسائیوں کے خودساختہ خُدا کو مار دیا ہے اسی طرح مولوی حضرات بھی اگر وفات مسیح کو تسلیم کر لیں تو اُن کے بہت سے خودساختہ عقائد کی موت کے ساتھ ساتھ ضد، ہٹ دھرمی اور تعصّب کا دُھواں بھی چھٹ جائے گا، نتیجے کے طور پر خُدا کے فضل سے انہیں قرآنی آیات، احادیث مقدسہ اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات، اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ رُوحانی چشمے کا گرویدہ بنا دیں گی۔اور اس چشمے کا آسمانی پانی انہیں رُوحانی امراض سے شفایاب کر کے تسکین قلب عطا کر دے گا۔انشاءاللہ۔

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نومبر ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ ’’حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی اس موضوع پر ارشاد فرمایا نزول مسیح بن مریم ہی ذکر فرمایا کبھی بھی حیات عیسیٰ کا لفظ آپؐ کی زبان مبارک پر نہیں آیا۔‘‘ قارئین ایسا ہی یہودی بھی کہتے تھے کہ ہم نے تو یحیٰ علیہ اسلام کا ذکر تک نہیں سُنا ہے ہمیں جب بھی بتایا گیا یہی بتایا گیا کہ ایلیاہ (الیاس) حضرت عیسیٰؑ سے پہلے آئے گا۔معزز قارئین! وفات مسیح علیہ السلام قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے۔دراصل حیات مسیح کے عقیدہ نے مسلمانوں میں یہود اور نصاریٰ کی وجہ سے راہ پائی۔چنانچہ حضرت ادریسؑ کے متعلق عبرانیوں میں لکھا ہے کہ ایمان سے ہی حنوکؑ (ادریسؑ) اُٹھا لیا گیا تا کہ موت کو نہ دیکھے چونکہ خُدا نے اُسے اُٹھا لیا تھا۔اِس لیے اُس کا پتہ نہ ملا، کیونکہ اُٹھائے جانے سے پیشتر اُس کے حق میں یہ گواہی دی گئی تھی کہ یہ خُدا کو پسند آیا۔اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔اِس لیے کہ خُدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔(اگلی آیات میں ایمان کی بدولت کیسی رفعتیں حاصل کیں ان کا بیان ہے) (عبرانیوں باب ۱۱ آیت ۵، نیا عہد نامہ)

حضرت الیاسؑ کے متعلق ۲ سلاطین آیت ۱۱ پرانا عہد نامہ میں لکھا ہے :-

دیکھو ایک آتشی رتھ اور آتشی گھوڑوں نے ان دونوں کو (ایشع اور ایلیاہ) جدا کر دیا۔اور ایلیاہ (الیاس) بگولے میں آسمان پر چلا گیا۔

حضرت الیاسؑ کی دوبارہ آمد کے بارے میں ملاکی باب ۴ آیت ۵ پرانا عہد نامہ میں ہے کہ دیکھو خُداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔

عظیم متکلم علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو مسیح کے بارہ میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ ۳۳ سال کی عمر میں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اُس کا ثبوت کسی مرفوع متصل حدیث سے نہیں ملتا۔

(زادالمعاد جلد اول صفحہ ۲۰ از امام ابن قیم مطبع میمنیہ مصر)

حنفی عالم علامہ ابن عابدین الشامی، امام ابن قیم کے نظریے کے بارے میں کہتے ہیں کہ امام ابن قیم کا نظریہ درست ہے اور واقعی یہ عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں سے آیا ہے۔

(تفسیر فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۹ از نواب صدیق حسن خان، مطبع کبریٰ میریہ مصر)

سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ تین آیتوں (آل عمران ۴۹۔مائدہ ۱۱۸۔مریم ۳۳ تا ۳۵) سے حضرت عیسیٰؑ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے مگر چونکہ علماء اسلام نے بہ تقلید بعض فرق نصاریٰ کے قبل اِس کے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کریں یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔اِس لیے انہوں نے اُن آیتوں کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کی بے جا کوشش کی ہے۔ (تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۳ از سر سید احمد خان دوست ایسوسی ایٹس ۱۹۹۴ء)

اسلام میں اکثر عقائد دوسروں کے عقائد سے ملتے جلتے ہیں، جیسے اسلام نے غیر مذاہب کو چھانا، ویسے ہی اسلام میں تصوف نے بھی غیر مذاہب کے عقائد کی چھان بین کر کے ایک خاص مسلک اختیار کیا ہے۔ (تعلیم غوثیہ صفحہ ۷۹)

مولانا عبیداللہ سندھی نے فرمایا ہے کہ یہ جو حیات عیسیٰؑ لوگوں میں مشہور ہے وہ ایک یہودی کہانی اور صابی من گھڑت افسانہ ہے مسلمانوں میں فتنہ عثمانؓ کے بعد بواسطہ انصار بنی ہاشم یہ بات پھیلی اور یہ صابی اور یہودی تھے قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ عیسیٰؑ نہیں مرا۔

(الہام الرحمان فی تفسیر القرآن اردو جلد اول صفحہ ۲۴۰ از عبید اللہ سندھی ادارہ بیت الحکمت۔ کبیر والا ملتان)

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی رفع کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات تفہیم وتشریف تفخیم کے طور پر کہی جاتی ہے نہ یہ کہ وہ درحقیقت آسمان کی طرف بادلوں میں اُڑتے نظر آئے اور کسی آسمان پر جا بیٹھے اِن باتوں کی ہمارے ہاں کوئی اصل نہیں۔ بعد میں حضرت عیسیٰؑ یقیناً مر گئے جس کی خبر قرآن مجید میں دوسری جگہ دی گئی ہے۔ (تہذیب الاخلاق جلد ۳ صفحہ ۲۲۱ از نواب اعظم یار مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

غلام احمد پرویز صاحب کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کے اب تک زندہ ہونے کی تائید قرآن کریم سے نہیں ملتی۔ قرآن کریم آپؑ کی وفات پا جانے کا بصراحت ذکر کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر اُٹھائے جانے کا تصور مذہب عیسائیت میں بعد کی اختراع ہے۔ (شعلہ مستور ۷۹، ۸۳ از غلام احمد پرویز ادارہ طلوع اسلام لاہور)

مولانا ابوالکلام آزاد کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ (حیات مسیح کا) اپنی نوعیت میں ہر اعتبار سے ایک مسیحی عقیدہ ہے اور اسلامی شکل ولباس میں ظاہر ہوا ہے۔ (نقش آزاد صفحہ ۱۰۲ کتاب منزل لاہور طبع دوم جولائی ۱۹۵۹ء)

ممتاز عرب عالم عبدالکریم الخطیب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مسیحؑ کی دوبارہ آمد کا کوئی ذکر نہیں مسیح کے بارے میں اکثر روایات علماء اہل کتاب نے اسلام میں داخل کی ہیں۔
(المسیح فی القرآن صفحہ ۵۳۸ دارالکتب الحدیثۃ شارع جمہوریہ طبع اول ۱۹۶۵ء)

علامہ شورائیؒ فرماتے ہیں کہ عیسائی علماء نے یہودیوں کو دائرہ عیسائیت میں لانے کی خاطر بے سروپا باتیں عوام میں پھیلا دیں۔ وفات کے متعلق بھی لوگوں کو ذہن نشین کرایا گیا کہ عیسیٰؑ نے صلیب پر جان تو ضرور دی ہے لیکن تین دن کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور قیامت کے قریب زمین پر اُتریں گے اور عیسائیت کے دُشمنوں کا قلع قمع کریں گے۔ (سائنٹفک قرآن پارہ دوم صفحہ ۶۷ مطبع قرآن سوسائٹی کراچی)

معزز قارئین! جب ایک بڑی تعداد میں عیسائی اور یہودی آبادیوں نے اسلام قبول کیا تو اُنہوں نے جب آنے والے مسیح کی خبر پر اطلاع پائی تو اپنے عقائد کو بھی اسلام کے عقائد کے ساتھ گڈ مڈ کر دیا۔ بہت سے منافقین بھی اِس کاروبار میں بھرپور طریقے سے شامل رہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے لاکھوں احادیث کو جمع کیا اور چند ہزار کو صحیح قرار دیا باقی سب کو کمزور، وضعی اور من گھڑت قرار

دے کر انہیں نا قابل عمل اور نا قابلِ اشاعت قرار دیدیا۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام کی تعلیمات کو اپنی مرضی اور سابقہ مذہب کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی مگر بزرگان اسلام نے سختی سے اِن غلط عقائد کی بیخ کنی کرنے کی کوشش کی اور بہت حد تک کامیاب بھی رہے لیکن علماءِ سُو نے بھی کچھ روایات کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنا لیا جس کا نتیجہ عصر حاضر کے مسلمانوں میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو اَن گنت فرقوں میں بٹ چکے ہیں۔ چنانچہ اِس سلسلے میں مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ اپنی سلطنت کے زمانہ میں جب دین کو رواج دیں گے اور سُنّت کو زندہ فرمائیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائی ہوگی اور اُسی کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا تعجب سے کہے گا کہ اِس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا ہے اور ہمارے مذہب وملّت کو مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت مہدیؑ اُس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے (یعنی اس کے عقائد کو غلط قرار دیں گے۔ اسلام میں عقائد کی بناء پر کسی کو قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے) اور اُس کے حسنہ کو سئیہ خیال کریں گے۔ (مکتوبات امام ربانی۔ مکتوب ۲۵۵ جلد اول صفحہ ۵۵۸ ناشر اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے یہودی ایلیاہ (الیاسؑ) کی آمد ثانی کے قائل تھے۔ یہ ایلیاہ وہ تھے جن کے بارے میں سلاطین ۲۔ باب ۲۔ آیت ۱۱، ۱۲ میں لکھا ہے کہ اور وہ (الیشع اور ایلیاہ) آگے چلتے اور باتیں کرتے جاتے تھے کہ دیکھو ایک آتشی رَتھ اور آتشی گھوڑوں نے اُن دونوں کو جُدا کر دیا اور ایلیاہ (الیاسؑ) بگولے میں آسمان پر چلا گیا۔ الیشع یہ دیکھ کر چلّایا اے میرے باپ! میرے باپ! اسرائیل کے رَتھ اور اُس کے سوار! اور اُس نے پھر اُسے نہ دیکھا۔

پھر ملاکی باب ۴۔ آیت ۵ میں ایلیاہ کی دوبارہ آمد کا یوں ذکر ہے۔ دیکھو! خُداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی (الیاسؑ) کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔

اور جب ایلیاہ (حضرت الیاس علیہ السلام) کی جگہ یوحنا (حضرت یحییٰ علیہ السلام) آ گئے تو متی باب ۱۱ کی آیات ۹ تا ۱۹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تو پھر کیوں گئے تھے؟ کیا ایک نبی دیکھنے کو؟ ہاں میں تجھ سے کہتا ہوں۔ بلکہ نبی سے بڑے کو، یہ وہی ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیرے آگے تیار کرے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں جو

عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا (یحییٰ) بتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں ہوا۔لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اُس سے بڑا ہے۔اور یوحنا بتسمہ دینے والے کے دنوں سے اب تک آسمان کی بادشاہی پر زور ہوتا رہا ہے اور زور آور اُسے چھین لیتے ہیں کیونکہ سب نبیوں اور توریت نے یوحنا (یحییٰ) تک نبوّت کی۔

اور چاہو تو مانو۔ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔جس کے سُننے کے کان ہیں وہ سُن لے۔پس اِس زمانہ کے لوگوں کو میں کس سے تشبیہ دوں، وہ اُن لڑکوں کی مانند ہیں جو بازاروں میں بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہتے ہیں ہم نے تمہارے لیے بانسلی بجائی اور تم نہ ناچے۔ہم نے ماتم کیا اور تم نے چھاتی نہ پیٹی۔کیونکہ یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا اور وہ کہتے ہیں کہ اُس میں بدروح ہے۔ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی، محصول لینے والوں اور گناہ گاروں کا یار! مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ثابت ہوئی۔

معزز قارئین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب سن کر یہودی قطعاً مطمئن نہیں ہوئے اور انہوں نے نا صرف یوحنا کو ایلیاہ ماننے سے انکار کیا بلکہ یوحنا (یحییٰؑ) پر الزام بھی لگا دیے۔اور اس بات پر مُصر رہے کہ جب تک وہی ایلیاہ آسمان سے نہیں اُترے گا جو زندہ آسمان پر گیا تھا ہم ایمان نہیں لائیں گے نتیجے کے طور پر یہودی آج بھی پہلے ایلیاہ (الیاسؑ) پھر مسیحؑ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔اور اس غلط نظریے کی وجہ سے تین نبیوں یوحنا (یحییٰؑ)، عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے سے محروم رہے اور لگتا ہے کہ آخری دور میں آنے والے مہدی و مسیح موعود پر ایمان لانے سے بھی محروم رہ جائیں گے۔اِس دور میں مسلمان اور عیسائی بھی یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک ایسے مسیح کا انتظار کر رہے ہیں جو تقریباً دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ موجود ہے بنا کچھ کھائے پیئے۔

علامہ ابن الوردی فرماتے ہیں کہ "**وقالت فرقة نزول عيسىٰ خروج رجل يشبه عيسىٰ فى الفضل و الشرف كما يقال للرجال الخير ملك و للشرير شيطان تشبيها بهما و لا يراد الاعيان**" ترجمہ: ایک گروہ کہتا ہے کہ نزول عیسیٰؑ سے مراد ایسے شخص کی آمد ہے جو فضیلت اور شرف میں عیسیٰؑ سے مشابہ ہو جس طرح اچھے آدمی کو فرشتہ اور بُرے کو شیطان کہہ دیتے

ہیں اور اس سے مراد فرشتہ و شیطان نہیں بلکہ ان سے مشابہت ہوتی ہے۔

(خریدۃ العجائب وفریدۃ الغرائب صفحہ ۲۶۳ از علامہ ابن الوردی متوفی ۷۴۹ھ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر الطبعۃ الثانی)

امام ابن حزمؒ کے بارے میں کمالین حاشیہ تفسیر الجلالین میں لکھا ہے کہ امام ابن حزمؒ نے آیت کے ظاہری معنوں سے استدلال کر کے مسیحؑ کی وفات بیان کی ہے۔

(جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۹ فی المطبع المجتبائی الدہلوی)

مصر کے مشہور متبحّر عالم الازہر یونیورسٹی کے شیخ علامہ شلتوت لکھتے ہیں کہ قرآن مجید اور سُنّتِ مطہرہ میں کوئی ایسی سند نہیں ہے جس سے اس عقیدہ پر دل مطمئن ہو سکے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اب تک وہ آسمان پر زندہ ہیں۔اور یہ کہ وہی آخری زمانہ میں زمین پر آئیں گے۔

(الفتاویٰ از محمود شلتوت صفحہ ۵۸ مطبوعہ دسمبر ۱۹۰۹ء جامع الازہر)

معزز قارئین! آسمان پر نہ کوئی زندہ جسم کے ساتھ بیٹھا ہے اور نہ کوئی ایسا وجود آسمان سے نازل ہوتا کوئی دیکھ سکے گا۔اِس بات کی تصدیق آیات کریمہ، احادیث اور اقوال بزرگان بھی کرتے ہیں۔یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہودیوں کی مانند مسلمان (جو مولوی کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں) بھی جو یہودیوں اور عیسائیوں والا یا ملتا جلتا عقیدہ رکھتے ہیں ذلّت اور رُسوائی سے ضرور حصہ پائیں گے۔قارئین کرام! مومن فراست کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ **لا يدلدغ المومن جحر واحد مرتين** مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔جس سوراخ سے یہودی اور عیسائی ڈسے جا چکے ہیں نہ جانے کیوں مسلمان مولوی مسلمانوں کو بھی ڈسوانا چاہتے ہیں۔جس طرح یہودی انبیاء پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے خُدا تعالیٰ کی نظر سے گر گئے نہ جانے کیوں مسلمان بھی خُدا کی نظر سے گرنا چاہتے ہیں؟

آیئے دیکھتے ہیں حیات مسیح اور وفات مسیح کے بارے میں یہودی، عیسائی، جمہور مسلمان اور احمدی مسلمان کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

۱۔ یہودی: اِن کے عقیدہ کے مطابق ایلیاہ نبی نے جسم سمیت آسمان سے اُتر کر مسیح کی نشاندہی کرنی تھی۔یہ شرط اُن کے مطابق پوری نہیں ہوئی۔اِس وجہ سے اور اُن کی پیدائش پر تہمت لگا کر

انہوں نے مسیح کو جھوٹا اور لعنتی قرار دیا اور رومی گورنر پیلاطوس کے پاس مقدمہ چلا کر آپؑ کو صلیب پر موت کی سزا دلوائی۔ اِس طرح اُن کے زعم میں آپؑ کی پیدائش بھی لعنتی تھی اور موت بھی، اور اب تک وہ دیوار گریہ پر سر پھوڑ کر ایلیاہ اور پھر مسیح کے آنے کی دُعا کرتے ہیں۔

۲۔عیسائی: آپؑ کنواری کے پیٹ سے خُدا کے اکلوتے بیٹے ہیں۔حضرت آدمؑ کے گناہ نے جو نسل انسانیت میں سرائیت کر گیا تھا نجات دلانے کے لیے مسیح نے صلیب پر بے گناہ ہونے کے باوجود کفارے کے طور پر جان دے دی۔تین دن بعد انہیں خُدا نے زندہ کر کے آسمان پر اُٹھا لیا۔اور آئندہ کسی زمانے میں زمین پر تشریف لا کر خُدا کی حُکمرانی قائم کریں گے۔

۳۔جمہور مسلمان: یہودیوں نے عیسیٰؑ کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا۔۔۔واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے۔۔۔قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی اُن کے گھر میں داخل ہوا۔حق تعالیٰ نے اُن کو تو آسمان پر اُٹھا لیا۔اور اُس شخص کی صورت حضرت مسیحؑ کی صورت کے مشابہ کر دی۔(Basilidian فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خُدا نے Simon of Cyrene کو مسیح کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا۔Ency.of Religion and Ethics p.428) جب باقی لوگ گھر میں گھُسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا۔(نعوذ باللہ خُدا تعالیٰ نے بے گناہ کو مروا دیا۔یہ درست ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔کیا اللہ حضرت مسیح کو لمبی عُمر نہیں دے سکتا تھا؟ اور کیا ایک بے گناہ بندے کو مارنا ضروری تھا؟)

(تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی شاہ فہد پریس مدینہ منورہ ۱۴۰۹ھ)

۴۔ احمدی مسلمان: آپؑ کی پیدائش معجزانہ تھی اور آپؑ کی والدہ پاکباز۔تاریخ اور بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ یہود نے سازش کر کے آپؑ کو سولی پر چڑھوا دیا لیکن اللہ کی تدبیر غالب آئی اور آپؑ کو چند گھنٹوں بعد غشی کی حالت میں اُتار لیا گیا۔آپؑ کے دو خفیہ حواری نکوڈیمس اور جوزف نے آپؑ کا علاج کیا (مرہم عیسیٰ سے)۔صحت یاب ہونے کے بعد آپؑ اپنے دیگر حواریوں سے ملے اور پھر اپنے مشن کی تکمیل میں یہود کی گمشدہ قبائل کی تلاش میں مشرق کی طرف ہجرت کی اور کشمیر پہنچے جہاں آپؑ کی وفات ہوئی، اور سری نگر میں آپؑ کا مقبرہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آسمان سے

کوئی نہیں اُترے گا۔حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ وعدے کے مطابق مسیح موعود ہیں اور مسیح ابن مریم کا نام استعارے کے طور پر دیا گیا ہے۔

معزز قارئین! ڈاکٹر محمد اقبال شاعر مشرق بھی کشمیریوں کو اسرائیلی سمجھتے تھے۔ جناب محمد عبداللہ قریشی فرماتے ہیں کہ ''اقبال کشمیریوں کو یہودی تصوّر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اُن کے عادات و خصائل اور شکل و شمائل افغانوں سے ملتے جُلتے ہیں جو بنی اسرائیل ہیں اور اس معاملے میں اُن کو یہاں تک غلو تھا کہ ایک مرتبہ انہوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے پاس ایک یاداشت بھیجنی چاہیے جس کا مضمون یہ ہو کہ تم بھی بنی اسرائیل ہو اور کشمیر کے لوگ بھی۔ان کو دوہری غلامی سے نجات دلا کر نیکی اور بھلائی کی مستقل یادگار چھوڑ جائیے''۔

(حیات اقبال کی گمشدہ کڑیاں صفحہ ۱۶۲، ناشر بزم اقبال کلب روڈ لاہور طبع اوّل مئی ۱۹۸۲ء)

معزز قارئین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کی اصلاح کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ان بارہ قبائل میں سے صرف دو قبائل اسرائیل میں آباد تھے۔یہودی کتابوں کے مطابق اور دوسرے محققین کے مطابق یہ قبائل افغانستان اور کشمیر میں بھی آباد تھے۔بانی جماعت احمدیہ کی کتاب مسیح ہندوستان میں کا مطالعہ اس سلسلے میں نہایت کارآمد ہے۔

مولانا منظر احسان جیلانی اپنی کتاب 'النبی الخاتم' کے صفحہ ۱۳، ۱۴ پر لکھتے ہیں:۔

یعقوبؑ کے گھرانے بارہ اسباط اور خانوادے تھے۔دس اسباط (قبائل) کو جب نینوا کے نمرود اور اُس کے بیٹے سرگون نے شامرون کے شہر سے نکال دیا، اِس کے بعد بنی اسرائیل کے یہ دس اسباط کہاں گُم ہو گئے مورخین کا اِس کے متعلق مختلف خیال ہے۔عام رجحان یہی ہے کہ افغانستان اور (صوبہ خیبر پختونخوا) سرحد کی پہاڑیوں میں رہنے والے شاید یہی لوگ ہیں درّہ خیبر کوہ سلیمان وغیرہ۔اِس میں قرائن کے سوا اُن کی شکل وصورت، عادات واطوار سے بھی اِس کی تاکید ہوتی ہے۔خود بھی اِن میں بعض اپنے آپ کو اسرائیلی کہتے ہیں۔پشتو زبان میں بھی اِس کے قرائن ہیں۔بعض کا خیال ہے کہ سندھ میں شامرونی تمدن کے آثار جو ملتے ہیں وہ شامرون کے ان ہی اسرائیلیوں کے ہیں۔بعض لوگ راجپوتانہ کے مارواڑی ساہوکار اور ہندوستان کے برہمنوں کو اسرائیلی قرار دیتے ہیں۔

اسرائیل کے باقی دوسبطوں کو بخت نصر قید کر کے اپنے ملک بابل لے گیا جہاں یہودی بادشاہ صدقیاہ کواندھا کرنے سے پہلے اُس کے بیٹے اُس کی آنکھوں کے سامنے طرح طرح کے عذابوں سے قتل کیے گئے اور عملاً یہودی موسوی شریعت کی رسوم سے بھی جُدا کیے گئے۔

برطانوی سیّاح میکائیل برک (Michael Burke) نے انکشاف کیا ہے کہ ہرات میں انہوں نے ایک قدیم عیسائی فرقہ دیکھا جن کا مذہبی لیڈر ابا یحییٰ ہے۔ اس فرقہ کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتر آئے اور ہجرت کر کے کشمیر تشریف لے گئے اس لیے آپ عیسیٰ بن مریم ناصری کشمیری کہلائے۔ برطانوی سیاح لکھتا ہے:

The followers of isa, son of Maryam..Jesus the son of Marry... generally call themselves Moslems and in habit a number of villages scattered throughout the western area of Afghanistan whose center is Herat .I had heard of them several times ,but considered that they were probably people who had been converted by European missionaries from Eastern Persia ,or else that they were a relics of the times when Herat had been a flourishing bishopric of the Nestorian rite ,before the Arabs conquered Persia in the seventh and eight centuries.

But, from their own accounts and what i could observe,they seem to come from some much older source .I found them through one of the deputies of the Mir of Gazarga ,the descendant of Mohamm..ad under whose protection they are .Gazarga is the shrine where Abdullah Ansar ,a Sufi mystic and great local saint ,is buried in a magnificent tomb formerly much visited by the emperors of India and other notables.

There must be about a thousand of these Christians .Their chief

is the Abba Yahiyya [Father John],

who can recite the succession of teachers through nearly sixty generations to ...isa ,son of Mary ,of [nazara] ,the Kaskmiri.

According to these people,Jesus escaped from the Cross,was hidden by friends ,was helped to flee to India ,where he had been before during his youth ,and settled in Kashmir ,where he is revered as anancient teacher, Yuz Asif. It is from this period of the supposed life of Jesus that these people claim to have got their messages.

among thedervishes page 107,third edition 1984,the octagon press London.[An account of travels in Asia and Africa, and four years studying the Dervishes,Sufis and Fakirs,by living among them.

ترجمہ: یسوع کے پیروکار: ’’(حضرت) عیسیٰؑ بن مریم کے پیروعموماً اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں اور افغانستان کے غربی علاقے میں پھیلی ہوئی ان متعدد بستیوں میں آباد ہیں جن کا مرکز ہرات ہے۔ میں نے اُن کی نسبت کئی بار سُنا تھا لیکن میں سمجھتا تھا کہ شاید یہ شرقی ایران کے وہ لوگ ہیں جنہیں یورپی مشنریوں نے عیسائی بنالیا تھا یا وہ اُس زمانہ کی یادگار ہیں جب ساتویں آٹھویں صدی عیسوی میں، ایران پر عربوں کے تسلّط سے قبل ہرات سلطنت کا حصّہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن اُن کے اپنے بیان کے مطابق بلکہ میں خود بھی یہی سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ کسی اَور زیادہ قدیم قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ان کا علم میر آف گزرگا کے ایک کارندے کے ذریعہ ہوا۔ میر (حضرت) محمدؐ کی اولاد میں سے ہے اور یہ لوگ اسی کی حفاظت میں رہتے ہیں۔۔۔ گزرگا ایک خانقاہ ہے جہاں ایک مقامی صوفی بزرگ (حضرت) عبداللہ انصار کا نہایت شاندار مزار واقع ہے اور جو ہندوستان کے کئی بادشاہوں اور معززین کی زیارت گاہ رہا ہے۔ ان عیسائیوں کی تعداد ضرور ایک ہزار تک ہوگی۔ اُن کے سردار کا نام ابا یحییٰ ہے جو عیسیٰؑ بن مریم ناصری کشمیری تک اپنے رہبروں کی گزشتہ ٦٠ پشتوں تک کے نام گنوا سکتا ہے۔

اِن لوگوں کے نزدیک (حضرت) یسوع مسیح صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے اور اپنے حواریوں کی مدد سے پوشیدہ طور پر ہندوستان کی طرف ہجرت کر گئے۔ اُن دنوں آپؑ جوان ہی تھے۔

آپؑ کشمیر میں ہی آباد ہو گئے جہاں انہیں یوز آصف کے نام سے ایک قدیم بزرگ شخصیّت کے طور پر نہایت عزّت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اُن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ انہیں (حضرت) یسوع مسیح کی مفروضہ زندگی کے اسی دور میں اُن کا پیغام پہنچا تھا۔'' (بحوالہ جدید علمِ کلام کے عالمی اثرات از مولانا دوست محمد صاحب)

معزز قارئین! مشکوٰۃ المصابیح جلد۳ حدیث نمبر ۵۷۳۷ اور مسند احمد بن حنبل کی جلد ۵ میں صفحہ ۲۶۵ پر درج حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اِس دُنیا میں انسانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مبعوث کیے گئے۔ قارئین کرام یہ تمام نبی مختلف قبائل یا قوموں کی اصلاح کے لیے آئے، ان کو خُدا تعالیٰ نے جو مشن بھی دیا اسے پورا کرنے کے بعد اس دُنیا فانی سے تشریف لے گئے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین قیامت تک کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کے مبعوث ہونے اور آخری شریعت کے نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام تعلیمات پر عمل کرنا غیر ضروری ہے۔ قرآن مجید میں صرف ۲۵ نبیوں کا ذکر موجود ہے۔ سورۃ الصّف آیت ۷ میں اللہ فرماتا ہے :**وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ إِنِّىْ رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ۔** اور (یادکرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل !یقیناً مَیں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ۔اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت ۵۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:**وَرَسُولاً إِلَى بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ** ۔ اور وہ رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف ۔(مسیحؑ صرف اور صرف بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے)اور سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيْلَ** ۔ اور جب میں نے تمہیں شریعت وحکمت، یعنی تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ (قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مکالمہ ۔قرآن کی تعلیم کا ذکر نہیں ہے) بائیبل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوسپل آف میتھیو کے باب ۱۰ آیت ۵ تا ۶ میں اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہیں۔''غیر یہودی لوگوں کے پاس مت جائیں۔صرف ان لوگوں کے پاس جاؤ،صرف ان لوگوں کے پاس جو بھٹکے ہوئے بنی اسرائیل ہیں۔'' دوسری جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گوسپل آف میتھیو کے باب ۱۵ کی آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں۔''میں نہیں بھیجا گیا سوائے اس کے بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی طرف۔''

معزز قارئین! حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو تلاش کر کے اُنھیں ربّ کا پیغام پہنچانے آئے تھے۔ اگر آپؑ کا تینتیس سال کی عمر میں زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرلیا جائے تو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس مشن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرمایا تھا اُسے پورا کرنے میں آپؑ ناکام رہے بلکہ یہودی مظالم نے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو بھی اِس حد تک عاجز کر دیا کہ اُسے اپنے نبی کو بھی واپس بُلانا پڑ گیا۔ یادرکھنا چاہیے کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں نبیوں کو دیے گئے مشن کو پورا کیے بغیر وفات دے۔ پس حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام نے اپنے مشن کو اللہ کی مدد سے پورا کیا اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور سرینگر کشمیر محلّہ خانیار میں آپؑ کی قبر ہے۔

معزز قارئین! آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن، احادیث اور بزرگان کے اقوال وفات مسیحؑ کی کس طرح تائید کرتے ہیں اور حیات مسیح کے عقیدہ کو کیسے رَدّ کرتے ہیں۔

۱۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:**وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ إِنِّىْ رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِىْ مِن بَعْدِىْ اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاء هُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔** اور (یادکرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل !یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ۔اس کی تصدیق کرتے ہوئے آیا ہوں جو تورات میں سے میرے سامنے ہے اور ایک عظیم رسول کی خوشخبری دیتے ہوئے جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ پس جب وہ کھلے نشانوں کے ساتھ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ تو ایک کھلا کھلا جادو ہے۔ (حضرت عیسیٰؑ یہ خوشخبری سناتے ہوئے تشریف لائے تھے کہ)''میرے ''بعد'' ایک رسول تشریف لانے والا ہے جن کا نام احمد ہے''۔(عیسیٰؑ اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کا آنا بتا رہے ہیں۔ اگر عیسیٰؑ اب آجائیں تو ترتیب غلط ہوجائے گی) (سورۃ الصّف آیت ۷)

۲۔**كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ**۔ یعنی ہر چیز جو اس (زمین) پر ہے فانی ہے۔ (اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہیں ہیں تو فوت ہو چکے ہیں) (سورۃ الرحمان آیت ۲۷)

۳۔ **وَإِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِىْ وَأُمِّىَ إِلَـهَيْنِ مِن دُونِ اللّهِ، قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِىْ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِىْ، بِحَقٍّ، إِن**

كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ، تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا أَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ۔مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِيْ بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنتَ أَنتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ،وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْد۔ (المائدہ آیت ۱۱۷،۱۱۸) اور (یاد کرو) جب اللہ، عیسیٰ ابن مریم سے کہے گا کہ کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبود بنالو؟ وہ کہے گا پاک ہے تُو۔ مجھ سے ہو نہیں سکتا کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہ ہو۔ اگر میں نے وہ بات کہی ہوتی تو ضرور تُو اسے جان لیتا۔ تُو جانتا ہے جو میرے دِل میں ہے اور مَیں نہیں جانتا جو تیرے دل میں ہے۔ یقیناً تُو تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔ میں نے تو انہیں اِس کے سوا کچھ نہیں کہا جو تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے۔ اور مَیں اِن پر نگران تھا جب تک مَیں اُن میں رہا۔ پس جب تُو نے مجھے وفات دے دی، فقط ایک تُو ہی اُن پر نگران رہا اور تُو ہر چیز پر گواہ ہے۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ سورۃ مائدہ کی آخری آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں" وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً " میں اُن کا نگران حاضر تھا اور اُن کی دیکھ بھال کرتا تھا اور اُن کو تعلیم دیتا تھا" مَّا دُمْتُ فِيْهِم " یعنی جب تک میں اُن میں باقی رہا"فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي " جب تُو نے مجھے کُلّی طور پر فنا کر دیا "كُنتَ أَنتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِم " میرے فنا ہونے کی وجہ سے تو تُو اُن پر نگران تھا"وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْد " تُو حاضر اور موجود ہے ورنہ یہ بات کبھی نہ ہوتی۔'' (تفسیر القرآن الکریم از ابن عربی جلد ا صفحہ ۳۵۴)

ماہنامہ بلاغ القرآن لاہور لکھتا ہے''عقیدہ نزول مسیح کے مطابق حضرت مسیحؑ کی حالت یہ ثابت ہوتی ہے کہ جب آسمان سے نازل ہوں گے تو بچشم خود دیکھ لیں گے کہ اُن کی اُمّت نے اُنہیں اور اُن کی ماں کو اللہ کے ساتھ ملا کر، دو اللہ اور ٹھہرائے ہوئے ہیں تو اِس طرح اُن کی قیامت کی (۵۔۱۱۷) والی گواہی کہ مجھے معلوم نہیں کہ اُنہوں نے مجھے اور میری ماں کو اللہ ٹھہرا رکھا ہے جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔ کیا آپؑ معاذ اللہ نزول کے بعد کی چشم دید شہادت کو چھپالیں گے اور بغاوت کے مصداق ٹھہریں گے؟ پس ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کی زد اللہ کے برگزیدہ نبی کی صداقت و دیانت پر پڑتی ہے وہ مطلقاً غلط اور من گھڑت ہے۔ نہ حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ ہیں نہ دوبارہ آئیں گے۔ نہ اپنی اُمّت کی حالت دیکھیں

گے اور نہ قیامت کو چشم دید واقعات کے خلاف جھوٹی گواہی دیں گے۔ بلکہ آپؑ جملہ انبیاء کی مانند فوت ہو چکے ہیں۔ (رسالہ بلاغ القرآن لاہور جون ۱۹۷۵ء صفحہ ۴۹ بحوالہ الفرقان)

جناب جاوید احمد غامدی فرماتے ہیں:۔

سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۷ میں مسیح علیہ السلام کا اللہ سے مکالمہ، اس میں دیکھ لیجیے مسیحؑ اگر ایک مرتبہ زمین میں آ چکے ہیں تو یہ آخری جملہ کسی طرح موزوں نہیں ہے، اِس کے بعد تو اُنہیں کہنا چاہیے کہ میں اُن کی گُمراہی کو اچھی طرح جانتا ہوں اور ابھی کچھ دیر پہلے انہیں اِس پر متنبہ کر کے آیا ہوں۔

(تحفہ غامدی از مولانا مفتی عبدالواحد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا! اے لوگو! قیامت کے دن میری اُمّت کے کچھ لوگ دوزخ کی طرف لے جائے جائیں گے تو میں کہوں گا اے میرے ربّ! یہ تو میرے صحابہؓ ہیں۔ جواب ملے گا تُو نہیں جانتا کہ تیرے پیچھے انہوں نے کیا کیا۔ اس وقت میں وہی کہوں گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے صالح بندے (عیسیٰ ابن مریم) نے کہا تھا۔ کہ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنتَ أَنتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ۔ مَیں اُن کا اُسی وقت تک نگران تھا جب تک اُن میں تھا اور جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو تُو ہی اُن کا نگران تھا۔

(صحیح بخاری کتاب.....ب التفسیر، سورۃ المائدۃ زیر آیت وکنت علیہم شھیدا جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۱)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے لیکن میرے قریب آئیں گے تو پیچھے دھکیل دیئے جائیں گے، میں کہوں گا، اے میرے ربّ! یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ آواز آئے گی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا بدعات کیں۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۷۴ کتاب الرقائق)

۴۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِن دُوْنِ اللّهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُوْنَ۔أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاء وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ۔ اور جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ مُردے ہیں، زندہ نہیں اور شعور نہیں رکھتے کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ (سورۃ النحل آیت ۲۲،۲۱)

مولانا محمد پالن صاحب گجراتی ان دو آیات کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان آیات کریمہ میں کئی باتیں ہیں جو قابل غور ہیں۔

۱۔خُدا کو چھوڑ کر جن جن ہستیوں کو پوج رہے ہیں یا پکار رہے ہیں وہ چاہے نبی ہوں یا ولی یا فرشتے یا خُدا کی مخلوق میں سے کوئی بھی ہو وہ کسی چیز کے نہ تو خالق ہیں نہ تو مالک ہیں۔

۲۔وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔

۳۔تیسری بات یہ کہ وہ مَر چکے ہیں۔اب مرنے کا جو سوال ہے وہ ذی رُوح مخلوق پر ہی عائد ہوتا ہے۔لکڑی، پتھر، سونا، چاندی، پیتل، لوہا، مٹی کی مورتیں وغیرہ بنا کر پوجتے ہیں ان پر موت کا کوئی سوال ہی نہیں آتا۔مرنے کا جو سوال ہے وہ ذی رُوح مخلوق کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔کسی نبی، ولی نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا مزار یا چھلہ یا قبر یا تعزیہ یا مُورت بنا کر اُس کی آؤ بھگت کرنا، اُس کے نام کے چڑھاوے چڑھانا اور ہر سال میلے وغیرہ کرنا۔

۴۔چوتھی بات وہ زندہ بھی نہیں ہیں۔

۵۔پانچویں بات یہ ہے کہ وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔(شریعت یا جہالت صفحہ ۳۹۸)

معزز قارئین! دُنیا میں سب سے زیادہ پوجا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گئی اور اب تک جاری و ساری ہے۔حضرت عیسیٰؑ کو بھی معبود مانا جاتا ہے جو شعور رکھنے والے معبودان باطلہ میں سے ہیں اور ایک دن اُٹھائے جائیں گے۔یہاں بُتوں، جنّوں اور ملائکہ کا ذکر نہیں ہے۔کیونکہ یہ لاشعور ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:**لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَآلُوْاْ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔** یقیناً اُن لوگوں نے کُفر کیا جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۸)

جیسا کہ سب جانتے ہیں دُنیا میں جن لوگوں کی عبادت کی گئی اور اُن کو خُدا کا شریک بنایا گیا۔ اُن میں حضرت مسیحؑ پہلے درجہ پر ہیں۔جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت سے مراد بُت ہیں انہیں سمجھنا چاہیے کہ **وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ**۔ اس میں بعث یعنی اُٹھایا جانا پتھر کے بُتوں کا نہیں ہوا کرتا بلکہ انسانوں کا ہی موت کے بعد بعث ہوگا۔دوسرا یہ کہ **الَّذِيْنَ** عربی قواعد کی رو سے ذوی العقول یعنی عقل رکھنے والے جانداروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔لہٰذا یہاں پتھر مُراد نہیں ہو سکتے۔

مولانا محمد پالن صاحب گجراتی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں مگر کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ گجراتی صاحب وفات مسیحؑ کے قائل بھی ہیں۔حقیقت اپنی سچائی کو خود ثابت کرتی ہے اور مجبور کر دیتی ہے کہ سچ کا بول بالا ہو۔گجراتی صاحب ایک سانس میں وفات مسیحؑ کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں اور دوسرے سانس میں حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہیں۔چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ بنی اسرائیل میں اپنا کام سرانجام دے کر زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے۔انہیں نہ موت آئی اور نہ انہیں شہید کیا جا سکا۔اب اگر وہ دوبارہ آسمان سے دُنیا میں تشریف لائیں تو یہ ہرگز ختم نبوّت کے منافی نہیں ہو سکتا۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ’’حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیزؑ اور ان کے علاوہ جن عالم، عابد، بزرگوں کی پرستش یہ لوگ کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کی اطاعت کرتے تھے اور شرک سے بیزار اور اس سے روکتے تھے۔مگر ان کے بعد (وفات کے بعد) ان گمراہوں اور جاہلوں نے انہیں معبود بنا لیا وہ بے قصور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۲۵ صفحہ نمبر ۳۸ سورۃ زخرف کے چھٹے رکوع کی تفسیر میں۔شریعت یا جہالت صفحہ ۵۰۳)

۵۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرّاً وَلَا نَفْعاً وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتاً وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُوراً ۔ (سورۃ الفرقان آیت ۴)

اور اُنہوں نے اِس کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ اپنے لیے بھی نہ نقصان کی طاقت رکھتے ہیں نہ نفع کی اور نہ ان کے اختیار میں موت ہے نہ زندگی اور نہ ہی حشر نشر۔

٦۔**وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُواْ مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ۔ فَكَفَى بِاللّهِ شَهِيداً بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ۔** (سورۃ یونس آیت ۲۹،۳۰)

اور (یاد رکھو) وہ دِن جب ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے پھر ہم ان سے جنہوں نے شرک کیا کہیں گے اپنی جگہ پر تم (بھی) رُک جاؤ اور تمہارے شریک بھی۔پھر ہم ان کے درمیان تفریق کر دیں

گے اوران کے (مزعومہ) شریک کہیں گے تم ہماری عبادت تونہیں کیا کرتے تھے۔پس اللہ ہی ہمارے اورتمہارے درمیان بطور گواہ کافی ہے۔یقیناً ہم تمہارے عبادت کرنے سے بے خبر تھے۔

۷۔ **يَا عِيسَى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ** ۔ اے عیسیٰ میں تجھے تیری طبعی موت سے وفات دوں گا۔اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور تجھے پاک کروں گا اور جن لوگوں نے کُفر کیا اور تیرے متّبعین کو قیامت تک تیرے منکرین پر غالب رکھوں گا۔ (اٰل عمران آیت ۵۶)

مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں۔ **يَا عِيسَى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُواْ** ۔ ترجمہ کنزالایمان ''اے عیسیٰؑ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا۔

مولوی صاحب نے **مُتَوَفِّيْكَ** کا ترجمہ وفات نہیں کیا بلکہ کہہ دیا پوری عمر تک پہنچاؤں گا حالانکہ **يَا عِيسَى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ** کا یہ ترجمہ نہیں بنتا۔اگر مولوی صاحب کا کیا ہوا ترجمہ مان بھی لیا جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو لمبی زندگی دی اور وہ اپنی عمر پوری کر کے ہی فوت ہوئے تھے۔جیسا کہ زرقانی جلد ا کے صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے گواہی دی کہ حضرت مسیحؑ کی عمر ایک سو بیس برس تھی۔اور علامہ قسطلانیؒ احادیث کی رو سے فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال ثابت ہوتی ہے۔(واقع صلیب کے وقت عیسیٰؑ کی عمر ۳۳ برس تھی) (مواھب الدنیہ جلد ا صفحہ ۴۲ از علامہ قسطلانی) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی عیسیٰؑ ان یا عیسیٰؑ انتقل من مکان الی مکان لئلا تعرف فتوذی** ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰؑ! تُو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جاتا ایسا نہ ہو تُو پہچانا جائے اور تجھے تکلیف دی جائے۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴) اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: **کان عیسیٰؑ ابن مریم یسیع فاذا امسی یاکل بقل الصحراءِ و یشرب ماءَ القراح** ۔ حضرت عیسیٰؑ بن مریم زمین کی سیاحت کیا کرتے تھے اور جنگل کی سبزیاں اور چشموں کا صاف پانی پیا کرتے تھے۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۷۱) قارئین کرام! ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حُکم دیا تھا تا کہ دُشمن

آپؑ کو گزند نہ پہنچا سکیں۔اور آپؑ نے ہجرت ایسی جگہ فرمائی جو فلسطین سے بہت دور چشموں والی تھی۔اور اُس پُر اطمینان جگہ کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ المومنون کی آیت ۵۱ میں فرماتا ہے:

۸۔ **وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِيْنٍ** ۔
ابن مریم اور اس کی ماں کو ہم نے ایک نشان بنایا اور ان کو ایک سطح پر رکھا جو اطمینان کی جگہ تھی۔'' اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اونچی جگہ یعنی پہاڑوں پر رہے۔آپؑ نے کشمیر میں وفات پائی اور محلّہ خانیار سری نگر میں آپؑ کی قبر ہے۔

قارئین کرام! حضرت ابن عباسؓ نے **إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ** کے معنی ''میں تجھے وفات دوں گا'' کیے ہیں۔بخاری جلد ۳ کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ **ما جعل اللہ من بحیرہ** ۔ اردو ترجمہ حیات القلوب میں ہے۔ **يَا عِيسَى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ** ۔(سورۃ اٰل عمران آیت ۵۶) اور **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنتَ أَنتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ** ۔ (المائدہ آیت ۱۱۷، ۱۱۸) یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔ (اردو ترجمہ حیات القلوب جلد ا صفحہ ۸۱۹)

اب مولوی صاحب **تَوَفَّى** کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا**" ترجمہ کنزالایمان: اللہ لے لیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو جو نہیں مریں ان کے سونے کے وقت۔فرماتے ہیں ''ایک لفظ **تَوَفَّى** کا معنی دونوں کے واسطے فرمایا گیا۔"**تَوَفَّى**" منام (یعنی نیند) بھی شامل ہے اور موت بھی۔تفسیر الطبری اٰل عمران تحت الآیات ۵۵ جلد ۳ صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹۔حوالہ دینے کے بعد فرماتے ہیں۔''تو اب معنی یہ ہوں گے کہ عیسیٰ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تم کو کافروں سے اور فرض کیا جائے "**تَوَفَّى**" کے معنی اگر موت ہی کے ہیں تو یہ کہاں سے نکلا کہ تم کو وفات دینے والا ہوں تم کو پھر اُٹھانے والا ہوں۔'' (ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳۹۰، ۳۹۱)

۹۔ قارئین کرام! سب سے پہلے سورۃ الزمر کی آیت ۴۳ پوری بیان کیے دیتا ہوں۔ **اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى إِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ** ۔اللہ

جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو مری نہیں ہوتیں (انہیں) ان کی نیند کی حالت میں قبض کرتا ہے۔ پس جس کے لیے موت کا فیصلہ کر دیتا ہے اسے روک رکھتا ہے اور دوسری کو ایک معین مدت تک کے لیے (واپس) بھیج دیتا ہے۔ یقیناً اس میں فکر کرنے والوں کے لیے بہت سے نشانات ہیں۔

مولانا حضرات کی یہ عادت بد ہے کہ کسی بھی آیت سے اپنے مطلب کا نتیجہ نکالنے کے لیے پوری آیت بیان نہیں کرتے۔ بعض اوقات پوری آیت کا مطالعہ مضمون سمجھا دیتا ہے۔ قارئین کرام! مولوی صاحب نے تَوَفّٰی کے معنی نیند اور موت کے کیے ہیں۔ یہ یاد رہے کہ چاہے نیند کے وقت جان نکالی جائے یا موت کے وقت دونوں صورتوں میں جسم زمین پر ہی رہتا ہے۔ مولوی صاحب ترجمہ کچھ کر رہے ہیں اور نتیجہ یہ نکال رہے ہیں کہ عیسیٰؑ میں تم کو سلا دینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف۔ اور اس نتیجے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جسم زمین پر ہی رہے گا۔

پھر مولوی احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

''اگر حضرت عیسیٰؑ کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام کے لیے صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ اس کا مُنکر نہ ہو گا مگر بد مذہب، تو پھر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہی ہیں۔ (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۵۵)

صرف عیسیٰؑ ہی زندہ نہیں ہیں بلکہ اسی طرح موت کے بعد تمام نبی زندہ ہیں۔ جس طرح تمام انبیاء اپنی وفات کے بعد اس دُنیا میں جسدِ خاکی کے ساتھ نہیں آ سکتے حضرت عیسیٰؑ بھی نہیں آئیں گے۔ انبیاء کرام ہوں یا عام انسان سبھی کے لیے موت کا مزہ چکھنا لازمی ہے۔ اور مرنے کے بعد قیامت کے روز سبھی اُٹھائے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۱۰۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ۔ حَتَّى إِذَا جَاء أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ۔ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحاً فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۔ یعنی پھر یقیناً تم اس کے بعد مر جانے والے ہو۔ پھر ضرور تم قیامت کے روز اُٹھائے جاؤ گے۔ (سورۃ المومنون آیت ۱۶،۱۷) پھر اسی سورۃ کی آیات ۱۰۱ اور ۱۰۲ میں فرماتا ہے:

۱۱۔ حَتَّى إِذَا جَاء أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۔ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحاً

فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۔ یعنی یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جاتی ہے تو کہتا ہے اے میرے ربّ! مجھے لوٹا دیجیے۔ شاید کہ میں اچھے کام کروں اُس (دُنیا) میں جسے چھوڑ آیا ہوں۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے ۔ اور ان کے پیچھے ایک روک حائل رہے گی اس دِن تک کہ وہ اُٹھائے جائیں گے۔

روایت ہے کہ ایک آدمی فوت شدہ کے متعلق صحابہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور! دُعا فرمائیں کہ یہ زندہ ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں چاہیے کہ اب اس کے لیے دُعائے مغفرت کرو اور دفن کر دو۔ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۳۶۰)

قارئین کرام! ان مولوی حضرات کو خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا دعویٰ تو ہے مگر اُن کے ارشادات مقدسہ کو پس پشت ڈال کر، جاہلانہ عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے عوام النّاس کو گُمراہ کرتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے جنگ احد کے موقع پر جب شہید ہونے والے حضرت جابرؓ کے والد خُدا کے دربار میں حاضر ہوئے تھے، اُن کے خیالات کے بارے میں رسول اللہؐ نے جابرؓ کو اُداس دیکھ کر یہی تو فرمایا تھا: کہ جب تمہارے والد شہید ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے بے حجاب ہو کر کلام فرمایا اور فرمایا جو کچھ مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ تمہارے باپ نے عرض کیا ۔ اے میرے اللہ! تیری کسی نعمت کی کمی نہیں ہے، لیکن خواہش ہے کہ پھر دُنیا میں جاؤں اور تیرے دین کے رستہ میں پھر جان دوں۔ اللہ نے فرمایا: ہم تمہاری اس خواہش کو بھی پورا کر دیتے لیکن ہم یہ عہد کر چکے ہیں کہ **انهم لا يرجعون**۔ یعنی کوئی مُردہ پھر زندہ ہو کر اس دُنیا میں نہیں آ سکتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، زرقانی) اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی تھی ترجمہ: ''جو لوگ خُدا کے رستے میں شہید ہوتے ہیں اُنہیں مُردہ نہ سمجھا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے خُدا کے پاس خوشی کی زندگی گذار رہے ہیں۔'' یاد رکھنا چاہیے کہ خُدا کبھی بھی اپنی سُنّت کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی تمام انبیاء کی وفات کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اگر حضرت عیسیٰؑ کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء علیہ السلام کے لیے صرف آنی ہے، ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔'' (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۵۵) اس ایک آن میں طاری ہونے والی موت کے بعد جسد خاکی قطعاً دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ اللہ کی سُنّت ہے جو

کسی صورت تبدیل نہیں ہو سکتی۔

مولوی طاہر القادری عیسیٰ کے لیے **رَافِعُكَ** کا معنی زندہ آسمان پر اُٹھالینا مراد لیتے ہیں ورنہ **رَافِعُكَ** کا معنی درجات کی بُلندی ہی کرتے ہیں۔ آج کل کے مولوی یہی کچھ کرتے ہیں، جہاں جو معنی ان مولویوں کے مقاصد کو پورا کریں وہی اختیار کر لیتے ہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

امام ابوالقاسم القشیر ی، حضرت بشیر الحافیؒ کے قول کی روایت کرتے ہیں کہ بشیر الحافیؒ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپؐ نے مجھ سے کہا: اے بشیر! **اتدری لم رفعك اللّٰہ من بین اقرانك**۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے اللہ نے تیرے ہم زمانہ لوگوں میں سے تیرے درجہ کو اتنا بُلند کیوں کر دیا؟ (ماہنامہ منہاج القرآن اگست ۲۰۰۱ء خطاب طاہر القادری تعلیمات تصوف اور اصلاح احوال)

آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: **رَافِعُكَ اللّٰہ یا عم**۔ یعنی اے میرے چچا! اللہ آپ کا رفع کرے۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۶۸)

اور اردو ترجمہ حیات القلوب کی جلد ا کے صفحہ ۸۱۹ میں ہے۔ **یَا عِیۡسَی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ** اور **فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡهِمۡ** ۔ (المائدہ آیت ۱۱۸،۱۱۷)

یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔

اگر **مُتَوَفِّیۡكَ** کا معنی سارے کا سارا اُٹھالینا ہے تو اس آیت میں **رَافِعُكَ** کا لفظ مہمل اور بے فائدہ ماننا پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں علاوہ متنازعہ فیہ جگہ کے ۲۳ جگہ لفظ توفّی کا مشتق استعمال ہوا ہے۔ یہاں مولانا محمود الحسن نے قرآن مجید کی آیات میں لفظ **تَوَفّی** کا کیا ترجمہ کیا ہے؟ پیش کیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی مولانا عبداللہ یوسف علی کا انگلش ترجمہ بھی پیش خدمت ہے۔

۱۔ **حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ** (اُٹھالیوے موت)

until death do claim them (۴:۱۶)

۲۔ **وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ** (اور موت دے نیک لوگوں کے ساتھ)

and take to Thyself our souls (۳:۱۹۴)

۳۔ **قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ** (قبض کر لیتا ہے فرشتہ تجھ کو موت کا)

will [duly] take your soul (۳۲:۱۲)

۴۔ **اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ** (جان نکالتے ہیں فرشتے)

when Angels take the souls (۴:۹۸)

۵۔ **اَوۡ نَتَوَفَّیَنَّكَ** (یا قبض کر لیں تجھ کو)

or we take thy soul[to our mercy] (۴۰:۷۸)

۶۔ **تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰئِكَةُ** (جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے)

whose lives the Angels take (۱۶:۲۹)

۷۔ **تَتَوَفّٰهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ** (جان قبض کر لیتے ہیں فرشتے)

whos lives the Angels take (۱۶:۳۳)

۸۔ **یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ** (مَر جاویں تم میں سے)

if any one of you die (۲:۲۳۵)

۹۔ **یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ** (تم میں سے مَر جاویں)

those of you who die (۲:۲۴۱)

۱۰۔ **تَوَفَّتۡهُ رُسُلُنَا** (قبضے میں لے لیتے ہیں اسکو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے)

our Angels take his soul (۶:۶۲)

۱۱۔ **رُسُلُنَا یَتَوَفَّوۡنَهُمۡ** (ہمارے بھیجے ہوئے انکی جان لینے کو) (۷:۳۸)

When Our Messengers [of death] take there souls

۱۲۔ **تَوَفَّنَا مُسۡلِمِیۡنَ** (اور ہم کو مار مسلمان)

And take our souls unto thee (۷:۱۲۷)

۱۳۔ **اِذۡ یَتَوَفَّی الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمَلٰٓئِكَةُ** (جس وقت فرشتے جان قبض کرتے ہیں کافروں کی)

When the Angels take the souls (۸:۵۱)

۱۴۔ **یَتَوَفّٰکُمۡ** (کھینچ لیتا ہے تم کو)

(۱۰:۱۰۵) who will take our souls

۱۵۔ تَوَفَّتۡهُمُ الۡمَلَآئِكَةُ (فرشتے جان نکالیں گے)

(۴۷:۲۸) the Angels take their souls at death

۱۶۔ أَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ (یاوفات دیں تجھ کو)(محمد ﷺ)

(:۴۷) take thy soul to Our mercy

۱۷۔ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِماً (موت دے مجھ کواسلام پر)

(۱۲:۱۰۲) take thou my soul [AT DEATH]

۱۸۔ أَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ (یا تجھ کواُٹھالے ویں)

(۳:۴۱) take to ourselves thy soul

۱۹۔ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفّٰى (تم میں سے ایسا ہے کہ مَر جاتا ہے)

(۴۰:۶۸) some who die bfore

۲۰۔ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمۡ (پھرتم کوموت دیتا ہے)

(۱۶:۷۱) who creates you and take your souls at death

۲۱۔ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفّٰى (تم میں سے قبض کرلیا جاتا ہے)

(۲:٦) some of you are called to died

۲۲۔ اللّٰه یتوفی الا نفس (اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں)

(۹:۴۳) it is God that takes the soul [of men]

۲۳۔ وَهُوَ الَّذِیۡ يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيۡلِ (قبضے میں لے لیتا ہے تم کورات کو)

(٦:٦١) He Who doth take your souls

دونوں تراجم میں لفظ **تَوَفّٰی** کا ترجمہ قبض رُوح اورموت کیا گیا ہے،اس لیے حضرت عیسیٰؑ کے لیے بھی یہی معنی ہوں گے۔

عرف عام میں بھی **تَوَفّٰی** کے معنی میّت کے ہی ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر پٹواری کے

رجسٹر اور دیگر دفاتر کو دیکھ لو۔اور جنازہ کی دُعا میں **و من توفیته منا فتوفه علی الاسلام**۔ کہ جس کو تو ہم میں سے وفات دے تو اُس کو اسلام پر ہی وفات دے۔قارئین کرام! روز نامہ اُمّت کراچی ۲۸اکتوبر ۲۰۱۰ء کی اشاعت میں ایک خبر ہے "مُتَوَفّٰی" (متحدہ عرب امارات کے) شیخ کے بیٹے تدفین سے قبل ہی حکمرانی پر لڑ پڑے۔'' شیخ حکیم اختر صاحب سورہ یوسف کی آیت ۱۰۱ **تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِماً و الحقنی بالصالحین**" کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔''اے اللہ! مجھے حالتِ اسلام میں وفات دیجیے اور صالحین کے ساتھ الحاق کیجئے۔'' (علماء کرام کی عظمت صفحہ ۴۵)

اب **تَوَفّٰی** کے معنی لغت سے پیش خدمت ہیں۔

تَوَفّٰی۔۔۔وفات یافتہ،مرا ہوا،انتقال کردہ شدہ،جہان سے گزرا ہوا۔(بعض تراجم میں **تَوَفّٰی** کے معنے بھر لینے کے لکھے ہیں اور اس کا مطلب بھی موت دینا ہے) (فرہنگ آصفیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)

صحاح میں لفظ **تَوَفّٰی** کے نیچے ہے "**توفاه الله ای قبض روحه**" پھر لکھا ہے "**تَوَفّٰی فلان و توفاه الله وادرکته الوفاة**" پالیا اس کو موت نے۔ (اساس البلاغۃ جلد ۲ صفحہ ۳۴۱)

"**الوفاة الموت و توفاه الله۔ قبض روحه**" (قاموس جلد ۴ صفحہ ۴۰۳)

"**توفه الله عز و جل اذا قبض نفسه**" (تاج العروس جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۴)

الوفاة المیة و الوفاة الموت و توفی فلان وتوفاه الله اذا قبض نفسه و فی اصحاح اذا قبض روحه" جب اس کے نفس کو اللہ تعالیٰ قبض کرے۔اور صحاح جوہری میں بجائے نفس کے رُوح کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (لسان العرب جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۰)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ " **ان رسول الله ﷺ تُوَفِّیَ فِی بَیۡتِی** "رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں وفات پائی۔ (قول حضرت عائشہؓ مشکوٰۃ)

"**توفاه الله علی راس ستین سنة** "اللہ نے رسول اللہ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ (مشکوٰۃ)

"**قال المتوفی عنها زوجها** " فرمایا: جس عورت کا خاوند مَر جائے۔ (مسند احمد بن حنبل)

تَوَفّٰی فیه... رسول اللہ نے اس درد سے وفات پائی۔ (بخاری جلد ۱)

ای یوم تَوَفَّی رسول اللّٰه ۔۔۔کس دن رسول اللہ کی وفات ہوئی۔ (مسند احمد بن حنبل)

معزز قارئین! یہاں ایک بات بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ بانی جماعت احمدیہ نے لفظ **تَوَفَّی** پر ایک چیلنج شائع کیا ہے اور اُس پر بھاری انعام کا اعلان کر رکھا ہے۔ جس کا جواب آج تک کوئی عالم نہیں دے سکا اور وہ چیلنج یہ ہے کہ ''اگر کوئی شخص قرآن کریم سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ یا اشعار و قصائد و نظم و نثر قدیم و جدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ ''**تَوَفّی**'' کا لفظ خُدائے تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذوی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض رُوح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر اطلاق پا گیا ہے یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو اپنا کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ہزار روپیہ نقد دوں گا اور آئندہ اُس کی کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کر لوں گا۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۶۰۳)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: **إِذۡ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيۡسَى إِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُواۡ وَجَاعِلُ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوكَ فَوۡقَ الَّذِيۡنَ كَفَرُواۡ إِلَى يَوۡمِ الۡقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ فَأَحۡكُمُ بَيۡنَكُمۡ فِيۡمَا كُنتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُونَ۔** (سورۃ آل عمران آیت ۵۶)

اِس آیت میں ترتیب وار چار وعدوں کا ذکر ہے: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ میں تجھے وفات دوں گا، تیرے درجات بلند کروں گا، تہمتوں سے پاک کروں گا اور تیرے متّبعین کو قیامت تک نہ ماننے والوں پر غلبہ عطا کروں گا۔ اِس آیت میں دیکھ لیجیے رفع توفّی کے بعد ہے یعنی رُوح کا رفع ہے نہ کہ جسم کا۔ اللہ جب رفع کرتا ہے تو قرآن میں درجات کی بلندی کے معنے کیے جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ مریم کی آیت ۵۸ میں اللہ تعالیٰ حضرت ادریسؑ کے بارے میں فرماتا ہے: **وَرَفَعۡنَاهُ مَكَاناً عَلِيّاً** ۔ اور ہم نے اس کا (ادریس کا) ایک بلند مقام کی طرف رفع کیا تھا۔ دوسری جگہ سورۃ اعراف کی آیت ۱۷۷ میں بلعم باعور کے بارے میں فرماتا ہے: **وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنَاهُ بِهَا وَلَـكِنَّهُ أَخۡلَدَ إِلَى الأَرۡضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ** ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان (آیات) کے ذریعہ ضرور اُس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف جُھک گیا اور اپنے ہوس کی پیروی کی۔

پھر ابن ماجہ میں سجدوں کے درمیان والی دُعا میں ہے کہ "**وَرَفَعۡنِی**" اے اللہ میرا رفع فرما۔

کنز العمال کی جلد۲ میں ہے کہ **واذا تواضح العبد رفعه اللّٰه الى السماءِ السابعة** خُدا بندے کا ساتویں آسمان پر رفع کرتا ہے۔ (یہاں الیٰ بھی ہے اور آسمان بھی، لیکن جسم اُٹھائے جانے کا ذکر نہیں)

پھر مسلم کی جلد دو صفحہ ۳۲۱ مطبوعہ مصر میں ہے کہ "**ما تواضح احد للّٰه الا رفعه اللّٰه**" کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کے سامنے گرا ہو اور پھر اللہ نے اُس کا رفع نہ کیا ہو۔

التواضع لا يريد العبد الا رفعة فتوا ضعو ا يرفعكم اللّٰه۔ کہ خاکساری انسان کو رفعت میں بڑھاتی ہے، پس تم انکساری کرو، اللہ تمہارا رفع کرے گا۔ (کنز العمال جلد۲ صفحہ ۲۵)

من تواضع للّٰه رفعه اللّٰه۔ یعنی جو شخص اللہ کے آگے گر جائے اللہ اس کا رفع کرتا ہے۔

(کنز العمال جلد۲ صفحہ ۲۵)

۱۲۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۱ میں فرماتا ہے: **إِذۡ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيۡسى ابۡنَ مَرۡيَمَ اذۡكُرۡ نِعۡمَتِىۡ عَلَيۡكَ وَعَلَى وَالِدَتِكَ إِذۡ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الۡقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِىۡ الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا** ۔ جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم! اپنے اوپر میری نعمت کو یاد کر اور اپنی والدہ پر، جب میں نے رُوح القدس سے تیری تائید کی۔ تُو لوگوں سے پنگھوڑے میں اور ادھیڑ عمر میں باتیں کرتے تھے۔

مفتی عبدالواحد تحفہ غامدی میں اس آیت مبارکہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''قرآن پاک میں مذکورہ **تَوَفَّی** اور رفع کے وقت تک حضرت عیسیٰؑ کہولت کی عُمر کو نہیں پہنچے تھے۔ کہولت کی عُمر میں لوگوں سے بات کرنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ مانا جائے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمانوں پر اُٹھائے گئے اور قرب قیامت میں دُنیا میں اُتریں گے اور کہولت کی عمر پائیں گے۔''

اللہ ماضی کا صیغہ استعمال کر رہا ہے اور مفتی صاحب مستقبل کا صیغہ استعمال کر رہے ہیں صرف کہولت کی عمر تک پہنچنے کی ہی بات نہیں کی گئی بلکہ یہ بھی ہے کہ آپؑ گود میں باتیں بھی کرتے تھے اور مولوی حضرات عیسیٰؑ کو کہولت کی عُمر تک پہنچانے کے لیے دوبارہ آسمان سے بُلانے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ضمناً بتاتا چلوں کہ کہولت کی عمر تیس سال سے شروع ہوتی ہے اس طرح اگر ۳۳ سال کی عمر میں آپ کی وفات سمجھی جائے تو بھی آپؑ نے کہولت کی عمر کو پا لیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے مطابق آپؑ نے نہ صرف کہولت کی عمر پائی بلکہ بڑھاپے کی عمر پا کر ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ اب بندہ اللہ اور

اُس کے رسول کی مانے یا مولوی کی۔ اسی لیے کہتے ہیں اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

۱۳ ۔ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ. (سورۃ یٰس آیت ۶۹)

اور جسے ہم لمبی عمر دیتے ہیں اور اس کو جبلّی طاقتوں کے لحاظ سے کم کرتے چلے جاتے ہیں ،پس کیا وہ عقل نہیں کرتے؟ (کیا حضرت عیسیٰؑ پر یہ قانون حاوی نہیں؟ دو ہزار سال سے زندہ مسیحؑ جب واپس آئے گا تو اس کی جبلّی طاقتوں کا کیا حال ہوگا؟)

۱۴۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئاً إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ. (سورۃ النحل آیت ۷۱)

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور پھر وہ تمہیں وفات دے گا اور تم ہی میں سے وہ بھی ہے جو ہوش و حواس کھو دینے کی عمر تک پہنچایا جاتا ہے تاکہ علم حاصل کرنے کے بعد کلیۃً علم سے عاری ہو جائے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) دائمی قدرت رکھنے والا ہے۔ (کیا عیسیٰؑ اِس قانون سے مستثنیٰ ہیں؟ ہرگز نہیں)

۱۵ ۔ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفاً وَشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ. (سورۃ الروم آیت ۵۵)

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک ضعف (کی حالت) سے پیدا کیا۔ پھر ضعف کے بعد قوت بنائی۔ پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنا دیے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ دائمی علم رکھنے والا (اور) دائمی قدرت والا ہے۔ (کیا حضرت عیسیٰؑ اس قانون قدرت سے باہر ہیں)

۱۶۔ مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ.

مسیح ابن مریم ایک رسول ہی تو ہے۔ اس سے پہلے جتنے رسول تھے سب کے سب گزر چکے ہیں۔ اور اس کی ماں صِدّیقہ تھی۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ دیکھ کس طرح ہم ان کی خاطر اپنی آیات کو کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ وہ کدھر بھٹکائے جا رہے ہیں۔ (سورۃ المائدہ آیت ۷۶)

لفظ قَدْ خَلَتْ کسی کے رستہ گزرنے کے متعلق نہیں کہا جاتا بلکہ وفات پر بولا جاتا ہے ۔مزید دلیل یہ دی گئی ہے کہ وہ اور اس کی والدہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے گویا اب وہ دونوں کھانا نہیں

کھاتے کیونکہ اب وہ دونوں فوت ہو چکے ہیں۔ اگر حضرت مسیح نے رَفع اِلَی السّماء کی وجہ سے کھانا چھوڑا ہوتو حضرت مریم تو آسمان پر نہیں چڑھیں، انہوں نے اس کے باوجود کھانا کیوں چھوڑ دیا؟ ظاہر ہے وفات کی بنا پر۔ پس مسیحؑ بھی اب اپنی ماں کی طرح اس لیے کھانا نہیں کھاتے کہ وہ بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیحؑ اور حضرت مریم کھانے کے محتاج تھے اب وہ کھانے کے محتاج نہیں ہیں کیونکہ وہ وفات پا گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

۱۷۔ وَما أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيراً ۔(الفرقان آیت ۲۱) اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجے مگر وہ بالضرور کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے ۔اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے ابتلاء کا ذریعہ بنا دیا۔ کیا تم صبر کرو گے؟ اور تیرا ربّ گہری نگاہ رکھنے والا ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۸۔ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَداً لَّا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَالِدِينَ ۔ اور ہم نے انہیں ایسا جسم نہیں بنایا تھا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں تھے۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۹)

اس آیت کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی نبی بھی دُنیا میں ایسا نہیں گزرا جو کھائے بغیر زندہ رہتا تھا۔ پس کسی نبی کو جو کھانا کھاتا رہا ہو غیر طبعی طور پر لمبی عمر حاصل نہیں ہوئی۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (عیسیٰؑ نے کہا) وَجَعَلَنِي مُبَارَكاً أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيّاً. نیز مجھے مبارک بنا دیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں اور مجھے نماز کی اور زکوٰۃ کی تلقین ہے جب تک مَیں زندہ رہوں۔ (سورۃ مریم آیت ۳۲)

معزز قارئین! حضرت عیسیٰؑ، نہ کھانا کھاتے ہیں نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپؑ وفات پا چکے ہیں۔ اب آسمان پر نہ تو روپیہ ہے نہ زکوٰۃ لینے والا۔ اب آپؑ دار العمل میں نہیں رہے بلکہ خُدا تعالیٰ کے پاس جنّت میں ہیں۔ اور جنّت سے کوئی باہر نہیں نکالا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُم مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۔ (سورۃ الحجر آیت ۴۹) کہ انہیں ان میں نہ کوئی تھکان چھوئے گی اور نہ وہ کبھی ان میں سے (جنّتی جنّت سے) نکالے جائیں گے۔

۲۰۔ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيّاً۔ (سورۃ مریم آیت ۳۴)

اور سلامتی ہے مجھ پر جس دِن مجھے جنم دیا گیا اور جس دِن میں مروں گا اور جس دِن میں زندہ کر کے مبعوث کیا جاؤں گا۔ (یعنی حضرت عیسیٰ اپنی پیدائش کے بعد بھرپور زندگی گزار کو وفات پا چکے ہیں اب انہیں قیامت کے دن ہی زندہ کیا جائے گا)

سلامتی کے یہ تینوں اوقات بعینہ اسی سورۃ میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق بھی آئے ہیں:۔

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيّاً ۔ (سورۃ مریم آیت ۱۶)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مَرے گا اور جس دن اسے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

۲۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۔ وہ دن (یاد کرو) جب ہم ہر قوم کو اس کے امام کے حوالے سے بلائیں گے۔ (عیسیٰ کی کون سی قوم ہوگی اگر وہ دوبارہ آئے تو ان کی سابقہ قوم کس نام سے پکاری جائے گی) (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۲)

۲۲۔ أَيْنَ مَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آلے گی خواہ تم سخت مضبوط بنائے ہوئے بُرجوں میں ہی ہو۔ (سورۃ النساء آیت ۷۹)

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

۲۳۔وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ۔

اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہمیشگی عطا نہیں کی پس اگر تُو مَر جائے تو کیا وہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ (مراد یہ ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تُو فوت ہو جائے اور دوسرے غیر معمولی لمبی عمر پا جائیں۔ اس آیت میں اللہ کی غیرت کا اظہار ہے۔لفظ ''**قبلك**" غور طلب ہے) (الانبیاء آیت ۳۵،۳۶)

خُود حضور ﷺ نے اپنی آخری زندگی کے آخری ایام میں صحابہؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔اے لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوفزدہ ہو۔کیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والا کوئی نبی بھی ایسا گزرا ہے جو غیر طبعی عمر پا کر ہمیشہ زندہ رہا ہو کہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکوں گا۔یاد رکھو کہ میں اپنے ربّ سے ملنے والا ہوں۔ (المواہب الدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ از احمد بن ابی بکر خطیب قسطلانی شریفیہ ۱۹۰۸ء)

۲٤۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىَ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللّهُ الشَّاكِرِينَ۔ (سورۃ ال عمران آیت ۱۴۵)

اور محمدؐ نہیں ہے مگر ایک رسول ۔یقیناً اس سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ پس کیا اگر یہ بھی وفات پا جائے یا قتل ہو جائے تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو بھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا تو وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ یقیناً شکر گزاروں کو جزا دے گا۔ (چونکہ سورۃ المائدۃ کی آیت ۷۶ میں سے بظاہر مسیحؑ باہر رہ جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کی وفات کا بالتخصیص ذکر فرمانے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی)

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر) تشریف لائے اور عمرؓ لوگوں سے مخاطب تھے۔آپؓ نے فرمایا اے عمرؓ! بیٹھ جاؤ۔ عمرؓ تو نہیں بیٹھے مگر لوگ انہیں چھوڑ کر ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اما بعد! (اے لوگو) تم میں سے جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں اور تم میں سے جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ یقین کر لے کہ اللہ زندہ ہے اُس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں آپؐ سے پہلے تمام رسول وفات پا گئے ہیں۔ (صحیح بخاری باب مرض النبی جلد ۳ صفحہ ۱۳۴۴۔۱۳۴۳)

معزز قارئین! مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ حضرت علی ہجویریؒ نے یوں کیا ہے 'حضرت محمد (ﷺ) محض رسولِ خُدا ہیں ان کے پہلے بھی رسول راہرو عالمِ آخرت ہوئے۔کیا اگر حضرت (ﷺ) انتقال فرما گئے، یا قتل کیے گئے تو تم پیچھے ہٹ جاؤ گے یعنی اُلٹی چال چلو گے۔' (کشف المحجوب مترجم اردو صفحہ ۳۷)

حضرت علی ہجویریؒ (المعروف گنج بخش) فرماتے ہیں:۔

بوقت وفات قیامت آیات سرورِ عالم ﷺ تمام صحابہ کرامؓ اُس عالی جناب گردوں رکاب کی جدائی سے اس قدر دل شکستہ تھے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ازخود درفتگی میں برہنہ تلوار کھینچ کر با آواز فرمادیا، خبردار! جس نے کہا کہ حضور سرور ﷺ انتقال فرما گئے ہیں، اس کا سر قلم کر دوں گا۔حضرت افضل البشر بعد الانبیاء صدیق اکبرؓ باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے فرمایا: ترجمہ: ''خبردار رہو جس نے حضور عالم

ﷺ کو حی قدیم جان کر عبادت کی تو بیشک اُس ہستی پاک نے وجودِ عنصری سے پردہ فرمالیا (وفات پا گئے) اور جو عابد الٰہی ہے وہ سن لے کہ وہ جلّ مجدہ حی قدیم ہے اُسے فنا نہیں۔

پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُم**۔ ہمارے محبوب محمد ﷺ خُدا نہیں بلکہ ہمارے رسول ہیں۔ان سے پہلے جو رسول آئے وہ بھی دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔تو کیا اگر یہ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم اپنے پچھلے رویہ پر لوٹ جاؤ گے۔

یعنی جو محمد ﷺ کو خُدا مانتا ہے اُسے چاہیے کہ سُن لے کہ وہ تشریف لے گئے ہیں اور جو خُدائے محمد ﷺ کا پوجنے والا ہے وہ جان لے کہ وہ ذات زندہ اور قدیم ہے۔گویا دوسرے الفاظ میں اپنی صفوۃ کا مظاہرہ فرمایا کہ تعلیم مصطفیٰ ﷺ یہ ہے کہ سوا ذاتِ باقی کے سب فانی ہیں۔اور فانی سے وراء الوریٰ ذات باقی ہے تو جس کا دِل فانی سے بندھا ہوا ہے وہ سمجھ لے کہ صورت فانی فنا ہوگئی اور اس کی تمام محنت رائیگاں گئی اور جس نے اپنی جان حضرت باقی کے سپرد فرمادی اُس کی شان یہ ہے کہ اس کا نفس فانی فنا ہو جاتا ہے اور وہ ذاتِ باقی کے ساتھ دوامی بقا میں رہتا ہے۔

لہٰذا جس نے ذاتِ محمد ﷺ کو چشمِ ظاہر سے دیکھا ہے وہ اپنا اسلام اور ان کی تعظیم ختم کر دے، اس لیے کہ وہ صورتِ ظاہری تو فنا ہوگئی۔اور جس نے اُس ہستی پاک کو بچشم حقیقت دیکھا ہے۔ اُسے نقش ظاہری سے کچھ تعلق نہیں۔اُس کے نزدیک اُس صورت کا رہنا اور غائب ہو جانا دونوں برابر ہیں۔ (کشف المحجوب از علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش صفحہ ۱۲۰،۱۲۱)

قارئین کرام! اگر اعتراض کیا جائے کہ لفظ **قَدْ خَلَتْ** کا ترجمہ ہے گزر گئے۔تو جواب ہوگا کہ لغت کی مشہور کتاب تاج العروس میں لکھا ہے کہ **خلا فلان** کے معنی **اذا مات** ہیں یعنی فلاں شخص گزر گیا کا معنی ہے وہ فوت ہوگیا۔گزر جانے کو انگلش میں کہتے ہیں پاسڈ اوے اس کے معنی ہیں فوت ہو جانا۔اسی طرح عام بول چال میں ہم کہتے ہیں کہ مثلاً فلاں شخص گزشتہ رات گزر گیا اور اس سے مُراد وفات پانا ہی لیتے ہیں۔معزز قارئین! جو وقت گزر جاتا ہے وہ کبھی واپس نہیں آتا اسی طرح ہر چیز کو وقت پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔یہ انوکھا عقیدہ یا یہودیوں کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے آنے سے پہلے ایلیاہ آسمان سے

آئے گا یا مسلمانوں کا، جو عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر موجود مانتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسلمان یہودیوں کے مشابہ ہو جائیں گے۔سو وہ اس عقیدے کی بنا پر بھی یہودیوں کے مشابہ ہو گئے ہیں۔

مشہور اہل حدیث عالم قاضی محمد ثناء اللہ نے اس آیت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

''اور محمد (ﷺ) نہیں ہیں مگر رسول گذر گئے اور مَر گئے ان سے پہلے پیغمبر پس یقیناً وہ بھی مَر گئے۔پس کیا اگر وہ (اپنی موت) مَر جائیں گے یا مارے جائیں گے تو تم ایڑیوں کے بَل اپنے مذہب یعنی کُفر کی طرف پلٹ جاؤ گے۔''

مولوی لوگ **خَلَتْ** کے معنی گزر جانے کے کرتے ہیں اگر تو وہ گزر جانے کو موت کے معنوں میں استعمال کریں تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا مگر یہ مولوی حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ثابت کرنے کے لیے اس آیت اور مندرجہ ذیل آیت میں **خَلَتْ** کے گزر گئے معنی کرتے اور تاثر یہ دیتے ہیں سب مَر گئے مگر عیسیٰؑ زندہ ہیں۔اگلی آیت پیش کرنے سے قبل قرآن کریم سے **خلا** کی مثالیں پیش خدمت ہیں۔

وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِن قَبْلِي۔ مجھ سے پہلے کتنی ہی قومیں گزر چکی ہیں۔ (سورۃ الاحقاف آیت ۱۸)

الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ۔ پس اُن پر وہی فرمان صادق آ گیا جو اُن قوموں پر صادق آیا تھا جو اُن سے قبل جنّ و انس میں سے گزر چکی ہیں۔ (سورۃ حٰم السجدہ آیت ۲۶)

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ ۔ اسی طرح ہم نے تجھے ایک ایسی اُمّت میں بھیجا جس سے پہلے کئی اُمّتیں گزر چکی تھیں۔ (سورۃ الرّعد آیت ۳۱)

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ۔ یہ ایک اُمّت تھی جو گزر چکی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۵)

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلُ۔ اللہ کی اُس سُنّت کے طور پر جو پہلے لوگوں میں بھی جاری کی گئی۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۹)

مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ۔ ان لوگوں کا نمونہ بھی جو تم سے پہلے گزر گئے۔ (سورۃ النور آیت ۳۵)

فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ۔ پس کیا وہ انتظار کر رہے

ہیں مگر اسی قسم کے دَور کا جیسا اُن لوگوں پر آیا جو اُن سے پہلے گزرے۔ (سورۃ یونس آیت ۱۰۳)

کفّارِ مکّہ نے رسول اللہ ﷺ سے جب یہ کہا کہ

۲۵۔ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَاباً نَّقْرَؤُهُ۔ ترجمہ: یا تیرے لیے سونے کا کوئی گھر ہو یا تُو آسمان میں چڑھ جائے۔ مگر ہم تیرے چڑھنے پر بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تُو ہم پر ایسی کتاب اُتارے جسے ہم پڑھ سکیں۔ اس پر اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ اے رسول! تُو ان سے کہہ دے سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إَلَّا بَشَراً رَّسُولاً ۔ یعنی پاک ہے میرا ربّ مَیں تو صرف ایک انسان رسول ہوں۔ (تمام رسول بشر ہی ہوتے ہیں۔ کوئی بشر بھی چاہے وہ انبیاء ہی کیوں نہ ہوں جسدِ خاکی کے ساتھ اللہ کے پاس نہیں جاسکتے) (سورۃ بنی اسرائیل ۹۴)

۲٦۔ قران کریم میں اللہ فرماتا ہے کہ أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتاً ۔أَحْيَاء وَأَمْوَاتاً۔ یعنی کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والا نہیں بنایا؟ زندوں کو بھی اور مُردوں کو بھی۔ (سورۃ مرسلات ۲٦،۲۷)

۲۷۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے: وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ۔قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۔ اور تمہارے لیے زمین میں کچھ عرصہ قیام ہے اور کچھ مدت کے لیے معمولی فائدہ اُٹھانا ہے۔ اس نے کہا تم اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی میں سے تم نکالے جاؤ گے۔ یعنی تم اپنی زندگی کے دن زمین پر ہی کاٹو گے اور زمین پر ہی تمہیں موت آئے گی۔ (سورۃ اعراف آیت ۲٦)

مولوی احمد رضا بریلوی سے سوال کیا گیا قرآن مجید میں ہے "وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ۔" ترجمہ کنزالایمان: اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سے کوئی شخص زمین کے سوا کہیں نہ جائے گا اور یہ خطاب تمام بنی آدم کو (یعنی انسان کو) عام ہے تو چاہیے کہ عیسیٰ بھی آسمان پر تشریف فرما نہ ہوں۔ (ملفوظات صفحہ ۳۸۹ حصہ سوم)

قارئین کرام! سوال بھی اچھا ہے مگر مولوی صاحب نے جو نتیجہ نکالا وہ بھی لاجواب ہے آئیے مولوی صاحب کی منطق سے لطف اندوز ہوں فرماتے ہیں:۔

بے شک یہ عام ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کو زمین پر قرار (یعنی ٹھہرنا) ہے عیسیٰ کو بھی قرار زمین ہی پر ہے زمین سے کوئی جدا نہ ہوگا اور اگر یہ معنی کیے جائیں کہ زمین سے کوئی کسی وقت جدا نہ ہوگا تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا اور چاہے کہ سمندر پر چلنا محال ہو کہ اس وقت بھی زمین پر قرار نہیں ہوتا لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ سمندر پر تھوڑی دیر کے لیے چلے جانا زمین پر قرار ہونے کے منافی نہیں۔''

سوال کرنے والا ذہین شخص اس جواب پر کہتا ہے کہ ''لیکن عیسیٰ تو کتنی صدیوں (تقریباً دو ہزار سال) سے آسمان پر تشریف فرما ہیں ان کا مستقر تو آسمان ہی پر ہوگیا''۔

مولوی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

''وہ ایسے عالم میں ہیں جہاں ہزار برس کا ایک دن ہے۔''

قارئین کرام! زمین اسی طرح ایک سیارہ ہے جیسے دوسرے سیارے مریخ وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے لیے تمام نعمتیں زندہ رہنے کے لیے جمع کر دی ہیں جیسے کہ ہوا، روشنی، خوراک اور پانی وغیرہ۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ انسان اور دوسری تمام مخلوقات ان چار بنیادی چیزوں کے بغیر زمین پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ اور یہ بات یاد رہے کہ سمندر بھی زمین کا حصہ ہے اور فضا جو کرّہ عرض تک ہے وہ بھی زمین کی حدود ہی میں ہے۔ انسان چاہے سمندر کی گہرائیوں میں غوطے لگائے یا خلا کی وسعتوں میں اُڑتا پھرے اسے زندگی سے رشتہ برقرار رکھنے کے لیے آکسیجن اور خوراک کی ضرورت ہے جسے اسے لازمی طور پر اپنے ساتھ رکھنا ہوگا۔ قارئین یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ انسان کو لازمی طور پر اسی زمین میں رہنا ہوگا ایک وقت تک۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ دو ہزار سال سے بغیر آکسیجن اور خوراک کے کہاں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس جسمانی طور پر تو بہرحال نہیں ہیں کیونکہ اللہ تو صاف کہہ رہا ہے کہ تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے (تمام بنی آدم کو) وقت ختم ہونے پر تمام انسانوں سے ایک سا سلوک ہوتا ہے یعنی رُوح قبض کر لی جاتی ہے۔ پس عیسیٰ بھی تمام دوسرے انبیاء اور انسانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے قائم کیے ہوئے قانون قدرت کے تحت وفات پا چکے ہیں۔ یہ جو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اُس عالم میں ہزار سال کا ایک دن ہوتا ہے درست ہے مگر

انسانوں کے لیے دُنیا کا ہزار سال، ایک ہزار سال ہی ہوتا ہے۔فرماتے ہیں ''اگر اس ترجمہ کو مان لیا جائے تو معراج جسدی سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔'' سیدھا سا جواب ہے انسان غلط عقیدے بنا سکتا ہے اس لیے اپنے خود ساختہ عقائد کو چھوڑ کر وہی راستہ اختیار کرنا چاہیے جس طرف جانے کا اللہ تعالیٰ حکم دے سیدھی سی بات ہے اگر آیات قرآنیہ ثابت کریں کہ معراج رُوحانی تھا تو مان لینا چاہیے۔سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔''حدیث رسول اللہ ہے "**معراج الفقير ليلته الفاقته**" فاقہ کی رات فقیر کے لیے شب معراج ہوتی ہے۔''

چو معدہ بود خالیت از طعام　　در آں وقت معراج باشد مدام

جب تیرا معدہ طعام سے خالی ہو۔اُس وقت معراج ہی معراج ہوتا ہے۔(کلیدالتوحید کلاں صفحہ ۵۵)

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ كِفَاتاً ۔أَحْيَاء وَأَمْوَاتاً۔ اور **وَلَكُمْ فِيْ الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ.قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ۔** احمد رضا خان صاحب کے لیے ان دو آیات نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات اور معراج کو رُوحانی ثابت کر دیا ہے۔

معزز قارئین!"**وَلَكُمْ فِيْ الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ۔**" کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا شبیر احمد عثمانی نے بھی خوب جہالت کا ثبوت دیا ہے۔فرماتے ہیں کہ یعنی عموماً تمہارا مسکن اصلی و معتاد یہ زمین ہی ہے اگر خرق عادت کے طور پر کوئی شخص کسی وقت ایک معین مدت کے لیے اس سے اوپر اُٹھا لیا جائے مثلاً حضرت عیسیٰؑ ،تو وہ اس آیت کے منافی نہیں ۔کیا جو شخص چند روز یا چند گھنٹے کے لیے زمین سے جُدا ہو کر ہوائی جہاز میں مقیم ہو یا فرض کیجیے وہیں مر جائے وہ **فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوتُونَ** کے خلاف ہوگا کیونکہ وہ اس وقت زمین پر نہیں ہوگا؟ (تفسیر عثمانی شاہ فہد پریس مدینہ منورہ)

قارئین کرام! جسے زمین کی تعریف ہی معلوم نہ ہو اُس کے خیالات پر تبصرہ بے معنی ہے۔کیا خوب فرما رہے ہیں کہ جہاز کا مسافر زمین میں نہیں ہوتا؟ خرق عادت اور حضرت عیسیٰؑ کا کوئی ذکر اس آیت میں ہے ہی نہیں۔اس آیت میں تمام انسان مخاطب ہیں۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:"**وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ** "ترجمہ کنزالایمان: اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی

دی بلکہ ان کے لیے ان کی شبیہ کا ایک بنا دیا۔ (ملفوظات حصہ سوم صفحہ ۳۹۳)

پھر مولوی صاحب نے پوری آیت پیش نہیں کی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۲۹ ۔ **وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُواْ فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْناً.بَل رَّفَعَهُ اللّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً۔**

اور ان کے اس قول کے سبب سے کہ یقیناً ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا قتل کر دیا ہے۔اور وہ یقیناً اسے قتل نہیں کر سکے اور نہ اسے صلیب دے (کر مار) سکے بلکہ ان پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا اور یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اس بارہ میں اختلاف کیا ہے اس کے متعلق شک میں مبتلا ہیں ان کے پاس اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کرنے کے۔اور وہ یقینی طور پر اُسے قتل نہ کر سکے۔بلکہ اللہ نے اپنی طرف اُس کا رفع کر لیا اور یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۱۵۸،۱۵۹)

اس آیت میں نہ جسم کا ذکر ہے اور نہ آسمان کا۔**شُبِّهَ لَهُم** فعل ماضی مجہول ہے جس کی ضمیر عیسیٰؑ کی طرف ہے۔کسی اور کا ذکر نہیں ہے۔اگر شبہ ہے تو ان کی وفات پر ہے اور اگر شبیہ میں کوئی تبدیلی آئی ہے تو ان کی ہی شکل کو آئی ہے،یعنی مُردے سے مشابہ ہو گئی۔جن کا مسیح قربان ہوا اور جنہوں نے اسے صلیب پر چڑھایا، دونوں کو شکل تبدیل ہونے کا پتہ نہیں،تو آپ کو کیسے پتہ چلا؟ یہ واقع کسی مرفوع، متصل حدیث میں بھی درج نہیں۔اور کسی بے گناہ کو مارنا بے انصافی ہے۔کیا خُدا اتنا ہی لاچار تھا کہ ایک بے گناہ کو قربان کرنا پڑا اور جب شکل تبدیل کر ہی دی اور یہود کا ڈر ختم ہو گیا تو اُٹھایا کیوں؟ وہ بے گناہ چیخا چلایا بھی نہیں کہ کیوں ایک غریب کو ناحق مارا جا رہا ہے؟ اللہ نے یہ سلوک دیگر انبیاء سے کیوں نہ کیا؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ کیا جو نہ مقتول ہوا اور نہ مصلوب ہو وہ آسمان پر اُٹھایا جاتا ہے؟ کیا حضرت محمد ﷺ اور حضرت موسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اُٹھایا جانا مانتے ہو کہ وہ نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے؟ مولانا ابوالکلام اپنی تفسیر ''ترجمان القرآن'' میں اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔''نیز انکا یہ کہنا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو جو اللہ تعالیٰ کے رسول (ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے (سولی پر چڑھا کر) قتل کر ڈالا حالانکہ (واقع یہ ہے کہ) نہ تو انہوں نے قتل کیا اور نہ سُولی پر چڑھا کر ہلاک کیا بلکہ

حقیقت ان پر مشتبہ ہوگئی (یعنی صورت حال ایسی ہوگئی کہ اُنہوں نے سمجھا) ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا حالانکہ نہیں کر سکے تھے"۔ تفسیر میں مزید لکھتے ہیں۔ "یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت مشتبہ ہوگئی وہ زندہ تھے مگر اُنہیں مُردہ سمجھ لیا گیا۔" (ترجمان القرآن جلد اول صفحہ ۴۵۷ مطبوعہ برقی پریس دہلی نومبر ۱۹۳۰ء)

امام ابن حزمؒ مسیحؑ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **"و ان عیسیٰ علیه السلام لم یقتل ولم یصلب ولکن توفاه اللّٰه عز و جل ثم رفعه الیه"** ترجمہ: یعنی عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے نہ صلیب پر مارے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر ان کو رفعت بخشی۔
(المحلی از امام ابن حزم الاندلسی الظاہری جز ۱ صفحہ ۲۳ مطبعۃ الامام ۱۳ شارع قرقول المنشیہ بالقاہرۃ بمصر)

معزز قارئین! بیان کی گئیں آیاتِ کریمہ سے اگر چہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت ہوتی ہے کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا، برکت کے طور پر چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کو توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا: "کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا ربّ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا مگر حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔
(اسباب النزول صفحہ ۵۳ حضرت ابوالحسن الواحدی طبع اول ۱۹۵۹ء مطبع مصطفی البابی مصر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **انه لم یکن نبی کان بعده نبی الا عاش نصف عمر الذی کان قبله و ان عیسیٰؑ ابن مریم عاش عشرین وما ئة و انی لا ارانی الا ذاهبا علی راس الستین.** ترجمہ: کوئی نبی نہیں گزرا جس کی عمر پہلے نبی سے آدھی نہ ہو اور یقیناً عیسیٰؑ ابن مریم ایک سو بیس سال کی عمر تک زندہ رہے تھے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہو گی۔ (کتاب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ از علاؤ الدین علی المتقی دائرۃ المعارف النظامیہ۔ حیدر آباد ۱۳۱۲ھ)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ نے دُعا کی کہ اے ربّ! مجھ کو اُمّتِ محمدؐ یہ کا نبی بنا دے۔ ارشاد ہوا اس اُمّت کا نبی اسی میں سے ہوگا۔ عرض کیا تو مجھ کو محمدؐ کی اُمّت میں سے بنا دے۔ ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہوگئے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تم کو اور اُن کو دار الجلال یعنی جنّت میں جمع کر دوں گا۔
(نشر الطیب از اشرف علی تھانوی ۱۳۹۷ھ ادب منزل پاکستان چوک کراچی)

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **لَو کَانَ عیسیٰؑ حَیًّا ما وسعه**

اِلّا اِتِّبَاعِی۔ اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ (ہندوستانی ایڈیشن میں تحریف کر کے موسیٰ لکھا ہے، حالانکہ مکمل حدیث میں عیسیٰؑ کا امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر چل رہا ہے) (شرح فقہ اکبر مصری صفحہ ۱۱۲ از امام علی قاری مطبوعہ ۱۳۷۵ھ)

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "**لَوکَانَ مُوسیٰؑ و عیسیٰؑ حَیَّینِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلّا اِتِّبَاعِی**" یعنی اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنے کے سوا کو چارہ نہیں۔
(تفسیر ابن کثیر، والیواقیت والجواہر، شرح مواہب اللدنیہ، فتح البیان، طبرانی کبیر، زرقانی، تفسیر صدیق حسن خان)

"لَوکَانَ موسیٰؑ و عیسیٰؑ فی حیاتهما لکانا من اِتِّبَاعه" یعنی اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ضرور آنحضرت ﷺ کے اتباع میں ہوتے۔ (مدارج السالکین، بشارات احمدیہ از علی حائری)

رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات حضرت آدمؑ سے پہلے آسمان پر اور تیسرے آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ سے ملاقات کی، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کا اور حضرت ابراہیمؑ کا حُلیہ بھی بیان فرمایا۔ ان انبیاءؑ کے علاوہ آپ ﷺ نے حضرت یوسفؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے بھی ملاقات کی۔ (کنز العمال) اگر عیسیٰؑ جسم کے ساتھ ہیں تو کیا باقی بھی جسم سمیت زندہ ہیں؟ مُردوں میں زندہ ہونا مولوی کے دماغ کی اختراع ہے۔ بیت المقدس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ سب فوت شدہ تھے بس حضرت عیسیٰؑ زندہ تھے یا مولویوں کے مطابق حضرت ادریسؑ، حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ زندہ تھے۔ حضرت عیسیٰؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت ادریسؑ اور حضرت خضرؑ آسمان پر اُسی طرح زندہ ہیں جس طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی وفات کے بعد زندہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر سو سال بعد ایک ایسی ہوا بھیجتا ہے جو ہر مومن کی رُوح قبض کر لیتی ہے۔ (اس حدیث میں زمین یا آسمان کی قید نہیں) (مستدرک کتاب الفتن جلد ۴ صفحہ ۴۵۷)

حضرت امام مالکؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ (مجمع البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۶)

ما من منفوسة فی الیوم یاتی علیها ما ئته سنة و هی یومئذ حیة یعنی آج

کوئی جاندار نہیں کہ اس پر سو سال آوے اور وہ فوت نہ ہو بلکہ زندہ ہو۔ (یعنی سو سال کے اندر ہر جاندار انسان جانور وغیرہ مر جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰؑ بھی فوت ہو گئے ہیں) (کنز العمال)

(کسی صحیح حدیث میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آسمان یا زندہ کا لفظ ہرگز نہیں پایا جاتا)

وفات مسیحؑ پر صحابہؓ کے تین اجماع:

جب رسول اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر حضرت عمرؓ فرطِ محبت میں یہ اعلان فرما رہے تھے کہ جو شخص آپ ﷺ کو وفات یافتہ کہے گا میں اس کی گردن اڑا دوں گا حضرت ابوبکرؓ منبر نبوی ﷺ پر چڑھے اور آپ نے مسجد نبوی میں اعلان فرمایا: ''لوگو! تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا اور آپ ﷺ کو معبود سمجھتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آج آپ ﷺ واقعی وفات پا چکے ہیں اور جو تم میں سے اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ یقیناً زندہ ہے اس پر موت نہیں آ سکتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرما چکا ہے محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے آنے والے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ پس اگر یہ وفات پا جائیں تو کیا تم ارتداد اختیار کر لو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا آیت **وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ** کے نزول کا لوگوں کو اس وقت علم ہوا جب حضرت ابوبکرؓ نے اس کی تلاوت فرمائی پھر تو لوگ اسی آیت کو پڑھ رہے تھے جسے میں سنتا وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔ (بخاری جلد ۳ صفحہ ۶۳ مطبوعہ مصر)

قارئین کرام! یہ صحابہؓ کا پہلا اجماع تھا جس میں اس بات کو تسلیم کیا گیا کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ ان پہلے رسولوں میں حضرت عیسیٰؑ بھی شامل تھے۔ کسی ایک صحابیؓ نے یہ نہیں کہا کہ جناب ابوبکرؓ حضرت عیسیٰؑ تو آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ یہ نام نہاد اجماع کے قائل خشک ملّا صحابہؓ صحابہؓ کرتے رہتے ہیں مگر ان کے اجماع کو مانتے ہوئے ان کی جان نکلتی ہے۔ خُدا بچائے ایسے اجماع کا دعویٰ کرنے والوں سے جو صحابہؓ کے اجماع کو رَد کرنے والے ہوں۔ آمین۔

کبھی نُصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

دوسرا اجماع:

دوسرا اجماع بحرین میں ہوا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عرب قبائل میں ارتداد کی لہر چل پڑی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قبیلہ عبدالقیس کو حضرت جارود بن المعلیٰؓ کے خطبہ کے نتیجہ میں اسلام پر ثابت قدم رکھا۔ تاریخ الکامل بن اثیر میں لکھا ہے۔ ''جب جارود بن المعلیٰؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے دین میں تفقہ حاصل کر لیا تو حضور ﷺ نے انہیں ان کے قبیلہ عبدالقیس میں واپس بھجوا دیا وہ اپنے قبیلہ میں ہی تھے کہ حضور ﷺ کی وفات ہو گئی قبیلہ کا سردار دارالمنذر بن ساوی بھی بیمار تھا وہ بھی آنحضرت ﷺ کے وصال کے کچھ دنوں بعد فوت ہو گیا بعد ازاں بحرین کے لوگ مرتد ہونے لگے بنو بکر تو پورے مُرتد ہو گئے لیکن قبیلہ عبدالقیس کو حضرت الجارودؓ نے جمع کیا اور انہیں پتہ لگ چکا تھا کہ قبیلہ کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اگر محمد ﷺ سچے نبی ہوتے تو فوت نہ ہوتے جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت الجارودؓ نے ان سے کہا کہ کیا آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ہو چکے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہوئے ہیں حضرت الجارودؓ نے پوچھا کہ پھر ان کا کیا حال ہوا؟ لوگوں نے کہا وہ سب فوت ہو گئے۔ اس پر الجارودؓ نے فرمایا کہ جس طرح پہلے نبی فوت ہوئے تھے اسی طرح رسول اکرم ﷺ بھی فوت ہو گئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خُدا واحد ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تب قبیلہ عبدالقیس کے سب لوگ اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ (یہ دوسرا صحابہؓ کا عظیم الشان اجماع تھا آج کے نام نہاد علماء کا یہ اعلان کہ تمام اُمّت کا حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر ہونے پر اجماع ہے سراسر زیادتی اور ہٹ دھرمی اور صحابہؓ کے اجماع کی توہین ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نام نہاد علماء توہین صحابہؓ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔) (تاریخ الکامل بن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۸، یہ واقعہ تاریخ طبری لابن جریر الطبری جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ پر اور حضرت امام عبدالوہاب نجدیؒ کی تفسیر مختصر تاریخ سیرۃ الرسول اللہ ﷺ میں صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲ پر موجود ہے اسے مطبعۃ سنۃ المحمدیۃ القاہرہ نے شائع کیا) اس میں حضرت جارودؓ نے فرمایا کہ لوگو! تم موسیٰؑ کو کیا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ خُدا کے پیغمبر ہیں۔ پھر حضرت جارودؓ نے پوچھا کہ تم عیسیٰؑ کو کیا جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ خُدا کے رسول

ہیں۔حضرت جارودؓ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں۔آپ ﷺ نے ویسے ہی زندگی گزاری جیسے عیسیٰ وموسیٰ (ودیگرانبیاء) زندہ رہے اورحضور ﷺ فوت ہوگئے جیسے موسیٰ وعیسیٰ (ودیگرانبیاء) وفات پاگئے۔میں اپنے والد کی طرف سے بھی اس شہادت کا ذمہ دار ہوں کہ وہ بھی اس پر قائم ہیں۔نتیجہ اس گفتگو کا یہ ہوا کہ قبیلہ عبدالقیس میں سے کسی فرد نے ارتداد اختیار نہ کیا۔اس واقع کو اخبار حمائت اسلام عید میلادالنبی نمبر ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء نے بھی شائع کیا۔اس حقیقت کو ہفت روزہ المنبر لائلپور نے ۱۹ تا ۲۱ فروری ۱۹۷۵ء میں بھی شائع کیا ہے۔

تیسرا اجماع:

کچھ اس طرح ہوا۔"جب حضرت علیؓ فوت ہوگئے تو حضرت امام حسنؓ منبر پر چڑھے اور آپؓ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ لوگو! آج رات وہ شخص فوت ہوا ہے کہ پہلے اس سے سبقت نہ لے جاسکے اور پیچھے آنے والے اس کے مقام کو نہ پاسکیں گے۔رسول اللہ ﷺ انہیں جب دُشمنوں سے جنگ کے لیے بھیجتے تھے تو جبرئیل ان کے دائیں اور میکائیل ان کے بائیں ہوتے تھے وہ واپس نہ لوٹتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا نہ کرتا تھا انہوں نے اب بوقت وفات صرف سات صد درہم ترکہ میں چھوڑے ہیں جن سے وہ ایک خادم خریدنے کا ارادہ رکھتے تھے۔حضرت علیؓ اس رات میں فوت ہوئے ہیں جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی رُوح اٹھائی گئی تھی وہ رمضان کی ستائیس تاریخ ہے۔"

(کتاب الطبقات الکبیر الجزء الثالث از امام ابن سعد صفحہ ۲۶ فی مدینۃ لیدن ۱۳۲۱ ہجری۔بحوالہ الفرقان)

تمام صحابہؓ نے اس پر صاد کیا، کسی نے اختلاف نہ کیا۔صحابہ کرامؓ کے تینوں اجماعوں سے بالبداہت ثابت ہوگیا کہ صحیح اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم طبعی طور پر فوت ہوگئے تھے، وہ اب جسمانی طور پر ہرگز زندہ نہیں ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ دانشور سمجھے جانے والے بزرگان وفات مسیح کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ سرسید احمد خان فرماتے ہیں:۔

ہاں مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ آسمان سے اُتریں گے اور حضرت امام مہدی پیدا یا ظاہر ہوں گے تو حضرت امام مہدی تمام دُنیا کے امام ہوں گے۔اُس وقت جو زندہ رہے گا دیکھے گا کہ کیا ہوتا ہے مگر ہمارے نزدیک تو نہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے اُترنے والے ہیں نہ مہدی موعود پیدا یا ظاہر ہونے والے ہیں کیونکہ جتنی روائتیں اس باب میں ہیں وہ ثابت نہیں ہیں اور اکثر ان میں کی موضوع ہیں۔

سرسید احمد خاں مفسروں کی تفاسیر میں بیان قصوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ لمبے چوڑے قصے کہ مفسرین اُن کے لکھنے کی تکلیف اُٹھاتے ہیں، یہ سب اھل کتاب سے منقول ہیں۔

(مقالات سرسید احمد خان صفحہ ۱۶۳، ۸۷)

وفات مسیح کا نظریہ برصغیر میں سرسید احمد خان نے پیش کیا تھا۔(فتنہ قادیانیت از مولوی طاہر القادری)

یہ مولوی طاہر القادری اسی طرح کی باتیں ہی کرتے ہیں۔اس طرح کی باتیں مولوی صاحب کا پول کھولتی ہیں۔قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگان سلف کے اقوال کے سامنے مولوی طاہر القادری جیسے نام نہاد علماء کے خود ساختہ نظریات کی معمولی سی بھی حیثیت نہیں ہے۔اس مولوی کو مجدد، مسیح، شیخ الاسلام اور عالم وغیرہ کہلوانے کے شوق نے کہیں کا نہیں چھوڑا۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو اپنے بارے میں کہے میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے۔" (المعجم الوسط جلد ۵ صفحہ ۱۳۹ حدیث ۶۸۴۶ بحوالہ جہنم میں لے جانے والے اعمال)

حافظ محمد صاحب لکھوی نے تفسیر محمدی صفحہ ۳۲۰ منزل اول حافظ الصمد بن عارف مطبع محمدی واقعہ لاہور میں کہا۔

یعنی جویں پیغمبر گُزرے زندہ رہیا نہ کوئی
تیویں محمدؐ رہے نہ دائم موت بندے سر ہوئی

مولانا مودودی صاحب وفات مسیح کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قرآن کی رو سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرز عمل رکھتا ہے وہ صرف یہی ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے اور موت کی تصریح سے بھی۔۔۔۔اس کی کیفیت کو اسی طرح مجمل چھوڑ دیا جائے جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے مجمل چھوڑ دیا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۴۲۱ سورۃ نساء زیر آیت ۱۵۹)

علامہ محمود شلتوت سے پہلے مفتی دیار مصریہ علامہ رشید رضا فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا ہندوستان میں ہجرت کر کے وہاں وفات پا جانا عقل و نقل کے خلاف نہیں۔ (رسالہ المنار جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۰، ۹۰۱)

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔ ”مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے۔ وہ شریعت موسوی کا مصلح تھا، پر خود کوئی صاحب شریعت نہ تھا، کوئی شریعت نہیں لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا، وہ خود بھی قانون عشرہ موسویہ کا تابع تھا۔“ (رسالہ الہلال کلکتہ جز ۳ چہار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۱ ہجری صفحہ ۱۲۳۹)

دوسری جگہ آزاد فرماتے ہیں کہ احمدیوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک فانی انسان کی طرح وفات پا چکے ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کا مطلب یہ ہے کہ رُوحانی لحاظ سے ان کا مثیل آئے گا کسی حد تک معقولیت کا پہلو لیے ہوئے ہے۔ (آزاد ۱۶ اپریل ۱۹۵۱ء تحریک احمدیت)

جب مولانا آزاد کے ایک مرید ڈاکٹر امان اللہ خان نے بانیٔ جماعت احمدیہ کے وصال پر مولانا نے جو شذرہ رقم فرمایا تھا پر خطِ تنسیخ کھینچنے کی درخواست کی اور ایک کتاب حیات مسیح پر لکھنے کی درخواست کے جواب میں فرمایا ”وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے۔ مرزا صاحب کی تعریف یا بُرائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ ؎

تُو بُرا ہے تو بھلا ہو نہیں سکتا اے ذوق　　وہ بُرا خود ہے جو تجھ کو بُرا جانتا ہے

(ملفوظات آزاد صفحہ ۱۳۰ مرتّب محمد اجمل خان مکتبہ ماحول کراچی طبع اوّل اکتوبر ۱۹۶۱ء)

اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں **”قال موسیٰؑ یا ربّ اجعلنی نبی تلك الامته قال نبیها منها“** حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ اے میرے ربّ! مجھے اُس اُمّت (اُمّت محمدیہ) کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس اُمّت کا نبی اُسی اُمّت میں سے ہوگا۔ (نشر الطیب فی ذکر الٰہی الحبیب صفحہ ۲۶۲)

ایران کے مرحوم روحانی پیشوا اور دینی راہنما علاّمہ آیت اللہ خمینی نے پوپ کو ایک مکتوب مفتوح میں مسیحؑ کو فوت شدہ لکھا ہے:

IF JESUS CHRIST WERE ALIVE TODAY.

considering the fact that we are oppressed, we ask you for jadgement. You must provide salvation for the Christian nations must

e saved from actions which are performed in the name of Jesus and Christ and Christianity but which are in reality, crimes. These actions hurt the reputation of Jesus Christ and Christianity. If Jesus Christ were alive today, he would condemn Carter. If he were alive today, he would release us from the clutch of this enemy of the people, the enemy of all humanity. You are a representative of Jesus Christ and thus you must do what he would do.(SELECTED MESSAGES AND SPEECHES OF AMAM KHOMEINI PAGE 72)(The Ministry of National Guidance Tehran, Iran)

ترجمہ: رخشندہ حسن: ”اگر آج مسیحؑ زندہ ہوتے۔ ہم نے آپ سے درخواست کی ہے کیونکہ ہمارے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ ہم عیسائی دُنیا سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی نجات کا راستہ تلاش کرے۔ ہم نجات کا راستہ اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ بڑے ممالک میں مسیحؑ اور عیسائیت کے نام پر جو جرائم کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے منافی ہیں۔ یہ اقدامات عیسائیت کو تمام دُنیا میں بدنام کرتے ہیں۔ میں پوپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آج حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو ہمیں اس عوام دُشمن (صدر کارٹر) کے شکنجہ سے نجات دلاتے۔ آپ حضرت عیسیٰؑ کے نمائندے ہیں اور اس حیثیت سے ہمیں آپ سے اُمید ہے کہ آپ وہی کریں گے جو اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو کرتے۔“

(اخبار امروز لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۳ ترجمہ رخشندہ حسن)

جاوید احمد غامدی فرماتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کو یہود نے صلیب پر چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تو فرشتوں نے ان کی رُوح ہی قبض نہیں کی ان کا جسم بھی اُٹھا کر لے گئے کہ مبادا یہ سرپھری قوم اس کی توہین کرے۔ (اللہ نے سب نبیوں کی حفاظت کی مگر نعوذ باللہ عیسیٰؑ کی نہ کر سکا۔ اگر اس امتیازی سلوک کو مان لیا جائے تو عیسیٰؑ سب نبیوں سے ممتاز ٹھہرتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی ہو گی۔ کہ آپ ﷺ کو مشکل وقت میں غار ثور جیسی جگہ ٹھہرنا پڑا اور عیسیٰؑ کو اللہ جسم سمیت آسمان پر زندہ لے گیا)

(ماہنامہ اشراق جولائی ۱۹۹۴ء صفحہ ۳۲)

پھر دوسری جگہ جاوید احمد غامدی فرماتے ہیں۔''سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ میں قرآن مجید سے سمجھ سکا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کی رُوح قبض کی گئی تھی اور اس کے فوراً بعد ان کا جسد مبارک اُٹھا لیا گیا تھا کہ یہود اس کی بے حُرمتی نہ کریں۔ یہ میرے نزدیک ان کے منصب رسالت کا ناگزیر تقاضہ تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے " **إِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ**" اس میں دیکھ لیجیے ''**تَوَفِّی**''وفات کے لیے اور''**رَافِعُ**''اس کے بعد رفع جسم کے لیے بالکل صریح ہے۔''

(ماہنامہ اشراق اپریل ۱۹۹۵ء صفحہ ۴۵)

جناب غامدی صاحب کہتے ہیں کہ سورۃ آل عمران کی ایک آیت (آیت ۵۵) میں قرآن نے مسیح کے بارے میں قیامت تک کا لائحہ عمل بیان فرمایا ہے۔ یہ موقع تھا کہ قیامت تک کے الفاظ کی صراحت کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بیان کر رہے تھے جو اُن کے اور اُن کے پیروؤں کے ساتھ ہونے والی ہیں تو یہ بھی بیان کر دیتے کہ قیامت سے پہلے میں ایک مرتبہ پھر تجھے دُنیا میں بھیجنے والا ہوں مگر اللہ نے ایسا نہیں کیا، سیدنا مسیحؑ نے آنا ہے تو یہ خاموشی کیوں؟ اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔''

(میزان صفحہ ۱۷۸ از جاوید احمد غامدی)

جاوید احمد غامدی فرماتے ہیں: نبی انسان ہی ہوتے ہیں، چنانچہ وہ بالکل اُسی طرح کھاتے پیتے، چلتے پھرتے، سوتے، جاگتے، شادی بیاہ کرتے، پیدا ہوتے اور موت کا مزا چکھ کر دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں، جس طرح تمام انسان ہوتے ہیں۔ خلقت کے لحاظ سے اُن میں اور عام انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ (میزان صفحہ ۱۳۵ از جاوید احمد غامدی)

قارئین کرام! اس طرح کی بہت ساری تحریریں مولوی لوگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ مولوی لوگ بیان کردہ مسیح کی اُمّت مسلمہ میں آمد ثانی کے بھی قائل ہیں۔

معزز قارئین! نہایت اختصار سے وفات مسیحؑ سے متعلق چند اہم نقطے بیان کیے ہیں۔ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے اور قابل صد احترام علماء نے تحقیق کے میدان میں بے انتہا محنت کے بعد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ خاکسار نے بعض جگہ وہی الفاظ تحریر کیے ہیں جو ان حضرات نے تحریر کیے ہیں۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ لوگ سمجھ سکیں کہ تحقیق کے راستے کبھی بند نہیں ہوتے۔ یقین رکھتا ہوں کہ کچھ

نہ کچھ اہل دِل حضرات تعصب کی عینک اتار کر مزید تحقیق کر کے صراط مستقیم جیسی انمول نعمت حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بے خبر ہی رہ جائیں اور منادی کرنے والا منادی کر رہا ہو جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو بلاتے رہے اور وہ انکار کرتی رہی۔ متی میں لکھا ہے کہ اُس وقت یسوع نے کہا: اے باپ! آسمان اور زمین کے خُداوند میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چُھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ ہاں اے باپ! کیونکہ ایسا ہی تجھے پسند آیا۔ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا۔ اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے۔ اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے۔ اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو! سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دوں گا میرا جواء اپنے اوپر اُٹھا لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دِل کا فروتن، تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی کیونکہ میرا جواء ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا۔ (متی باب ۱۱ آیات ۲۵ تا ۳۰)

اس دور میں بھی ایسی لوریاں سنانے والے رُوحانی وجود موجود ہیں، جو تمام دُکھوں کا علاج چشمہءِ معرفت الٰہی کے شیریں پانی سے کرتے ہیں۔ خُدا کرے بند دلوں کے قفل کھل جائیں تا کہ نُور الٰہی ان میں داخل ہو کر گندگی کے ڈھیر صاف کر دے اور آنکھوں پر پڑے ہوئے جہالت کے دبیز پردے ہٹائے کہ اندھے آسمانی روشنی سے فیض یاب ہو سکیں۔ امام آخر الزماں امام مہدی و مسیح موعودؑ کو پہچانیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ رُوحانی خزائن سے حصہ لینے والے بن جائیں۔ آمین۔

گستاخیاں

قارئین! بریلوی صاحب کے عقیدت مند نام نہاد علماء اپنے پیر و مرشد کے قصیدے نام نہاد اسلامی ٹی وی چینلز پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر سے واپس آنے کے خود ساختہ عقیدے پر تکرار کرتے ہیں۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ جس عیسیٰؑ کو اُمّتِ مسلمہ کی تربیت کے لیے یہ مولوی آسمان سے زندہ نازل ہونا ہے بیان کرتے ہیں، اُس کی اور رسول اللہ کی توہین کس طرح کرتے ہیں۔

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی

زمین پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار

اس شعر میں یہ کہا گیا ہے کہ جس طرح عیسیٰ اور ادریس علیہ السلام کو اللہ نے زندہ اُٹھا لیا اور وہ آسمان پر زندہ ہیں۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کو موت نہیں آئی بلکہ وہ بھی زمین پر یعنی قبر کے اندر زندہ ہیں۔ (انبیاء کی اسی طرح سے توہین کرتے ہیں) (فضائل درود شریف صفحہ ۱۳۲ تبلیغی جماعت کا فریب صفحہ ۳۸)

مہر علی گولڑوی صاحب اپنی کتاب سیف چشتیائی کے صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں:۔

بالکل منافی ہے شان نبوت اور (بالمومنین رؤف الرحیم) کے۔ کیونکہ بجائے ہدایت اُلٹا اُمّت مرحومہ کو بڑے دھوکے میں ڈالنا ہوا کہ نزول قادیانی کی جگہ نزول عیسیٰ بن مریم فرما دیا۔ حالانکہ پہلے لوگ ایلیاہ کے بروزی سے دھوکہ کھا چکے تھے۔ (حضرت الیاسؑ کے بروزی حضرت یحییٰؑ تھے)

گولڑوی صاحب فرما رہے ہیں کہ ایک نبی نے اور اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ساتھ دھوکہ کیا تھا۔ نعوذ باللہ۔ حضرت یحییٰؑ نے خود کو ایلیاہ کا بروزی نبی کہہ کر کیا شان نبوت کے منافی کام کیا تھا؟ (نعوذ باللہ)

مولانا مودودی صاحب بھی یہودیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اب اگر بفرضِ محال نبوّت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف و خطر اس کا انکار کر دیں گے۔ خطرہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی باز پُرس کا ہی تو ہو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو ہم سارا ریکارڈ برسرِ عدالت لا کر رکھ دیں گے جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کُفر کے خطرے میں تو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے رسول کی سُنّت نے ہی ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ (ختم نبوّت صفحہ ۳۳)

مولانا صاحب کی جسارت پر شیطان بھنگڑے ڈال رہا ہو گا کہ یہودیوں کی طرح مسلمان بھی میری طرح ذلیل و رُسوا ہوں گے۔ فرما رہے ہیں کہ خُدا تعالیٰ اُمّت محمدیہ میں نبی بھیجے تو وہ اُن کا انکار کر کے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سُنّت پر الزام دے کر اللہ تعالیٰ کو اُن کے مؤاخذہ سے عاجز کر دیں گے۔ **اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّآ اِلَیہِ رَاجِعُون۔**

اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے لنگ عذرات اور اس قسم کا ریکارڈ اپنی بریّت کے لیے یہودی بھی پیش کر سکتے ہیں۔ وہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تمہارے بھیجے ہوئے یسوع مسیح کو اس لیے تسلیم نہیں کیا

تھا کہ ہماری مسلمہ کتاب سلاطین میں لکھا تھا کہ ایلیاہ نبی بگولے میں ہو کر آسمان پر چلا گیا ہے۔ (سلاطین باب ۲ آیت ۱۲) اور ملاکی نبی کی کتاب میں مسیح کے ظہور سے پہلے ایلیاہ کا آنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (ملاکی باب ۴ آیت ۶) ہم نے یسوع کی اس تاویل کو کہ ایلیاہ کی دوبارہ آمد سے یوحنّا (یحییٰ علیہ السلام) کا ایلیاہ کے مثیل کے طور پر آنا مراد ہے قبول نہیں کیا تھا کیونکہ ہماری کتابوں میں صریح طور پر ایلیاہ کے آسمان پر جانے اور موعود مسیح سے پہلے دوبارہ آنے کی پیشگوئی موجود تھی۔

معزز قارئین! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں مسلمان یہودیوں کے ایسے مشابہ ہو جائیں جیسے پاؤں کی دو جوتیاں۔ یہودی فقیہ اور فریسی بھی ایسی ہی تاویلیں کیا کرتے تھے۔ اسی لنگ عذر کی وجہ سے یہودی گزشتہ تقریباً دو ہزار برسوں سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ذلّت اور مسکنّت کی مار پڑ رہی ہے۔ اس ذلّت و مسکنت کی مار پڑنے کی بنیادی اور حقیقی وجہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لانا ہے۔ عصر حاضر میں بھی ستاون اسلامی ممالک پر چھا جانے والی نحوست کی بنیادی اور حقیقی وجہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود علیہ السلام کا قرآن مجید فرقان حمید اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات مقدّسہ کو نہ سمجھتے ہوئے انکار کرنا ہی ہے۔ یقیناً یہودیوں اور مودودی جیسے مسلمانوں کا کوئی ایسا لنگ عذر جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ کی سُنّت کو ملزم قرار دے، خُدا کے غضب کو بھڑکانے کے لیے کافی ہے۔

پیغمبروں نے آ کر انسانوں کی کایا پلٹ دی اب (چونکہ پیغمبروں کی آمد کا سلسلہ بند ہو چکا ہے) سائنسدانوں پر یہ فرض واجب ہوتا ہے کہ جس کام کی ابتداء نبیوں نے کی اور جس علم کو نبیوں نے پھیلایا، اب اس کو سائنسدان اختتام تک پہنچائیں۔ (حقیقت اور مُلّا سائنسدان زاویہ ۳ صفحہ ۲۴۸)

مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ ”ہاں ہاں عیسائیوں کا خُدا المخلوق کے مارے سے دَم گنوا کر باپ کے پاس گیا اُس نے اکلوتے کی یہ عزت کی کہ اُس کی مظلومی و بیگناہی کی یہ داد دی کہ اُسے دوزخ میں جھونک دیا۔ اوروں کے بدلے اُسے تین دن جہنم میں بھونا۔ ایسے کو جو روٹی اور گوشت کھاتا ہے اور سفر سے آ کر اپنے پاؤں سے دھلوا کر درخت کے نیچے آرام کرتا ہے۔ درخت اُونچا اور وہ نیچا ہے۔۔۔۔ ایسے کو جس کا بیٹا اسے جلال بخشتا ہے آریوں کے ایشور کی تو ماں اُس کی جان کی حفاظت کرتی

تھی۔عیسائیوں کے خُدا کا بیٹا اسے عزت بخشتا ہے کیوں نہ ہو سپوت ایسے ہی ہوتے ہیں۔پھر اُسے بے خطا جہنم میں جھونکنا کیسی مُحسن کشی ناانصافی ہے۔ایسے کو جو یقیناً دغاباز ہے پچتاتا بھی ہے۔تھک جاتا بھی ہے ایسے کو جس کی دو جوروئیں ہیں۔دونوں پکی زناکار حد بھر کی فاحشہ۔ایسے کو جس کے لیے زنا کی کمائی فاحشہ کی خرچی کہاں مقدس پاکمائی ہے۔۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۵۳۴ تا ۵۴۱ سوفٹ ویئر صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

جب مولویوں سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا اعلیٰ حضرت نے ایسی تحریروں میں حضرت عیسیٰؑ کی توہین نہیں کی؟ تو کہتے ہیں کہ یہ سب انجیل میں موجود ہے۔اور جب بانی جماعت احمدیہ انجیل سے یسوع کی حقیقت بیان کرتے ہیں تو ان مولویوں کو آگ لگ جاتی ہے،لوگوں کو بتاتے ہیں دیکھو مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی توہین کردی۔بار بار مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں وضاحت کی ہے کہ قرآن پاک میں جس حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے وہ خُدا کا برگزیدہ اور پاکباز نبی ہے۔

مولانا ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خود اپنے اقرار کے مطابق کوئی نیک انسان نہ تھے۔شاید کوئی کہے کہ کسرنفسی سے مسیح نے ایسا کہا تو اُس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح کی انسانیت سب انسانوں کی انسانیت سے برتر ہے اور اس میں گناہ اور خطا کاری کا کوئی شائبہ نہیں۔تو پھر جب وہاں کسی طرح کا نقص اور گناہ نہیں تو پھر مسیح کا اپنے آپ کو نیک کا مصداق نہ قرار دینا کیسے صحیح ہوسکتا کیونکہ کسرنفسی سے وہی قول صحیح ہوسکتا ہے جس کی صحت کسی طرح سے ہوسکے۔ (اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

مولوی نظام الدین ملتانی بریلوی فرماتے ہیں:۔

’’دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔امتحان میں وہی لوگ دوبارہ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں۔حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لیے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔‘‘

(جامع الفتاویٰ المعروف انوارشریعت از مولوی نظام الدین بریلوی جلد ۲ صفحہ ۵۵ سوال نمبر ۱۲)

قارئین کرام! اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے؟ نہ جانے انبیاء کی توہین کی تعریف علماءسُوء نے کیا کر رکھی ہے؟ یاد رہے ناکامیاب وہی ہوتا ہے جو کام چور ہوتا ہے۔نالائق لوگ ہی فیل ہوتے ہیں اور

جو ایک بار فیل ہوتا ہے احتمال ہوتا ہے کہ دوبارہ امتحان دینے پر دوبارہ فیل ہو جائے۔۔ڈرپوک وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر یقین نہ رکھے۔مولوی صاحب ہی بتائیں کیا حضرت عیسیٰؑ میں یہی خصوصیات تھیں۔قرآن کی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے سچے، پاک اور برگزیدہ نبی تھے۔تمام قسم کی کامیابیوں نے آپؑ کے قدم چومے۔بھرپور زندگی گزاری۔جس مشن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سپرد کیا اسے اپنے اللہ کی مدد سے پورا فرمایا۔ایک قول کے مطابق ایک سو بیس سال زندہ رہ کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔مولوی صاحب کی ہرزہ سرائیاں انہیں کو مبارک ہوں)(انور کاشمیری جنہیں خاتم الفقہا والمحدثین بھی کہا جاتا ہے ان کا بھی یہی نظریہ تھا)(مناظرہ جھنگ صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۳ ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ
ہے زندہ کر رہا مُردے خرام احمد رضا خاں

فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ تو بیماروں کو اچھا کرتے تھے احمد رضا خان مُردوں کو اپنی ٹھوکروں سے زندہ کر رہے ہیں۔ (مداح اعلی حضرت صفحہ ۲۵ بحوالہ اہل سُنّت واہل بدعت کی پہچان)

دیوبندی نظریات رکھنے والے مشہور مولوی محمد پالن حقانی گجراتی صاحب بھی دور کی کوڑی لائے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کسی شخص کو گورنری میں داخل کر کے کسی صوبہ کا گورنر مقرر کر دیتا ہے۔وہ اپنی مدت مقررہ پوری کر کے ریٹائرڈ ہو کر کسی دوسرے ملک میں یا صوبہ میں چلا جاتا ہے۔کچھ عرصہ بعد وہ اسی صوبہ میں پھر آتا ہے۔مگر گورنر کی حیثیت سے نہیں۔بلکہ کسی مخصوص کام کے لیے بادشاہ اس کو بھیج دیتا ہے۔اب اس کی اس دوبارہ آمد سے کیا موجودہ گورنر کے عہدہ اور اعزاز میں کوئی فرق پیدا ہو جائے گا؟(جسے نبی کے شاندار لقب سے محروم کر دیا جائے اسے یقیناً فرق پڑے گا) کیا کوئی احمق یہ کہہ سکتا ہے کہ اس وقت صوبہ میں دو گورنر ہیں؟

یاد رکھیئے حضرت عیسیٰؑ کی یہ دوبارہ آمد بحیثیت نبی کے نہ ہو گی بلکہ خاتم النبیین کے ایک اُمّتی کی حیثیت سے ہوگی۔وہ اپنی کتاب انجیل شریف پر بھی عمل نہ فرمائیں گے بلکہ اس کے بجائے قرآن مجید پر ہی عمل کریں گے۔ (شریعت یا جہالت صفحہ ۲۸۹)

مولانا نے نہایت بھونڈے اور عامیانہ انداز میں اپنا خود ساختہ عقیدہ بیان کر دیا ہے۔مولانا صاحب نے دیکھا نہیں کہ ایک صوبے دار کے ٹھاٹ باٹ کیا ہوتے ہیں،اس کی تکریم کی وجہ وہ عہدہ ہوتا

ہے جو اسے بادشاہ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد وہ ایک عام شہری ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر کبھی دوبارہ اسی صوبے میں واپس جائے گا تو یقیناً وہ عام شہری ہی ہو گا۔ صاحب اختیار قطعاً نہیں ہوگا۔ مولانا کو علم ہونا چاہیے خُدا جس کو نبی بناتا ہے اسے نہ ریٹائرڈ کرتا ہے اور نہ معزول کرتا ہے۔ وہ اس دُنیا میں خُدا کا پیغام لے کر آتے ہیں اور اپنے سپرد کیے گئے مشن کو پورا کر کے اپنے ربّ کے پاس چلے جاتے ہیں۔ اور خُدا تعالیٰ ہر قدم پر اُن کے ساتھ ہوتا ہے۔ حماقت کی انتہا ہے کہ ایک عام دُنیادار صوبے دار کو نبی کے ساتھ ملایا جائے۔ اصل میں مولوی کسی فرقے سے بھی ہو اس کی ذہنیت ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان سے جان چھڑائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ عامۃ النّاس کو علماءِ سُوء کے چنگل سے رہائی عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم جیسی انمول دولت سے مالا مال کردے۔ آمین۔

امام مہدیؑ اور چودھویں صدی ہجری

قارئین کرام! یہ علماء سُوء بھی عجیب مخلوق ہیں پہلے اس بات پر متفق تھے کہ چودھویں صدی میں مسیح آئے گا۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ جب تک امام مہدی و مسیح موعود نازل نہیں ہوں گے چودھویں صدی ختم نہیں ہوگی۔ جب پندرہویں صدی شروع ہوئی تو اس طرح کی آوازیں اُٹھنے لگیں کہ اب کوئی نہیں آئے گا۔ یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ عام مسلمان کا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ امام مہدی کب آئے گا قطب، ابدال وغیرہ جنہیں اولیاء تکوین وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے متعلق جانتے ہیں۔ عام مسلمانوں کو صرف علماء سے ضروریات دین سے متعلق ہی سوال کیے جانے چاہئیں۔ سادہ سی بات ہے یہ علماء سُوء عام مسلمانوں کو اپنی زلفوں کا اسیر دیکھنا چاہتے ہیں اسی وجہ سے یہ دھمکیاں دینے سے بھی باز نہیں آتے مثلاً کہتے ہیں ہمیں عزت نہ دی گئی تو ہم نماز، نکاح اور جنازے نہیں پڑھائیں گے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ چودھویں صدی کے بارے میں قرآن، حدیث اور بزرگان کے اقوال کیا کہتے ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

(سورۃ الصّف آیت ۹) وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نُور کو بُجھا دیں حالانکہ اللہ ہر حال میں اپنا نُور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ (اِس آیت میں تصریح سے سمجھایا گیا ہے کہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا کیونکہ اتمام نُور کے لیے چودھویں رات مقرر ہے۔ (رُوحانی خزائن ۱۷))

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔** یعنی اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف تدبیر کرتا رہے گا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد وہ دین آسمان کی طرف چڑھ جائے گا جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ (سورۃ السجدۃ آیت ۶) قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی پہلی تین صدیوں کو ''خیر القرون'' بہترصدیاں قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا)

اس حساب سے امام مہدیؑ کے آنے کا زمانہ چودھویں صدی بنتا ہے۔

قارئین کرام! سورۃ جمعہ کی آیت "**وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ**" یعنی آنحضرت ﷺ بعد میں آنے والے ایسے لوگوں میں بھی مبعوث ہوں گے جو ابھی صحابہؓ سے نہیں ملے۔ اس آیت کی مقدار بحساب جمل ۱۲۷۵ بنتے ہیں۔ (اس طرح آنے والے موعود کا زمانہ تیرہویں صدی کا آخر بنتا ہے) بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو بعض صحابہؓ کے استفسار پر آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جب ایمان زمین سے اُٹھ کر ثریا ستارے پر چلا جائے گا تب بنو فارس میں سے کوئی کھڑا ہو کر دوبارہ ایمان کو قائم کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**اذا مضت الف وماء تان و اربعون سنته یبعث اللّٰہ المھدی**" جب ایک ہزار دوسو چالیس سال گذر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ مہدی کو مبعوث فرمائے گا۔ (النجم الثاقب از مولوی عبد الغفور جلد۲ صفحہ ۲۰۹)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**اذا مضت الف وما ئتان و اربعون سنة یبعث الله المهدی**" کہ جب ۱۲۴۰ سال گزر جائیں گے تو امام مہدی مبعوث ہوں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی تلقین فرمائی کہ جب تم امام مہدیؑ کو دیکھو تو اس کی بیعت ضرور کرنا کیونکہ وہ مہدی خُدا کا خلیفہ ہوگا۔ (المستدرک مع التلخیص جلد۴ کتاب الفتن)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:"**الایات بعد المایتین**" (سنن ابی ماجہ کتاب الفتن)

مشہور اہل سنت امام حضرت مُلّا علی القاریؒ نے اس حدیث کا مفہوم یوں بیان فرمایا ہے۔

ویحتمل ان یکون الام فی المایتین بعد الالف و ھو وقت ظھور المھدی۔ اس حدیث میں ماتین پر الف لام ظاہر کرتا ہے یہ ۲ صدیاں ہجرت نبوی سے ۱۰۰۰ سال گزرنے کے بعد شمار کی جائیں گی گویا ۱۲۰۰ سال بعد نشانات ظاہر ہوں گے اور وہی ظہور مہدی کا وقت ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد۵ صفحہ ۱۸۵)

ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی لکھتے ہیں:۔

۱۲۰۰ء ہجری کے بعد جو فتنے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے پیدا ہوئے وہ قیامت کی نشانیوں میں شمار کیے جا سکتے ہیں "**الایات بعد المایتین**"(سنن ابی ماجہ کتاب الفتن ،مشکوۃ) "**الایات بعد المایتین**" کا ایک ممکنہ مفہوم یہ بھی لیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ بارہ سوسال بعد آثارِ قیامت نمودار ہوں۔

(حسام الحرمین کے سوسال از ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (۱۷۰۲ء تا ۱۷۶۲ء/۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۵ھ) فرماتے ہیں:۔

"**علمی ربی جل جلالہ ان القیمة قد اقتربت والمھدی تھیا للخروج**" میرے ربّ بڑی عظمت والے نے مجھے بتایا ہے کہ قیامت قریب ہے اور مہدی ظاہر ہونے کو تیار ہے۔

(التفہیمات الالٰہیہ جلد۲ صفحہ ۱۶۰ تفہیم نمبر ۱۴۶ شاہ ولی اللہ اکیڈمی دہلی)

نواب صدیق حسن خان، حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق لکھتے ہیں"حضرت شاہ ولی اللہ نے امام مہدی کی تاریخ ظہوری لفظ چراغ دین میں فرمائی ہے جو کہ حروف ابجد کے لحاظ سے ایک ہزار دوسو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہجری ہے۔" (حجج الکرامہ فی آثار القیامتہ صفحہ ۳۹۴ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہجہانی بھوپال)

رسالہ انجمن تائید الاسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۲۰ء میں لکھا گیا حدیثوں میں مریم وابن مریم آیا ہے کہ وہ صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

جناب قاضی ارتضٰی علی خان فرماتے ہیں۔"امام مہدی کا زمانہ تیرہویں صدی ہجری سے پندرہویں صدی ہجری ہے۔" (مہدی نامہ از ارتضٰی علی خان صفحہ ۲)

قارئین کرام! رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے۔"**فاذا رایتموہ فبا یعو و لو**

حبوا علی الثلج فانه خلیفة اللّٰه المھدی" جب تم مہدی کو پاؤ تو اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیونکہ وہ مہدی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی)

نواب صدیق حسن خان نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے جو اس اُمّت میں دجّالوں کی آمد کی خبر دی تھی وہ پوری ہو کر تعداد مکمل ہو چکی ہے۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹)

صحیح مسلم کی شرح "اکمال الاکمال" کی جلد ۷ کے صفحہ ۲۵۸ میں لکھا ہے:۔

"اس حدیث کی سچائی ثابت ہوگئی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے لے کر آج تک کے تمام جھوٹے مدعیان نبوت کو گِنا جائے تو یہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ اور اس بات کو وہ شخص جو تاریخ کا مطالعہ کرے گا جان لے گا۔"

احمد رضا خان بریلوی فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں کہ شرح عقائد میں ہے کہ:۔

جب سے خلفاء عباسیہ نہ رہے امر مشکل ہے کہ اس وقت سے نہ کوئی امام ہے نہ کوئی خلیفہ تو اعتراض نہ اُٹھتا۔ اسی نوع سے ہے وہ حدیث کہ صدر کلام میں امام خاتم الحفاظ سے گذری کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خلافت جب بنی عباس کو پہنچے گی ظہور مہدی تک اور کو نہ ملے گی۔۔۔

ظاہر ہو کہ ۱۳۳۱ھ سے آج تک اور آج سے ظہور امام مہدی تک کوئی غیر عباسی خلیفہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا جو دوسرے کو خلیفہ مانے حدیث کی تکذیب کرتا ہے۔ یہ حدیث اپنے طرق عدیدہ سے حسن ہے اسے طبرانی نے معجم الکبیر میں ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انہیں سے سند دے کر اور دارقطنی سے افراد میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً اور خطیب نے بسندِ خلفاء حضرت تبرالامتہ سے موقوفاً اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے حدیث طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: "**لکنھا فی ولد عمی صنوابی حتی یسلم ھا الی الدجال**"

میری خلافت میرے چچا میرے باپ کی جگہ عباس کی اولاد میں ہے یہاں تک کہ اسے سپرد دجّال کریں گے۔ (دجّال کا مقابلہ امام مہدی و مسیح موعود کریں گے۔ خلافت کا دور شروع ہوگا۔ اور یہ سب کچھ چودھویں صدی میں ہو چکا ہے۔ امام مہدی و مسیح موعودؑ کر واپس جا چکے ہیں، آپؑ کا قائم کردہ

سلسلہ قائم ودائم ہے، خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے تقریباً ایک سوپچیس سال ہو چکے ہیں، جماعت احمدیہ وہ خوبصورت پودا ہے جسے خود خُدا نے لگایا ہے، اسی لیے اس کی بڑھتی ہوئی رعنائیاں اور شادابیاں دیکھ کر مخالفین حسد کی آگ میں جل جل جاتے ہیں۔)

(فتاویٰ رضویہ جلد۱۴ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۵ سوفٹ ویئر صفحہ ۲۹ شائع کردہ رضا فاؤنڈیشن ناشر دعوت اسلامی مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت حضرت عیسیٰؑ سے متعلق فرماتے ہیں: ''تو شاید ایک دن گزرا ہوگا، دوسرے دن کے کچھ حصے میں اُتر آئیں گے۔ (ایک ہزار سال ایک دن کے برابر ہے) (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۸۹ جلد۳)

پھر لکھتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ دُنیا کی عمر سات دن ہے، مَیں اس کے پچھلے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث میں ہے، مَیں اُمید کرتا ہوں کہ میری اُمّت کو خُدا تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے، ان حدیثوں سے اُمّت کی عمر پندرہ سو سال ثابت ہوئی۔

پھر لکھتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی نے اپنے حساب سے یہ فرمایا ہے کہ ۱۳۰۰ھ میں خاتمہ ہوگا۔ بعض علوم کے ذریعے مجھے ایسا خیال گزرتا ہے کہ شاید ۱۸۳ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے اور ۱۹۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں گے۔ میں نے یہ دونوں وقت ابن عربیؒ کے کلام سے اخذ کیے ہیں۔ خلافت راشدہ وہ ہے جو منہاج نبوّت پر ہو۔ میرے خیال میں ایسی خلافت راشدہ امام مہدی ہی قائم کریں گے۔ (یعنی امام مہدی نبی ہوں گے) (ملفوضات اعلیٰ حضرت حصہ اول)

مشہور شاعر مومن خان مومنؔ (۱۸۰۲ء تا ۱۸۵۲ء) ساری عمر بے تابی سے مہدی موعود کا انتظار کرتے رہے۔ اور آپ کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سب سے پہلے مہدی موعود کی خدمت اقدس میں سلام کرنے کی سعادت نصیب کرے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

زمانہ مہدی موعود کا پایا اگر مومنؔ
تو سب سے پہلے تُو کہیو سلامِ پاک حضرتﷺ کا

چودھویں صدی کے ایک اور مشہور شاعر ناسخؔ (متوفی ۱۸۳ء) تھے۔ ناسخؔ سمجھتے تھے کہ مہدی وعیسیٰ کی آمد بہت قریب ہے اور مہدی وعیسیٰ کی آمد کا بے تابی سے انتظار کرنے کے علاوہ وہ سمجھتے تھے کہ آنے والے پاک وجود کی صورت میں محمدﷺ نظر آئیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

آمدِ مہدی و عیسیٰؑ ہے قریب اے ناسخؔ
کہہ دے اب قومِ نصاریٰ کو مسلماں ہووے
دکھا اس کو جہاں میں غُل ہے جس کی آمد آمد کا
الٰہی ہوں بہت مُشتاق دیدارِ محمدﷺ کا
شجاعت میں، کرم میں، عدل میں، صورت میں، سیرت میں
امام آخریؑ ہے مثلِ اپنے جدِّ امجد کا
نمازوں میں مسیحا سا پیمبر مقتدی ہو گا
وہی رُتبہ ہے تیرا بھی جو رُتبہ تھا ترے جدّ کا

(دیوان ناسخؔ جلد اوّل صفحہ ۱۷۴،۳ مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۲۳ء)

قارئین کرام! یہ دونوں عظیم بزرگ شاعر اسی دور کی یادگار ہیں جس زمانے میں اُمّت محمدؐیہ شدّت سے امام مہدی و مسیح موعود کا انتظار کر رہی تھی یعنی چودھویں صدی۔

'بینظیر مقدّس الہامی مثنوی' اور 'ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ' کے عنوان سے جناب حضرت سیّد بے نظیر شاہ صاحب کے کہے ہوئے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

یہ اندازِ پیشن بھی معلوم تھا — زمانے کا آئین بھی معلوم تھا
کہ جب تک نہ مہدی کا ہو گا ظہور — پڑے گا نہ اس نظم میں کچھ فتور
جو بڑھ جائے گا حد سے ظلم و فساد — وہ تازہ کریں گے رہ و رسمِ داد
مصالح کی رو سے وہ مخلص نواز — گھٹانے بڑھانے کے ہوں گے مجاز
کہ کُھل کر لحاظِ ضرورت کریں — وہ مستحکم اصلِ شریعت کریں
وہ صورت وہ سیرت محمدؐ کی سب — انہیں وہ کمالات بھی دے گا ربّ
اصول شریعت کی تجدید ہو — یہ ساری خُدائی ہو توحید ہو

پھر بارگاہ ایزدی میں مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پلا ساقیا اب وہ جامِ طہور — کہ دیکھوں ان آنکھوں سے مہدیؑ کا نُور

اب تنگ آ رہا ہوں بہت جی سے میں   موید ہوں تائید غیبی سے میں
کہ خاصانِ اوفو البعہدی سے ہوں   میں اوّل رفیقانِ مہدی سے ہوں

(الکلام موسومہ بہ جواہر بےنظیر صفحہ ۹، ۱۰، ۲۱ مطبع منشی نولکشور لکھنو)

اہل حدیث کے مشہور عالم حافظ محمد صاحب لکھوِی نے کہا ہے کہ ۔

''تیرھویں چَن اٹھیسویں سورج گرہن ہوسی اِسی سال''

آخر زمانہ میں مہدی کی سچائی کے نشان کے طور پر ظاہر ہونے والی دارقطنی کی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔جس میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں یعنی چاند کو تیرہ رمضان کو اور سورج کو ۲۸ رمضان کو گرہن لگے گا۔ (دارقطنی باب الخسوف والکسوف) (عین پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر ۱۳۱۱ ہجری بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۹۴ء کو ۱۳ رمضان کو چاند گرہن ہوا اور سورج کو ۲۸ رمضان بمطابق ۱۸ اپریل ۱۸۹۴ء کو گرہن لگا۔ اگلے سال مغربی دُنیا میں انہیں تاریخوں کو سورج اور چاند کو گرہن لگا۔حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امام مہدی و مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہوا تھا)

ایک بزرگ مفتی غلام رسول (متوفی ۱۳۰۷ھ) کا یہ شعر پنجاب میں زبان زدِعام رہا ہے۔

بہت قریب ظہور مہدی دی سمجھ نال یقینے   چن سورج دونو گرہ جاسن وچہ رمضان مہینے

پھر جناب حافظ بارک اللہ والد مولوی محمد صاحب لکھوکے والے فرماتے ہیں

ابھی علامات قیامتے ایہن حق تمام   حضرت عیسیٰؑ آوسی مہدی ہور امام
تا دجّال لعین نوں کرسی او فنا   وت قوم یاجوج ماجوج وی ظاہر ہوسی آر

(انواع بارک اللہ صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ)

۱۹۱۲ء اخبار وطن علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں شائع ہونے والی ایک نظم کا شعر تھا۔

یا صاحب الزمان لظہورت شتاب کُن   عالم ازدت رفت تو پا در رکاب کُن

یعنی اے صاحب الزمان جلد ظہور فرمائیے کیونکہ جہان ہاتھ سے گیا جلد تیار ہوئیے۔

جس طرح موسوی سلسلہ میں تیرہویں صدی گزرنے پر مسیحؑ آیا تھا اسی طرح محمدیؐ سلسلہ میں

تیرھویں صدی میں مسیحؑ کا آنا بیان کیا جاتا تھا۔اس ضمن میں قرآن گواہی دیتا ہے کہ سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰؑ تھے۔ (سورۃ مزمل ع۱)

"الآیات بعد المائتین" (ابن ماجہ کتاب الفتن باب الایات) مُلّا امام علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ ''**المائتین** میں لام عہد کا ہو اور مراد یہ ہے کہ ہزار سال بعد دو سال یعنی ۱۲۰۰ بارہ سو سال بعد یہ نشانات ظاہر ہوں گے اور وہی (یعنی تیرھویں صدی) زمانہ امام مہدی کے ظہور کا ہے۔

(مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۲ از علی بن سلطان القاری مکتبہ امدادیہ ملتان)

اہل حدیث کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ تا ۱۳۰۷ھ) تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی شروع ہونے میں دس سال باقی ہیں اگر اس صدی میں عیسیٰؑ اور مہدی کا ظہور ہو جائے تو وہی چودھویں صدی کے مجدد اور مجتہد ہوں گے۔

(ترجمہ از فارسی حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۹ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہ جہانی بھوپال مطبوعہ ۱۲۹۱ ہجری)

نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''بعض مشائخ اور اہل علم کے نزدیک امام مہدی کا ظہور بارہ سو سال ہجری کے بعد ہوگا لیکن تیرہ سو سال سے تجاوز نہیں کرے گا۔''

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴ مطبع شاہجہانی بھوپال مطبوعہ ۱۲۹۱ھ)

حجج الکرامہ کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ وہ وقت قریب ہے جو مہدی اور عیسیٰؑ کے ظہور کا ہو کیونکہ علامات صغریٰ سب وقوع میں آ گئی ہیں۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اب مُدّت دہ ماہ کی ختم تیرھویں صدی کو باقی ہے پھر ۱۳۰۱ھ اور ۱۸۸۴ء سے چودھویں صدی شروع ہوگی اور نزول عیسیٰؑ و ظہور مہدی و خروج دجال اوّل صدی میں ہوگا۔

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۴۱، ۴۲ از نواب صدیق حسن خان مطبع محمدی لاہور مطبوعہ ۱۳۱۲ ہجری)

ابوالخیر نواب نُورالحسن خان صاحب نے ۱۳۰۱ھ میں لکھا کہ ظہور مہدی کا شروع تیرھویں صدی میں ہونا چاہیے تھا مگر یہ صدی پوری ہوگئی مگر مہدی نہ آئے اور اب چودھویں صدی ہمارے سَر پر آئی ہے۔شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل وعدل، رحم وکرم فرمائے۔۴، ۶ برس کے اندر مہدی ظاہر ہو جاویں۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱ از نواب نُورالحسن خان مطبع مفید عام ۱۳۰۱ھ)

حضرت نعمت اللہ ولی (۷۲۹ھ تا ۸۳۴ھ) جو صاحب کشف بزرگ تھے اپنے مشہور فارسی

قصیدہ میں آخری زمانہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ۔

غین ری سال چوں گزشت از سال   بوالعجب کاروبار می بینم
مہدی وقت و عیسیٰ دوراں   ہر دو راہ شاہسوار می بینم

ترجمہ: جب غین رے یعنی ۱۲۰۰ بارہ سو سال گزر جائیں گے اس وقت مجھے عجیب وغریب واقعات ظاہر ہوتے نظر آتے ہیں۔ مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں ہر دو کو میں شاہسوار ہوتے دیکھتا ہوں۔(یادرہے مسیح اور مہدی آنے والے موعود کے دولقب ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ **لا المهدی الا عیسیٰ بن مریم** یعنی مسیح ابن مریم کے علاوہ کوئی مہدی نہ ہوگا)

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان)(اربعین فی احوال المہدیین از محمد اسماعیل شہید صفحہ ۲،۴ مطبوعہ ۱۲۶۸ ہجری)

اخبار کشمیر میگزین ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۱ء نے لکھا کہ ۱۳۴۰ھ کے متعلق زیادہ پیش گوئیاں ہو چکی ہیں وہ سب پوری اُتری ہیں بلحاظ یقین کرنا پڑتا ہے کہ حضرت نعمت اللہ ولی کا مشہور قصیدہ ء فارسی ہندوستان کے اکثر مقامات پر محفوظ ہے۔ ان کے فرمان کے مطابق ۱۳۴۰ھ تو مسلمانوں کے لیے مبارک سال ہے۔

حضرت حافظ برخوردار صاحب (۹۸۵ھ تا ۱۰۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ ۔

پچھے ہک ہزار دے گزرے ترے سو سال   حضرت مہدی ظاہر ہوسی کرسی عدل کمال

(قلمی نسخہ ''انواع'' صفحہ ۱۱۴ از حافظ برخوردار)

نواب صدیق حسن خان، حضرت شاہ ولی اللہ کے متعلق لکھتے ہیں ''حضرت شاہ ولی اللہ نے امام مہدی کی تاریخ ظہوری لفظ چراغ دین میں فرمائی ہے جو کہ حروف ابجد کے لحاظ سے ایک ہزار دو سو اڑسٹھ ۱۲۶۸ ہجری ہے۔'' (حج الکرامہ فی آثار القیامۃ صفحہ ۳۹۴ از نواب صدیق حسن خان مطبع شاہجہانی بھوپال)

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ (۱۱۵۹ھ تا ۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں کہ بعد بارہ سو ۱۲۰۰ھ کے مہدی کا انتظار چاہیے اور شروع صدی میں حضرت کی پیدائش ہے۔ (اربعین فی احوال المہدیین مرتبہ محمد اسماعیل شہید صفحہ آخر مطبوعہ ۱۲۶۸ھ)

الشیخ علی اصغر ابروجوی (۱۲۳۱ھ پیدائش) فرماتے ہیں کہ ''اندر صرغی اگر بمانی زندہ ملک و ملک وملّت و دین برگردد'' ترجمہ: کہ سال صرغی میں اگر زندہ رہا تو ملک وملک و دین میں ایک انقلاب آ

جائے گا۔ صرغی اعداد بحساب ابجد ۱۳۰۰ سو بنتے ہیں۔ (نُور الانوار از شیخ علی اصغر صفحہ ۲۱۵ مطبوعہ ۱۳۲۸ھ)

علامہ سید محمد عبدالحیٔ لکھنوی نے ۱۳۰۱ھ میں لکھا کہ اب چودھویں صدی آ گئی ہے۔ چھ ماہ گزر گئے ہیں۔ اس صدی کا یہ پہلا سال ہے دیکھیے کون سے طاق سال میں (مہدی) تشریف لاتے ہیں۔

(حدیث الغاشیہ عن الفتن الخالیہ والغاشیہ صفحہ ۳۵۰ مطبع سعید بنارس مطبوعہ ۱۳۰۹ھ)

حضرت حکیم سید محمد حسن رئیس امروہہ نے ۱۳۰۶ھ میں لکھا کہ پس ان (امام مہدی) کی تشریف آوری اکیس سال بعد اس ۱۳۰۶ھ سے ہونے والی ہے۔

(کواکب درّایہ از حکیم سید محمد حسن صاحب رئیس امروہہ صفحہ ۱۵۵ مطبع سید المطابع امروہہ)

مولانا عبدالغفور مصنف النجم الثاقب نے ۱۳۰۱ھ میں لکھا ہے کہ ''البتہ زمانہ بعثت مہدی کا یہی ہے۔'' (النجم الثاقب حصہ دوم صفحہ ۲۳۳ از ابوالحسنات محمد عبدالغفور مطبوعہ پٹنہ)

خواجہ حسن نظامی سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت نظام الدین اولیاء (۱۲۹۶ھ تا ۱۳۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو آثار اور نشانات مقدس کتابوں میں مہدی آخر الزمان کے لیے بیان کیے گئے ہیں وہ آج کل ہم کو روز روشن کی طرح صاف نظر آرہے ہیں۔ مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ زمانہ ظہور خیر البشر بعد از رسول حضرت محمدؐ بن عبداللہ مہدی آخر الزمانؑ قریب آ گیا۔

(کتاب الامر۔ امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض صفحہ ۱۳ از خواجہ حسن نظامی ۱۹۱۲ء)

مزید فرماتے ہیں۔ ممالک اسلامیہ کے سفر میں جتنے مشائخ اور علماء سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو امام مہدیؑ کا بڑی بے تابی سے منتظر پایا شیخ سنوسی کے ایک خلیفہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسی ۱۳۳۰ھ میں امام ممدوح ظاہر ہو جائیں گے۔ (اہل حدیث ۲۶ جنوری ۱۹۱۲ء)

حضرت شاہ محمد حسن صاحب صابریؒ فرماتے ہیں۔ طرح طرح کے فتنے ہفت اقلیم میں ظہور میں آویں گے اور ۱۳۰۰ھ کے بعد ۱۴۰۰ھ سے یہ امر بطون سے مرتبہ ظہور میں آویں گے۔

(حقیقت گلزار صابری صفحہ ۱۵ طبع اوّل ۱۸۵۶ء)

اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۹ پر لکھتے ہیں کہ جمیع مکتوبات خطاب کو حضرت امام مہدیؑ کے تفویض کردے گا اور زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ۱۴۰۰ھ کے قریب ہوگا۔

منشی شکیل احمد سھوانی اپنی کتاب ''الحق الصحیح فی حیات المسیح'' (مطبوعہ ۱۳۰۹ھ) میں فرماتے ہیں ۔

کس لیے مہدیؑ برحق نہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسیٰؑ کے اترنے میں خُدایا کیا ہے؟

جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب ضربِ کلیم میں فرماتے ہیں۔

دُنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار
اے وہ کہ تو مہدی کے تصور سے ہے بے زار
نو مید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو
اے سوار اشہب دوران بیا
اے فروغ دیدۂ امکاں بیا

ترجمہ: اے شہسوارِ زمانہ جلد تشریف لائیے اور اے دُنیا کی آنکھوں کی رونق جلد ظاہر ہو۔

جناب اثر بخاری صاحب نے فرمایا ۔

اب آ بھی جائیے مرے منتظر امام مُدت سے مُنتظر ہیں عزادار آئیے

(رسالہ معارف اسلام لاہور صاحب الزمان نمبر)

اخبار زمیندار ۹ مارچ ۱۹۲۵ء نے لکھا ۔

آنے والے آ زمانے کی امامت کے لیے
مضطرب ہیں تیرے شیدائی زیارت کے لیے

اخبار آگرہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء نے لکھا کہ ظہور امام الزماں بھی اسی قیامت کے آثار قریبیہ میں سے ایک نمونہ اور نشان ہے جو عنقریب اسی سال پورا ہونے والا ہے۔

چودھویں صدی میں امام مہدی علیہ السلام کے مبعوث ہونے کا انتظار ہوگا۔

(اہل تشیع کی کتاب غایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۸۱)

مولوی نبی بخش صاحب امام مہدی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ۔

شب و روز ہے خلق کو انتظار دکھا دیجیے جلوہ عیاں السّلام

نہیں تاب ہے اب ہمیں صبر کی یہ غیبت ہے بار گراں السّلام
ہماری دُعا ہے یہ صبح و مَسا تمہارا ہو ظاہر نشاں السّلام

(شیعہ رسالہ ''برہان'' بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

جناب اکبر الٰہ آبادی فرماتے ہیں۔

آنے والے عجب انداز عجب شان سے آ نئے اعجاز دکھانے نئے سامان سے آ
تیرا جلا ل جو تکلیف نہ فرمائے گا پیکر مہدی موعود میں کون آئے گا

جناب ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا ۔

لا پھر اِک بار وہی بادہ و جام اے ساقی ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام ساقی

ملتان کے صوفی بزرگ شیخ محمد عبدالعزیز پہاروی کہتے ہیں ۔

در سن غاشی ہجری د و نشان خواہد بود از پئے مہدی دجّال نشان خوا ہد بود

ترجمہ: ۱۳۱۱ء میں دو نشان (سورج چاند گرہن) ظاہر ہوں گے اور یہ دو نشان سچے مہدی اور جھوٹے دجّال کے درمیان امتیاز کریں گے۔

مشہور اردو شاعر محمد رفیع سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) نے کلیات سودا میں کہا ۔

اے شاہ دیں پنا ہ شتابی سے کر ظہور تا دوست ہوویں شاد تو دُشمن ہو پائمال

مولانا رشید احمد گنگوہی جب کسی کو اصلاحِ خلق کے بہت درپے دیکھتے تو فرمایا کرتے تھے۔ ہاں بھائی کرو تم کو ثواب ملے گا مگر اب اصلاح کی اُمید نہ رکھو۔ اب اصلاح نہ ہوگی بلکہ فساد ہی بڑھے گا۔ بس اب تو حضرت مہدیؑ ہی تشریف لا کر اُمّت کی اصلاح فرمائیں گے۔

(ماہنامہ النور ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ تھانہ بھون۔ یو۔ پی۔ بھارت (امام مہدی از ضیاء الرحمان فاروقی صفحہ ۱)

مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا ہے کہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ حضورؐ کے زمانہ سے قریب تھا اس وقت نُور تھا اب وہ نُور نہیں رہا ہم ظلمت کے زمانہ میں ہیں اب ہم چاہے کتنا ہی علم حاصل کر لیں مگر وہ نُور نہیں یہ تو خیر القرون میں تھا اور ہم تاریکی کے زمانہ میں ہیں سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی ہزاروں بجلیاں اور گیس روشن ہو جاتے ہیں مگر ویسی روشنی نہیں ہوتی جیسی دن میں ہوتی ہے بس اب تو

امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں خیر ہوگی یا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں۔اس سے پہلے تو ظلمت ہی ظلمت ہوگی۔ (ملفوظات اشرف علی تھانوی جلد ۶ صفحہ ۱۶۲)

اسی زمانہ میں جب امام مہدی و مسیح موعود کا شدت سے انتظار تھا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے مسلمانوں کی ذلّت کے ازالہ کے لیے دُعا کی درخواست پر امیر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ امیر شاہ! مسلمان ذلیل ہوگئے۔ابھی کچھ ذلیل نہیں ہوئے، ابھی اور ذلیل ہونگے۔ذلّت کی انتہا ہو جائے گی جس کا تم ابھی تصور نہیں کرسکتے۔اُس وقت غیرت الٰہی جوش میں آئے گی اور ادھر سے مدد ہوگی خراسان کی طرف اشارہ فرمایا (مطلب ظہور مہدی تھا اور یہ قول شیخ الہند کا ہے) غرض قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی اور قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی کے مطابق اب حضرت مہدیؒ ہی تشریف لاکر دُنیا کی اصلاح فرمائیں گے۔ایسی قوت کا مجدد جس کی روحانی قوت اتنی بڑھی ہو کہ وہ پورے عالم کے حالات بدل سکے اس قوت کے مجدد سوائے حضرت مہدیؓ کے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

حکیم الاسلام مولانا محمد طیّب کی مجالس صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷ سے ماخوذ ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند۔(امام مہدی از ضیاء الرحمان فاروقی صفحہ ۱،۲)

عہد نامہ قدیم میں بھی ایک مامور من اللہ کا ذکر ہے جو ۱۲۹۰ھ میں مبعوث ہوگا۔لکھا ہے:

''بہت سے لوگ پاک کیے جائیں گے اور صاف وبرّاق ہوں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور وہ اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کی جائے گی ۱۲۹۰ دن ہوں گے۔مبارک ہے وہ جو ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک انتظار کرتا ہے۔ (دانی ایل باب ۱۲ آیت ۱۰ تا ۱۲ پرانا اور نیا عہد نامہ بائیبل سوسائٹی انارکلی۔لاہور)

قارئین! الہامی کتب میں عموماً دن سے مراد ایک ہزار سال ہوتے ہیں پس مسیح کا ظہور اس پیشگوئی کے مطابق تیرھویں صدی ہجری میں بنتا ہے چنانچہ دانیال نبی کی اس پیشگوئی کے مطابق عیسائی دُنیا میں ۱۸۶۸ء میں مسیح کی آمد ثانی کا انتظار شروع ہوا۔اور بڑے بڑے حساب دان اور منجمین نے اس پیشگوئی کی بنا پر یکے بعد دیگرے مختلف تاریخیں بیان کیں۔جن کا مفصل ذکر مسٹر جے بی ڈمبل بی کی مشہور کتاب THE APPOINTED TIME یعنی موعودہ وقت مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۶ء میں موجود ہے۔

سکھ مذہب کی مقدس کتاب جنم ساکھی میں لکھا ہے:

تاں مردانے نے پُچھیا۔گرو جی! کبیر بھگت جیہا کوئی ہور وی ہوئیا ہے۔سری گورو نانک آکھیا۔مردانیاں اک جٹیٹا ہوسی، پر اساں توں پچھاں سو برس توں بعد ہوسی۔پھر مردانے نے پُچھیا۔جی کیہڑے تھائیں۔اتے مُلک وچ ہوسی۔تاں گرو جی نے کہیا وٹالہ (بٹالہ) دے پرگنے وِچ ہوسی۔

(جنم ساکھی وڈی بھائی بالا والی صفحہ ۲۵۱ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور)

اب وقت مسیحائی ہے کو کل کے گوالے — بیمار تیرے نزع میں لیتے ہیں سنبھالے
وعدہ پر زندہ ہیں اب تک تیرے شیدائی — کیا دیر ہے آغوش محبت میں بٹھا لے

(اخبار ''ہند'' ۱۷ اپریل ۱۹۳۰ء)

گیتا میں بھگوان کا وعدہ سچا ہے تو اوتار کی سب سے زیادہ ضرورت آج کل ہے۔اس لیے بھگوان کرشن آؤ۔جنم لو۔دُنیا سے ناپاکی دور کرو۔دھرم پھیلاؤ۔

(اخبار تیج دہلی ۱۸ اگست ۱۹۳۰ء ''بھگوان کرشن آؤ'' کے عنوان سے مضمون شائع ہوا منقول از ''الامان'' دہلی ۲۳ اگست ۱۹۳۰ء)

یورپ کا ایک مفکر سیاح مارس انڈس ''ایک مستقبل کی تلاش میں'' کے عنوان پر لکھتا ہے:

دمشق، بیروت، بغداد، مکّہ، تہران، قاہرہ اور ان کے ساتھ لنڈن اور واشنگٹن بھی ایک پیغمبر کے انتظار میں ہیں۔جو سماجی مقصد اور اصلاح کا جھنڈا لیے ہوئے عیسیٰؑ کی طرح کاشتکار کو صرف یہ کہہ کر ہوش میں لائے کہ جاگ! جاگ!!! اور طاقت کا مظاہرہ کر۔ (بحوالہ رسالہ نگار جنوری، فروری ۱۹۵۱ء)

چودھویں صدی کے علماء کے بارے میں رسالہ تائید اسلام اچھرہ کہتا ہے:

چودھویں صدی کا زمانہ تھا فتنے ہر طرف ٹوٹ رہے تھے یہ وہی زمانہ ہے جس کے متعلق خواجہء ہر دو عالم فخر الاوّلین والآخرین پیشگوئی فرما گئے تھے کہ آسمان کے نیچے سب سے زیادہ اشرار الناس علماء سوء ہوں گے۔فرمایا **منھم تبدء الفتنته و فیھم تعود۔** ان شریروں سے ہی فتنہ شروع ہو گا اور پھر قیامت میں وبال اس کا ان کم بختوں پر ہی عائد ہوگا۔ (تائید اسلام اچھرہ لاہور صفحہ ۱۲، ۲۸ ستمبر ۱۹۲۸ء)

معزز قارئین! تیرہویں اور چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود و مہدیؑ کا شدت سے انتظار تھا اور یوں دکھائی دیتا تھا کہ ہر شخص کو یقین ہوگیا ہے کہ آنے والا مسیحؑ ضرور چودھویں صدی میں آئے گا۔اسی شور میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے امام مہدی اور مسیح ہونے دعویٰ فرمایا اور کہا

کہ مجھے خُدا نے اس آخری دور میں مبعوث فرمایا ہے۔بس اُس دن سے مسلمان اور خاص طور پر مولوی انتظارِ مہدیؑ کو چھوڑ کر بلکہ سب کچھ بھول کر مبعوث ہونے والے مہدی و مسیحؑ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔اس کی ایک وجہ ان کی پیری مریدی کے کاروبار کو نقصان پہنچنا بھی ہے۔اور ایک سو پچیس سال سے مخالفت کے تیر چلا رہے ہیں اور جماعت احمدیہ تقریباً دوسو ممالک میں نفوذ کر چکی ہے۔اور ایک آواز جو قادیان سے اُٹھی تھی کروڑوں لوگوں کی زبان بن چکی ہے۔فلک نے یہ نظارہ کب دیکھا تھا کہ مولویوں کے بنائے ہوئے کُفر کے ہار پہن کر سعید فطرت لوگ امام مہدی و مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں۔اپنے خُون سے وہ تاریخ رقم کر رہے ہیں جسے اُمّت محمدؐ یہ بھول چکی ہے۔اُس سبق کو حرزِ جاں بنا رہے ہیں جس نے چودہ سو برس پہلے کروڑوں مُردوں کو زندہ کر دیا تھا۔یقیناً صاحب بصیرت لوگوں کی امام مہدی و مسیحؑ کی آمد سے متعلق تمام باتیں درست تھیں۔وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ چودھویں صدی ہی ظہور امام کی صدی تھی۔

لفظ نزول

علماءِ سُوء لوگوں کو گُمراہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نزولِ مسیح کا انکار کُفر ہے۔اور کہتے ہیں وہ مسیح جو دو ہزار سال سے آسمان پر بیٹھا ہے وہ زندہ جسد خاکی سمیت آسمان سے نازل ہوگا۔حالانکہ نزول کے یہ معنی قرآن و حدیث تشریح اور تاویل بعیدہ سے انکار ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ جس رسول کو ہم وجہِ تخلیق کائنات سمجھتے ہیں اس کے لیے جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۔ رَّسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۔ (سورۃ الطلاق آیت ۱۱-۱۲)

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو عقل والو جو ایمان لائے ہو! اللہ نے تمہاری طرف ایک عظیم ذکر (محمدؐ) نازل کیا ہے۔ایک رسول کے طور پر جو تم پر اللہ کی روشن کر دینے والی آیات تلاوت کرتا ہے۔تا کہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ تو نزول

سے مراد مولوی حضرات آپ کو حضرت آمنہ کے بطن سے پیدا ہونا سمجھتے ہیں۔اور مسیح کے بارے میں اسی لفظِ نزول کو جسم سمیت آسمان سے اُترنے پر محمول کرتے ہیں۔

کچھ اور امثال پیش خدمت ہیں۔

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ۔ اور ہم نے تجھ پر کتاب نہیں اتاری؟ (سورۃ النحل آیت ۶۵)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ۔ یعنی اُس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی میں سے اُس نے اُس کا جوڑا بنایا اور اس نے تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے نازل کیے۔ (سورۃ الزمر آیت ۷)

وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ۔ اور (اللہ نے) تمہارے نفع و بقا کے لیے آٹھ نر و مادہ چار پایوں کے پیدا کیے۔(قرآن شریف مترجم تھانوی صفحہ ۴۱۵) وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ ۔ اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا۔(قرآن کریم مترجم اشرف علی تھانوی صفحہ ۴۸۹) (یہ سب مولوی حضرات نازل کے لفظ کو پیدا کرنے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ کے لیے آسمان سے آنا بتاتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ قطعاً آسمان سے نازل نہیں ہوں گے)

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا۔ (سورۃ الاعراف ۲۷)

اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۔۔ (سورۃ الحدید آیت ۲۶)

ہم نے یقیناً اپنے رسول کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ بھیجے اور اُن کے ساتھ کتاب اُتاری اور عدل کا ترازو بھی تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہ سکیں۔اور ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت لڑائی اور انسانوں کے لیے بہت سے فوائد ہیں۔

مولانا فتح محمد جالندھری نے وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ ''اور لوہا پیدا کیا''۔

لفظ نزول احادیث میں بھی بکثرت استعمال ہوا ہے۔

احادیث سے تین امثال پیش خدمت ہیں۔

"ان النبی ﷺ نزل تحت شجرة" آنحضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے اُترے۔

(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۵۹)

"کان اذا نزل منزلا فی سفر لم یرتحل حتی یصلی فیه رکعتین" آنحضرت ﷺ سفر میں مقام کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھ کے کوچ کرتے تھے۔

(کنزالعمال جلد۴ صفحہ۱۹ کتاب شمائل من قسم القوال والافعال باب آداب السفر حدیث نمبر۴۷۴)

"لما نزل الحجر" جب آنحضرت ﷺ حجر کی زمین میں اترے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد۸ صفحہ۹۶۵)

امّت محمدؐیہ کے لیے بھی لفظِ نزول استعمال ہوا ہے۔ **"لتنزلن طائفه من امّتی ارضا یقال لها البصرة"** میری اُمّت کا ایک گروہ ایک ایسی زمین میں اُترے گا جس کا نام بصرہ ہوگا۔

(کنزالعمال جلد۷ صفحہ۱۸۰ کتاب القیامتہ من مسلم الاقوال)

دجّال کے لیے بھی لفظ نزول آیا ہے۔ **"یاتی المسیح من قبل المشرق و همته المدینة حتی ینزل دبر احد"** کہ مسیح الدجال مشرق کی طرف سے مدینہ کا قصد کر کے آئے گا۔ یہاں تک کہ اُحد کی پیٹھ کی طرف اُترے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب علامات بین یدی الساعتہ وذکر الدجال۔ کنزالعمال جلد ۶ صفحہ۲۵۰ صفحہ۱۴۳ مصری۔ بخاری کتاب الفتن جلد۴ صفحہ۱۴۳ مصری)

بانی سلسلہ احمدیہ چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر پوچھا جائے اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لیے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد۱۳ صفحہ۲۲۵ حاشیہ)

بانی جماعت احمدیہ کا ایک فکر انگیز اقتباس پیش خدمت ہے:

''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ بن مریمؑ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریمؑ کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خُدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گُزر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریمؑ کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰؑ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سب سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دُنیا میں ایک مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ اب بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن ۲۰ صفحہ ۶۷)

ادبی چوریاں

معزز قارئین! تمام اسلامی فرقے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی تحریر کردہ شاہکار تصنیفات پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ ان تحریرات کا مثل لانے پر یہ لوگ قطعاً قادر نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مولوی حضرات اپنی کتابوں کو بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات سے مزین کرتے ہیں۔ اور ان تحریروں کو اپنا کلام کہہ کر داد بھی خوب پاتے ہیں۔ مگر بانی جماعت احمدیہ کی کتابوں کو پڑھنے سے عوام النّاس کو روکتے ہیں اور خود مزے لے لے کر نہ صرف پڑھتے ہیں بلکہ ان کتابوں کے اقتباسات کو اپنی کتابوں میں اپنے نام سے تحریر کر کے خوش ہوتے ہیں۔ بعض مولوی تو جماعت احمدیہ کی کتابوں سے فقرے چُنتے ہیں یا معمولی رَدّوبدل کرتے ہیں اور بعض مولوی اس کے برعکس کئی کئی صفحے بغیر کسی رَدّوبدل کے نقل کر دیتے ہیں۔ اسی طرح بانی جماعت احمدیہ کے کہے ہوئے اشعار بھی اِن مولویوں کو بے انتہا پسند ہیں۔ مجلسوں اور محفلوں میں بانی جماعت احمدیہ کے اشعار کو اپنے کلام کے نام پر پڑھتے ہیں اور داد تحسین پاتے

ہیں۔ایک مولوی صاحب نے بانی جماعت احمدیہ کے کہے ہوئے ایک قصیدے کے ستّر اشعار میں سے اٹھاون ۵۸ اشعار اپنے نام سے شائع کر دیئے۔

ابوالنعمان رضا جو بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اپنے مضمون ''بُرقعہ پوش کتابیں'' میں لکھتے ہیں:۔

آپ کے ذہن میں یہ سوال اُٹھ رہا ہوگا کہ بھائی یہ بُرقعہ پوش خواتین اور بُرقعہ پوش مولوی تو دیکھے اور سُنے لیکن یہ بُرقعہ پوش کتابیں؟؟ کیا آج کل کتابوں نے بھی بُرقعہ پہننا شروع کر دیا ہے؟؟ اِن کا بُرقعہ کیسا ہوتا ہے؟؟ وغیرہ وغیرہ سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہو رہے ہوں گے، جی ہاں! خواتین کے ساتھ ساتھ مولویوں (مولوی عبدالعزیز لال مسجد والے) نے تو بُرقعے پہنے۔لیکن ایک کتاب ہماری نظر میں جس نے کئی سالوں سے بُرقعہ پہن کر ایک مولوی کو معزز و مجدد و حکیم الاُمّت بنایا ہوا ہے۔یہ مولوی بھی اسی جماعت سے ہیں جس کے اکثر مولوی بُرقعہ میں نظر آتے ہیں، اور اُن میں حکیم الاُمّت صرف ایک ہے، جی ہاں کوئی اور نہیں ہم جناب اشرف علی تھانوی کی ہی بات کر رہے ہیں اور اُن کی وہ کتاب جو کئی سالوں سے بُرقعہ پہنے اب بھی دیوبندی مکاتب سے پبلش ہو رہی ہے، اس کا اصل نام ''المصالح العقلیہ الاحکام النقلیہ'' ہے یہ کراچی کے دیوبندی مکتبہ دارالاشاعت سے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' اب بھی چَھپ رہی ہے۔

لگتا ہے آپ کو ابھی بھی سمجھ نہیں آیا تو جناب سمجھ آئے گا بھی کیسے ہم نے ابھی تک آپ کو اِس کی تفصیل بیان ہی نہیں کی، لیجیئے سُنیئے! مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو حکیم الدیوبند اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے نام کا بُرقعہ پہنا کر اضافہ کے ساتھ پبلش کروا دی۔(''بُرقعہ پوش کتابیں'' میں رضا صاحب نے ادبی سرقہ کے ماہر تھانوی صاحب کو بے نقاب کیا ہے۔اور تفصیل سے اُن تحریروں کو پیش کیا ہے جنہیں تھانوی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے نقل کیا ہے)

(بُرقعہ پوش کتابیں از ابوالنعمان رضا ۲۲ نومبر ۲۰۰۹ء اسلامی ایجوکیشن ڈاٹ کام)

جناب ابوالنعمان صاحب نے جن حضرت کی بُرقعہ پوش کتاب کو بے پردہ کیا ہے وہ خود فرماتے ہیں کہ مجھ میں تو سراسر عیوب ہی عیوب بھرے پڑے ہیں، میری اگر کوئی بُرائی کرتا ہے تو یقین

جانیئے مجھے کبھی بھی وسوسہ نہیں ہوتا کہ مَیں بُرائی کا مستحق نہیں۔ (اللہ والوں کی مقبولیت کا راز از مفتی محمد سلمان منصور پوری صفحہ ۴۴)

معزز قارئین! اس میں تو کوئی شک نہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی متذکرہ کتاب میں بانی جماعت احمدیہ کی کتب سے ڈھیروں صفحے نقل کیے ہیں۔یہ بھی سچ ہے کہ بریلوی حضرات بھی اس فن کے ماہر ہیں۔جناب ابوالنعمان رضا صاحب اپنے قبیلے کے مُصنّفین کے چہرے سے بھی نقاب اُٹھا دیتے تو ان صاحبان کی بُرقعہ پوش کتابوں کی اصلیت بھی ظاہر ہو جاتی۔کوئی بات نہیں مندرجہ ذیل مضمون میں بہت سی ایسی کتابوں کا ذکر کیا جائے گا جن کے مُصنّفین کا تعلق دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور دوسرے فرقوں سے ہے، جو بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات کو اپنے نام کا بُرقعہ پہنا کر داد تحسین وصول کرتے رہے۔یہ ادبی سرقہ آج بھی جاری ہے۔مفتی رشید کا ایک شعر ہے ۔

میں سمجھا تھا جسے خضر رہ دین مبیں زاہد　　نقاب اُلٹا تو درپردہ وہ ابلیس لعیں نکلا

معزز قارئین! مندرجہ ذیل مضمون حضرت مولوی دوست محمد صاحب شاہدؔ کی شاندار تحقیق کا شیریں ثمر ہے۔خُدا تعالیٰ انہیں اپنے پیار کی گود میں بٹھائے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مجموعہ کلام درثمین سے تین شعر جو قرآن شریف کی عظمت بیان کرتے ہیں بغیر حوالہ دیئے ڈاکٹر حاجی نُور حسین صاحب صابرؔ نے سوانح عمری رسول مقبول ﷺ میں نقل کیے ہیں۔

جمال وحُسنِ قرآں نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے　　قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا　　بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
خُدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو　　وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(سوانح عمری ﷺ از ڈاکٹر حاجی نُور حسین صاحب صابر صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

☆ ☆

ایک مولوی جان محمد صاحب ایم۔اے، ایم او ایل، منشی فاضل، سابق عربی و فارسی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول فیروز پور نے اپنی کتاب ''اصلی عربی بول چال مکمل کلاں'' جسے کشمیری بازار لاہور کے کُتب خانہ منشی عزیز الدین پبلشرز و تاجران کُتب نے شائع کیا تھا میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی کے حضرت محمدﷺ کی مدح اور شان میں کہے گئے ۷۰ عربی اشعار میں سے ۵۸ اشعار آٹھ صفحات پر بغیر حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیے شائع کیے ہیں۔ چند شعر پیش خدمت ہیں۔

یاعین فیض الله والعرفان　　یسعی الیك الخلق کالظمان
یا بحر فضل المنعم المنان　　تهوی الیك الزمر بالکیزان
یا شمس ملك الحسن والاحسان　　نورت وجه البر والعمران
قوم راوك و امة قد اخبرت　　من ذالك البدر الذی اصبانی
یبكون من ذكر الجمال صبا بة　　و تالما من الوعته الحجران
واری القلوب لدی الحناجر کربة　　واری الغروب تسیلها العینان

ترجمہ: اے خُدا کے فیض اور عرفان کے چشمے لوگ تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑے آتے ہیں۔ اے منعم ومنان کے فضل کے سمندر لوگ کوزے لیے تیری طرف آرہے ہیں اے حسن واحسان کے مُلک کے آفتاب تو نے ویرانوں اور آبادیوں کا چہرہ روشن کر دیا ایک قوم نے تجھے آنکھ سے دیکھا اور ایک قوم نے اس بدر کی خبریں سنیں جس نے مجھے اپنا دیوانہ بنایا ہے اور آپ کے جمال کو یاد کر کے اشتیاق سے روتے ہیں اور جدائی کی جلن سے دکھ اُٹھا کر چلاتے ہیں میں دلوں کو گلوں تک آ پہنچے ہوئے اور آنسوؤں کے نالے بنے ہوئے دیکھتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام مطبوعہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۹۰ تا ۵۹۴)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا چہرہ مبارک یہ قصیدہ سپرد قلم کرنے کے بعد خوشی سے چمکنے لگا۔ آپ نے فرمایا ”یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا، میں اس کے دل میں اپنی اور آنحضرت (ﷺ) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔“

☆ ☆

سرکار صدر المحقق سلطان المتکلمین حجتہ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب ۲۹۶ بی سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا نے اپنی کتاب ”احسن الفوائد“ جسے العزیز پرنٹنگ پریس بلاک نمبر ے سرگودھا

نے شائع کیا کے صفحہ ۴۶۹ پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے درج ذیل دو شعر کچھ تصرف کیساتھ زیب قرطاس کیے ہیں۔

کلام یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگرنہ لعل بد خشاں ہے
خُدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

ممتاز عالم دین، صوفی اور متکلم ومفسر، حکیم الامت، مجدد الملت، جامع المجد دین اور علوم ظاہری و باطنی کے ماہر مولانا اشرف علی تھانوی (مارچ ۱۸۶۳ء تا ۱۹ جولائی ۱۹۸۳ء) کے دل کو بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قدر بھائیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نام لیے بغیر ڈھیروں صفحات اپنے نام سے شائع کر دیئے۔ یقیناً سچائی کا نُور پوری قوت سے چمکتا ہے اور پورے ماحول کو منور کر دیتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی بھی باوجود مخالفت کے حضرت مرزا صاحب کے فرمودات کو جو سچائی کے نُور سے بھرے ہوئے ہیں اپنی کتب میں جگہ دی جس کے لیے حضرت مرزا صاحب کی جماعت ان کی ممنون ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کی مشہور کتاب ”احکام اسلام عقل کی نظر میں“ پہلی بار تقسیم ہند سے قبل دارالاشاعت دیوبند یوپی کے ذیلی ادارہ اشرف العلوم نے شائع کی تھی۔ پاکستان میں اس کی اشاعت مئی ۱۹۷۸ء میں ہوئی جس کے ناشر مولانا محمد عثمانی صاحب تھے۔

حضرت مرزا صاحب اپنی کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے صفحہ ۴۷ پر فرماتے ہیں۔ ”اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کُتّے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر اُمید رکھیں کہ اس کُتّے کے دِل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خُدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جُنبش کر سکیں۔“

مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں کے صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲ پر لکھتے ہیں۔ ''اوراس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ضرور گناہ کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم بھوکے کُتّے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر اُمید رکھیں کہ اس کُتّے کے دِل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خُدا نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جُنبش کر سکیں۔'' (''اور'' کا اضافہ کیا ہے۔ ''ضرور گناہ'' ٹھوکر کی جگہ لکھا ہے۔ ''تعالیٰ'' نہیں لکھا۔ باقی تمام تحریر جوں کی توں لکھی ہے)

حضرت مرزا صاحب اسلامی اصول کی فلاسفی کے صفحہ ۱۳۵، ۱۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے ملتا ہے۔ یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا موجب ہو جاتا ہے۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا بعض مُردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گُمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔''

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب احکام اسلام عقل کی نظر میں کے صفحہ ۳۴۶، ۳۴۷ پر لکھتے ہیں۔ ''غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے بنتا ہے۔ یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزاء کا محل ہو جاتا ہے۔ اصحاب مکاشفہ کو عین بیداری میں مُردوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور وہ فاسقوں اور گُمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔'' (ملتا کو ''بنتا'' سے بدلا ہے۔ موجب کو ''محل'' لکھا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کو اصحاب مکاشفہ میں تسلیم کیا ہے میں نے بعض کی جگہ وہ لکھ دیا ہے دیکھا کو دیکھتے ہیں کر دیا ہے)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب ''کشتی نوح'' کے صفحہ ۶۳ تا ۶۵ (طبع اوّل ۱۹۰۲ء) پر پنج وقتہ نمازوں کا نہایت لطیف فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ ابتدائی سطریں پیش خدمت ہیں ''پنج وقتہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں۔ جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لیے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔۔'') یہ سارا اقتباس ''احکام اسلام عقل کی نظر میں صفحہ ۴۹ سے ۵۱ تک درج ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی مشہور کتاب ''نسیم دعوت'' کے صفحہ ۷۱، ۷۲ (طبع اوّل ۱۹۰۳ء) میں اسلام کے فلسفہ اخلاق پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ابتدائی چند سطریں پیش خدمت ہیں۔ ''انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مختلف قویٰ اس غرض سے دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضہ محل اور موقع کے ان قویٰ کو استعمال کرے۔ مثلاً منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکری کی فطرت سے مشابہ ہے اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بن جائے اور شیر بننے کے محل میں شیر ہی بن جائے اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں سے صرف ایک قوت پر زور ڈال دے اور دوسری قوتیں جو خُدا کی طرف سے اس کو ملی ہیں ان کو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خُدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگذر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خُدا نے اس میں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے۔ پس کیا مناسب ہے کہ ایک خُداداد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کی جائے اور دوسری قوت کو اپنی فطرت میں سے بکلی کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ اس سے خُدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوت بُری نہیں ہے بلکہ ان کی بد استعمالی بُری ہے۔ سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے جس میں ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے دعویٰ تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیں مگر اس دعویٰ کے موافق عمل نہیں ہے۔ مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا کارروائی کراتے ہیں۔ پس یہ تعلیم کس کام کی ہے جس پر نہ عدالتیں چل سکتی ہیں نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقع شناسی پر مبنی ہے۔ مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کھاؤ اور کسی حالت میں شر کا مقابلہ نہ کرو مگر قرآن شریف اس کے مقابل پر یہ کہتا ہے "**جزاء سیئه سیئه مثلها فمن عفا وا صلح فاجره علی اللّٰه**" یعنی اگر کوئی تمہیں دُکھ پہنچا دے۔ مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی

صورت میں گناہ معاف کردو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا بھی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خُدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعائت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کر دیا گیا۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعائت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقع اور گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پھر اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے ایک وقت رُعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضح کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رُعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعائت مصالح اوقات نہیں کرتا۔ وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔'' یہ تحریر اوّل تا آخر ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے صفحہ ۲۲۳ اور ۲۲۴ میں بعینہٖ نقل شدہ موجودہ ہے۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ اپنی معرکہ آراء کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے صفحہ ۲۴ (طبع اوّل ۱۸۹۷ء) میں فرماتے ہیں۔

''اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اوّل درجہ کا نجاست خور اور نیز بے عزّت اور دیوث ہے۔ اب اس کے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ قانون قدرت یہی چاہتا ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بھی بدن اور رُوح پر بھی پلید ہی ہو کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ غذاؤں کا بھی انسان کی رُوح پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی پڑے گا۔ جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے ہی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔''

حضرت مرزا صاحب کے اس اقتباس کو مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب احکام اسلام

عقل کی نظر میں کے صفحہ ۲۴ پر ''وجوہ حرمت خنزیر'' کے عنوان سے شائع فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی تصنیف شریف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے صفحہ ۲۷، ۳۰ (طبع اوّل ۱۸۹۷ء) پر اسلامی پردہ کی حقیقت و حکمت نہایت وضاحت سے بیان فرمائی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' میں حضرت مرزا صاحب کا حوالہ دیئے بغیر کئی صفحات نقل کیے ہیں۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنی کتاب ''آریہ دھرم'' کے صفحہ ۳۲۔۳۳ (طبع اوّل ۱۸۹۵ء) پر اسلامی نکاح کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ اس تحریر کے تین اقتباس مصنف ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' نے نقل کیے ہیں۔ پہلا اقتباس صفحہ نمبر ۱۲۶ پر اور دوسرا صفحہ ۱۲۷ پر اور تیسرا اقتباس ۱۵۷۔۱۵۸ پر موجود ہے۔

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ''برکات الدعا'' کے صفحہ ۷، ۸ پر فرماتے ہیں۔

اوّل ''اگرچہ دُنیا کی کوئی خیر و شر مقدر سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اس کے حصول کے لیے ایسے اسباب مقرر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کلام نہیں مثلاً اگرچہ مقدّر پر لحاظ کر کے دوا کا کرنا نہ کرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دُعا یا ترک دُعا۔ مگر کیا سیّد صاحب (سر سیّد احمد خان بانی علی گڑھ کالج) یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دُعاؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا۔ پھر اگر سیّد صاحب باوجود ایمان بالتقدیر کے اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دوائیں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خُدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں؟ کیا سیّد صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خُدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تربد اور سقمونیا اور سناء اور حب الملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھ دے کہ ان کی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً سم الفار اور بیش اور دوسری ہلاہل زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ ان کا کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہاں سے رخصت کر دے۔ لیکن اپنے برگزیدوں کی توجہ اور عقد ہمت اور تضرع کی بھری ہوئی دعاؤں کو فقط مُردہ کی طرح رہنے دے جن میں ایک ذرہ بھی اثر ہو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ نظام الٰہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خُدا تعالیٰ نے دُعاؤں میں اپنے بندوں کی بھلائی کے لیے کیا تھا وہ دُعاؤں

میں مرئی نہ ہو؟ نہیں نہیں! ہرگز نہیں!! بلکہ خود سیّد صاحب دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بے خبر ہیں اور ان کی اعلیٰ تاثیروں پر ذاتی تجربہ نہیں رکھتے اور ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پرانی اور سال خوردہ اور مسلوب القویٰ دوا کو استعمال کرے اور پھر اس کو بے اثر پا کر اس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس میں کچھ بھی تاثیر نہیں۔''

دوم ''میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے یا ان کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی ان کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اختیار کر کے دکھلایا بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو، اسباب تقدیر علاج پورے طور پر میسر آ جاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ ان سے نفع اُٹھانے کے لیے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنی دُعا کے لیے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اسی جگہ جمع ہوتے ہیں۔ جہاں ارادہ الٰہی اس کے قبول کرنے کا ہے۔''

تھانوی صاحب نے مندرجہ بالا دونوں اقتسابات ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' میں صفحہ ۸۴، ۸۵ پر ''حقیقت دُعا و قضاء'' کے عنوان سے نقل کیے ہیں۔ (جہاں جہاں سرسیّد احمد صاحب کا نام تھا اس کو دوسرے الفاظ میں بدل ڈالا ہے)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ''الحکم'' ۲۳ جنوری ۱۸۹۹ء جلد نمبر ۳ صفحہ ۲ پر ایک مضمون شائع ہوا تھا جسے تھانوی صاحب نے ''قبور سے تعلق ارواح'' کے عنوان سے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۵ پر نقل کیا ہے۔

حضرت مولوی دوست محمد صاحب شاہد صاحب فرماتے ہیں آج سے تیرہ سال قبل اخبار الفضل ربوہ مورخہ ۵، ۷ مئی ۱۹۸۳ء کے ذریعہ (اشرف علی تھانوی کے ادبی سرقہ کے متعلق) یہ حیرت انگیز انکشاف کیا۔ جس پر پاکستان کے ایک نامور اور صاحب طرز ادیب جناب جمیل احمد عدیل نے اپنے مراسلہ ۲۳ جولائی ۱۹۸۳ء میں اس رائے کا اظہار کیا کہ ''۵ اور سات مئی کے الفضل میں آپ کی

تحقیق بے نظیر دیکھنے کا موقع ملا جو یقیناً چونکا دینے والی بات تھی اور ایک بہت فاضل آدمی کی علمیت کا پول کھولنے کے لیے کافی تھی۔۔۔ آپ کی مایہ ناز تحریر سے۔۔ دیوبندی مکتبہ فکر میں زلزلہ آ گیا ہے۔''

پھر ممتاز بریلوی عالم دین جناب محمد افضل شاہد صاحب نے ایک تنقیدی مقالہ ''تھانوی قادیانی کی دہلیز پر'' کے زیرعنوان سپرد قلم کیا جو ماہنامہ ''القول السدید'' لاہور کی متعدد اقساط میں شائع ہوا۔ فاضل مقالہ نگار نے حضرت مسیح موعود کی عبارات اور تھانوی صاحب کی تحریرات کا نہایت شرح و بسط سے تقابلی جائزہ لیا ہے۔ ذیل میں بطور نمونہ اس کا صرف وہ حصہ ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے جس کا تعلق لیکچر ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے ساتھ ہے۔ جناب محمد افضل شاہد صاحب رقمطراز ہیں۔

''اسلام میں تو مجدد اسے کہا جاتا ہے جو تجدید احیائے دین کا کام کرے اور دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ممکنہ حد تک وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے چونکہ امام اہل سنّت میں یہ شرائط بطریق احسن موجود ہیں اس لیے مجدد مان لیے گئے۔ لیکن شاید گستاخان رسول کے نزدیک مجدد اس کو کہتے ہیں جو اہانت رسول کی چلائی جانے والی تحریک کی تجدید کرے اور چوری جیسے بدترین فعل میں مہارت رکھتا ہو۔ تو یہ کام تو تھانوی صاحب نے ''حفظ الایمان'' لکھ کر اور قادیانی کی کتب سے صفحے کے صفحے نقل کر کے انتہائی خوبی سے سرانجام دیا ہے۔ اس لیئے ان کا دعویٰ بجا ہے۔ باقی رہا ہزار سے زیادہ تصانیف والا مسئلہ تو جھوٹ ان کی گھٹی میں پڑا ہے اور یہ لوگ اس مقولے پر سختی سے کاربند ہیں کہ ''جھوٹ اتنی کثرت سے بولو کہ سچ کا گمان ہونے لگے'' اول تو یہ متضاد دعوے کر رہے ہیں۔ ابتداء تو ہزار کتب کا دعویٰ تھا اور اب ''اکابر علمائے دیوبند'' میں ڈیڑھ ہزار سے زائد کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ چند دوست ہر روز اکٹھے بیٹھ کر زبانی زبانی حلوہ پکاتے۔ کوئی کہتا پاؤ پاؤ جنس ہو کوئی کہتا آدھا آدھا کلو۔ آخر ایک خاموش دوست نے ایک دن تنگ آ کر کہا نہیں من من جنس ہونی چاہیے۔ جب زبانی کلامی ہی پکانا ہے تو تھوڑا کیوں پکاتے ہو۔ تھانوی کے چیلوں نے بھی سوچا کہ زبانی کلامی ہی دعویٰ کرنا ہے تو بلند و بانگ دعویٰ کیوں نہ کیا جائے۔ بہرحال اگرچہ تھانویت اور نجدیت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر یہاں صرف تھانوی صاحب کی ان عبارتوں کو سامنے لانا مقصود ہے جنہیں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب سے چوری کر کے اپنی کتاب میں نقل کیا۔

۱۸۹۶ء میں ایک ہندو سوامی شوگنا چندر نے ''جلسہ اعظم مذاہب'' کے نام سے لاہور ٹاؤن حال میں کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں تمام مذاہب کے رہنماؤں کو دعوت دی گئی۔ ہر ایک کو پانچ پانچ سوالات جن کا جواب انہیں اپنے مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں دینے کو کہا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان سوالات کے جواب پر مشتمل ایک مضمون لکھا جس کو مرزا صاحب کے ایک معتقد مولوی عبدالکریم نے جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔ جس کو بعد میں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے کتابی شکل میں ربوہ سے شائع کیا جو کہ اس وقت میرے سامنے ہے اس کے شروع میں ''سچائی کے طالبوں کے لیے ایک عظیم الشان خوشی'' کے عنوان سے دو دعوے کیے گئے مرزا صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ''یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خُدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔۔۔ جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سنے گا، میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہو گا اور ایک نیا نُور اس میں چمک اُٹھے گا اور خُدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آ جائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف وگزاف کے داغ سے منزہ ہے۔۔۔ مجھے خُدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نُور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔۔۔ خُدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں ایک نُور ساطع نکلا جو ارد گرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا اللہ اکبر خربت خیبر اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دِل مُراد ہے جو جائے نزول وحلول انوار ہے اور وہ نُور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مُراد تمام خراب مذہب ہیں۔۔۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا **ان اللہ معک ان اللہ یقوم اینما قمت۔** یعنی خُدا تیرے ساتھ ہے اور خُدا وہیں کھڑا ہوتا ہے

جہاں تُو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لیے ایک استعارہ ہے۔''

''اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قادیانی کو اس مضمون پر کس قدر فخر اور اعتماد ہے یقیناً قادیانی اُمّت کے بھی یہی تاثرات ہوں گے۔ اس مضمون کے قریباً بیس سال بعد ۱۳۳۵ھ میں تھانوی صاحب نے ''المصالح للاحکام النقلیہ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔۔۔ اس کتاب کو پہلی بار ۱۳۶۸ھ میں ادارہ اشرف العلوم دیو بند سے شائع کیا گیا بعد میں اس کو ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' کے نام سے محمد رضی عثمانی نے اپنے دیباچہ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔ میرے پیش نظر اس وقت یہی ایڈیشن ہے۔ تھانوی صاحب نے قادیانی کی مذکورہ بالا کتاب سے پیراگراف اور صفحے در صفحے اپنی کتاب میں نقل کر ڈالے لیکن کتاب اور مُصنّف کا حوالہ تک نہ دیا۔ شاید تھانوی صاحب کو یہ خطرہ تھا کہ اگر حوالہ دیا تو کہیں پیرو کار اور مُرید نہ بھاگ جائیں۔ حالانکہ پیرو کار لکیر کے فقیر ہیں جنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں تھانوی کی عبارتیں نا صرف قبول کر لیں بلکہ ان کا پوری قوت سے دفاع کرنے کی کوشش ناکام کی اور کر رہے ہیں۔ اس واردات میں بھی تھانوی صاحب کا پورا پورا ساتھ دیتے۔ اگر تھانوی صاحب کے اس طرز عمل پر غور کیا جائے تو تھانوی صاحب قادیانی کے مذکورہ بالا دعووں کے یہ الہامی مضمون ہے اور سب پر غالب آئے گا وغیرہ کی اپنے عمل سے تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ تھانوی صاحب کا اصل مقصد قادیانی کی تعبیر وتشریح کو چوری کرنا تھا۔ الفاظ کی چوری تو اس لیے کی گئی ہے کہ ان سے بہتر الفاظ کا انتخاب ممکن نہ تھا۔۔۔''

اس تمہید کے بعد انہوں نے ''ترجمہ وتفسیر کی چوری'' کے زیر عنوان متعدد واضح مثالیں دینے کے بعد تحریر فرمایا۔ مذکورہ بالا تھانوی اور قادیانی کی ساری عبارتوں کا بار بار تقابلی مطالعہ کیجیے اور تھانوی صاحب کو داد دیجیے۔ تھانوی صاحب کے اس کارنامے کو ذہن میں رکھتے ہوئے ''اکابر علمائے دیو بند'' کے مؤلف حافظ محمد اکبر شاہ بخاری کے یہ الفاظ پڑھیے کہ۔ ''بلاشبہ آپ حکیم الامّت اور مجدد ملت تھے اور پورے عالم اسلام کے عظیم مذہبی وروحانی پیشوا تھے۔'' (اکابر علمائے دیو بند صفحہ ۴۵)

''اندھے کو اندھیرے میں بڑے دور کی سوجھی۔'' اگر غیر مسلموں کو بقول محمد اکبر شاہ صاحب یہ بتایا جائے کہ چودھویں صدی میں مسلمانوں کے سب سے بڑے مذہبی وروحانی پیشوا مولوی اشرف علی

تھانوی تھے اور وہ تھانوی کی اس بددیانتی سے واقف ہوں تو ان کے ذہن میں اسلام کا کیا نقشہ آئے گا؟

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا　　کارواں کے دِل سے احساس زیاں جاتا رہا

۔۔۔عبارتوں کی چوری میں ملوث فنکار کو مسند مجددیت پر بٹھانا ایسے ہی ہے جیسے بلی کو دودھ کی رکھوالی کے لیے بٹھا دیا جائے۔ جس طرح بلی سے دودھ محفوظ نہیں رہ سکتا اسی طرح ایسے مجدد سے ایمان کو بچانا بھی مشکل ہے۔

مجھے دیوبندی مکتب فکر کی تنظیم ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے طرز عمل پر بھی حیرت ہے کہ ایک طرف تو وہ قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور۔۔قادیانیوں کا ایک ہی علاج ''الجہاد الجہاد'' کے اسٹکر چھاپ کر جگہ جگہ چسپاں کر رہے ہیں جس سے ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن دوسری طرف تھانوی صاحب کی کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' دیوبندی ہی شائع کر کے عوام تک پہنچا رہے ہیں جس میں مرزا غلام احمد کی کتاب سے عبارتیں چوری کر کے نقل کی گئی ہیں۔ دیوبندی تنظیم خاموش ہے۔ کہیں ''چور مچائے شور'' والا تو معاملہ نہیں ہے۔ بظاہر ''الجہا اور اندر سے اتحاد اتحاد'' تو نہیں ہے۔ بصورت دیگر تھانوی کی کتاب سے قادیانی کی عبارتوں کو کیوں نہیں نکالتے یا اس کا بائیکاٹ کیوں نہیں کرتے۔ اس وقت میری نگاہوں کے سامنے بار بار ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا وہ اسٹیکر بھی آ رہا ہے جو جگہ جگہ چسپاں کیا گیا ہے۔ اس پر یہ الفاظ درج ہیں۔ ''اے مسلمان جب تو کسی مرزائی سے ملتا ہے تو گنبد خضرا میں دِلِ مصطفیٰ ﷺ دُکھتا ہے''۔ میں یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ جب تمہارا حکیم و مجدد تھانوی قادیانی کی کتاب کے صفحے در صفحے چوری کر رہا ہو گا تو اس وقت پیارے مصطفیٰ ﷺ کے دِل پر کیا گزر رہی ہو گی۔ کیا وہ خوش ہو رہے ہوں گے؟ اگر نہیں تو اس پر تمہاری زبانیں کیوں گنگ ہیں؟ لیکن یہ توقع دیوبندی مکتب فکر سے کرنا بہر حال فضول ہے اس لیے کہ یہ لوگ اسلام کو شخصیات کے پیمانے کے ساتھ ماپتے ہیں۔ جو بات اس پیمانہ پر پوری اُترے اس کو حق جانتے ہیں اور جو بات اس پیمانے سے ہٹ کر ہو اس کو مسترد کر دیتے ہیں وہ بات چاہے کتنے ہی دلائل و براہین سے کیوں نہ ہو۔ پھر اپنے نام نہاد اکابرین کو ناپنے کے لیے ان کے پیمانے بہت بڑے ہیں اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کے غلاموں کی عظمت کو ماپنے کے لیے چھوٹے پیمانے استعمال کرتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں اور جنوں کا نام خرد رکھ دیا　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے!

اگر تھانوی صاحب کے عقیدت مندوں نے ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر بنظر انصاف اس تحریر کا مطالعہ کیا تو وہ بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ۔ ع　''رہبر جنہیں سمجھتے تھے رہزن نکلے''

لیکن انہوں نے تو بہر حال ہٹ دھرمی سے کام لینا ہے اور یقیناً باطل تاویلات کے بل بوتے پر قسم قسم کی بولیاں بولیں گے کیونکہ ان کا وطیرہ یہ ہے کہ　''خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں''

چونکہ میں ان کے اس طرز عمل سے بخوبی آگاہ ہوں اس لیے میں نے اتمام حجت کے لیے علماء دیوبند سے فتوے حاصل کیے ہیں تاکہ تھانوی صاحب کے حواریوں کے لیے فرار ہونے کے لیے تمام راستے مسدود ہو جائیں۔

میں نے سوال یہ کیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا مضمون اپنے نام سے شائع کرا دے یا کسی دوسرے شخص کے مضمون سے جملے اور پیراگراف اپنے مضمون میں بلا حوالہ نقل کرے تو شرعی لحاظ سے یہ عمل کیا ہے اور ایسے شخص کو کیا سزا دی جا سکتی ہے۔ دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے مفتی قاضی حبیب الرحمان لکھتے ہیں۔ ''جھوٹ کئی قسم کا ہوتا ہے۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ مضمون کسی کا ہو اور اپنے نام سے شائع کرے۔ اس کے لیے یہ سزا ہی کافی ہے کہ **لعنت اللّٰہ علی الکٰذبین** باقی ایک جملے یا پیراگراف کا لے لینا اس زمرے میں نہیں آتا۔ مضامین میں عموماً ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔'' جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی صاحب لکھتے ہیں۔ ''دھوکہ دہی کا گناہ ہو گا اور سزا دینا تو حکومت کا کام نہ کہ عوام کا۔''

(ماہنامہ القول السدید لاہور مئی ۱۹۹۳ء صفحہ ۸۸ تا ۱۰۸)



''مولانا'' حافظ عطا اللہ صاحب بریلوی خادم قرآن تعلیم یافتہ دارالعلوم دیوبند و سہارنپور اپنے رسالہ ''اعجاز القرآن'' کے سرورق پر نہایت جلی قلم سے یہ الفاظ درج کیے ہیں۔ ''اس رسالہ میں بحمدہ تعالیٰ دہریت، آریت، عیسائیت، بہایت اور قادیانیت کے خیالی قلعوں کو اعجاز قرآن کی تین اقسام سے بمباری کر کے بکلی مسمار کر دیا گیا ہے''۔ مولانا نے قادیانیت کے خیالی قلعے کو مسمار کرنے کے لیے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک نظم جو براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۱۸۲ پر ۱۸۸۲ء میں شائع ہو چکی تھی

اپنے رسالہ اعجاز القرآن میں ''در مدح قرآن'' کے عنوان سے شائع فرمادی۔ مولانا نے مرزا صاحب کی نظم کے ترتیب وار گیارہ شعر نقل کیے ہیں شعر نمبر ۲، ۴، ۷، ۹ کے ابتدائی مصروں میں تصرفات سے کام لیا ہے۔ جو شعر ہو بہو نقل کیے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں ۔۔۔ نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے
خُدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو ۔۔۔ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی ۔۔۔ سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شان کبریائی کا ۔۔۔ زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے
اگر اقرار ہے تم کو خُدا کی ذات واحد کا ۔۔۔ تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے ۔۔۔ خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

(اعجاز قرآن صفحہ ۱۰۴ سن اشاعت ۱۹۳۷ء ناشر ہندوستانی کتب خانہ اردو بازار جامع مسجد دہلی)



ممتاز عالم اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرت سری (جون ۱۸۶۸ء تا ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء) آپ کے غالی عقیدت مند آپ کو ''فاتح اسلام'' مرنے سے پہلے کہتے تھے مرنے کے بعد آپ ''حجتہ الاسلام'' اور ''مسیحا'' قرار دیے جاتے ہیں۔ (سیرت ثنائی صفحہ ۴۱۴ از مولانا عبدالمجید خادم)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری نے ۴ جنوری ۱۹۲۴ء کو لاہور کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا: چونکہ میں قرآن مجید کو اپنا بلکہ جملہ انسانوں کا کامل ہدایت نامہ جانتا ہوں اس لیے اپنا اعتقاد دو شعروں میں ظاہر کر کے بعد سلام رخصت ہوتا ہوں۔

جمال وحسن قرآں نُور جان ہر مسلماں ہے ۔۔۔ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ۔۔۔ بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

(حضرت مرزا صاحب کی یہ نظم براہین احمدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۱۸۲ پر ہے۔ یہ کتاب ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی تھی) (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۸۶۔ ناشر ادارہ ترجمان السنہ ۷۔ ایبک روڈ لاہور)



اخبار ''تنظیم اہل حدیث'' لاہور مورخہ ۳۰ جون ۱۹۶۱ء کے صفحہ اوّل پر جلی اور نمایاں حروف

سے مولانا ندیم صاحب کی یہ نظم اشاعت پذیر ہوئی۔ اخبار تنظیم اہلحدیث کے نگران ان دنوں حافظ محمد عبداللہ روپڑی تھے اور مدیر حافظ عبدالرحمان امرت سری۔ مولانا ندیم کی یہ نظم بہت پسند کی گئی۔ یاد رہے یہ نظم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ہے۔

ایک نہ اک دن پیش ہوگا تُو 'قضا' کے سامنے ۔۔۔ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ 'فنا' کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن ۔۔۔ ہر کوئی مجبور ہے حکم خُدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا ۔۔۔ رنج و غم 'سوز الم' فکر و بلا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ۔۔۔ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی ۔۔۔ سر جھکا لے مالک ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار ۔۔۔ اک نہ اک دن پیش ہوگا تُو خُدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے ''ندیم'' ۔۔۔ قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

(اخبار ''تنظیم اہلحدیث'' لاہور ۳۰ جون ۱۹۶۱ء)

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی اصل نظم ملاحظہ کیجئے اور شاعر اہلحدیث مولانا ندیم صاحب کے اس علمی و ادبی ''کارنامہ'' کی داد دیجئے اور سر دھنئے۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تُو فنا کا سامنے ۔۔۔ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن ۔۔۔ ہر کوئی مجبور ہے حکم خُدا کے سامنے
مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا ۔۔۔ رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے
بارگاہ ایزدی سے تُو نہ یوں مایوس ہو ۔۔۔ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ۔۔۔ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے
چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی ۔۔۔ سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے
چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار ۔۔۔ ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا ۔۔۔ قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے

(الفضل ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۱)



خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی (۱۹۲۹ء تا اپریل ۱۹۸۴ء) نقشبندیہ کے ممتاز عالم دین اور سیاسی راہنما، جامع مسجد ساہیوال پھر مرکزی میمن مسجد کراچی میں فرائض خطابت بجا لاتے رہے۔ مرکز جماعت اہل سنّت اور دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کے بانی اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ کی مشہور کتاب ''الذکر الجمیل'' کی نسبت ماہنامہ ''ترجمان اہل سنّت'' مئی جون ۱۹۷۴ء کے آخری صفحہ پر لکھا ہے کہ یہ کتاب خصوصاً پڑھے لکھے لوگوں، واعظوں اور عاشقان رسول اکرم ﷺ کے لیے سرمایہ اور سکون قلب ہے۔ علامہ اوکاڑوی نے اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۴ پر عشق رسول سے ڈوبے ہوئے ایک شعر کو جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۸ میں شائع شدہ ہے۔ ڈاکٹر اقبال کی طرف منسوب کر کے لکھ دیا ہے حالانکہ اقبال ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے اور براہین احمدیہ ۱۸۸۴ء میں منظر عام پر آئی۔ بہر حال اصل شعر یہ ہے۔

مصطفیٰ آئینہ روئے خوداست — منعکس در وے ہمہ خوئے خداست



علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب ایم۔اے آنرز الازہر سجادہ نشین بھیرہ (یکم جولائی ۱۹۱۸ء تا ۷ اپریل ۱۹۹۸ء) پیر طریقت اور رہبر شریعت کہلاتے تھے۔ آپ کی تصنیف ''تفسیر ضیا القرآن'' سنّی حلقوں میں بہت مقبول ہے ۱۹۷۱ء میں ''ضیائے حرم'' جاری کیا۔ ۱۹۸۰ء میں وفاقی شرعی عدالت کے جج کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ بعدازاں سپریم کورٹ اپیلنٹ شریعت بینچ کے جج بنے اور مارچ ۱۹۹۸ء میں سبکدوش ہوئے۔ آپ کچھ عرصہ جمعیۃ العلمائے پاکستان کے سینئر نائب صدر رہے۔ انہیں حکومت مصر نے اپنے قومی اعزاز ''نواط الامتیاز'' اور حکومت پاکستان نے ''ستارہ امتیاز'' سے نوازا۔ آپ کے رسم چہلم پر ''مولانا'' طاہر القادری صاحب نے کہا۔ ''پیر محمد کرم شاہ عصر حاضر کے مجدد اور مجتہد تھے۔''

(اخبار آزاد لاہور ۱۹ مئی ۱۹۹۸ء۔ نوائے وقت ۱۸ مئی ۱۹۹۸ء)

پیر کرم شاہ صاحب نے رسالہ ''ضیائے حرم'' اپریل ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۲۷ پر ''ہدیہ نعت کے زیر عنوان درج ذیل فارسی نظم سپرد اشاعت فرمائی۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است — خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش — در ہر مکاں ندائے جمال محمدؐ است
ایں چشمہ رواں کہ بخلق خُدا دہم — یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدؐی است — ویں آب من ز آب زلال محمدؐ است

ترجمہ: ''میری جان اور دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔ میں نے دِل کی آنکھوں سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا ہر جگہ محمد ﷺ کے جمال کا شہرہ ہے۔ معارف کا یہ دریائے رواں جو میں مخلوق خُدا کو دے رہا ہوں یہ محمد ﷺ کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔ یہ میری آگ عشق محمد ﷺ کی آگ کا ایک حصہ ہے اور میرا یہ پانی محمد ﷺ کے مصفا پانی میں سے لیا گیا ہے۔'' یہ موجب مسرت ہے کہ رسالہ ضیائے حرم نے یہ نعتیہ کلام نہایت جلی اور نفیس قلم سے شائع کیا مگر یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ بارگاہ نبوی میں عقیدت کا یہ حسین وجمیل گلدستہ پیش کرنے کی سعادت کسے نصیب ہوئی ہے۔

یہ نظم پہلی بار ایک سو تیرہ برس پیشتر ضمیمہ اخبار ''ریاض ہند'' امرت سر مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء کے صفحہ ۱۴۵ میں چھپی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے قلم مبارک سے نکلی۔ ''ریاض ہند'' کے اس یادگار پرچہ کی نقل کے مطابق اصل آپؑ کی تالیف ''آئینہ کمالات اسلام'' (مطبوعہ ۱۸۹۳ء) میں بھی شائع شدہ ہے۔ علاوہ ازیں ''تاریخ احمدیت'' جلد نہم صفحہ ۴۸۰ پر اس کا فوٹو بھی چھپ چکا ہے۔ جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔



تاج دین صاحب انصاری مدیر ترجمان احرار اسلام (۱۸۹۱ء تا ۱۹۵۵ء) نے جلسہ میلاد النبی کے تعلق میں اپنے اخبار ''آزاد'' (۲۹ دسمبر ۱۹۵۰ء صفحہ ۲) میں حضور سرور کونین رحمتہ العالمین کی تشریف آوری کے نہایت درجہ جلی عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس کے راقم ایک صاحب نُور الدین آف ایبٹ آباد تھے۔ اس مضمون کی تمہید میں مقالہ نگار نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا نام لیے بغیر آپؑ کا ایک فارسی شعر نقل کیا۔ لکھتے ہیں۔

''آج میلاد النبی کا دن ہے کہ حضور ﷺ کا ظہور آج کے دن ہوا۔ آج حضور ﷺ پر درود و

سلام بھیجا جاتا ہے۔حضورﷺ کی تعریف تو انسان کی طاقت سے باہر ہے۔حضرت آدمؑ سے لے کر قیام قیامت تک کسی نبی کسی مُرسل اور کسی بشر کی طاقت نہیں کہ آپﷺ کی تعریف کا حق ادا کر سکے۔''مضمون کے آخر میں فرماتے ہیں۔

علاوہ ازیں علمائے کرام نے حضورﷺ کی جو تعریف کی ہے وہ آپ کے اسوہ حسنہ اور علم الحدیث سے ماخوذ ہے۔ورنہ حضورﷺ کی تعریف یہی ہے کہ ۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش   محمدؐ ہست برہان محمدؐ

(آئینہ کمالات اسلام از حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ ۱۸۹۳ء)



مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے اپنے انگریزی رسالہ Qadianism کے پہلے ایڈیشن میں دو اشعار جو کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہیں، ڈاکٹر اقبال کی طرف منسوب کر کے شائع کیے ہیں۔اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

ھست او خیر الرسل خیر الانعام   ھر نبوّت را بروشد اختتام

(سراج منیر مطبوعہ مئی ۱۸۹۷ء صفحہ 'ز')

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال   لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ حصہ اول مطبوعہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۰)



''مولانا'' منظور احمد چنیوٹی سند یافتہ دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو یار (۱۹۵۰ء) پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ، ناظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد، صدر مجاہدین احرار پاکستان، سابق رکن صوبائی اسمبلی اور جنہیں سفیر ختم نبوّت اور فاتح ربوہ وغیرہ کہا جاتا ہے نے ایک آٹھ ورقہ پمفلٹ ''دعوت مباہلہ کا آخری چیلنج'' (مطبوعہ ۱۹۶۲ء، ثنائی پریس سرگودھا) شائع کیا۔ یہ پمفلٹ امام جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا تھا۔اس پمفلٹ کے آخر میں یہ شعر تھا جو کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عربی نظم کا مقطع ہے۔

و کان نصیحة للّٰہ فرضی   فقد بلغت فرضی بالوداد

(تحفہ بغداد مطبوعہ جولائی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۱)



مولانا عبدالرؤف رحمانی صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ سراج العلوم السّلفیہ۔ جھنڈے نگر نیپال لکھتے ہیں جس سال میں ۔۔۔آٹھویں جماعت پڑھ کر فارغ ہو رہا تھا تو ختم نبوّت کے فلسفہ پر سالانہ انجمن کے موقع پر ہم کو اور ہمارے کچھ رفقاء کو خطاب کرنے کے لیے کہا گیا۔صدر انجمن مولانا محمد جونا گڑھی مرحوم کے حکم کے مطابق مجھے صرف پانچ منٹ ہی کا موقع ملا۔دارالحدیث رحمانیہ کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔جب میں نے تقریر کرنا شروع کیا تو پانچ منٹ کی تقریر میں تین مرتبہ لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور تقریر کے خاتمہ پر میں نے جب یہ دو شعر پڑھے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے   کوئی دین دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل   تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

تو پورا مجمع مسحور ہو گیا اور مولانا احمد اللہ صاحب بھی بہت متاثر ہوئے اور رو پڑے۔ جب میں سٹیج سے نیچے آیا تو مولانا نے مجھ سے فرمایا بیٹے! تم نے ہم کو رُلا دیا۔۔میری تقریر کو سُنکر علامہ عبیداللہ صاحب رحمانی مبارکپوری شیخ الحدیث نے مجھے خطیب الہند اور خطیب الاسلام کے لقب سے نوازا۔

(ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۸ جولائی ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۷، ۱۸)

مولانا صاحب نے فلسفہ ختم نبوّت کو واضح کرنے کے لیے جو دو اشعار پڑھے اور پورے مجمع بلکہ اپنے قابل احترام اساتذہ سے داد پائی وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی عشقِ خاتَم الانبیاء میں ڈوبی ہوئی ایک مشہور عالم نظم سے ماخوذ تھے جو آپؑ کی بے مثال تصنیف ''آئینہ کمالات اسلام'' کے صفحہ ۲۲۴ میں موجود ہے اور یہ تصنیف ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی۔



محمد اقبال صاحب نے اپنے رسالہ ''ڈیلی کامرس'' (مئی ۱۹۷۶ء صفحہ ۴) میں ایک صاحب طارق پرویز چوہدری کی شادی کے موقع پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک مشہور نظم ''محمود کی آمین'' کے نام سے آپؑ کی نظموں کی کتاب دُرِثمین میں ہے سے مندرجہ ذیل اشعار شائع کیے۔(مرزا صاحب ۲۷

جون ۱۸۸۷ء کواپنے فرزند موعود سیدنا محمود کے قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے پر یہ منظوم آمین کہی تھی)

کران کو نیک قسمت دے ان کو دین ودولت　　　　کران کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رشد اور ہدایت اور عمراورعزت　　　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضوررکھیو　　　　جاں پُرز نور رکھیو دِل پُر سروررکھیو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

☆☆

ابوالکلیم مولانا ولی الدین فاضل ''مبلغ ختم نبوّت'' حیدرآباد دکن بھارت کی ایک تحریر ''ختم نبوّت اورقادیانی وسوسے'' ہفت روزہ ''ختم نبوّت'' کراچی (مورخہ ۲۵ تا ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء) کے صفحہ ۱۶ تا ۱۸ کالم نمبر ۳ پر شامل اشاعت ہوئی ساری تحریر ''رَدِّ قادیانیت'' میں تھی مگر اس کا اختتام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درج ذیل شعر پر ہوا۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال　　　　لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

☆☆

مولانا منشی رحیم بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ انوارالاسلام نے رسالہ کی جلد ۷ نمبر ۱۱ کے صفحات ۱۱ سے ۱۶ میں ایک ''ایک ناصح کے چند کلمات'' کے عنوان سے درج ذیل مضمون سپرد اشاعت فرمایا۔ یہ مضمون حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک تقریر کی ہو بہو نقل ہے جو آپؑ نے ۱۹ اگست ۱۹۰۵ء کو ارشاد فرمائی اور ہفت رزہ الحکم قادیان مورخہ ۷ اگست ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی۔ قارئین کرام اس تقریر کا ابتدائی حصہ پیش خدمت ہے۔ (ایک ناصح کے چند کلمات)

''سب سے بڑی بات تو دین ہے جس کو حاصل کر کے انسان حقیقی اور رُوحانی راحت کو حاصل کرتا ہے۔ دُنیا کی زندگی تو بہر حال گزر جاتی ہے۔　　　　''شب تنور گزشت وشب سمور گزشت''

یعنی راحت اور رنج دونوں گزر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے کہ اس پر چل کر انسان خُدا کو راضی کر لیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت تک راضی نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص اُس تک پہنچ سکتا ہے جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے۔

وہ اسوقت ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدائتوں پر عمل درآمد کرے جو اس کی مرضی اور منشاء کے مواقع ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہیے کہ دین کو دُنیا پر مقدم رکھے اور یہ کچھ مشکل امر نہیں۔ دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دُنیا کی ادنیٰ ترین خواہش ہے۔ اپنا سر کٹا لیتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسے راضی کرنا چاہیے تو کیا مشکل ہے۔ انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے۔ اس کا بڑا باعث خویش و اقارب، دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کر لیتا ہے کہ وہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اس پر کھل سکے۔ ایک قسم کی نامَردی اور کمزوری ہے۔ لیکن یہ شہیدوں اور مَردوں کا کام ہے کہ ان تعلقات کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے اور خُدا تعالیٰ کی طرف قدم اوٹھائے۔'' مکمل تقریر پڑھنے کے لیے مولوی دوست محمد صاحب شاہد کی کتاب ''بیسویں صدی کا علمی شاہکار'' کا مطالعہ کیجیے۔

☆☆

مولانا عبدالحمید خان ایڈیٹر رسالہ ''مولوی'' دہلی نے اپنے رسالہ کے شمارہ جنوری ۱۹۴۶ء میں شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پر معارف مضمون شائع کیا جو براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۸۰ سے معمولی تصرف کے ساتھ لفظاً لفظاً نقل ہوا تھا۔ رسالہ ''مولوی'' میں شائع شدہ مضمون کا پہلا پیراگراف پیش خدمت ہے۔

''اللہ نُور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نُور کی مثال مانند طاق کے ہے کہ اس میں چراغ ہو اور چراغ شیشے کی قندیل میں ہو۔ قندیل ایسی ہو کہ گویا ایک تارا چمکتا ہے۔ روشن کیا جاتا ہے وہ چراغ، درخت مبارک زیتون سے۔ وہ نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف نزدیک ہے۔ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ نہ لگے۔ روشنی کے اوپر روشنی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نُور سے جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

☆☆

میاں شیر محمد صاحب کے مرید خاص عالم لدنی، واقف حقیقت، ماہر طریقت مولانا صوفی محمد

ابراہیم صاحب نے اپنی کتاب ''خزینہ معرفت'' جو شیر محمد صاحب کی سوانح اور ملفوظات پر مشتمل ہے (خزینہ معرفت پہلی بار جولائی ۱۹۳۱ء میں مولوی غلام حسین امام مسجد رانجھے خاں قصور نے شائع کرائی تھی۔ اس کتاب کے اب تک متعدد ایڈیشن چھپ چکے ہیں) میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتب سرمہ چشم آریہ تالیف ۱۸۸۹ء، آئینہ کمالات اسلام تالیف ۱۸۹۳ء اور براہین احمدیہ حصہ پنجم تالیف ۱۹۰۵ء سے بھرپور استفادہ آپؑ کا ذکر کیے بغیر کیا ہے۔ خزینہ معرفت کا حسب ذیل اقتباس سرمہ چشم آریہ کے حاشیہ صفحہ ۱۸۸ تا ۲۰۴ سے معمولی کمی بیشی کے ساتھ لفظاً لفظاً اخذ کیا گیا ہے۔ ابتدائی حصہ ملاحظہ فرمائیں۔ ''عادت اللہ۔ یا تم یونہی سمجھ لو کہ اس قانون قدرت جو اس کی صفت وحدت کے مناسب حال ہے۔ یہی ہے کہ وہ بوجہ واحد ہونے کے اپنے افعال خالقیت میں رعائت وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے۔ اگر ان سب کی طرف نظر غور سے دیکھیں تو اس ساری مخلوقات کو جو اُس دست قدرت سے صادر ہوئی ہے۔ ایک ایسا سلسلہ وحدانی اور باترتیب رشتہ میں منسلک پائیں گے کہ گویا وہ ایک خط ممتد حدود ہے۔'' (خزینہ معرفت صفحہ ۲۶۴ تا ۲۶۷)

''خزینہ معرفت'' کا درج ذیل اقتباس آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷ تا ۳۷ کے ابتدائی حصے سے نقل کیا گیا ہے۔ چند سطریں اقتباس سے پیش خدمت ہیں۔ ''واضح ہو کہ اسلام عربی لفظ ہے جس کے معنی ہماری اردو زبان میں بطور پیشگی ایک چیز کا مول دینا اور کسی کو اپنا کام سونپنا اور طالب صلح ہونا اور کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دینا اور اصلاحی معنی وہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت ذیل میں اشارہ ہے۔ **بَلٰى مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۱۳) یعنی مسلمان وہ ہے۔ جو خُدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دے۔ یعنی اپنے تمام وجود کو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لیے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے وقف کر دے اور نیک کاموں پر خُدا تعالیٰ کے لیے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دے۔'' (خزینہ معرفت صفحہ ۳۱۱ تا ۳۱۳)

درج ذیل اقتباس کے دو شعر براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸ سے اور اس کی نثر ضمیمہ صفحہ ۵۷ سے اخذ کیے گئے ہیں۔

اسلام چیز کیا ہے خُدا کے لیے فنا — ترک رضائے خویش پئے مرضی خُدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات — اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

''اس مرتبہ پر خُدا تعالیٰ اپنی ذاتی محبت کا ایک افروختہ شعلہ جسے دوسرے لفظوں میں رُوح کہتے ہیں مومن کے دِل پر نازل کرتا ہے اور اس سے تمام تاریکیوں اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے اور اس کی رُوح کے پھونکنے کے ساتھ ہی وہ حسن جو ادنیٰ مرتبہ پر تھا، کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ایک رُوحانی آب و تاب پیدا ہو جاتی ہے اور کثیف زندگی کی کبودگی بکلی دور ہو جاتی ہے اور مومن اپنے اندر محسوس کر لیتا ہے کہ ایک نئی رُوح اس کے اندر داخل ہو گئی ہے۔ جو پہلے نہیں تھی۔ اس رُوح کے ملنے سے ایک عجیب سکینت اور اطمینان مومن کو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ ایک فوارہ کی طرح جوش مارتی اور عبودیت کے پودا کی آبپاشی کرتی ہے۔ اور وہ آگ جو پہلے ایک معمولی گرمی کی حد تک تھی۔ اس درجہ تک وہ تمام و کمال افروختہ ہو جاتی ہے۔ اور انسانی وجود کے تمام خس و خاشاک کو جلا کر الوہیت کا قبضہ اس پر کر دیتی ہے اور وہ آگ تمام اعضاء پر احاطہ کر لیتی ہے۔ تب اس لوہے کی مانند جو نہایت درجہ آگ میں تپایا جائے یہاں تک کہ سُرخ ہو جائے اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار و افعال ظاہر کرتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خُدا ہو گیا ہے۔ بلکہ محبت الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو ظاہر وجود کو اپنے رنگ میں لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔'' (خزینہ معرفت صفحہ ۳۱۲، ۳۱۳)

معزز قارئین کو یہ بتانا خالی از دلچسپی نہ ہو گا کہ اگر چہ ''خزینہ معرفت'' کے بعض نسخوں میں قطع و برید ہو چکی ہے مگر متذکرۃ الصدر تینوں اقتباسات جو تصوف کی رُوح رواں اور کتاب کی جان ہیں اب تک من وعن موجود ہیں۔

☆☆

سیّد المتکلمین جناب ابو البیان مولانا ظہور الحسن شاہ صاحب بریلوی بھوانہ ضلع جھنگ کا رسالہ ''حقیقت حدیث قرطاس'' جسے فارورڈ بلاک اثنا عشریہ ہیڈ آفس سیالکوٹ نے شائع کیا ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی انہی کتابوں کے اقتباسات کا لطیف امتزاج ہے جو مصنّف ''خزینہ

معرفت'' نے انتخاب کر کے مجلس تصوف کی رونق دوبالا کرنے کے لیے منتخب کی ہیں۔''حقیقت حدیث قرطاس'' جو''پاکستان کی صادقیہ مشن'' کی اکیسویں پیشکش کا اعزاز رکھتی ہے کے ابتدائی دوصفحات ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں۔

''سارے انبیاء علیہ السلام فنافی اللہ ہوتے ہیں۔ان کے تمام حرکات وسکنات خُدا تعالیٰ کی رضا مندی کا آئینہ اور حقیقت اسلام کا نمونہ ہوتے ہیں۔اور وہ اسی لیے دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں کہ ان کی تعلیم سے حقیقت اسلام دُنیا پراس طرح واضح ہو جائے کہ جس سے ہر شخص اس کا مستحق ہو جائے تا کہ جس سے اس کا وجود و معہ اپنے تمام باطنی و ظاہری قویٰ کے محض خُدا تعالیٰ کے لیے ہی وقف ہو جائے اور جو امانتیں اس کو خُدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں پھر اسی معطی حقیقی کو واپس کر دی جاویں اور نہ صرف اعتقادی طور پر بلکہ عمل کے آئینہ میں بھی اپنے اسلام اور اس کی حقیقت کاملہ کی ساری شکل دکھلائی جاوے۔یعنی مدعی اسلام یہ بات ثابت کر دیوے کہ اس کے ہاتھ، پاؤں، دِل و دماغ، اس کی عقل، اس کا فہم، اس کا غضب، اس کا رحم، اس کا حلم، اس کا علم، اس کی تمام رُوحانی اور جسمانی قوتیں، اس کی عزت، اس کا مال، اس کا آرام، اس کا سرا ور جو کچھ اس کے سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ناخنوں تک باعتبار ظاہر و باطن کے ہے۔یہاں تک کہ اس کے نیات، اس کے دِل کے خطرات، اس کے نفس کے جذبات، سب خُدا تعالیٰ کے ایسے تابع ہو گئے ہیں کہ جیسے ایک شخص کے اعضاء اس شخص کے تابع ہوتے ہیں۔غرض یہ ثابت ہو جاوے کہ قدم صدق اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خُدا تعالیٰ کا ہو گیا ہے کہ تمام اعضاء قویٰ الٰہی خدمت میں ایسے لگ گئے ہیں گو یا وہ جوارح الحق ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹،۶۰)

آخر میں ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۷ سے مستعار لی گئی ہے۔یہ اقتباس گزشتہ صفحات میں پیش کر دیا گیا ہے۔یہ اقتباس اس فقرے سے شروع ہوتا ہے۔''اس مرتبہ پر خُدا تعالیٰ اپنی ذاتی محبت کا ایک افروختہ شعلہ جس کو دوسرے لفظوں میں رُوح کہتے ہیں مومن کے دِل پر نازل کرتا ہے اور اس سے تمام تاریکیوں اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے۔''

☆☆

جناب مولانا بدرالدین صاحب بدر جالندھری سابق عربی ٹیچر کنٹونمنٹ ہائی سکول جالندھری نے تقسیم ملک سے قبل مسلمان بچوں اور نوجوانوں کی اخلاقی و مذہبی تعلیم کے لیے سات کتابوں پر مشتمل ایک نہایت عمدہ، دلنشین اور اثر انگیز نصاب مرتب فرمایا جسے اس دور میں تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔نصاب کے ساتویں حصہ''الانسان'' میں مُصنّف نے یوں تو حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بعض دوسری کتب سے بھی عبارتیں نقل کی ہیں لیکن سب سے زیادہ عبارتیں''اسلامی اصول کی فلاسفی'' سے بغیر حوالہ کے لی گئی ہیں اور انہیں اپنی طرف منسوب کیا گیا ہے۔کتاب''الانسان'' سبق نمبر ۱ تا ۳۰ (یعنی سبق نمبر ۵۔۱۱۔۱۴۔۱۹ اور سبق نمبر ۳۰) تو تقریباً پورے کے پورے''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کی عبارات پر مشتمل ہیں۔تفصیل کے لیے بیسویں صدی کا علمی شاہکار کا مطالعہ فرمائیں۔

مولوی دوست محمد صاحب شاہد فرماتے ہیں۔''جہاں تک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات سے سے افادہ کرنے کا تعلق ہے ہمیں نا صرف اس پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہے کیونکہ اس سے حضور کے علم کلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔اور یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سے قرآن مجید اور اسلام کے جن علوم کا انکشاف فرمایا وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہیں۔''



مولانا سید نذیر الحق صاحب قادری نے اپنی کتاب''کتاب الاسلام'' میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب''اسلامی اصول کی فلاسفی'' قریب قریب سب ہی نقل فرمادی ہے۔اس کے علاوہ'' آئینہ کمالات اسلام''،''چشمہ معرفت'' اور''کشتی نوح'' سے بھی جا بجا مُصنّف''کتاب الاسلام'' نے مضامین لیے ہیں۔مولانا صاحب کتاب الاسلام کے صفحہ ۴۹۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''ان تمام دلائل مذکورہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی اصول کی رُو سے جسم کی رفاقت رُوح کے ساتھ دائمی ہے۔گو موت کے بعد یہ فانی جسم رُوح سے الگ ہو جاتا ہے۔مگر عالم برزخ میں مستعار طور پر ایک رُوح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزا چکھنے کے لیے جسم ملتا ہے۔وہ جسم اس جسم کی قسم سے نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک نُور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو، جسم تیار ہوتا ہے۔گو یا اس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں۔ایسا ہی خُدا کے کلام میں بار بار آیا ہے۔اور بعض جسم

نُورانی اور بعض ظلماتی قرار دیئے ہیں۔ جو اعمال کی روشنی یا اعمال کی ظلمت سے تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ رازایک دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں ہے۔ انسان کامل اپنی زندگی میں ایک نُورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پاسکتا ہے اور عالم مکاشفات میں اس کی بہت مثالیں ہیں۔ جن کو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے بنتا ہے۔ یہی عالم برزخ میں نیک و بد کی جزا کا موجب ہو جاتا ہے۔''

''اصحاب مکاشفہ کو عین بیداری میں مُردوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ اور وہ فاسقوں اور گُمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صفحہ ۸۲)

حسب ذیل مضامین مولف مذکور نے کتب ہائے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے نقل کیے ہیں۔

نام عنوان	صفحہ کتاب الاسلام	نام کتاب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ	صفحہ
اسلام کے اصلاحی معنی	۳۲	آئینہ کمالات اسلام	۵۸
سچا مسلمان کون ہے	۳۳	آئینہ کمالات اسلام	۸۸
وحی کی ضرورت وحکمت	۲۶۸،۲۶۹	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۰۸
علم کے اقسام	۳۷۶	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۱۰
عالم برزخ کی حقیقت	۴۹۱،۴۹۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۸۶
عذاب قبر کا نمونہ	۴۹۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۸۸
اسلامی اخلاق وآداب	۱۰۵۴تا۱۰۵۶	اسلامی اصول کی فلاسفی	۵تا۱۵
حقیقت اخلاق	۱۰۵۴،۱۰۵۶	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۶تا۲۰
ایصال خیر	۱۰۶۶تا۱۰۶۷	اسلامی اصول کی فلاسفی	۴۶تا۴۹
دُنیا میں اعلیٰ درجہ کی رُوحانی حالت	۱۱۰۶	اسلامی اصول کی فلاسفی	۶۳،۶۴،۶۵
فیوض ربانی کے حصول کا طریق	۱۱۰۷،۱۱۰۸	اسلامی اصول کی فلاسفی	۶۵،۶۶،۶۷

قرآنی مفہوم	۱۱۰۹الغایت۱۱۱۲	اسلامی اصول کی فلاسفی	۶۷،۶۸،۹۸
پہلا وسیلہ لغایت ساتواں وسیلہ	۱۱۰۹الغایت۱۱۱۲	اسلامی اصول کی فلاسفی	۹۹تا۱۰۲

☆☆

جی ایم مفتی صاحب مدیر ہفت روزہ ''قائد'' مظفر آباد نے ''عذاب الٰہی'' کے زیر عنوان ۲۳ اگست ۱۹۷۳ء کو ایک اداریہ سپرد قلم فرمایا جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصنیف ''کشتی نوح'' (طبع ۱۹۰۲ء) کی بعض پُر شوکت عبارتوں کا مرقع تھا۔ بزرگ کشمیری صحافی جناب عبدالعزیز صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ انصاف راولپنڈی نے (جنہوں نے مارچ ۱۹۷۶ء میں یہ اہم انکشاف کیا کہ ''قائد'' کے اداریہ میں ''کشتی نوح'' کے الفاظ نقل کیے ہیں) ''انصاف'' صفحہ ۶ کالم ۲ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۶ء میں اداریہ اور کشتی نوح کا عکس شائع کرتے ہوئے لکھا۔

''حوالہ دے کر مرزا صاحب کی عبارت نقل کرنا نہ جُرم ہے اور نہ گناہ لیکن جُرم یہ ہے کہ مفتی نے اسے اپنا اداریہ قرار دیا۔ ایک تو ادبی سرقہ کیا اور دوسرے احمدیت کی تبلیغ کا وہ نرالا طریقہ ایجاد کیا جو کسی احمدی نے بھی آج تک اختیار نہ کیا۔ اس کو چار سو بیس یا Impersonation بھی کہا جاتا ہے۔ اسی قسم کے جُرم کا مرتکب ہونے کے باوجود مفتی دوسروں کو منافق اور قادیانی قرار دے رہا ہے۔''

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد ۔۔۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قارئین کرام! اصل کتاب کے صرف تین متعلقہ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

پہلا اقتباس: ''کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو؟ کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے؟ یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے؟ پھر اگر تمہیں خُدا پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق ووفا کا اس سے تعلق توڑ سکو۔'' (کشتی نوح صفحہ ۶۱)

دوسرا اقتباس: اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لیے دُنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خُدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو؟ اگر تم خُدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور جو دُشمن تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دُشمن سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بے قراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم وغصہ کے ساتھ گذریں گے۔ خُدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ سو خُدا کی طرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اُس کی چھوڑ دو اور اس کے فرائض میں سُستی نہ کرو اور اس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔ (کشتی نوح صفحہ ۶۶)

تیسرا اقتباس: اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا؟ بلکہ سچا فلسفہ رُوح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم رُوح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دِل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ جو خود مُردار خور ہے وہ کہاں سے تمہارے لیے پاک خُدا الائے گا؟ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں راہ دکھلاوے گا؟ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے۔ پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو؟ جن کی رُوحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں؟ مگر پہلے دِلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق وصفا ضروری ہے۔ بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۲)

☆☆

مولانا محمد رحمت اللہ ناظم عمومی جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ صدر ''موتمر عالم اسلامی'' جھنگ وسرپرست ونگران ایڈیٹر ماہنامہ ''الجامعہ'' جھنگ نے جنوری فروری ۱۹۹۰ء کے شمارہ میں فیضان ختم نبوّت

سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا جس میں مقام خاتمیت محمدؐیہ کی وضاحت کے لیے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی متعدد پُرمعارف کتب سے خوشہ چینی کی ہے آپؑ کا ذکر کیے بغیر۔ اس کے علاوہ آپؑ کے دو الہام بھی اپنے رسالہ ''الجامعہ'' کے صفحہ نمبر ۴۶ پر درج کیے ہیں۔ پہلا الہام "**كل بركة من محمد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علم وتعلم**" یعنی ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے پس بڑا مبارک ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے پائی۔ (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۲۳۹ طبع اوّل ۱۸۸۰ء) دوسرا الہام "**صلى الله محمد و آل محمد سيد ولد آدم و خاتَم النبيين**" ترجمہ: اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹے کا اور خاتم الانبیاء ہے۔

(براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ ۵۰۲ طبع اوّل ۱۸۸۳ء)

☆☆

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی کتاب ''سرمہ چشم آریہ'' صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۳ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ ''کئی مقام قرآن شریف میں اشارات وتصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خُدا کا کلام اور ان کا ظہور خُدا کا ظہور اور ان کا آنا خُدا کا آنا ہے۔'' جناب اسرار الرحمان صاحب بخاری اپنی کتاب ''اسلام اور مذاہب عالم'' جسے نیو بک پیلس اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے کے صفحہ ۳۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''رسول اکرم اتم الوہیت ہیں۔ ان کا کلام خُدا کا کلام ان کا ظہور خُدا کا ظہور ہے۔''

☆☆

جناب محمد عبدالمجید صاحب صدیقی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور اپنی کتاب ''زیارت نبی ﷺ بحالت بیداری'' جسے مرحبا پبلی کیشنز امرت دھارا بلڈنگ لاہور نے شائع کیا کے صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں۔ ''خاتم الولیا شیخ الکل محی الدین ابن عربی ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ بروز پیر اندلس (سپین) کے مشہور شہر ''مرسیہ'' میں پیدا ہوئے۔ آپ حاتم طائی کی نسل سے ہیں جو عرب ہی میں نہیں پوری دُنیا میں اپنی سخاوت کے لیے مشہور ہے۔ ۵۹۸ھ م ۱۲۰۳ھ میں اندلس سے ترک وطن کیا۔ شب جمعہ بعمر ۷۸ سال ربیع الآخر ۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء کو دمشق میں وصال فرمایا۔ اپنی مشہور تصنیف ''فتوحات مکیہ'' میں لکھتے ہیں

کہ ایک بار ایام جوانی میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک معمر بزرگ فرشتہ صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیئے اور یہ بات کر کے کہ کتنے روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لیئے رکھنا سُنت خاندان نبوّت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا میں اس سُنّت اہل بیت کو بجالاؤں۔ میں نے اس ہدایت کے مطابق چھ ماہ تک برابر مخفی طور پر روزوں کا اہتمام کیا۔ اس اثناء میں عجیب عجیب مکاشفات مجھ پر کھلے۔ بعض گزشتہ نبیوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ایک مرتبہ عالم بیداری میں حضرت بانی اسلام الوف الصلوٰۃ والسلام کو مع حضرت علی و حضرت حسین و حضرت فاطمہؓ کے دیکھا۔ غرض بزرگوں سے ملاقاتوں کا یہ سلسلہ بہت طویل ہے۔''

زیارت نبی ﷺ کا یہ رُوح پرور واقعہ جو خاتم الاولیاء حضرت ابن عربیؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ دراصل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا ہے۔ چنانچہ آپؑ اپنی لاجواب تصنیف ''کتاب البریہ'' کے حاشیہ صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸ میں لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لیے رکھنا سُنّت خاندان نبوّت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سُنّت اہل بیت رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے۔

اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گزشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس اُمّت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ کو مع حسنین و علی و فاطمہؓ کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے۔''

قارئین کرام! مغالطہ انگیزی کی حد یہ ہے کہ اس عبارت کا یہ ماخذ حضرت ابن عربیؒ کی کتاب ''فتوحات المکیہ'' بتلایا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت ابن عربیؒ کی کسی کتاب میں اس واقعہ کا کوئی نام و نشان تک نہیں مل سکتا۔ کیا یہ بیسویں صدی کا عبرت ناک المیہ نہیں کہ (کچھ تصرف کے ساتھ) الفاظ تو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے نقل کیے جاتے ہیں مگر انہیں نہایت دیدہ دلیری کے ساتھ شیخ الاکبر حضرت

ابن عربیؒ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ صدیقی صاحب کتاب کے آخر میں ادبی سرقہ (Plagirism) کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''صدر پاکستان نے سیرت النبی ﷺ کے کتابی مقابلہ میں گجراتی کی ایک کتاب ''حیات النبی'' کے مولف کو جنوری ۱۹۸۲ء میں نقد انعام اور ایوارڈ دیا ہے حالانکہ اس کے مولف ادبی سرقہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انہوں نے کتاب حیات النبی ﷺ کے لیئے تمام مواد اور دلائل میری کتاب ''سیرۃ النبی بعد از وصال'' سے حاصل کیے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ ان کو ٹی وی کے ذریعے شہرت دے کر قومی ہیرو بنانے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔

گزشتہ ۲۳ برس سے میں سیرت النبیؐ کے اس خاص پہلو پر تحقیقی کام کر رہا ہوں۔ ۲ نومبر ۱۹۷۶ء کو میں نے سیرت النبیؐ کے عالمی مقابلے کے لیے اپنی مذکورہ کتاب کا مسودہ سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی مکّہ مکرمہ کو روانہ کیا تھا۔ میں نے حکومت کو متعدد خطوط لکھے تا کہ اس ''اندھیر'' کی تحقیق کرائی جائے مگر کچھ نہ ہوا۔ اس آزاد اسلامی مملکت میں نامعلوم کب تک یوں انصاف کا خُون ہوتا رہے گا۔ قوم کب تک بندر بانٹ کا شکار رہے گی۔ کب تک حامد کی ٹوپی محمود کے سر کی زینت بنائی جاتی رہے گی اور کب تک اندھا اپنوں کو ریوڑیاں بانٹتا رہے گا۔'' اسے کہتے ہیں چور مچائے شور۔



جولائی ۱۹۸۷ء میں پاکپتن شریف کے مشہور فریدی کتب خانہ نے حضرت گنج شکر کی ایک سوانح عمری ''مقام فرید'' کے نام سے شائع کی جس کے مصنف صاحبزادہ حضرت علامہ محمد اقبال صدیقی کھرل ہیں۔ ''مقام فرید'' کے صفحہ ۸۷، ۹۶ پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مندرجہ ذیل دو اشعار جو براہین احمدیہ حصہ پنجم طبع اوّل ۱۹۰۵ء میں درج ہیں، موجود ہیں۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت　　اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جو خُدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں　　ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

قرآن مجید کی منقبت میں بانی سلسلہ احمدیہ کا مشہور شعر ہے۔

قرآن خُدا نما ہے خُدا کا کلام ہے　　بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

علامہ اقبال صدیقی صاحب نے حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ (وفات ۶۶۴ھ) ۵ محرم کو

ہر سال عرس پاکپتن میں ہوتا ہے) کے فرمودادت میں اس شعر کا مصرعہ ثانی اس شان سے پیوست کیا ہے کہ راہ طریقت کے ہر سالک کی رُوح وجد میں آجاتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

''حضرت باباجی کے فرمودات فضائل کی تلاوت کے سلسلہ میں بے شمار ہیں جن کا حاصل یہی ہے کہ اصل زندگی سارے حواس اور ساری توجہ اور ساری توانائیاں قرآن کی طرف مبذول کرنے میں مضمر ہے اس کے بغیر کسی طرح کی کامرانی فلاح یا قُرب الٰہی کا تصور موہوم محض ہے۔'' بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے''۔ (مقام فرید صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

علامہ محمد اقبال صدیقی مُصنّف ''مقام فرید'' صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱ پر لکھتے ہیں۔ ''دُعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اوراس کے ربّ کے درمیان تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خُدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر اس بندہ کے صدق کے کششوں سے خُدا تعالیٰ اس کے نزدیک ہوجاتا ہے اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص طبعیہ پیدا کرتا ہے۔ سوجس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہوکر خُدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل اُمید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہوکر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فدا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے، پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، تب اس کی رُوح اُس کے آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خُدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے، تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دُعا کا اثر ان تمام مبادی اثرات پر ڈالتا ہے جس سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیے ضروری ہیں مثلاً اگر بارش کے لیے دُعا ہے تو بعد استجابت دُعا کے وہ اسباب طبیعہ جو بارش کے لیے ضروری ہوتے ہیں اس دُعا کے اثر سے پیدا کیے جاتے ہیں اور قحط کے لیے بدُعا کو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کردیتا ہے۔

اسی لیے یہ بات ارباب کشف وکمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہوچکی ہے کہ کامل دُعا میں ایک قوت تکوین پیدا ہوجاتی ہے یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دُعا عالم سفلی اور عالم علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دِلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مئوید مطلوب

ہے۔ خُدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دُعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے یا جو کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے ان کا اصل اور منبع یہی دُعا ہے اور اکثر دُعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں۔''

قارئین یہ اقتباس لفظاً لفظاً حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کی شہرہ آفاق تصنیف ''برکات الدعا'' کے صفحہ ۹، ۱۰ (طبع اوّل مارچ ۱۸۹۳ء سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب ''مقام فرید'' سے ۹۴ سال قبل شائع ہوچکی تھی)

پھر ''مقام فرید'' کے صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲ پر صدیقی کھرل صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت باباجی نے جس انداز میں لمبی لمبی عبادات کے ساتھ دُعائیں کی ہیں اس سے روشنی ملتی ہے کہ محض رسمی طور پر دُعا کر لینا کوئی چیز نہیں جب تک قلب ورُوح پگھل کر دُعا کو ایک خاص چمک نہ دے رہے ہوں۔ اس لیے یہ مت خیال کرو کہ ہم ہر روز دُعا کرتے ہیں اور تمام نماز دُعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں کیونکہ وہ دُعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر اس سے آخر تریاق ہوجاتا ہے۔''

معزز قارئین! مذکورہ عبارت میں جلی الفاظ بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ''لیکچر سیالکوٹ'' (طبع اوّل ۱۹۰۴ء) کے صفحہ ۲۶ سے نقل ہوئے ہیں۔ اسی طرح ''مقام فرید'' کے صفحہ ۱۶۲ پر بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس تقریر کو نقل کیا گیا ہے جو اخبار الحکم ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۵ پر شائع ہوئی تھی۔ دسمبر ۱۹۷۰ء میں ''تفسیر صغیر'' کے صفحہ ۴۷، ۴۸ پر ریکارڈ ہے۔

مولانا دوست محمد صاحب شاؔہد مندرجہ بالا حقائق سے پردہ اٹھانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

'خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ گرانقدر تالیف یقیناً کمال درجہ محنت وکاوش سے مرتب ہوئی ہے جس میں بانی سلسلہ احمدیہ کے شاندار علم کلام کی برتری اور عظمت کا پُراسرار طریق پر اعتراف کیا گیا ہے۔

علاوہ ازیں اس کے مطالعہ سے یہ معرفت بھی ملتی ہے کہ دورِ حاضر میں طریق محمدیؐ کا خضر کون ہے؟ کون عالم لاہوت، ناسوت اور جبروت کی رفعتوں میں محو پرواز ہے اور کس کے زندگی بخش کلمات، ارباب طریقت وحقیقت کے لیے حقیقی طور پر مرکز انوار ہیں؟

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خُدا پاؤ گے　　لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

وحی چور

مرکزِ اشاعت اسلام جامع مسجد ایف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور سے یہ فتویٰ صادر کیا گیا ہے کہ ’’قرآنی الفاظ میں لپٹے ہوئے الہامات بھی تحریف قرآن ہیں‘‘ اور اس کا ’’مرتکب‘‘ وحی چور کہلانے کا مستحق ہے۔ ان کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ ’’کاش قرآن کے تحفظ کا قانون بھی ہوتا جس کے تحت ان وحی چوروں کو دُنیا میں لگام دی جاتی۔‘‘ (قادیانی اُمّت صفحہ ۵۷ طبع دوم جنوری ۱۹۷۴ء)

براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ انسان کی عقل، عقل کامل اُسی وقت ہوتی ہے جب نورِ وحی سے اُس کو تعاون نصیب ہوتا ہے۔ نورِ وحی سے دِل کی بینائی درست ہوتی ہے۔

عقل گو آستاں سے دور نہیں　　اس کی تقدیر میں حضور نہیں
دلِ بینا بھی کر خُدا سے طلب　　آنکھ کا نُور دِل کا نُور نہیں
(براہین قاطعہ)

قارئین کرام! علماء سُوء عصر حاضر میں خُدا اور اُسکی محبت کا صرف زبانی دعویٰ کرتے ہیں، عملی طور پر خُدا کے انسان پر ہونے والے لُطف وکرم سے نا آشنا ہیں۔ اِس لیے اِن ناخلف حضرات نے خُدا تعالیٰ کو نعوذ باللہ اپنے بندوں سے بات کرنے سے عاری سمجھ لیا ہے۔ اور اپنی گستاخیوں میں بڑھتے بڑھتے خُدا کی محبوب ہستیوں کو وحی چور تک کہہ ڈالا ہے۔ اُمّت مسلمہ کے اَن گنت لوگ الہام جیسی نعمت سے آشنا تھے، ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جناب ڈاکٹر اقبالؔ نے سچ کہا تھا کہ

وہ فریب خوردہ شاہین جو پلا ہو کرگسوں (گِدھوں) میں　　اُسے کیا خبر کہ کیا ہے رسمِ شاہ بازی

مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں کہ گویا وحی الٰہی کی دو اقسام مذکور ہوئیں ا۔ وحی الٰہی جو حضور ختمی

مرتبت پر نازل ہوئی ۲۔ وحی الٰہی جو حضورؐ سے پہلے وقتاً فوقتاً دوسرے انبیاء پر نازل ہوتی رہی۔ (کیا حضرت آسیہ اور حضرت مریم بھی نبی تھیں) اب تیسری قسم کی وحی کا تصور بھی باطل ہے۔ نہ کسی پر اب وحی نازل ہوسکتی ہے اور نہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے۔ (سیرت النبی از مولوی طاہر القادری)

مولوی صاحب کے انکشاف پر مندرجہ ذیل جواب کافی ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ الہام مقبول کا وصف ہے اور بغیر الہام استدلال کرنا مردود کا کام ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۳۲ اور فارسی صفحہ ۱۱)

دوسری جگہ مولوی طاہر القادری لکھتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے: **يُنَزِّلُ الْمَلآئِكَةَ بِالْرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنذِرُواْ أَنَّهُ لَا إِلَـهَ إِلَّا أَنَاْ فَاتَّقُونِ**۔ وہی فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے حُکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے کہ (لوگوں کو) ڈر سُناؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری عبادت اختیار کرو۔ (سورۃ النحل آیت ۳ ترجمہ مولوی طاہر القادری منہاج القرآن ستمبر ۲۰۱۰ء)

بِالْرُّوحِ کا ترجمہ مولانا محمود الحسن نے بھید کیا ہے۔ تفسیر شبیر عثمانی اور تفسیر ابن کثیر میں وحی ترجمہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: **رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ** ۔ (سورۃ المومن آیت ۱۶) وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا اُتارتا ہے بھید کی بات (وحی) اپنے حُکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں، تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن (دیوبندی) تفسیر عثمانی میں شبیر عثمانی لکھتے ہیں بھید کی بات سے مُراد وحی ہے۔ اور مولوی احمد رضا خان اس آیت کا ترجمہ کنز الایمان میں یوں کرتے ہیں کہ ’’بُلند درجے دینے والا عرش کا مالک ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حُکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے کہ وہ ملنے کے دِن سے ڈرائے۔ (آپ نے وحی کو ایمان کی جان کہا ہے)

مولانا محمد جونا گڑھی کا ترجمہ قرآن جسے شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس نے شائع کیا ہے میں کچھ یوں اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں: ’’بُلند درجوں والا عرش کا مالک وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے۔ تاکہ وہ ملاقات کے دِن سے ڈرائے۔

تمام مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے کہ اللہ وحی کرتا ہے اپنے بندوں پر جس پر چاہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِن كُلِّ أَمْرٍ ۔ (سورۃ القدر آیت ۴) ترجمہ محمود الحسن اُترتے ہیں فرشتے اور رُوح اس میں اپنے ربّ کے حکم سے ہر کام پر۔۔۔۔اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام) کے لیئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔ مولانا فتح محمد جالندھری۔۔۔یعنی اللہ کے حکم سے رُوح القدس حضرت جبرائیلؑ بے شمار فرشتوں کے ہجوم میں نیچے اُترتے ہیں تا کہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین والوں کو مستفیض کریں۔ (تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی)

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاء حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲) (ترجمہ مولانا محمود الحسن) اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اُس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی کلام لانے والا پھر پہنچا دے اُس کے حکم سے جو وہ چاہے (وحی کرے) تحقیق وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا۔

مندرجہ بالا آیات مقدسہ پر غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے وحی کرتا ہے یعنی اشارہ سے، پردہ کے پیچھے سے یا فرشتے کے ذریعے اپنا پیغام بھیجتا ہے۔

معزز قارئین! حضرت مریمؑ کو جبرئیل نے مسیح کی ولادت کی بشارت دی یہ یقینی وحی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وحی کی اور یہ بھی یقینی وحی تھی۔ معزز قارئین! اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی عورتوں پر جب یقینی وحی نازل فرمائی تو اُمّت محمدیہؐ کے علماء حق یعنی محدثین کو یقینی وحی سے محروم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ علماءِ سُوء یہ تو کہتے ہیں کہ اُمّت محمدیہؐ کے بعض علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ مگر وحی کا انکار کرتے ہیں۔ وہ نعمت جو بنی اسرائیل کی عورتوں کو حاصل تھی وہ اُمّت محمدیہؐ کے علماء کو حاصل نہیں حالانکہ وہ بنی اسرئیل کے نبیوں کی مانند ہیں بعض کے نزدیک انکا مقام زیادہ بلند ہے۔ حدیث ہے "**علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل**" یہ بات یاد رکھنی چاہیے جو امر نبوّت کا حصہ ہو وہ مشکوک اور جھوٹ نہیں ہو سکتا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "**ما کا ن من النبوّة فلا یکذب**" کہ جو امر نبوّت کا حصہ ہو وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔ **وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ**

آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱۲)

اور جب مَیں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لے آؤ تو انہوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، پس گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہو چکے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر وحی ہو سکتی ہے مگر نام نہاد مولویوں کے نزدیک خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے والے (ایمان کی جان) وحی الٰہی سے محروم ہیں۔ نجانے کس مُنہ سے میرے حبیب آقا رسول اللہ ﷺ سے یہ علماءِ سُوء محبت کا دَم بھرتے ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے مقام کو سمجھ ہی نہیں سکے۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۔ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۔ (سورۃ حٰم السجدہ آیت ۳۱،۳۲)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، اُن پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنّت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو۔ ہم اس دنیوی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ اور اس میں تمہارے لیے وہ سب کچھ ہوگا جس کی تمہارے نفس خواہش کرتے ہیں اور اس میں تمہارے لیئے وہ سب کچھ ہوگا جو تم طلب کرتے ہو۔

ان آیات کریمہ میں وحی کے ہمیشہ جاری رہنے کا ذکر ہے جو اُن لوگوں پر اُتاری جائے گی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر استقامت اختیار کریں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہیں گے۔

جناب شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ اپنی کتاب "فصوص الحکم" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس مقام سے نبی لیتے ہیں اُسی مقام سے انسان کامل صاحب الزماں، غوث، قطب لیتے ہیں۔

اربابِ شریعت تو وہ ہیں جو قرآن وحدیث سے حکم دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں مصرح حکم نہیں ملتا تو قیاس کرتے ہیں، اجتہاد کرتے ہیں مگر اِس اجتہاد کی اصل وحی منقول قرآن وحدیث ہوتے ہیں اِس کے برعکس ہم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اِس چیز کو اپنے کشف والہام کے ذریعے خود اللہ تعالیٰ

سے لیتے ہیں۔لہذا خوداس حکم شرعی میں خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں بس ایک طور پر مادہ کشف والہام اور مادہ وحی رسول ایک ہے۔صاحبِ کشف اللہ تعالیٰ سے لینے کے طریقے سے واقف ہونے کی وجہ سے خاتَم النّبیین کے موافق ہیں۔اِن کا اللہ تعالیٰ سے لینا عین عین رسول اللہ ﷺ کا لینا ہے۔یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوگیا اور آپ ﷺ نے منصوص ومعیّن طور پر کسی کو خلیفہ نہ بنایا کیونکہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ اِن کی اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو خلافت کو اللہ تعالیٰ سے لیں گے اور خلیفہ اللہ ہوں گے۔پس خلقِ خُدا میں خلیفہ اللہ وہ ہیں جو معدن خاتَم النّبیین و مادہ انبیاء سابقین سے وہ احکام لیتے ہیں جوانہوں نے خود لیے تھے۔اللہ تعالیٰ ایسے خلیفہ کو وحی احکام شرعیہ اور علوم دیتا ہے جو خاص کر کے انبیاء کو دیے گئے تھے۔ (بحوالہ مذہبی وسیاسی فرقہ بندیاں از محمد اشرف ظفر صفحہ ۱۹۷)

حضرت محی الدّین ابن عربیؒ نہ صرف وحی کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ مجھے معراج ہوا اور اس میں مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی۔"**قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ**۔(سورۃ ال عمران آیت ۸۵)**فاعطا نی فی هذه الایاته کل الایات و قرب علی الامر وجعلها مفتاح کل علم فعلمت انی مجموع من ذکرنی**۔" (الفتوحات المکیۃ جز ۳ صفحہ ۳۵۰) ترجمہ:''تُو کہہ دے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا ابراھیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اور اس پر جو دیا گیا موسیٰ عیسیٰ اور تمام انبیاء کو ان کے ربّ کی طرف سے۔ہم نہیں فرق کرتے کسی کے درمیان اُن میں سے اور ہم اللہ کے لیے کامل فرمانبردار ہیں۔'' فرماتے ہیں کہ پس اس آیت میں اس نے مجھے تمام نشان دیئے اور میرے لیے رُوحانی امر کو قریب کر دیا اور اس نے اس آیت کو میرے لیے ہر علم کی کنجی بنایا پس میں نے جان لیا کہ میں ان تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں"**اوحی اللّٰہ تعالیٰ الی عیسیٰ انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد لقتالھم، فحرز عبادی الی الطور**"اللہ تعالیٰ موعود عیسیٰ

کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے ایسے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں، پس میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف لے جا۔ (مسلم جلد ۲ باب ذکر الدجال صفحہ ۴۰۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرائیل کو بلا کر کہتا ہے اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اُس سے محبت کرو، چنانچہ جبرائیل اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرائیل آسمان والوں سے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے، تم بھی اُس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی مقبولیت زمین میں کر دی جاتی ہے۔'' (صحیح بخاری کتاب التوحید)

امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی کتاب الاعلام میں فرماتے ہیں کہ "**انه (عیسیٰ) بعد نزوله یوحی الیه بجبریل و حیاًحقیقیاً**" یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نزول حضرت جبریل وحی حقیقی لائیں گے۔

حدیث "**لم یبق من النبوة الا المبشرات**" کی تشریح میں جو رویاء صالحہ کے الفاظ دوسری حدیث میں وارد ہیں اس کی تشریح میں حاشیہ ابن ماجہ پر لکھا ہے۔"**المراد انها لم تبق علی العموم الا فا لالهام والکشف للاولیاء موجود**" یعنی مراد یہ ہے علی العموم نبوّت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ورنہ اولیاء کے لیے کشف والہام کا پانا بھی وقوع میں آچکا ہے۔

امام شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ "**قد یکون وحی البشائر بواسطه ملك**"یعنی کبھی بشارتوں والی وحی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

کرامات اولیاء میں لکھا ہے ندائے غیبی آئی کہ''اے رابعہ غمگین نہ ہو کل تجھے وہ مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقرب ملائکہ بھی تجھ پر رشک کریں گے۔''

حضرت ابراھیم ادھمؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن بارش ہو رہی تھی اور میں تنہا طواف میں مشغول تھا اور میں نے حُسنِ اتفاق سمجھ کر کعبہ میں ہاتھ ڈال کر اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے لگا لیکن یہ ندا آئی کہ''پوری مخلوق مجھ سے طالب مغفرت ہوتی ہے اور اگر میں سب کو معاف کر دوں تو میری غفاریت و رحمانیت کی کیا قدر رہ جائے گی'' یہ سُن کر میں نے یہ عرض کیا کہ اے اللہ! میری مغفرت فرما دے۔ندا

آئی کہ ''دوسروں کے متعلق ہم سے سوال کر اپنے متعلق ہم سے کچھ نہ کہہ۔ کیونکہ دوسروں کے لیے تیری سفارش مناسب ہے۔'' (کرامات اولیاء از فریدالدین عطارؒ صفحہ ۲۰ تصحیح مبارک علی قادری ناشر شبیر برادرز لاہور)

یہ حروف غیب کی کنجیاں ہیں ان کے ساتھ وابستہ اثرات کو ہم صرف کشف ہی کے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں اور وہ حروف یہ ہیں الف، الواؤ، الدال، الراء، الزاء۔ (فتوحات مکیہ اردو ترجمہ صفحہ ۴۳۳)

ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری اُمّت میں سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کریں گے اُن میں ایک عُمر بن الخطابؓ ہیں۔ اسی طرح فرمایا: حضرت ابوبکر صدیقؓ میرے رازوں کے امین ہیں۔ (فتوحات مکیہ اردو ترجمہ صفحہ ۱۵۶)

مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں جیسے حضرت نبی کریمؐ علوم وحی سے حاصل کرتے تھے یہ بزرگان ملّت الہام کے ذریعہ وہی علوم اصل یعنی اللہ سے حاصل کرتے ہیں اور عام علماء ان علوم کو شریعتوں سے اخذ کر کے بطریق اجمال پیش کرتے ہیں۔ وہی علوم جس طرح انبیاء کو تفصیلاً اور کشفاً حاصل ہوتے ہیں ان بزرگوں کو بھی اسی طرح حاصل ہوتے ہیں صرف اصالت اور تبعیّت یعنی اصل اور ظلّ کا فرق درمیان ہوتا ہے۔ ایسے بزرگ لوگوں کو لمبے زمانہ کے بعد منتخب کیا جاتا ہے۔ (مکتوبات ربانی از مجدد الف ثانی جلد ا صفحہ ۴۰)

حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بشر کا کلام کرنا کبھی بالمشافہ ہوتا ہے اور یہ کلام انبیاء کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی انبیاء کے بعض کامل متبعین سے بھی بطور اتباع اور وراثت بالمشافہ کلام کرتا ہے اور جب کسی سے بکثرت ایسا کلام ہو تو وہ محدّث کہلاتا ہے۔ (مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر ۵۲ صفحہ ۹۹)

سید اسماعیل صاحب شہید فرماتے ہیں کہ خُدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک الہام بھی ہے، یہی الہام جو انبیاء کو ہوتا ہے اس کو وحی کہتے ہیں اور جو انبیاء کے غیر کو ہوتا ہے تو اس کو تحدیث کہتے ہیں کبھی مطلق الہام کو خواہ انبیاء کو ہو یا اولیاء کو قرآن مجید کی رو سے وحی کہتے ہیں۔ (منصب امامت صفحہ ۳۱)

جناب مولانا رومیؒ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ انسان صرف وحی و الہام کا شرف اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کے علاوہ نبوّت کا مقام بھی حاصل کر سکتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

مکر کن در راہِ نیکو خدمتے   تا نبوّت یابی اندر اُمّتے

نہایت اختصار کے ساتھ چند مقدس ہستیوں کے الہامات پیش خدمت ہیں۔

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے چند الہامات:

۱۔ (اللہ نے) مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! جو کوئی میرے سوا کسی اور سے مشغول ہوا تو وہ قیامت کے روز اہل زنجیر سے ہوگا۔

۲۔ پھر مجھے فرمایا، یا غوث الاعظم! اہل قرب قربت سے اسی طرح پناہ مانگتے ہیں جس طرح اہل بُعد دوری سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر (اللہ نے) مجھے فرمایا، اے غوث الاعظم! انبیاء اور مرسلین کے علاوہ میرے ایسے بندے بھی ہیں کہ ان کے حالات سے کوئی اہل دُنیا یا اہل آخرت یا اہل جنّت یا اہل دوزخ نہ مالک نہ رضوان ہی واقف ہے ان کو نہ ہی جنّت کے لیے اور نہ ہی دوزخ کے لیے نہ ثواب کے لیے نہ عذاب کے لیے نہ حور نہ قصور کے لیے نہ غلمان کے لیے ہی بنایا ہے پس اس کو خوشی ہو جو ان پر یقین لایا اگرچہ ان کو پہچانا نہیں۔

۳۔ پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! اپنے دوستوں اور یاروں سے کہہ دیں کہ فقراء کی دعوت کو غنیمت جانیں کیونکہ وہ میرے پاس رہتے ہیں اور میں اُن کے پاس۔

۴۔ پھر فرمایا (اللہ نے) یا غوث الاعظم! میں تمام چیزوں کی جائے پناہ اور جائے اطمینان اور جائے نظارہ ہوں اور میری طرف پھر آنا ہے۔

۵۔ پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! بہشت اور جو کچھ اس میں ہے اس کو مت دیکھ تُو تو مجھے بلا تعلق دیکھے گا اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے کو مت دیکھ تُو تو مجھے بلا تعلق دیکھے گا۔

۶۔ پھر مجھے فرمایا یا غوث الاعظم! گناہ گاروں سے ایک بھی مجھ سے دور نہیں اور نہ ہی پرہیزگاروں سے ایک بھی میرے قریب ہے۔

۷۔ پھر مجھے فرمایا اے غوث الاعظم! اگر کسی نے میرا قرب حاصل کیا تو وہ گناہگاروں سے ہو گا اس لیے کہ وہ عاجزوں اور شرمساروں سے ہیں۔ (یہ تمام الہامات عربی میں اردو ترجمہ کے ساتھ تذکرہ غوثیہ میں درج ہیں۔ جس کے مصنف سید طاہر علاؤالدین، القادری، گیلانی، البغدادی ہیں صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸)

حضرت مولوی عبداللہ غزنویؒ کے چند الھامات:

نیسرك للیسری آپؒ کو بارہا الہام ہوئی۔ (صفحہ ۵) ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاء ك من العلم مالك من اللّٰہ من ولی و لاواق (صفحہ ۱۵) ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ (صفحہ ۳۷) الم نشرح لك صدرك (صفحہ ۵۳۷) فرماتے ہیں بارہا ایں الہام شد "انت منی و انامنك والحسین محد" تُو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور حسین تیرے ساتھ۔ (صفحہ ۱۰۸) انت منی وانامنك ولا تخف ولا تحزن" اور میں تیرا ہوں پھر تُو نہ ڈر اور نہ غم کھا۔ (صفحہ ۱۶۹) جب امیر افغانستان نے علماء کے کہنے پر حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کو ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ آپ حیران ہوئے اب کس طرف جاؤں آخر آپ ایک غار میں کچھ مدت تک پوشیدہ رہے۔ ان دنوں میں یہ الہام ہوا "فقطع دابر القوم الذین ظلمو والحمد للّٰہ ربّ العالمین" پھر کٹ گئی جڑ ان ظالموں کی اور تعریف ہے واسطے اللہ کے جو ربّ ہے سارے جہانوں کا۔ یہ شعر بھی الہام ہوا ۔

اے مدعی پیچ کہ سر پیچ مشوی   من سبزہ دمیدہ زبستان کیستم

انہیں دنوں میں امیر کی سلطنت الٹ پلٹ ہوگئی اور اس کا اقبال ادبار کے ساتھ بدل گیا۔

(سوانح عمری عبداللہ غزنوی صفحہ ۱۷)

صلو علیه و سلمو تسلیما (صفحہ ۲۹) ولا ترکنو ا الی الذین ظلمو افتمسکم النار۔ (صفحہ ۳۹) و اما من خاف مقام ربهالایة۔ (صفحہ ۴۰) انا جلیسك و انیسك فلا تحزن۔ (صفحہ ۴۰) ۔واعتصمو بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔ (صفحہ ۵۲) وبشّر الصّابرین الذین اذا اصابتھم مصیبة الایه۔ (صفحہ ۵۲) (مزید الہامات آپؒ کی سوانح عمری اور مجموعہ مکتوبات میں دیکھئے) (سوانح عمری عبداللہ غزنوی از مولوی عبدالجبار غزنوی و مولوی غلام رسول و مجموعہ مکتوبات)

حضرت خواجہ میر دردؔ مرحوم نے اپنی کتاب "علم الکتاب" میں اپنے الہامات درج فرمائے ہیں۔ ان میں دو درجن سے زائد الہامات آیات قرآنیہ پر مشتمل ہیں ان میں سے ایک الہام یہ بھی ہے۔

"و انذر عشیر تك الاقربین" (علم الکتاب صفحہ ۶۴)

حضرت خواجہ میر دردؔ مرحوم کی کتاب "علم الکتاب" میں ایک الہام یہ درج ہے۔

"ولا تتبع اھواء ھم و استقم کما امرت" پھر فرماتے ہیں ایک اور الہام ہوا :"افحکم الجاھلیة یبغون فی زمان یحکم اللّٰہ بایاته ما یشاء۔" پھر الہام ہوا:"ان تعذبھم فانھم عبادك و ان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم۔" (علم الکتاب)

شیخ نظام الدین اولیاءؒ کو کئی مرتبہ یہ آیت قرآنی الہام ہوئی "وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا رَحمَةً لّلعٰالَمِینَ" ۔حضرت مخدوم گیسودرازؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت شیخ (نظام الدین اولیاء) فرماتے تھے کہ کبھی کبھی کسی ماہ میرے سرہانے ایک خوب رُو اور خوش جمال لڑکا نمودار ہوکر مجھے اس طرح مخاطب کرتا وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا رَحمَةً لّلعٰالَمِینَ"۔ میں شرمندہ سر جھکا لیتا اور کہتا یہ کیا کہتے ہو؟ یہ خطاب حضرت پیغمبر ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ یہ بندہ نظام کس شمار میں ہے جو اس کو اس طرح مخاطب کیا جائے۔"

(جوامع الکلم ملفوظات گیسودرازؒ صفحہ ۲۲۶ ڈائری بروز شنبہ ۲۶ شعبان ۸۰۲ ہجری)

تشنگاں گر آب جو ایند از جہاں   آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں

مولانا روم فرماتے ہیں کہ جس طرح پیاسے جہاں میں پانی ڈھونڈتے رہتے ہیں اسی طرح پانی بھی اپنے پیاسوں کو ڈھونڈتا ہے۔

براہین قاطعہ میں خواجہ صاحب کا ایک شعر ہے جو وحی مخالفوں کے لیے نصیحت ہے۔

دِل میں لگا کے ان کی لَو کردے جہاں میں نشرضو   شمعیں تو جَل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور فرمایا ۔میں تجھے وہ طریقہ دوں گا جو ان تمام طریقوں میں جو اس وقت رائج ہیں سب سے زیادہ خُدا تعالیٰ تک پہنچانے میں قریب ہوگا اور سب سے زیادہ مضبوط ہوگا۔ (تفہیمات الٰہیہ جلد ۱ صفحہ ۴۵)

آپؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ "و ھویتولی الصالحین" یہ مقربین الٰہی کی علامت ہے اور اُس کے قُرب کی خصوصیتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فرشتے ایسے شخص کو پکارتے ہیں جس طرح کہ مریم کو پکارا تھا۔ (تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ ملائکہ انسانوں کی رُوحوں میں الہاموں کے ذریعہ سے اپنی تاثیر

نازل کرتے ہیں۔اور یقینی کشفوں کے ذریعہ سے ان پر اپنے کمالات ظاہر کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۷۰)

حضرت بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے بذریعہ الہام اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبادت وخدمت تو بہت ہے لیکن اگر تُو ہماری ملاقات کا متمنی ہے تو ہماری بارگاہ میں وہ شے شفاعت کے لیے بھیج جو ہمارے خزانے میں نہ ہو۔آپؒ نے فرمایا کون سی شے ہے؟فرمایا گیا کہ عجز وانکساری اور ذلّت وغم حاصل کر کیونکہ ہمارا خزانہ ان چیزوں سے خالی ہے اور ان کو حاصل کرنے والے میرے قُرب کو حاصل کر لیتے ہیں۔جب میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہے؟فرمایا گیا کہ اپنے نفس کو تین ۳ طلاق دے دے۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۶۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ رات کی عبادت کے وقت یہ آواز سُنتے تھے:''اے ابوحنیفہ!تُو نے میری خدمت کو خالص کیا۔اور میری معرفت کو کمال تک پہنچایا۔اس لیے میں تجھے اور تیری سچی اتباع کرنے والوں کو بخش دوں گا۔'' (رُوح البیان جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

حضرت امام شافعیؒ کو الہام ہوا:"**یا محمدؐ علیك با لفقه و دع الشعر**" یعنی غور وفکر تم پر لازم ہے اور شعر وشاعری کو چھوڑ دو۔ (مشاہیر اسلام جلد ۲ صفحہ ۱۸۲)

حضرت عبداللہ غزنویؒ کو الہام ہوا: "**الیس الله بکافٍ عبده**" یعنی کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں۔ایک اور الہام ہوا:"**انت منی و انامنك فلا تخف ولا تحزن**"
(سوانح عمری مولوی عبداللہ غزنویؒ صفحہ ۴۶)

مولانا روم فرماتے ہیں:

خلق نفس از وسوسہ خالی شود   مہمان وحی اجلالی شود

یعنی اللہ تعالیٰ کامل انسانوں کا نفس وسوسہ سے پاک فرما دیتا ہے اور اُن کے اوپر وحی الٰہی نازل ہوتی رہتی ہے۔ (مثنوی دفتر سوم صفحہ ۱۰)

تفسیر رُوح المعانی میں لکھا ہے کہ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاء حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ**" (سورۃ الشوریٰ آیت ۵۲) (ترجمہ:اور کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام

کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اذن سے جو وہ چاہے اُسے وحی کرے۔یقیناً وہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔)اس (آیت) میں خُدا تعالیٰ نے عام ذکر کیا ہے۔نبی کا ذکر نہیں کیا۔اس لیے نبیوں کے ساتھ وحی مخصوص نہیں بلکہ سابقہ زمانے میں مریمؑ اور ام موسیٰؑ کی مثال موجود ہے کہ وہ نبیّہ نہیں تھیں۔اور اللہ تعالیٰ نے اُن سے کلام کیا۔اور ہماری اُمّت میں محدّثین سے بھی یہی سلوک ہوگا۔اور ان پر وحی نازل ہوگی۔ (تفسیر رُوح المعانی زیرآیت بالا جز ۱۳ صفحہ ۵۵)

حضرت رابعہ بصریؒ سے پوچھا گیا:کیا تم جس کی عبادت کرتی ہو،اسے تم نے سچ مچ دیکھا ہے؟رابعہ بصریؒ کا جواب تھا''میں اس کی عبادت کبھی نہ کرتی۔۔۔جب تک میں اسے دیکھ نہ لیتی۔(اب آج کے مولوی کو نہ خُدا دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی خُدا کی آواز سنائی دیتی ہے۔اس لیے یہ نامعقول مولوی الہام اور دیدار الٰہی کا مُنکر ہوگیا ہے۔ایک دفعہ رابعہ بصریؒ نے ہی فرمایا تھا''دروازہ تو اسی کے لیے کھلے گا جو اس پر دستک دے گا۔'') (اردو دوست ڈاٹ کام)

درج ذیل بزرگوں کے الہام بھی ثابت ہیں:۔

حضرت اویس قرنیؓ،حضرت خواجہ حسن بصریؒ،حضرت مالک بن دینارؒ،حضرت حبیب عجمیؒ،حضرت رابعہ بصریؒ،حضرت ابراہیم بن ادھمؒ،حضرت ذوالنون مصریؒ،حضرت بایزید بسطامیؒ،حضرت حکیم الترمذیؒ،حضرت جنید بغدادیؒ،حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کے الہامات تذکرۃ الاولیاء میں اور حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ کے الہام لطائف المنن الکبریٰ کی جلد ا صفحہ ۶۲ پر درج ہیں۔اور شیخ احمد سرہندیؒ کے الہام مقامات امام ربانی کے صفحہ ۶۵ پر درج ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۱۸،۲۰،۳۰،۳۶،۴۷،۵۳،۸۴،۹۸،۱۱۳،۱۱۴،۱۱۶،۱۱۹،۲۵۲،۲۱۱،۲۸۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عام عالموں نے فقہ کو لب لباب علوم دین کا سمجھا ہے،مگر میرے نزدیک علم اسرار دین ہی سب (علموں) کا سرتاج ہے۔پھر وہ قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ یہی علم اس لائق ہے کہ بعد ادائے فرائض کے آدمی اسی علم میں اپنے تمام اوقات عزیز صرف کرے اور ذخیرۂ آخرت لے جاوے۔مزید فرماتے ہیں کہ یہ وہی علم ہے جس سے انسان کا ایمان تصدیق کے درجہ سے بھی بڑھ کر علم الیقین اور حق الیقین بلکہ عین الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

سر سیّد احمد خان فرماتے ہیں: اگلے لوگوں نے جن میں سب کے سرتاج امام غزالیؒ ہیں اور سب کے آخر شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہیں اُن کی نسبت بھی اِن کٹ مُلاّ ؤں نے اسرار دین بیان کرنے کے سبب سے بہت سے کُفر کے فتوے دیئے ہیں۔ اُن فتووں سے اُن کا تو کچھ نہیں بگڑا، مگر ان کٹ مُلاّ ؤں کی ہنڈیا میں جو تھا وہی ان کے چمچوں میں نکل آیا۔ (مقالات سر سید صفحہ ۳۷، ۳۸، ۳۹)

علامہ ابن کثیر امام مہدی کے علم سے متعلق لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و توفیق سے سرفراز فرما کر پہلے انہیں الہام کریں گے اور اس مقام سے آشنا کریں گے جس سے پہلے وہ ناواقف تھے۔

(النھایۃ فی الفتن، الملاحم جلد ا صفحہ ۳۱، (دجال کون، کب اور کہاں؟ از مفتی ابولبابہ شاہ منصور صفحہ ۲۲)

مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی لکھتے ہیں: جب ان کے (امام مھدی و مسیح موعود) ظہور کا وقت آئے گا، تو ایک ہی شب کے اندر اندر ان کی اندرونی خصوصیات منظر عام پر آجائیں گی۔ گویا یہ بھی ایک کرشمہ قدرت کا ہوگا کہ ان کے ظہور کے وقت سے قبل کوئی شخصیت ان کو پہچان نہ سکے گی اور جب وقت آئے گا، تو قدرت الٰہیہ شب بھر میں وہ تمام صلاحیتیں ان میں پیدا کر دے گی جن کے بعد ان کا مھدی ہونا خود ان پر اور تمام دُنیا پر بھی منکشف ہو جائے گا۔ (انھایۃ فی الفتن والملاحم جلد ا صفحہ ۲۲ بحوالہ دجال کون ہے؟ از مفتی ابولبابہ)

قارئین بانی جماعت احمدیہ جن کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ ؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی اور مسیح موعود کا عظیم مرتبہ عنائت فرمایا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ان سیکثرت کلام فرمایا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود کے تمام خواب، وحی و الہام، کشوف ایک کتاب ''تذکرہ'' میں مذکور ہیں۔ وحی الٰہی کی مخالفت کرنے کی وجہ وہی تکبّر ہے جو انبیاء کے مخالفین کو ہوا کرتا ہے۔ اصل میں علماء سُوء کو وہی تکلیف ہے جو تمام مامورین کے زمانہ کے معاندین اور کفّار کو تھی کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ شخص نبی بن گیا ہم کیوں نہیں، اب اگر یہ کامیاب ہوگیا تو ہماری دُکان بند ہو جائے گی، اس لیے اس کے راستے میں کانٹے بچھانا ضروری ہے۔ اسی طرح عصرِ حاضر میں بھی علماء سُوء کو یہی غم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کامیابی سے ہماری گدّیوں اور قبروں کی مجاوری ختم ہو جائے گی۔ اور ہماری موٹی موٹی گردنوں اور بھاری اجسام کی پرورش کرنے والے ہمارے دامِ فریب سے نکل

جائیں گے۔ ۱۲۵ برسوں میں جہاں جماعت احمدیہ تمام دُنیا میں کروڑوں کی تعداد میں حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے کو بُلند کرنے کے لیے مشغول ہے اور تائید خُداوندی اُن کے چہروں سے چمکتی ہے وہیں علماء سُوء ذلّت و خواری کا دوسرا نام بن چکے ہیں۔ تمام دُنیا تمام فسادات کا ذمہ دار علماء سُوء کو قرار دے رہی ہے اور خُدا تعالیٰ کے غضب کی پھٹکار بھی پڑ رہی ہے۔ خُدا تعالیٰ سب کو صراط مستقیم عطا کرے۔ آمین۔

مُلاّ علی قاریؒ کی کتاب نزھۃ الخاطر الفاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانی میں لکھا ہے:۔

جو شخص عمل کی روشنی میں عمل کرتا ہے اللہ اسے ایسا علم دے گا۔ جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ خُدا کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلقی اختیار کرلو۔ اغیار اور اسباب دُنیوی چھوڑ دو اپنے اللہ کے ساتھ اگر ۴۰ دن خلوص سے رہو تو تمہارے دل سے زبان پر حکمتوں کے چشمے پھوٹنے لگیں گے اللہ کی روشن آگ کو حضرت موسیٰؑ کی وادی ایمن کی آگ کی طرح دیکھنے لگو گے۔ ایسے انسان کا دل نفس و خواہشات کو للکار کر کہے گا۔ کہ میں نے آتش خُداوندی کا نظارہ کیا ہے۔ مجھے طمع و اسباب دُنیا اپنی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ دل کی گہرائیوں سے آواز آئے گی کہ میں تیرا ربّ ہوں میں تیرا معبود ہوں۔ میری عبادت کر اور غیروں سے قطع تعلقی اختیار کر کے مجھے اچھی طرح سے پہچان لو۔ میرے علم و قرب ملک کی طرف متوجہ رہ۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو بقاء پورا ہو جائے گا، اور قلب جاری ہو جائے گا۔ اور خُدا کے الہامات اور انوار آنے شروع ہو جائیں گے یہ الہام اور فرمانا ایسا ہی ہوگا جس طرح یہ ارشاد ہوا تھا کہ جاؤ! فرعون کی طرف اُس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اے دِل نفس و ہوا کے فرعون کو جا کر کہہ دے میری طرف سے ان کی راہنمائی کرو، ان کو کہو کہ اگر وہ میری اطاعت پر آمادہ ہو جائیں تو میں انہیں سیدھا راستہ دکھا دوں گا۔ (یعنی جیسی وحی موسیٰؑ کو ہوئی تھی۔ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام نہاد پرستار آپؒ کی تعلیمات کے خلاف وحی اور الہام کے دعویداروں کو وحی چور کہتے ہیں) (نزھۃ الخاطر الفاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ از مُلاّ علی قاری صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵)

مولوی کے جرائم

جناب وجاہت مسعود صاحب اپنے ایک مضمون تیشۂ نظر میں فرماتے ہیں کہ سچ تو یہ ہے کہ مُلاّ ایسی ذہنیت کا نام ہے جسے بذات خود ایک عمرانی فحاشی سے تعبیر کیا جانا چاہیے۔ کیونکہ مُلاّ کا کسی افادی علم

یا پیداواری عمل سے کوئی تعلق نہیں۔ معقولات کی بجائے منقولات پر انحصار کے باعث مُلّا معاشرے کے ہموار ارتقا میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔ مُلّا کا ذہن جُرم اور گناہ میں تمیز نہیں کرتا۔ یہ امر قطعاً حیران کُن نہیں کہ اپنی سیاسی قیمت بڑھانے کے لیے مُلّا دانستہ فساد کھڑا کرتا ہے۔ (آج کل ادارتی صفحہ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

مندرجہ بالا اقتباس کے مطالعہ سے بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ مولوی فسادی، جاہل اور تنگ نظر ہی نہیں بلکہ فحاشی بھی اس کی خصوصیات میں شامل ہے۔ اگلے صفحات میں مولوی کی خباثتیں انتہائی اختصار سے بیان کی گئی ہیں۔ ورنہ ان علماء سُوء کے کارناموں سے اخبار اور رسائل بھرے پڑے ہیں۔

سیالکوٹ: سٹی پولیس نے محلّہ امام صاحب میں ایک مسجد کے خطیب حافظ محمد بشیر کو ٹیپ ریکارڈر اور گھڑی چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس نے ملزم سے مسروقہ سامان برآمد کر لیا۔ (جنگ لاہور ۲۳ اگست ۱۹۸۴ء)

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج مظفر گڑھ نے بچوں کو قرآن پڑھانے والے ایک امام مسجد حافظ عطا اللہ کو دو سال قید با مشقت اور سرِ عام ۲۵ کوڑوں کی سزا دی ہے۔ حافظ عطا اللہ نے اپنی ایک طالبہ دس سالہ اسماء کو دوا لینے کے بہانے اپنے گھر بھیجا اور پھر اس کے ساتھ ہی خود بھی اپنے گھر آ گیا اور اسماء پر مجرمانہ حملہ کیا۔ (روزنامہ امن کراچی ۹ مارچ ۱۹۸۵ء)

سمندری کے محلّہ اشرف آباد میں ایک مسجد کے مولوی بشیر الرحمان نے قرآن پاک کا درس لینے والی آٹھ سالہ بچّی کو چھت پر لے جا کر اس کی عزت لوٹ لی۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔
(جنگ لاہور ۲۱ جولائی ۱۹۸۵ء)

قصور: یہاں ایک امام مسجد کے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لیے آنے والی لڑکی جمیلہ کو امام مسجد کی بیوی اور اس کے بیٹے اسماعیل نے مبینہ طور پر اغواء کر لیا۔ (جنگ لاہور ۹ مارچ ۱۹۸۵ء)

رستم سیال کی بیٹی شہناز اختر قرآن مجید پڑھنے مسجد جاتی تھی جسے مولوی سیف اللہ نے اپنے پانچ ساتھیوں کی مدد سے اغواء کر لیا۔ (نوائے وقت ۱۰ اپریل ۱۹۸۵ء)

ملتان: ایڈیشنل سیشن جج چوہدری محمد علی نے مسجد میں گناہ کرنے پر مسجد ولی محمد کے نوجوان مؤذن غلام فرید اور اس کے ساتھی عبداللہ کو دس دس سال قید اور تیس تیس کوڑوں اور دو دو ہزار روپے

جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ دونوں افراد ایک عورت پٹھانی کے ساتھ زیادتی کے مرتکب ہوئے تھے۔
(جنگ لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ء)

کراچی: ملیر کی مسجد البدر کے پیش امام عبداللہ خان کی ایک آٹھ سال بچّی کے ساتھ زیادتی کے نتیجہ میں بچّی کی حالت غیر ہو گئی۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔ مذکورہ بچّی امام مسجد کے پاس دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے آیا کرتی تھی۔ (جنگ لاہور ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء)

مظفر گڑھ: ایک شیطان صفت امام مسجد نے ایک کمسن طالبہ کو مسجد کے اندر درندگی کا نشانہ بنا ڈالا جب وہ قرآن کریم پڑھنے کے لیے مسجد میں آئی ہوئی تھی۔ بچّی کے واویلا پر یہ درندہ صفت امام اسے خُون میں لت پت چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ (جنگ لاہور ۱۹ نومبر ۱۹۸۳ء)

گوجرانوالہ: مدرسہ قاسم العلوم سوہدرہ کا قاری محمد یوسف جس کمرے میں درس قرآن دیتا تھا اسی کمرے میں اپنے تین شاگردوں سے منہ کالا کرتا رہا۔ (روزنامہ جنگ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۴ء)

دادو پولیس نے مسجد کے اندر ۱۰ سالہ معصوم بچے کے ساتھ زنا بالجبر کرنے والے مولوی فیاض کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقع شمس آباد محلّہ میں بہرام مسجد کے اندر پیش آیا۔ (روزنامہ مزدور کراچی یکم اگست ۱۹۸۵ء)

کراچی: مولوی نے اہل محلّہ کے خوف سے نوجوان لڑکی کو ڈبل بیڈ کی دراز میں چھپا دیا ملزم مقتولہ کو بُری نیّت سے فلیٹ میں لایا تھا لڑکی دم گھٹنے سے ہلاک ہو گئی۔ پندرہ سالہ ثمینہ ملزم سے قرآن حفظ کر رہی تھی۔ (روزنامہ سیاست لاہور ۱۱ اپریل ۱۹۸۵ء)

لاہور کے نواحی قصبے بھائی پھیرو میں ایک کالعدم فرقہ پرست تنظیم سے وابستگی کی شہرت رکھنے والے (مولوی) رانا انتظار الحق معاویہ کی قیادت میں ایک ہجوم نے ایک سابق بلدیاتی کونسلر خاتون کے گھر پر حملہ کر کے وہاں موجود ۳ خواتین کی بے حُرمتی کی، ان کے کپڑے پھاڑے گئے، ان کے مُنہ پر سیاہی تھونپی گئی، ان کے گلے میں جوتیاں ڈالی گئیں، ان کی پٹائی کی گئی اور اسی حالت میں ویڈیو پر ان کے نام نہاد اعترافی بیانات ریکارڈ کیے گئے۔ مقامی پولیس نے تماشہ ختم ہونے پر خواتین کو لباس دیا اور تھانے لے جا کر قحبہ خانہ چلانے کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا۔ (روزنامہ ’آج کل‘ ادارتی صفحہ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ء)

پولیس نے مدرسہ جامعہ محمدیہ اور مدرسہ قاسمیہ کے علاوہ اٹھارہ مدارس پر چھاپے مارے اور

چھ افراد کو اسلحہ سمیت گرفتار کرلیا۔ (جنگ لندن ۱۸ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

حیدرآباد: فیض گنج خیرپور میں دسویں جماعت کی طالبہ تین اساتذہ نے اغواء کر کے اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا۔ (جنگ لندن ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

ذکریہ مسجد بولٹن برطانیہ میں قرآن پڑھانے والے استاد سہیل موسیٰ قرآن پاک کی آیات یاد کرنے میں ناکام طلبہ پر مسجد میں مکّے مارے، بازو مروڑا اور گردے کے نزدیک پنچ مارا۔ ایک تیرہ سالہ لڑکے کو ایک آیت کی غلط تلاوت پر مارا اور احمق کہا۔ (جنگ لندن ۲ مارچ ۲۰۱۱ء)

کمبٹ: ڈگری کالج کا لیکچرار خاتون عنبریں گلال سے زیادتی کے الزام میں گرفتار۔

(۱۲ ستمبر ۲۰۱۰ء جنگ لندن)

سابق مشیر برائے مذہبی امور اور علماء کونسل کے چیئرمین حافظ طاہر محمود اشرفی نے "محفل" میں جھگڑے پر اپنے مخالف حافظ خالد کو پھنسانے کے لیے قاتلانہ حملے کا الزام لگایا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مقامی صنعت کار چودھری شفیق نے حفاظ کو دعوت دی تھی۔ اور حافظ طاہر محمود اشرفی جھگڑے کے وقت نشے میں تھے۔ (خبریں ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

مرکزی مجلس عمل ختم نبوّت کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کہتے ہیں کہ سعودی عرب کی حکومت نے ۱۹۸۱ میں جامع مسجد پنڈی گھیپ کے لیے ایک لاکھ ۴۷ ہزار ۵ سو ستانوے کا ایک چیک عطیہ کے طور پر بھیجا تھا جسے مسجد کے خطیب نے اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں جمع کرا دیا۔ جس پر خطیب کو فوجی عدالت نے سزا دی۔ (روزنامہ حیدر راولپنڈی ۱۴ دسمبر ۱۹۸۵ء)

قارئین حقیقت یہ ہے کہ علماءِ سُوء عالم اسلام کے ٹکڑوں پر پلنے والی مکّار ترین، مکروہ ترین اور بدترین مخلوق ہے۔ یہ وہ بھیڑیے ہیں جو انسانوں کے بھیس میں انسانیت کے خُون سے اپنے پیٹ بھرتے ہے۔ ظاہر میں یہ مخلوق فاختہ دکھائی دیتی ہے مگر ان کی اصلیت ڈریکولا سے کم نہیں جس کا پیٹ خُون سے بھرتا ہے۔ یہ مخلوق صدیوں سے عالم اسلام کے خُون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ اور عام مسلمان اس کے جبہ و دستار کے فریب میں اس کے خونی جبڑوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

معزز قارئین! یہ وہ چند واقعات تھے جن کا تعلق مسجد سے تعلق رکھنے والے مؤذن،

قاری، حافظ قرآن اور قرآن کی تعلیم دینے والے نام نہاد استادوں سے تھا۔ اب ملاحظہ فرمائیے عام مسلمان کہاں تک گر چکے ہیں۔

انسداد دہشت گردی کی عدالت نے تین سالہ کم سن بچی ثناء کو اغواء کرنے اور جنسی زیادتی کے بعد قتل کر دینے کے جرم میں بشیر اور نُو رکو سزائے موت، دس دس سال قید اور ایک ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنادی۔ (سوموار ۳۱ اگست جنگ لندن ۲۰۰۹ء)

پولیس کے مطابق کورنگی صنعتی ایریا میں تیرہ سالہ آئزک ولد منظور مسیح کو گزشتہ شب تین افراد وسیم، جاوید اور بلال نے اغواء کیا اور تین گھنٹے زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد بلال کالونی حدود میں بچے کو پھینک دیا۔ ملزمان کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ (جنگ لندن ۲۲ ستمبر ۲۰۰۹ء)

لاہور وحدت کالونی کی رہائشی نو سالہ بچی عائزہ سے زیادتی کے ملزم کو گرفتار کرلیا گیا۔

(جنگ لندن ۲۸ ستمبر ۲۰۰۹ء)

سیالکوٹ کے سرحدی گاؤں میں ایک شخص رفاقت نے اپنے باپ لیاقت کے ساتھ مل کر اپنی بیوی کو زندہ جلا دیا۔ (جنگ لندن ۲۹ ستمبر ۲۰۰۹ء)

بہاولپور سٹی پولیس نے فحاشی کے الزام میں چھاپہ مار کر عورت سمیت تین مردوں کو گرفتار کر لیا۔ لاہور جوہر ٹاؤن گیسٹ ہاؤس پر پولیس نے چھاپہ مار کر نازیبا حرکات کرتے ہوئے روبینہ، فوزیہ، زیبا، شبانہ اور اعجاز، اسماعیل، شکیل ساجد اور اکرم وغیرہ کو گرفتار کرلیا۔ (جنگ لندن ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کی سولہ سالہ لڑکی کو سرفراز اور ارشاد نے گن پوائنٹ پر گھر سے اغواء کرلیا۔

(جنگ ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

لاہور گیسٹ ہاؤس ماڈل ٹاؤن میں پولیس نے چھاپہ مار کر چھ لڑکوں اور چھ لڑکیوں کو نازیبا حرکات کرتے ہوئے گرفتار کرلیا۔ (جنگ لندن ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

منڈی بہاؤالدین کی رہائشی ۱۶ سالہ نورین اختر کو اس کا بہنوئی فاروق اور اس کے دو ساتھی اغواء کر کے جوہر آباد لے گئے جہاں وہ اسے ڈیڑھ ماہ تک اجتماعی زیادتی کا نشانہ بناتے رہے۔

(۸ ستمبر ۲۰۱۰ء جنگ لندن)

بھٹ شاہ میں قائم سیلاب متاثرین کے کیمپ میں خاتون سے اجتماعی زیادتی کی واردات۔

(۲۸ستمبر ۲۰۱۰ء جنگ لندن)

کراچی: لانڈھی میں ایک نوجوان نے گھریلو جھگڑے کے دوران اپنے چھوٹے بھائی تیرہ سالہ قیصر کو قتل کر دیا۔ (جنگ لندن ۲۹ستمبر ۲۰۱۰ء)

گھریلو ناچاقی پر دیور فرحان نے اپنی بھابی ارم کے بال کاٹ کر اسے گنجا کر دیا۔تشدد کا نشانہ بھی بنایا۔ (جنگ لندن ۱۴اکتوبر ۲۰۱۰ء)

شیخوپورہ نوجوان نے دو خواتین کی مدد سے لڑکی کو اغواء کر لیا۔

کوٹ مبارک سے دو ہفتہ قبل اغواء ہونے والی شادی شدہ اور حاملہ خاتون کلثوم بی بی کو برآمد نہیں کرایا جا سکا۔ بچہ پیدا ہو جانے کے بعد اغواء کاروں نے کلثوم بی بی کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لیے جمعہ ۲۳ اکتوبر کو عام بولی کے بعد اُسے زیادہ سے زیادہ قیمت لگانے والے خریدار کے حوالے کر دیا جائے گا۔ (جنگ لندن ۲۰اکتوبر ۲۰۰۹ء)

کراچی سیشن جج ملیر غلام مصطفیٰ میمن نے سترہ سالہ ذیشان بٹ پر جیل میں پولیس اہلکار شکیل، طالب اور قیدی سرور کا جنسی تشدد ثابت ہو جانے پر مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا۔ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ (جنگ لندن ۲۱اکتوبر ۲۰۰۹ء)

سیالکوٹ علاقہ حاجی عبدالغنی دربار والے محلّہ بابے بیری سے ۴ افراد ایک عورت کو اغواء کر کے لے گئے اور ۸ روز مختلف مقامات پر لے جا کر مبینہ طور پر زیادتی کرتے رہے۔ (جنگ لندن اکتوبر ۲۰۰۹ء)

ڈیرہ غازی خان: محمد اشفاق نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ محبوب احمد اور شاہ نواز مسلح ہو کر میرے گھر آئے انھوں نے میری بیوی منظوراں کو زبردستی پکڑ لیا، ملزم محبوب احمد نے میری بیوی کے ساتھ گن پوائنٹ پر زیادتی کی اور دوسرا ملزم نگرانی کرتا رہا۔ (جنگ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

حیدر آباد: صدر جامع مسجد کے قریب واقع ایک مکان میں ملزم ایوب قریشی نے ناجائز تعلقات کے شُبے میں اپنی بیوی، سالی اور ہم زلف کو چھُرے سے پے در پے وار کر کے بے دردی سے قتل کر دیا۔ (جنگ لندن ۱۹اکتوبر ۲۰۰۹ء)

سرگودھا کے نواحی گاؤں ایک سو ایک شمالی میں روبی پروین نامی لڑکی سے اجتماعی زیادتی کرنے والے ملزمان کا پولیس نے ڈی این اے ٹیسٹ کروانے سے انکار کر دیا۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج شرقی منور سلطانہ نے دس سالہ لڑکی سے زیادتی کے ملزم سجاد کو چار سال قید اور دس ہزار روپے جُرمانہ کر دیا۔ (جنگ لندن ۱۱۹اکتوبر ۲۰۰۹ء)(جنگ لندن ۱۲۲اکتوبر ۲۰۰۹ء)

پانچ خواتین کو زندہ درگور کرنے کے مقدمے میں ملوث چار مجرموں کو سزائے عمر قید۔

''پانچ خواتین کو ۲۰۰۸ء میں سیاہ کاری کے الزام میں زندہ درگور کر دیا گیا تھا۔ یہ واقع نصیر آباد کے نواحی گاؤں گوٹھ کورنگ میں پیش آیا تھا''۔ (جنگ لندن ۱۰مارچ ۲۰۱۰ء)

کراچی: لانڈھی مجید کالونی میں فیکٹری ملازم آصف نے مہنگائی اور غربت سے تنگ آ کر اپنے تین بچوں ۵ سالہ وقاص، ۳ سالہ محسن، ڈیڑھ سالہ یاسین اور اہلیہ ۲۵ سالہ تاج بی بی کو گلا دبا کر ہلاک کر دیا اور خود پھندا ڈال کر خودکشی کر لی۔ (روزنامہ اُمّت ۸ستمبر ۲۰۱۰ء)

سرگودھا: جہانیاں شاہ کے نواحی کھیتوں میں نصب ٹیوب ویل پر نہانے والے کمسن بچے کو دو اوباش افراد سبطین اور حسنین نے زیادتی کا نشانہ بنا کر زخمی کر دیا۔ (جنگ لندن ۱۴ستمبر ۲۰۱۰ء)

مصری شاہ لاہور کے علاقے عثمان گنج میں بھانجے نے فائرنگ کر کے ماموں کو قتل اور ممانی کو زخمی کر دیا۔ (جنگ لندن ۱۶ستمبر ۲۰۱۰ء)

کھپرو: میٹرک کی طالبہ کے ساتھ اجتماعی زیادتی اور تشدّد کرنے کے بعد نوجوانوں نے موبائل فون کے ذریعہ مووی بنا کر انٹرنیٹ پر جاری کر دی۔ تین خواتین فرحت، نایاب، ترحیم اور چار لڑکوں کے خلاف مقدمہ درج۔

ڈگری: درندہ صفت شخص نے ۱۰سالہ لڑکی کو اغواء کے بعد زیادتی کرنے کی کوشش کی، مزاحمت کرنے پر بچی کو ذبح کر کے لاش کھیتوں میں پھینک دی۔ گوٹھ نُو محمد ہالے پوٹہ میں شریف بھیل نے اپنی ۱۸سالہ بھتیجی کو کاروکاری کے الزام میں قتل کر دیا بعدازاں لاش کو جلا دیا۔ (جنگ لندن ۱۵اکتوبر ۲۰۱۰ء)

رتوڈیرو: ایک نوجوان غلام مصطفیٰ نے اپنی ۴۵ سالہ چچی کو کاروکاری قرار دے کر مار دیا۔

(جنگ ۲۳نومبر ۲۰۱۰ء)

گوجرانوالہ: تین روز قبل اغواء کی گئی تین سالہ اسماویہ کی لاش کوڑے کے ڈھیر پر پڑی ہوئی مل گئی۔ اسے زیادتی کے بعد قتل کیا گیا تھا۔ (جنگ لندن ۱۱ دسمبر ۲۰۱۰ء)

نواب شاہ: ہندو عورتوں سے اجتماعی زیادتی کے الزام میں زمیندار سمیت ۱۳ افراد گرفتار۔

(جنگ ۱۴ مارچ ۲۰۱۱ء)

سیالکوٹ: گھریلو تنازعہ پر حقیقی ماموں افتخار نے گھر کے دروازے پر کھیلتی ہوئی ڈیڑھ سالہ بھانجی زینب کو اغواء کیا اور قتل کرنے کے بعد لاش کو نہر میں بہا دیا۔ (اردو ڈیلی نیوز انٹرنیشنل ۲۲ دسمبر ۲۰۱۰ء)

کوٹ رادھا کشن چک ۵۹ کے رہائشی اسلم نے اپنی شادی شدہ بہن کوثر بی بی، بھانجی نسرین اور بھتیجی شمائلہ کو کردار پر شک کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ (جنگ لندن ۳ جولائی ۲۰۱۰ء)

بہاول پور میں چک ۲۵ بی سی کے رہائشی سرفراز احمد نے گھریلو ناچاقی کی وجہ سے مغرب کے وقت اپنی بیوی، سالی فرزانہ، ساس عائشہ بی بی اور سولہ سالہ سالے عمران کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

(جنگ لندن ۴ جولائی ۲۰۱۰ء)

اتوار اور پیر کی درمیانی شب تھانہ ڈاکس کی حدود محمدی کالونی میں فیصل چوک پر مسجد اقصیٰ کے قریب رہائش پذیر حمید گل نے جائیداد کے تنازعے پر جھگڑے کے دوران سر پر ڈنڈہ مار کر اپنے والد ساٹھ سالہ محمد گل ولد عبدالولی کو ہلاک کر دیا۔ (جنگ لندن ۱۳ اگست ۲۰۱۰ء)

پڑ عیدن کے قریب دریا خان مری تھانہ کی حدود میں بیٹے نے اپنے والد ۷۰ سالہ غلام قادر کو اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

گھریلو ناچاقی کی وجہ سے بیٹے نے اپنے والد ۶۵ سالہ اسلم کو قتل کر دیا۔ (جنگ لاہور ۱ مئی ۲۰۱۱ء)

لاہور: بشیر کالونی شاہدرہ میں باپ نے اپنے بائیس سالہ بیٹے کو تھپڑ مارنے اور نافرمانی پر چُھریوں کے وار کر کے قتل کر دیا۔ (جنگ ۱۰ جون ۲۰۱۱ء)

کراچی بلدیہ ٹاؤن کالا خان چوک کے قریب رہائش پذیر گل رحیم کو اس کی اہلیہ، بھائی اور بھاوج نے بغدے کے وار کر کے ہلاک کر دیا۔ ملزمان نے مقتول کی لاش پانی کے ڈرم میں ڈال کر ڈرم میر عالم روڈ پر ایک ویران جگہ پھینک دیا تھا۔ ملزم اپنے بھائی کے خُون آلود کپڑے پھینک رہا تھا کہ پولیس

نے اسے اسے گرفتار کر کے اسکی نشاندہی پر لاش برآمد کر لی۔ (جنگ لندن ۱۶ اگست ۲۰۱۰ء)

گوجرانوالہ: عید کے روز شلوار قمیض کے ساتھ پینٹ شرٹ نہ لے کر دینے پر بیٹے نے باپ کا سر پھاڑ دیا۔ (جنگ لندن ۱۴ ستمبر ۲۰۱۰ء)

قصور: کنگن پور میں باپ نے اڑھائی ماہ کا بیٹا زمین پر پٹخ کر مار دیا۔

کراچی: ملیر زکریا گوٹھ میں ظالم شخص نے اپنی بیوی کبریٰ، سات سالہ بیٹی رمشہ اور اڑھائی سالہ عبداللہ کو ذبح کر دیا۔ اور سترہ سالہ بیٹی مدیحہ کو شدید زخمی کر دیا۔ پولیس نے ملزم اور اسکے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ (جنگ لندن ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۰ء)

کراچی: خیر پور کے محلّہ وانڈو میں بچوں کی لڑائی پر دو چچاؤں نے اپنے بھتیجے چار سالہ مزمّل حسین کو جھاڑو سے آگ لگا دی جس سے بچے کا ستّر فیصد بدن جل گیا۔ صدر پاکستان زرداری نے نوٹس لے لیا۔ (اُمّت ۲۴ اکتوبر ۲۰۱۰ء و جنگ لندن)

مانسہرہ: گھاس کو آگ لگانے کے تنازعہ پر خان افضل نے فائرنگ کر دی جس سے تین سگے بھائی طاہر، علی بہادر اور دِل محمد کے علاوہ ایک شخص عبدالرحمان ہلاک ہو گئے اور دو آدمی زخمی ہوئے۔

(روزنامہ اُمّت کراچی یکم نومبر ۲۰۱۰ء)

گھریلو تنازعے پر شوہر نے اپنی دو بیویوں کو قتل کر دیا۔ بھاٹی گیٹ لاہور میں بدچلنی کے شبے میں افتخار عرف پپو نے اپنی بیوی اور دو جوان بیٹیوں سمیت ایک شخص ارشد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔

بیٹی کے اغواء اور بیوی کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر خود کو آگ لگانے والا عبدالغفار دم توڑ گیا۔ تاحال نہ تو بیٹی بازیاب ہو سکی ہے اور نہ ہی بیوی کا پتہ لگ سکا ہے۔ (جنگ ۱۳ مارچ ۲۰۱۰ء)

خاتون کو جنسی ہوس کا نشانہ بنا کر سر بھی مونڈ ڈالا۔ (جنگ لاہور ۱ مئی ۲۰۱۱ء)

دو ہندو عورتوں کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے الزام میں زمیندار سمیت تین افراد کے خلاف مقدمہ۔ ایک خاتون حاملہ تھی۔ تین سالہ بچی سے زیادتی کے ملزم کو جیل بھیج دیا گیا۔ حیدر آباد: دیورانی سیما نے اپنی جیٹھانی نگہت کو مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا۔ جس سے جیٹھانی ہلاک ہو گئی۔ گوجرانوالہ: جائیداد کے تنازعے پر بیٹے نے فائرنگ کر کے اپنے باپ کو ہلاک کر دیا۔ زیادتی کا شکار ہونے والی لڑکی نے بتایا

کہ اغواء کاروں میں نکاح خواں بھی تھا جو اغواء کر کے لائی جانے والی لڑکیوں سے پہلے ہی دستخط کروالیتا تھا یا انگوٹھے لگوالیتا تھا۔ (جنگ سولہ مارچ ۲۰۱۰ء)

فیصل آباد میں پندرہ سالہ لڑکی مہوش اور سولہ سالہ نسرین کو اغوا کر کے زیادتی کی گئی۔

آج کل تیزاب سے عورتوں کے چہرے اور بدن جلانے کے واقعات بھی کثرت سے ہو رہے ہیں۔

متفرق خبریں

سرگودھا اجنالہ روڈ سمیت مختلف شاہراہوں پر خوبرو لڑکیاں بوڑھی عورتوں کے ساتھ سڑک کے کنارے کھڑی ہو جاتی ہیں اور اکیلے گاڑی سوار کو روک کر گاڑی میں سوار ہو جاتی ہیں اور بلیک میل کر کے لوٹ لیتی ہیں۔ (مولوی بھی یہی کام کرتے ہیں مگر دوسرے انداز سے) (جنگ ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

سیالکوٹ: سولہ رہائشی کالونیوں میں سے صرف چار منظور شدہ ہیں۔ (کاش مولوی سڑکوں پر احتجاج کرنے اور ڈنڈے کھانے کے بجائے لوگوں کو اچھا مسلمان بناتے) (جنگ لندن ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

شیخوپورہ کی ایک خاتون اپنی نوزائیدہ بچی کو غربت کی وجہ سے شامی روڈ پر پھینک کر فرار ہو گئی۔ (مولوی صرف امریکہ کے خلاف آواز اُٹھاتا ہے) (جنگ لندن ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

ختم نبوت کانفرنس قادیانیوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔ (سفید جھوٹ ہے۔ ایسی کیل جو ایک سو پچیس سال میں نہ بن سکی وہ کبھی بھی نہیں بنے گی۔ جو خود مُردہ ہوں وہ تابوت نہیں بنا سکتے ہیں) (اوصاف ۲۹ نومبر ۲۰۰۹ء)

ختم نبوّت اکیڈمی لندن کے سربراہ مولانا عبدالرحمان باوا اور بہت سے ملاؤں نے کہا ہے کہ فقہا کا فتویٰ ہے کہ احمدی یا کسی بھی غیر مسلم کے لیے دُعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی۔ (ایسے خیالات رکھنے والے مولوی کی اپنے لیے کی ہوئی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ دوسروں کے لیے کرے نہ کرے کوئی فرق نہیں پڑتا) (جنگ ۱۹ جون ۲۰۱۰ء)

''جیسے جھوٹے اور منافق حکمران (اور مُلّا) پاکستان کو ملے ہیں، کہیں اور نہیں ہوں گے۔ اس ملک میں جھوٹ بولنے والے بچ نکلتے ہیں اور سچ بولنے والوں کو سزاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' ڈاکٹر

عبدالقدیر۔'' (یاد رہے ڈاکٹر صاحب نے ٹیلی ویژن پر اپنے غدّار ہونے کا اقرار کیا تھا اور قوم سے معافی مانگی تھی۔ یقینی طور پر صرف جھوٹے کو سزا ملنا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب کو جو سزا ملی وہ بھی ایک لمبے عرصہ تک قوم کو بے وقوف بنانے پر ملی تھی۔ جس کا اقرار موصوف نے خود کیا تھا) (روزنامہ اُمّت کراچی ۲۱ جون ۲۰۱۰ء)

اسلام آباد پولیس نے دو ملزمان پکڑ لیے چھبیس ہزار دو سو چوراسی شراب کی بوتلیں برآمد۔ (روزنامہ الاخبار اسلام آباد یکم جولائی ۲۰۱۰ء)

جامشورو: یتیم خانے کی تعمیر کے دوران لوہے کے پائپ چوری کر لیے گئے (جنگ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں سے امن کی اپیل کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ کسی کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ دیوبندی، بریلوی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ دیوبندی، بریلوی فرقے کو لڑوانا گھناؤنی سازش ہے۔ (اگر واقعی دونوں بھائی بھائی ہیں تو ان کی کتابیں پڑھنے کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بڑے ''عجیب'' اور ''غریب'' ہیں دونوں بھائی) (جنگ ۲۸ فروری ۲۰۱۰ء)

امیر جماعت اسلامی منوّر حسن نے کہا ہے کہ مسالک کے درمیان آگ بھڑکانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ (اسے کہتے ہیں ''چور مچائے شور'') (جنگ یکم مارچ ۲۰۱۰ء)

رسول اللہ سے محبت کی نشانی قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہے۔ قادیانیوں سے دُشمنی ہی محبت نبوی کا ثبوت ہے۔ (آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے نہ صرف تمام انسانوں کے لیے بلکہ تمام مخلوقات کے لیے۔ مولوی کو اندھیرے میں دُور کی سوجھی) (علامہ حمادی جسارت ۲ دسمبر ۲۰۰۷ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کی پیدائش احرار کی کوکھ سے ہوئی۔ (جیسی کوکھ ویسی اولاد)

ختم نبوّت ایمان کا حصہ ہے، جہاد کے مُنکر کافر ہیں۔ (جب جہادیوں کی بات کرتے ہیں تو شیخ رشید (المعروف شیداٹلی) آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے) (پاکستان ۲۶ اپریل ۲۰۰۵ء)

قاضی حسین احمد کہتے ہیں کہ آغا خان فاؤنڈیشن باز نہ آئی تو قادیانیوں والا حشر کریں گے۔ صدر مشرف ہمارے راستے سے ہٹ جائیں امریکہ سے نمٹ لیں گے۔ (احمدیوں کا بجٹ ہزاروں روپے سے اربوں روپے ہو گیا۔ احمدیوں کی تعداد ایک سے سولہ کروڑ ہو گئی۔ اخبار آج کل میں دست بریدہ کے نام سے سبط حسن گیلانی کا ایک مضمون ۱۹ اگست ۲۰۰۹ء کو شائع ہوا ہے جس میں گیلانی صاحب

فرماتے ہیں کہ ''اپریل ۱۹۸۴ء میں ایک سیاہ فرمان کے ذریعے ایک مختصر سے فرقے کو اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے اور ان پر 'مسجد' لکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔اب یہ فرقہ پاکستان سے باہر بیسیوں ممالک میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں مسجدیں تعمیر کر چکا ہے۔ہمیں اپنے مسلم اکثریتی ملک میں جگ ہنسائی کے سوا کیا ہاتھ آیا؟'' قارئین قاضی صاحب اپنی مثال دیتے تو بہتر تھا پہلے وہابی تھے پھر دیوبندی ہوئے پھر جماعت اسلامی اور پھر جماعت اسلامی سے ڈھیروں ٹکڑیاں معرضِ وجود میں آئیں جیسے تبلیغی جماعت، تنظیم اسلامی اور اصلاحی تحریک جس کے رُوحِ رواں جناب غامدی ہیں۔صوفی محمد بھی ہم خیال ہیں بس طریقہ کار میں اختلاف بتاتے ہیں۔پہلے امریکہ پیسے دیتا تھا اب مارتا ہے۔اب امریکہ کو گالیاں دے کر دال روٹی چل رہی ہے یا توہین رسالت کے نعرے لگا کر سیاسی دکان چمکائی جا رہی ہے۔مشرف جا چکے ہیں کر لیجیے جو کرنا ہے۔سچ ہے کہ کیا پدّی کیا پدّی کا شوربہ۔ (نوائے وقت ۳۰ مارچ ۲۰۰۴ء)

کالم نگار ہارون رشید صاحب فرماتے ہیں ہمارے ہاں تو جو لوگ اس امریکہ دُشمنی کے دعویدار ہیں، وہ تو اختلافی بات کرنے پر اپنے ہم کلمہ بھائیوں کو بھی مارنے پر تُل جاتے ہیں۔(خُون مُنہ کو لگ گیا ہے، امریکہ سے جُوتے پڑتے ہیں، کیا کریں؟ بھائی کے خُون پر گذارا ہے) (جنگ ۱۳ فروری ۲۰۱۱ء)

مُفتی منیب الرحمان سلیم نے شہداءِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیرہ ہزار شہداءِ ختم نبوت نے جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ناموس رسالت کی لاج رکھ لی۔(عجیب لاج رکھی احمدیہ مسلم جماعت کا ۲۰۰ ممالک میں نفوذ ہو چکا ہے، تیرہ ہزار جان سے گئے) (''جنگ لاہور'' یکم اپریل ۲۰۰۴ء)

قادیانیوں سے متعلق عالمی سطح پر قوانین وضع کیے جائیں۔یو۔این۔او سمیت تمام عالمی ادارے اس سلسلے میں کردار ادا کریں۔لندن میں مولویوں کے خطاب۔(گویا مولوی بے بس ہوگئے ہیں اور اب اُن کو مدد کے لیے پکار رہے ہیں جن کے دن رات جوتے کھاتے ہیں) (جنگ کراچی ۲۱ جولائی ۲۰۰۹ء)

مغربی ممالک قادیانیوں کو سیاسی پناہ نہ دیں۔(اسلامی دہشت گردوں کو ختم کرنا زیادہ ضروری ہے۔مغربی ممالک) (جنگ ۲۳ جولائی ۲۰۰۱ء)

یورپی ممالک قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیں۔(کیا قادیانی تمام اسلامی ممالک میں غیر مسلم ہیں؟ مغربی ممالک۔اسے کہتے ہیں مینڈکی کو زکام ہونا) (مجلس ختم نبوت جنگ ۲۵ جولائی ۲۰۰۱ء)

قادیانی تحریک انجام کو پہنچنے والی ہے۔(ایک سو پچیس سال سے یہی سُن رہے ہیں۔عوام)
(اکرم طوفانی جنگ ۲۹ نومبر ۲۰۰۲ء)

غیر مسلموں کو تبلیغ کی کھلی چھٹی نہیں دی جاسکتی۔(امریکہ میں نومسلموں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔برطانیہ میں اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں۔مولوی۔''اوروں کو نصیحت خود میاں فصیحت'')
(مولانا سعید احمد جلال پوری جنگ ۱۹ مئی ۲۰۰۴ء)

نواب شاہ: قادیانیوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں۔لیاقت مارکیٹ میں قائم عبادت گاہ میں باآواز بلند اذان اور نماز پڑھنے لگے ہیں اور بلند آواز سے قرآن بھی پڑھتے ہیں۔مولویوں نے قادیانیوں کی عبادت گاہ بند کرنے اور تبلیغ روکنے کا مطالبہ کیا ہے۔(نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت سن کر کُفّار مکّہ کے دل دُکھتے تھے یا پھر شیطان کو تکلیف ہوتی ہے۔اس دور میں علماءِ سُوء کو بھی احمدیوں کے نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے پر تکلیف ہوتی ہے) (جسارت ۹ جون ۲۰۰۷ء)

رحمان ملک نے کہا ہے کہ سپاہ صحابہ کے ماضی میں القاعدہ سے روابط رہے۔(بہت دیر سے خبر ہوئی۔ملک صاحب! ''باغ تو سارا جانے ہے'') (جنگ یکم مارچ ۲۰۱۰ء)

وزیر اعظم گیلانی نے کہا ہے کہ دہشت گردی کی کمر توڑ دی ہے۔(سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔قارئین! اسی اخبار میں تین بم دھماکوں کی خبریں بھی ہیں۔لکھا ہے کوئٹہ میں دھماکہ ایک شخص ہلاک، ہنگو میں خودکش حملہ آٹھ خواتین سمیت چودہ افراد ہلاک اور ٹل میں دھماکہ) (جنگ ۵ مارچ ۲۰۱۰ء)

عالمی مجلس ختم نبوت کے مولانا سعید احمد جلال پوری کو کراچی میں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا گیا۔زید حامد اور حماد نامی اشخاص کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا گیا۔(تشدد کی تعلیم دی اور تشدد ہی سے ہلاک ہوئے۔سچ ہے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) (جنگ گیارہ مارچ ۲۰۱۰ء)

اغواء کے بعد مزدور رہنما کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا، زخموں میں مرچیں ڈالی گئیں، بال اور مونچھیں کاٹی گئیں اور نکیل ڈالی گئی۔(نہ مزدور غیر مسلم تھا اور نہ مجرم غیر مسلم تھا) (جنگ بارہ مارچ ۲۰۱۰ء)

فروری کے مہینے میں بلاٹکٹ سفر کرنے پر ۲۲ ہزار افراد گرفتار، تراسی لاکھ چھیالیس ہزار روپے جُرمانہ وصول کر لیا گیا (یہ ہے علماءِ سُوء کی تربیت۔ایسے مسلمانوں سے اللہ بچائے) (جنگ تیرہ مارچ ۲۰۱۰ء)

سرگودھا: عدالتی احکامات کی خلاف ورزی پر اکسٹھ ۶۱ تھانیداروں کے بلا ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری۔(ایسے افسروں کو مولوی اسلام کے سپوت سمجھتا ہے) (جنگ تیرہ مارچ ۲۰۱۰ء)

☆☆

دعوتِ فکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگردوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔وہ ایسے بھاری بوجھ جن کو اُٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ ان کو اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کو کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویز بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں۔اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کُرسیاں۔اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربّی کہلانا پسند کرتے ہیں۔مگر تم ربّی نہ کہلواؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔ (متی باب ۲۳ آیات ۲ تا ۹)

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ آسمان کی بادشاہی لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو اور دکھاوے کے لیے نماز کو طُول دیتے ہو۔تمہیں زیادہ سزا ہوگی۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ ایک مرید کرنے کے لیے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مُرید ہو چکتا ہے تو اُسے اپنے سے دُونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پودینہ اور سونف اور زیرہ پر دَہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان چھوڑ دیا ہے۔لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اُونٹ کو نگل جاتے ہو۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مُردوں کی ہڈّیاں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں۔اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو مگر باطن ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہیں۔

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کے خُون میں ان کے شریک نہ ہوتے۔اس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔

(متی باب ۲۳ آیات ۱۳ تا ۳۱)

معزز قارئین! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فکر انگیز بیان میں علماء سُوء کے رنگ ڈھنگ یہودی فقیہوں اور فریسیوں جیسے دکھائی دیتے ہیں۔عصرِ حاضر کے علماء سُوء کا حال بھی یہودی ریاکار فقیہوں اور فریسیوں سے کم نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق نام نہاد علماء اور نام نہاد مسلمانوں کا یہودیوں سے مشابہ ہونا ضروری تھا۔یہودیوں کی اصلاح کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔کیونکہ مسلمانوں نے بھی یہودیوں کی مشابہت اختیار کرنا تھی اس لیے اُمّتِ محمدؐیہ میں آنے والے امام مہدی کو مسیح موعود علیہ السلام بھی کہا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق خُدا تعالیٰ سے خبر پا کر امام مہدی و مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے پاک وجود حضرت مرزا غلام احمد

صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خُدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خُدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خُدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگر چہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگر چہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔

اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں، کس دَف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خُدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سُننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ۴۴)

دُنیا مجھے قبول نہیں کرسکتی کیونکہ میں دُنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے مَیں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین مَیں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قذاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد۳ صفحہ۳۴)

بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم پاکیزہ کلام سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اُٹھ جائے اماں ،پھر سچے ہوویں شرمسار
اِس قدر نُصرت کہاں ہوتی ہے اِک کذّاب کی
کیا تمہیں ڈَر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار
کیا تماشہ ہے کہ مَیں کافر ہوں تم مومن ہوئے

پھر بھی اِس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار
اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے
ہاتھ کس کا ہے رَد کرتا ہے وہ دُشمن کا وار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذّب کے لیے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار
ہے کوئی کاذّب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسے جس کی تائیدیں ہوئی ہوں باربار
سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں سے میں مقصد پا گیا اور تم ہو خوار
اب اِسی گُلشن میں لوگوراحت و آرام ہے
وقت ہے جَلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

(درثمین کلام بانی جماعت احمدیہ عالمگیر)

